تهذیب النسوان

وتربیة الانسان



طبع فی المطبع الصدیقی الکائن

فی بهوپال المحمیة تحت ادارة

الحافظ اکرام الله

سلمه الله

سنه ۱۳۰۲

اعلام

سابق مین اس کتاب کامل الشماب کے ہزار نسخے طبع ہو کر
تھے سب کے سب دست بدست تقسیم ہو گئے ایک بھی نہ بچا . مگر
شائقین کی درخواست دوبارہ طبع ہونے کے لیے بکثرت ہوئی تا آنکہ
جناب معلے القاب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ عالیہ والیہ
ریاست بھوپال دام اقبالہا نے اس کتاب کو دوبارہ ملاحظہ فرمایا
احادیث ضمیمہ کو درج کتاب کیا اسکے سوا اور بعضے احادیث وغیرہ انکا
حسب موقع و محل اضافہ فرمایا اسامی مخرجین و رواۃ حدیث جو باقی تھے
اونکو لکھ دیا بعض مسائل مین تفصیل عمدہ فرمائی پھر بعد ربط و ضبط کے
دوبارہ حکم طبع نافذ فرمایا چنانچہ ہزار نسخے باحسن الوجوہ طبع ہوے
اسلیے یہ کتاب بہ نسبت سابق کے بہمہ وجوہ آراستہ و پیراستہ ہو گئی
خداے تعالی جناب مؤلفہ دام مجدہا کو تا دیر گاہ قائم و دائم رکھے اور
مؤمنین و مومنات کو نفع تام عنایت فرماوے
آمین

تهذيب النسوان

وتربية الانسان

طبع في المطبع الصديقي
الواقع في بلدة بهوپال
المحمية
سنة ١٣٠٣ الهجرية

اور کم فہمی اور بےعلمی اور بےہنری سے کہو دیتی ہین اور بہزار ان شبینہ کو محتاج ہوجاتی ہین اور سواے محتاجی اور افلاس کے اپنی جہالت اور بےعلمی کے باعث سے دین و ایمان کا بہی خیال اور اندیشہ نہین رکہتی ہین اور ہر طرح کے شرک اور بدعت وغیرہ مین گرفتار ہوکر آخرت کو بہی تباہ اور برباد کرتی ہین اس لیے کہ دنیا کی درستی آخرت کا بناؤ اللہ تعالی کی معرفت علم ہی پر موقوف ہے بقول سعدی ع که بے علم نتوان خدا را شناخت ۞ اور جیسے اپنے جہل اور بیوقوفی کی وجہ سے دنیا و آخرت کی خرابی کر لیتی ہین ویسے ہی اپنی جان کی بہی حفاظت اور احتیاط نہین کرسکتی ہین چنانچہ اکثر عورتین زچاخانے مین ہر نوع کی تکلیفین اور بیماریان اوٹہاتی ہین بلکہ بہت عورتین اسی مین ضائع ہوجاتی ہین گو اونکی عمر اوتنی ہی ہوتی ہے مگر بےاحتیاطی کا حیلہ ہوجاتا ہے اور جو عورتین اپنی زندگی سے اتفاقاً بچ بہی جاتی ہین تو وہ بیچاریان اکثر امراض مین گرفتار ہوکر ہمیشہ ایذا اور تکلیف مین مبتلا رہتی ہین یعنی کسیکا پیٹ بڑہ جاتا ہے کوئی سیلان اور خناق رحم اور مرض زباح وغیرہ مین مدام گرفتار اور آلودہ رہتی ہے باوجودیکہ اولاد کا ہونا ہر عورت کے واسطے مقرر ہے الا ماشاء اللہ اور جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے تب سے یہ کارخانہ آلہی برابر جاری اور قائم ہے کہ جسکو عرصہ کئی ہزار برس کا گذرا ہے مگر ان جاہل اور نادان اور بیہودہ عورتون کو اب تک کسی طرح کا تمیز اور سلیقہ اپنی موت اور زندگی اور پرورش اور بچون کی تعلیم اور زچا کی احتیاط اور شادی غمی وغیرہ کا حاصل نہوا اور جو جو نقصانات انکی بےعلمی اور نادانی کی وجہ سے

ہرامر مین پیش آتے ہین وہ سب پر روشن اور عیان ہین حاجت بیان کی نہین
ہے اور یہ تمام ضرر اور نقصانات دارین کے اسی بے علمی کی وجہ سے ہو سمجھتے
ہین اس واسطے مینے یہ رسالہ موسوم بہ تہذیب النسوان وتربیۃ الانسان
مشتمل بیس باب اور آٹھ فصلون پر کہ جسمین شروع حمل سے مرنے تک کا حال ہے
اردو زبان مین واسطے تعلیم عورتون کے موافق اپنی عقل اور تجربے کے لکھا تاکہ
ہر عورت اس سے فائدہ اوٹھاوے اور مجھکو دعائے خیر سے حاضر و غائب یاد کرے

باب اول

فصل عورتونکے امراض اور اونکے ادویہ کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ اکثر عورتون کو امراض رحم ہی سے پیدا ہوتے ہین یعنی رحم کے بگاڑ
سے ہر طرح کا مرض شل یکلی اور سختی رحم وغیرہ کے پیدا ہوتا ہے کہ جس سے حیض آنا
کم ہو جاتا ہے اور بسبب قلت حیض کے ہر طرح کے امراض پیدا ہوتے ہین جیسے
دوران سر اور غثیان اور درد سر اور تبخیرا ور گھبراہٹ اور اعضا شکنی اور تشنج اور
درد شکم وغیرہ اور بعض کی قلت ایام سے بینائی بھی کم ہو جاتی ہے بلکہ جس کی وجہ سے
اکثر امراض مہلک اور سخت ایسے پیدا ہو جاتے ہین کہ جسکا علاج دشوار اور مشکل
ہو جاتا ہے اور ایسے ہی سببون سے اولاد ہونا بھی موقوف ہو جاتا ہے غرضکہ
قلت ایام کی نہایت مضر ہوتی ہے پس اس سے غفلت اور بے پروائی کرنا نچاہیے

جب اپنے معمول مین قلّت معلوم ہو تو اوس وقت اوسکی تدبیر اور علاج کرنا بہت ضرور ہے اور قلّت ایام کے کئی سبب ہوتے ہین یعنی گرمی اور سردی اور رطوبت اور جھکنا رحم کا اور ورم رحم اور صلابت رحم اور قلّت خون کہ یہ سب باعث حبس کے ہین پس اسکا علاج کرنا لازم ہے جب حبس معلوم ہو تو اوس وقت کوئی مُدِر دوا پیے یا کوئی لیپ لگاوے یا کسی قابلہ سے ایسی دوا استعمال کراوے کہ جس سے رحم درست ہو اور ورم اور صلابت کو مفید ہو مگر جہان تک ہو سکے کہانے پینے اور ضماد ہی کا علاج کرے اور استعمال کی دوا سے بچے کیونکہ قابلہ کے علاج سے اکثر مضرت ہوتی ہے اور پیٹ اور رحم کو عادت دستکاری کی ہو جاتی ہے کہ جس سے ہمیشہ قابلہ کی حاجت رہتی ہے اور اکثر قابلہ علاج مین کوتاہی کرجاتی ہین تاکہ عورتین ہمیشہ اونکی محتاج رہین اور اونکو اپنی آمد رہے اسلیے چاہیے کہ جب حاجت علاج کی ہو تو کسی حکیم حاذق سے اپنا حال کہے اور اوسکی رائے سے علاج کرے قابلہ کو دخل نہ دے اور اگر حکیم قابلہ کی رائے چاہے تو قابلہ کو دکہا دے اور جو دوا حکیم تجویز کرے اوسکا استعمال قابلہ سے کرائے مگر اوسکی رائے کو دخل نہ دے حکیم کی رائے کے موافق عمل کرے اس مرض کے واسطے فصد پانون کے جس کو صافن کہتے ہین بہت مفید ہوتی ہے اور اگر کسی سبب سے فصد پانون کی ممکن نہو تو باسلیق کی فصد ہی فائدہ کرتی ہے لیکن جو عورت ضعیف القوٰی ہو تو وہ بعد چالیس سال کے بغیر سبب قوی کے فصد نہ لواے یعنے جہان تک ہو سکے اور طرح کے علاج مثل دوا پینے لیپ کرنے سینکنے استعمال کی دوا

وغیرہ سے اس مرض کا تدارک کرے فصد نہ لے اور قوی عورت کو ساٹھہ برس تک
فصد لینے کا اختیار ہے لیکن اوسکو بھی لازم ہے کہ جہان تک ممکن ہو فصد نہ کھلوائے
لیپ سینک پینے وغیرہ کی دوا کیے چنانچہ کئی ادویات مجرب رفع حبس کی واسطے
ضرورت کے لکھی جاتی ہین اول یہ کہ کالی زیرے کا لیپ زیر ناف کرے اور اوسپر نیم
کا بھرتا یا ارنڈ کے پتے باندھے اور المویے کا لیپ بھی مفید ہوتا ہے اور ٹیسو کے پھول
بھی جوش دیکر زیر ناف باندھتے ہین اور ارنڈی کے تیل کا بھی استعمال کرنا مفید ہوتا ہے
اور اگر اس تیل مین زعفران ملاکر استعمال کرے تو زیادہ فائدہ ہوتا ہے اور پینا تخم
خیارین یا تخم خربزے کا بھی فائدہ کرتا ہے اور تخم گاجر بھی مدر ہے اور تخم کسم کو بھی جب
کوٹ کر جوش دیکر پینا مفید ہوتا ہے اور بعض عورتین واسطے ادرار کے ہلدی
کی پھنکی بھی پھانکتے ہین اور کلونجی کا پھانکنا بھی مفید ہوتا ہے اور حبس کے واسطے
حمام کا نہانا بھی فائدہ کرتا ہے پس یہ دوائین تو مفرد لکھی گئی ہین اور ایک نسخہ مرکب
بھی شربت بزوری کا جو واسطے حبس کے نہایت ہی مفید ہے اور وہ اکثر زچاؤن کو
پلایا جاتا ہے ضرورۃً اس جگہ لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے نسخہ شربت بزوری مرکب معتدل

خار خسک نیم کوفتہ	تخم خیارین نیم کوفتہ	تخم کاسنی نیم کوفتہ	تخم خربزہ نیم کوفتہ	ابہل
۳ تولہ	۳ تولہ	۳ تولہ	۳ تولہ	۱۰ تولہ

روناس ۱۰ تولہ پوست فلوس خیارشنبر ۳ تولہ در آب ۵ آثار خیسانیدہ جوش کردہ صاف نمودہ قند سفید ۱ سیر
بقوام آوردہ ریوند ختائی ۲ تولہ باریک سودہ شربت سازند قدر شربت ۲ ۱/۲ تولہ ہمراہ تبرید آب اگر ان

دواؤن کے پینے اور ضماد وغیرہ سے کچھہ فائدہ نہو اور سبب فساد رحم کا معلوم نہو تو چاہیے
کہ اوس وقت علاج قابلہ کا کرے یعنی استعمال دوا کا اور مالش پیٹ کی کراوے اور
کلین وغیرہ لگاوے تاکہ سب رگ پٹھے درست ہوجاوین لیکن زمانہ ایام مین تین روز
تک مالش وغیرہ نکرے اور استعمال کی دوا بھی آگے کی جانب نہ لیوے پیچھے دوا کا استعمال
کراوے اور جب ایام پورے ہوجاوین اوس وقت مالش پیٹ کی اور دوا کا استعمال
آگے کی جانب کراوے اور جب سختی وغیرہ جاتی رہے تو اوس وقت دوا جھاڑ کی لیوے
اور جب خوب اخراج مادے کا ہوجاوے تو پھر تین چار روز دوا قوت کی لیوے اور
جب تک دوا قابلہ کی ہووے تب تک صحبت خاوند سے بچے اور کچھہ کام محنت کا مثل
بوجھہ اوٹھانے یا دوڑنے یا زینہ چڑھنے کے نکرے اور ترشی اور بادی اور سرد چیز سے بھی
پرہیز رکھے اور وقت علاج قابلہ کے اگر ممکن ہو تو حکیم کی راے کو بھی شریک کرلے تاکہ
کسی طرح کا نقصان واقع نہو کیونکہ اکثر دائیان جاہل ہوتی ہین اور مریض کے مزاج
سے واقف نہین ہوتین اپنی راے سے سرد گرم کا لحاظ نہ کرکے خلاف مزاج مریض
اور مرض کے دوا کر بیٹھتی ہین کہ وہ آئندہ کو نقصان کرتی ہے اور پھر اوسکا شفا ہونا
مشکل اور دشوار ہوتا ہے پس اس لیے حکیم کی راے شریک کرنا بہت ہی ضرور ہے
اور یہی چاہیے کہ بغیر کسی ضرورت قوی کے قابلہ کا علاج نکرے اور تدابیر سے کام نکالے
استعمال اور مالش وغیرہ سے حتی المقدور بچتی رہے کیونکہ اس سے رگ پٹھے عورت کے نرم اور ڈھیلے
ہوجاتے ہین اور ادنی صدمے سے اپنی جگہہ سے ہٹ جاتے ہین اور پھر بے مالش درست نہین ہوتے ہین

پس ہر وقت قابلہ کی ضرورت اور احتیاج رہتی ہے اس لیے جہان تک ہو سکے
کہانے پینے ہی کی دوا کرے قابلہ کی دوا سے بچے

فصل مانعات حمل مین

جاننا چاہیے کہ بانجھ کی دو قسمین ہین ایک تو مادرزاد کہ جسکے کبھی بچہ نہوا ہو اسکا علاج مشکل ہے بلکہ ہو نہین ہو سکتا اور دوسری قسم وہ ہے کہ اولاد ہو چکی ہے اور پہر کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے بچہ ہونا بند ہو گیا ہے پس ایسی بانجھ کا علاج ممکن ہے اور اس طرح سے بانجھ ہو جانیکے حکیمون نے کئی سبب لکھے ہین اول تو قوی سبب اولاد نہونے کا امراض رحم کو لکھا ہے مثلاً درد رحم یا ورم رحم یا بثور رحم یا ناسور رحم یا اختناق رحم یا اجتماع آب در رحم یا نفخ رحم یا میلان رحم یعنی جہکسجانا رحم کا یا انقلاب رحم یعنی اولٹ جانا رحم کا یا ضعف رحم یا سیلان رحم یعنی رطوبت پتلی ہو کر بہنا رحم سے یا سیلان منی یعنی منی کا پتلا ہونا اور بہنا اوسکا یا بواسیر رحم یا گوشت کا زیادہ ہونا رحم مین یا زیادہ کشادہ ہو جانا رحم کے موہنہ کا یا فساد قوام منی یعنے بہت غلیظ یا رقیق ہونا منی کا یا کثرت حرارت رحم یا سلابت رحم یا کثرت جماع یا زیادہ موٹا ہونا جسم کا یا زیادہ دبلا ہونا جسم کا یا رحم کے موہنہ پر جہلی کا ہونا یا رحم کا موہنہ بند ہو جانا پس یہ امراض مانع حمل ہین اور دوسرا سبب حکیمون نے منع حمل کا کہانے پینے ادویات وغیرہ کو لکھا ہے جیسے بچوٹی وغیرہ اور یہ دوائین مرکب اور مفرد دونون طرح کی ہوتی ہین اور جیسے ادویات معدنی اور نباتی کہانے پینے

مین مانع حمل ہین ویسے ہی استعمال کی دوائین بھی مانع حمل ہین اور کثرت خوف
اور غم سے بھی حمل نہین رہتا مگر یہ قول صحیح نہین معلوم ہوتا ہے اور سوا اسکے
بہت سے سبب اور امراض نہ رہنے حمل کے کتب طب مین لکھے ہین ہمنے اتنے ہی
پر قصر کیا کیونکہ اولاد کا ہونا اکثر انہین اسباب کی وجہ سے جنکی تفصیل اوپر لکھی گئی
موقوف ہوجاتا ہے اور اکثر عورتون کو اسی قسم کے باعث ہوتے ہین پس جو سبب
کہ کثرت سے ہوتے ہین وہی اس فصل مین درج کیے گئے ہین زیادہ کی کچھ
حاجت نہین معلوم ہوئی پس جس عورت کے اولاد نہوتی ہو اور کسی مرض کے
باعث سے اولاد کا ہونا موقوف ہوگیا ہو یعنی ایک یا دو بچے ہوکر پھر کسی وجہ سے
جننا بند ہوگیا ہو تو لازم ہے کہ اوسکی تدبیر اور علاج وغیرہ مین دریغ نکرے اسلیے
کہ اولاد کا ہونا بہت بڑی نعمت اللہ تعالی کی ہے خصوص مسلمان کے لیے تو
کثیر الاولاد ہونا فائدہ دارین کا بخشتا ہے کیونکہ اولاد ہونے سے کثرت امت
محمدی کی ہوتی ہے اور اولاد صالح کا اپنے بعد چھوڑنا باقیات صالحات مین
داخل ہے اور دنیا مین بھی نہایت نصیبہ وری کی بات ہے بلکہ دولت ظاہری
اولاد ہی سے مراد ہے اسواسطے کہ اگر کسی کے گھر مین لاکھون کرورون روپے
ہون اور اولاد نہو تو وہ دولت کسی کام اور مصرف کی نہین ہوتی اور نہ اوس
دولت سے دل کو چین اور آرام حاصل ہوتا ہے بلکہ وہ دولت خار اور خنجر معلوم
ہوتی ہے اور تمام روپیہ مانند آگ اور سانپ اور بچھوون کے نظر آتا ہے نظم

اولاد نہووے جسکے گھر مین
زندانخانہ ہے وہ نظر مین

فرزند چراغ دودمان ہے
روشن فرزند سے جہان ہے

انسان کو بوقت دستگیری
فرزند ہے جون عصای پیری

نے جسم ہی رہا نہ جام باقی
رہتا ہے پسر سے نام باقی

اور پہر ایک شخص اولادہی کو پوچھتا ہے کہ آپ کے کتنے بچے ہین کوئی دولت کا حال نہین پوچھتا کہ آپکے پاس روپیہ کتنا ہے اور کثرت اولاد سے ایک تو خانہ آبادی ہے دوسرے اگر ایک بچہ خراب اور نالائق ہوگا تو دوسرا تیسرا اچھا اور نیک ہوگا کہ جس سے ماں باپ کو چین اور آرام حاصل ہوگا اور وہ اپنی صلاحیت کی وجہ سے انشاءاللہ تعالی ماں باپ کے لیے مغفرت کا وسیلہ ہوگا غرضکہ کثرت اولاد مین کئی فائدے ہین پس جو لوگ کہ کثیرالاولاد ہین وہ نہایت ہی خوش نصیب ہین بخلاف اونکے کہ جو اس نعمت سے محروم ہین پس ہر ایک کو لازم ہے کہ اولاد ہونیکی فکر اور تدبیر ضرور کرتا رہے اسلیے کہ اسکی فکر اور تدبیر مین رہنا بہی خالی اجر اور ثواب سے نہین اور جو کوئی تدبیر اور علاج کسی کا واسطے اولاد ہونے کے کریگا تو وہ بہی داخل ثواب ہوگا اور اللہ اوسکو بہی جزای خیر عطا کریگا انشاءاللہ تعالی کیونکہ اگر کسی محمدی کو اسکے علاج سے فائدہ ہوگا اور اوس کی اولاد ہوگی تو مخلوق خدا کی زیادتی اور امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کثرت ہوگی کہ جسکے واسطے شرع شریف مین نکاح کرنا سنت ٹہیرا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بے نکاح رہنے سے

منع فرمایا ہے سبب اوسکا ختم کرنا ولادت کا ہے کیونکہ اگر نکاح نہوگا تو پھر اولاد
کس طرح ہوگی اور نکاح سے غرض صرف مزا لینا ہی نہین ہے بلکہ قرآن مجید اور
حدیث شریف مین نکاح سے مقصود اصلی اولاد کا ہونا سمجھا جاتا ہے چنانچہ قرآن شریف
مین آیا ہے نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ
یعنی بیبیان تمہاری کہیتیان ہین واسطے تمہارے پس جاؤ کہیت اپنے مین جسطرح چاہو
تم اور آگے بہیجو واسطے جانون اپنی کے اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالے نے
عورتون کو کہیتی تصیر کے حکم فرمایا ہے کہ جس طرح چاہو جاؤ اور بعد اسکے جو یہ فرمایا ہے
کہ آگے بہیجو اس سے مراد خاص اولاد کا طلب کرنا اور آرزو اوسکی ہے اور یہی بات حدیث
شریف سے بہی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ابو داود اور نسائی نے معقل بن یسار سے
نقل کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ
فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کرو تم
اوس عورت سے کہ بہت دوست رکہے خاوند کو اور بہت جننے والی ہو اسلیے کہ تحقیق
مین فخر کرونگا بسبب بہتایت تمہاری کے اور امتون پر پس اس سے بہی یہ ثابت ہوا کہ
نکاح واسطے پیدا ہونے اولاد کے ہے نرے مزہ لینے کو نہین ہے بلکہ نکاح سے دنیا کی
آبادی امت کی زیادتی بندگان خدا کی افزائش مقصود ہے پس جو عورت خلقی بانجھ نہو
بلکہ کسی دوا یا مرض کے سبب سے اولاد ہونا اوسکا موقوف ہوگیا ہو تو وہ اپنی تدبیر
اور فکر اولاد کی کرے اور اسکے علاج سے غافل نہووے شاید اللہ تعالی اپنے فضل وکرم

سے اولاد صالح پیدا کردے اور اگر باوجود تدبیر کے اولاد نہووے تو بھی اوسکی فکر اور تدبیر مین رہنا خالی اجر سے نہین ہے اس واسطے کہ اگر اوسکی نیت نیک ہی تو اللہ تعالی اوسکو قیامت مین بدلے اس دوا اور دعا کے اجر نیک دیگا اور ثمرہ اس تکلیف کا جنت مین عنایت فرماویگا انشاءاللہ تعالی کیونکہ کوئی عمل نیک نزدیک اللہ تعالی کے برباد نہیں جاتا اگر دنیا مین اثر نہوا تو عاقبت مین ضرور اوسکا نفع حاصل ہوگا بشرطیکہ نیت بخیر ہو پس جنکہ عورتون کو لازم ہے کہ اولاد ہونے کی تدبیر اور فکر مین رہین اور دائیون اور حکیمون کو بھی چاہیے کہ ایسی عورتون کے علاج مین دریغ نکرین اس واسطے کہ ایسے علاج کرنے سے اجر دارین حاصل ہوتا ہے اور بھائی مسلمان کی اعانت ہے نیک کام مین اور بہتر آدمی وہ ہے جس سے خلق کو نفع پہونچے اور عبادت لازمی سے عبادت متعدی بہتر ہوتی ہے اور دفع کرنا مضرت کا کسی مسلمان سے اپنے نفع کھینچنے سے بہتر ہے اسی لیے جو حکیم نیت ثواب سے علاج کرتے ہین اونکے ہاتھ مین زیادہ شفا ہوتی ہے بہ نسبت اون حکیمون کے جنہون نے علاج کرنیکو کمائی ٹھیرایا ہے

فصل وجوہ اسقاط کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جو بعض عورتون کو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حمل اونکے ٹھیرتے نہین گر جاتے ہین اور بچہ پورا نہین پیدا ہوتا ہے تو اسکے کئی سبب ہوتے ہین چنانچہ چند باعث اسقاط کے جو میرے دیکھنے اور سننے مین آئے ہین وہ لکھے جاتے ہین وہ یہ ہین کہ کبھی اسقاط حرارت کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی مزاج مین گرمی ہو کر رحم مین کسی طرح کی حرارت پیدا

ہوجاتی ہے اور اس وجہ سے نطفہ نہین ٹھہر سکتا ہے مہینے دو مہینے ٹھیر کر گرجاتا ہے
اور ضعف رحم کی وجہ سے بھی اسقاط ہوجاتا ہے یعنی جب رحم ضعیف ہوتا ہے اور
اوسمین قوت ٹھیراؤ کی نہین ہوتی ہے کہ جس سے نطفہ ٹھیر کر قوت پکڑے اور اپنی
مدت تک قائم رہے اسلیے دو تین ماہ کے بعد ساقط ہوجاتا ہے اور برودت رحم سے
بھی اسقاط ہوتا ہے یعنی بسبب برودت کے جو رحم مین پیدا ہوجاتی ہے نطفے مین
نقصان پڑجاتا ہے اور زمانہ حمل کا کامل نہین ہوسکتا کہ جس سے بچہ پورا پیدا ہو
اسی وجہ سے درمیان مدت کے حمل ساقط ہوجاتا ہے اور خون کی قلت سے بھی
حمل گرجاتا ہے یعنی جب نطفے مین اندازسے کم خون پہونچتا ہے تو اوسمین قوت کم
ہوتی ہے اور اوسکے بننے مین نقصان ہوتا ہے اس وجہ سے وہ ٹھیر نہین سکتا ہے
اور قبل پورے ہونے مدت کے اوسکا اخراج ہوجاتا ہے اور حاملہ کے محنت کرنے
یا بوجھل چیز اوٹھا لینے سے بھی اسقاط ہوجاتا ہے اور بہت رنج سے بھی حمل ساقط ہوتا ہے
اور کثرت صحبت سے بھی قلیل ایام مین اسقاط ہوجاتا ہے یعنی شروع حمل مین کثرت صحبت
سے حمل گرجاتا ہے اور حار چیز کے کھانے اور پینے اور اوسکے استعمال سے بھی اسقاط ہوجاتا ہے
اور حمل کے زمانے مین مسہل اور فصد وغیرہ سے بھی اسقاط ہوجاتا ہے خصوصاً تھوڑے
دنون کا حمل اکثر مسہل اور فصد سے گرجاتا ہے اور پیٹ کی مالش سے بھی اسقاط ہوجاتا
ہے یعنی اگر کم مدت کے حمل مین مالش پیٹ کی کیجاوے تو حمل گرجاتا ہے اور اکثر کم
مدت کے حمل مین اندیشہ اسقاط کا بہت ہوتا ہے پس اون ایام مین نہایت احتیاط

او حفاظت کرنا چاہیے یعنی اون چیزون سے کہ جسکے باعث سے اندیشہ اسقاط کا ہو پرہیز
اور اجتناب کرنا بہت ضرور ہے اور اکثر ایسا ہی دیکھنے اور سننے مین آیا ہے کہ کہانے
پینے ہی کی بے احتیاطی کی وجہ سے بہت عورتون کے اسقاط ہو گئے ہین اور اکثر
حارہی چیزون کا کہانا باعث اسقاط ہوا ہے اور یہی امتحان مین آیا ہے کہ اکثر
لڑکون کے حمل زیادہ گرتے ہین اور لڑکیون کے کم وجہ اسکی یہ معلوم ہوئی کہ لڑکے کے
نطفے مین حرارت زیادہ ہوتی ہے اور لڑکی کے نطفے مین کم پس بسبب حرارت نطفے
کے لڑکے کا حمل ذرا سی بے احتیاطی سے گرجاتا ہے اور لڑکی کے حمل کو چندان نقصان
نہیں ہوتا پس لازم ہے کہ شروع حمل سے چھہ مہینے تک ہر طرح کی احتیاط رکھین اور
آٹھوین مہینے مین بھی احتیاط کرنا بہت ضرور ہے اسلیے کہ اکثر ساتوین مہینے کا بچہ
زندہ اور سلامت رہتا ہے بخلاف آٹھوین مہینے کے کہ وہ کبھی نہین بچتا حکما اسکی
وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ جب ساتوان مہینا عورت کو شروع ہوتا ہے تو اوس قوت
بچہ پیدا ہونیکے واسطے پیٹ مین زور اور طاقت کرتا ہے تاکہ باہر آوے پس اگر بچہ
قوی ہوتا ہے تو اپنی قوت کے سبب سے اوسی مہینے مین پیدا ہو جاتا ہے اور اگر بچہ
ضعیف اور ناتوان ہوتا ہے تو پھر وہ خروج نہین کرسکتا بلکہ تھک کر پیٹ مین بیمار
اور سست ہو جاتا ہے اور مہینا بھر تک بسبب اوس تھکن کے سست رہتا ہے
اس وجہ سے اٹھوانسا بچہ نہین جیتا پس لازم ہے کہ جب سے حمل معلوم ہو نو مہینے تک
خوب احتیاط اور حفاظت رکھین اور ہر مضر چیز کے کہانے پینے سے پرہیز کرین تاکہ کسی طرح کی

حسرت اور بدنامی نہووے اگرچہ ہونا وہی ہے جو قسمت مین ہوتا ہے لیکن اکثر الزام
بے احتیاطی کا ہوجاتا ہے پس ہرامر مین لازم ہے کہ اللہ تعالی پہ بہروسا کرے
اور اپنی تدبیر اور احتیاط اور حفاظت سے غافل نرہے اور یہی حکم حدیث شریف
مین آیا ہے اِعْقِلْہَا وَ تَوَکَّلْ اور اسی مضمون کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالے
نے نظم فرمایا ہے ع برتوکل زانوی اشتر ببند

فصل اسقاط اور جو بچہ پیدا ہونیکے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جس عورت کا حمل ساقط ہوا اور وہ کسی دوسرے مرض مین سواے
اسقاط کے گرفتار نہوا اور حمل دو ماہ سے زائد اور سات مہینے سے کم کا ساقط ہوا ہو تو
وہ چار یا پانچ روز مطلقاً غذا نہ کہاوے تاکہ فضلات رحم اور رطوبات جسم جو بدن مین
زائد ہون بالکل دفع ہوجاوین اور طبیعت غذا کے ہضم کی طرف مصروف نہو اسلیے
کہ اگر غذا مواد فاسدہ کے دفع ہونے سے پہلے ملیگی تو وہ رطوبات کہ جنکا نکلنا ضروری
تہا نہ نکلینگی بلکہ ساتہہ غذا کے جسم مین پہونچکر رطوبات صالحہ کو بہی فاسد کرکے ورم در
وغیرہ پیدا کرینگی اس واسطے لازم ہے کہ مواد فاسدہ کے دفع ہونیکے زمانے مین
یعنی دو روز تک غذا مطلق نہ کہاوے بعد اسکے تین روز تک مُنقّیٰ کہاوے چہٹے
یا ساتوین دن سے تین روز تک آبجوش نوجوان بکری وغیرہ کا پیے پہر روٹی شوربے
مین بہگو کر جسے عربی مین ثرید کہتے ہین کہاوے اور دو ایک وقت اسی پر کفایت
کرے پہر ثرید کی ضرورت نہین جب تک روٹی نہ ملے تب تک پانی ہی پینا چاہیے

فقط عرق سونف مکو وغیرہ پیا کرے اور جس قدر زائد میعاد کا حمل ساقط ہوا ہو اسیقدر
احتیاط کہانے پینے مین زیادہ رکہے یعنی اگر حمل دو ماہ سے کم کا گرا ہو تو زیادہ احتیاط
کی ضرورت نہین ہے فقط ایک دو روز اگر فاقہ کرے تو بہتر ہے اور اگر تین چار ماہ
کا حمل ساقط ہوا ہو تو اوسکی احتیاط کہانے پینے مین ایک ہفتے تک رکہے یعنی ایک ہفتہ
غذا نہ کہاوے اور پانی بہی نہ پیے فقط عرق پیا کرے اور اگر اسقاط پانچ سات ماہ
کا ہو تو اوسمین غذا اور پانی وغیرہ کی بہت احتیاط رکہے یعنی نوین روز غذا کہاوے
اور اوسی روز پانی بہی پیے آٹھہ روز تک منقے اور آبجوش ہی پر قناعت کرے اور
پانی کی جگہہ عرق مذکور ہی پیے اور چالیس دن تک سرد اور ترش چیزون سے پرہیز رکہے
اور اگر سات ماہ سے زائد کا حمل ساقط ہوا ہو اور بچہ زندہ اور صحیح پیدا ہوا ہو تو اوسکی
احتیاط مثل زچا کے ہے اور اگر اتنی مدت کے بعد بچے کے پیٹ مین مرنیکے آثار
پائے جاوین یعنی حرکت بچے کی جو پیٹ مین وقت ولادت کے ہوتی ہے جاتی رہے
اور درد زہ تھم جاوے پیٹ زچا کا ٹھنڈا اور ہاتھہ پانون سرد ہو جاوین اور تغیرات سی
معلوم ہو جب یہ سب علامتین پائی جاوین یا البعض تو اوسی وقت اخراج کی دوا اونکا
استعمال کرنا چاہیے اور کاڑہا وغیرہ بہی جلد تیار کرکے پلا دین اور جہان تک ممکن ہو
اوسکے اخراج کی تدبیر جلد کرین تاکہ اوس مردہ بچے کا زہر زچا کو اثر نہ کرنے پاوے
اور جب بچہ پیدا ہو چکے تو اوسی وقت زچا کے پیٹ کو خوب سونٹ ڈالین تاکہ سب
لہو پانی زہر کا نکل جاوے اور پیٹ خوب صاف ہو جاوے بعد اسکے تہوڑے سے

پیسے لیکر زچا کے بدن کے اندر رکہدین اور دو چار پیسے زچا کے مونہہ مین بہی دیدین
اور پانی ندین بجاے اوسکے یہ دوا دیا بت پلاوین بانس کی گرہ ۵ عدد پوست اخروٹ ۲ تولہ
ڈوڈہ کپاس ۲ تولہ پوست املتاس ایک تولہ ان چارون چیزون کو آٹہہ دس سیر پانی مین جوش
دین جب دو تہائی پانی باقی رہے تو بجاے پانی کے استعمال کرین اور طہارت بہی
اسی سے کرین اور اکثر عورتین اور عوام اطبا خلوس بہی داخل کرتے ہین تین دن تک
اسی پانی کو پیین چوتہے روز بجاے غذا کے کلتہی پکا کر صرف اوسکا پانی پیین اور جرم
کلتہی کا دوسرے وقت کہاوین پانچوین روز موٹہہ بقدر دو تین تولے کے پکاکر
کہاوین اور پانی کے عوض عرق سونف عرق مکو عرق گاوزبان ملاکر پیین اور دو ایک
روز یہی موٹہہ پکاکر کہاوین اور اسی پر قناعت کرین نوین روز تہوڑی روٹی گیہون
کی موٹہہ کی دال کے ساتہہ کہاوین اور دسوین روز بہی اسی پر کفایت کرین مگر تہوڑی
تہوڑی غذا بڑہاتے جاوین گیارہوین روز سے گیہون کی روٹی مرغ اور تیتر وغیرہ کی
بے روغن شوربے کے ساتہہ بتدریج کہانا شروع کرین اور تفنن طبع کے لیے منقے انجیر
ولایتی وغیرہ میوہ جات مدرّہ کا موافق قوت ہضم کے استعمال کرین اور اکیسوین دن
تہوڑا تہوڑا روغن گاو روغن بادام پستہ غذا مین داخل کرنا شروع کرین غرضکہ جنکے
مزاجیہ پیدا ہو وہ تین روز تک سواے اون پینے کی دواؤن کے جو اوپر لکہی گئی ہین
اور کوئی چیز کہانے پینے مین استعمال نکرین چوتہے روز اول وقت صرف کلتہی کا پانی
پیین اور دوسرے وقت اوسکا جرم کہاوین پانچوین روز سے آٹہوین روز تک فقط

ضعف بہت ہوجاتا ہے اس واسطے محنت اور مشقت کے کامون سے بچنا ضرور ہے
تاکہ مشقت اور محنت کی حرارت سے اخلاط صالح فاسد ہونے سے محفوظ رہین اور دوسرے
امراض بھی نہ پیدا ہوجاوین کہ موجب فساد اور نقصان کے ہون یہ سب دوائین
اور تدبیرین اگرچہ کتب طب سے لکھی گئی ہین اور اکثر تجربے مین بھی آئی ہین مگر پھر
بھی حاجت کے وقت کسی حکیم کی راے کو ضرور شریک کرلین اوسکی صلاح کے
بعد دوا اور علاج کی تدبیر کرین

باب دوم
فصل حمل کی پہچان مین

جاننا چاہیے کہ آنا حمل سے اول بند ہونا ایام کا ہے یعنی جب حمل رہتا ہے تو حیض موقوف
ہوجاتا ہے اسی لیے جب تندرست جوان عورت خاوندوالی کے ایام بند ہوجائین تو
حمل ہی سمجھنا چاہیے اور بعضے حمل مین بعض عورتون کو ایسا بھی ہوتا ہے کہ حمل کے
زمانے مین تھوڑا تھوڑا خون بھی آتا ہے اور حمل بھی قائم رہتا ہے یعنی موافق معمول
کے زیادتی آمد کی نہین ہوتی کچھ دہبا سا لگجاتا ہے اور اس طرح کا حمل بعض وقت
بعضی عورتون کو ہوتا ہے اکثر کو نہین ہوتا پس بڑی علامت حمل کی یہی ہے کہ
جوان عورت خاوندوالی کے ایام بند ہوجاوین اور اسی بند ہونے پر گنتی ایام حمل
کی ہوتی ہے درد سر اور متلی کا ہونا پنڈلیون کا اینٹھنا چھاتیون کا گدرانا بغیر درد کے
یعنی جیسے حیض مین چھاتیان دکھتی ہین ویسے حمل مین نہین دکھتین لیکن

گرد سا ضرور رہجاتی ہین اور یہی آجانا سیاہی کا چھاتیون کے موںہہ پر اور اوڑہنا دہنیونکا
یعنی بیٹہنے سے لیکر اوپر چھاتی تک سیاہی آجاتی ہے اور اوسپر بیٹہنے کے گرد اگرد
دانے دانے سے اوبہر آتے ہین کہ اوسکو ہندی مین دہنیان کہتے ہین یہ سب
علامتین حمل مین لازم ہین اور حمل مین طبیعت کا سست رہنا اور نیند کا بہت آنا
اور وقت صحبت کے رغبت کا نہونا یعنی مرد کے پاس جانے مین لذت کا نہ آنا
بلکہ طبیعت کا صحبت سے گبہرانا رحم کا موںہہ بند ہوجانا بہی لازم ہے یعنی جب حمل
رہتا ہے تو رحم کا موںہہ بند ہوجاتا ہے اسی واسطے اگر کسی چیز کی دہونی وغیرہ
دیجاوے تو اوسکی خوشبو یا بدبو نہین معلوم ہوتی اور بعضی عورتون کو حمل مین
قے بہی ہوتی ہے سر بہی پہرتا ہے اور کسی کسیکو غش بہی آتے ہین اور اکثر عورتونکا
جی بعضی چیزون کے کہانے پینے سے بیزار ہوجاتا ہے بلکہ اوسکی خوشبو تک بری
معلوم ہوتی ہے اور بعض چیزون کی طرف رغبت ہوجاتی ہے اور شروع شروع
حمل کی سختی ٹہیکرے مین معلوم ہوتی ہے یعنی ناف کے نیچے بیچون بیچ مین ایک
پورے برابر کیا سختی کی معلوم ہوتی ہے اور اوسمین مانند نبض کے کچہہ کچہہ دہڑک بہی
محسوس ہوتی ہے اور اسی سے حمل سمجہا جاتا ہے اسلیے کہ مرض کی سختی نلی وغیرہ
مین ہوتی ہے اور حمل کی سختی اول اول بیچون بیچ ٹہیکری ہی مین ہوتی ہے پہر
دوسرے مہینے تک نلی کی طرف زیادہ ہوتی جاتی ہے اور تیسرے مہینے تک تمام
پیڑو بہرجاتا ہے چوتہے پانچوین مہینے کچہہ پہڑکنے لگتا ہے اور پہڑکنا بچے کا یہانتک ہے

سے معلوم ہوتا ہے یعنی اول جو بچہ پہڑکتا ہے تو اوسکی لگ لگ ٹہیکری ہی مین ثابت ہوتی ہے پہر دن بہ دن بڑہتی جاتی ہے ساتوین مہینے تک تو خوب پہڑکنے لگتا ہے یعنی تمام پیٹ مین پہرنا اوسکا خوب محسوس ہوتا ہے اور حمل مین پانچوین مہینے چہاتیون مین دودہ بہی آجاتا ہے اور اکثر عورتون کو پانچوین یا ساتوین مہینے سے کوکہ مین درد شروع ہوتا ہے اور کسی کی پسلی لگتی ہے یعنی پسلی کی نوک پیٹ مین چبہتی ہے اور اس سے ایسا درد ہوتا ہے کہ نہایت تکلیف ہوتی ہے اور حمل والیون کے پانون پر ورم بہی آجاتا ہے کسی کے ساتوین ہی مہینے اور کسی کے پورے دنون مین یعنی نوین مہینے غرضکہ پانون پر ورم کا آجانا بہی ضرور ہے تہوڑے مدت رہے یا بہت کم ہو یا زیادہ حاصل یہ کہ زمانہ حمل مین عورتین بیمارون ہی کی طرح رہکر سال تک تکلیفون ہی مین مبتلا رہتی ہین اور ابتدا سے حمل سے ولادت تک کسی طرحکا آرام نہین ملتا اور جو عورتین کہ اولاد کو دودہ پلاتی ہین اونکو تو ڈہائی تین برس تک مطلق چین و آرام میسّر نہین ہوتا استنے دن تکلیف ہی مین گذرتے ہین چونکہ حمل کے زمانے مین انتہا درجے کی تکلیف و ایذا رہتی ہے اور ماں کو کسی طرح کی راحت نہین ملتی اسلیے اللہ جلّ شانہ نے قرآن شریف مین ماں باپ کے ساتہ احسان کرنے کی چند جگہہ وصیت فرمائی چنانچہ اکیسوین پارے مین یہ ارشاد ہوتا ہے وَ وَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ حَمَلَتۡہُ اُمُّہٗ وَہۡنًا عَلٰی وَہۡنٍ وَّ فِصٰلُہٗ فِیۡ عَامَیۡنِ اَنِ اشۡکُرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیۡکَ اِلَیَّ الۡمَصِیۡرُ یعنی اور حکم کیا ہمنے انسان کو بیچ ماں باپ

اوسکے کے بہلائی کا ادنہاتی ہے اوسکو مان اوسکی سستی سے اوپ سستی
کے اور دودہ چہٹانا اوسکا بیچ دو برس کے یہ کہ شکر کرو واسطے میرے اور واسطے
مان باپ اپنے کے طرف میرے ہے پہر آنا غرضکہ اس ایذا کا حال بہی اللہ تعالی
نے کئی جگہہ فرمایا ہے پس انتہا کی تکلیف سمجہنا چاہیے لیکن اس ایذا کا خیال نکرنا
چاہیے جب سے حمل معلوم ہو اوسکی احتیاط ضرور چاہیے کس واسطے کہ اگر اللہ تعالی
اپنے فضل سے بعد اس ایذا کے بچہ عنایت کریگا اور وہ صالح اور نیک ہوگا تو
اس ایذا کا نعم البدل ہوگا اور ماں باپ کو اوس سے چین اور آرام حاصل ہوگا
غرضکہ ولادت کی ایذا موافق اس مصرع کے ہے ع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین
دارد ۔ پس اس مصرع پر عمل کر کے آئندہ کی راحت و خوبی کی امید پر ولادت
کی ایذا پر صبر کرے اور حتی المقدور حمل کی احتیاط خوب رکہے اور حال حمل کی احتیاط
کا فصل آئندہ مین لکہا جاویگا

فصل حمل کی احتیاط مین

سو عورتون کو لازم ہے کہ جس وقت آثار حمل کے معلوم ہووین تو اوسکی حفاظت
اور احتیاط اس قاعدے سے رکہین کہ تین چار مہینے تک کوئی چیز حار اور مضر
کہانے پینے مین نہ آوے اور پیٹ کی مالش وغیرہ سے احتیاط رکہین اور کوئی دوا
وغیرہ استعمال کی جی نکرین اور کثرت صحبت اور بہت محنت اور مشقت سے بہی
اجتناب کرین اور بہت بار دار چیزیں نہ اوٹہاوین اور مسہل بہی نہ لیوین اور جونک

اور فصد اور سنگی وغیرہ بھی نہ لگاوین اور نہ برف کہاوین کیونکہ ان سب سے اندیشہ
حمل کے اسقاط کا ہے ہان اگر مسہل کی نہایت ہی ضرورت ہو تو چوتہے مہینے
سے چھٹے مہینے تک مسہل لینے کا چندان مضایقہ نہین ہے مگر شروع حمل سے
تین مہینے تک اور ساتوین مہینے سے بچے کی ولادت تک ہرگز مسہل نہ لیوین
اگر اس مدت مین بہت ہی شدید ضرورت ہو اور سواے مسہل کے کسی تدبیر سے
علاج نہ ہو سکتا ہو اور حکیم مسہل ہی کی تجویز کرتے ہون تو مجبوری سے تلین لیلین
قوی مسہل نلین جونک اور فصد اور سنگی وغیرہ کا بھی اسی طرح خیال رکہین یعنی
اگر ان چیزون مین سے کیسی ضرورت ہو تو جو کم خون لینے والی چیز ہو اوسکو علاج
مین مقدم کرین مثلاً اگر فصد کی ضرورت ہے اور جونک سے بھی کام نکل سکتا ہے
تو جونک ہی کو مقدم کرین اور فصد سے بچین مگر جہان تک ممکن ہو مسہل اور جونک
اور فصد اور سنگی وغیرہ سے حاملہ کو اجتناب کرنا ضرور ہے کیونکہ ان سب چیزون سے
اکثر اسقاط ہو جاتا ہے اور شروع حمل سے بچے کی پیدائش تک گوشت شکار کا
بھی نہ کہاوین خصوصاً ہرن کا گوشت تو ہرگز نہ کہاوین کیونکہ اس سے بچے کو مرگی
کی بیماری ہو جاتی ہے اور مچھلی بھی کہانا نچاہیے کہ اس سے بچے کے بدن مین
خشکی اور پھوڑے پھنسی وغیرہ ہوتے ہین مرچ اور ترشی بھی کم کہانا چاہیے کیونکہ
اس سے بھی حمل کو مضرت ہوتی ہے ساتوین مہینے سے بچے کے پیدا ہوتے تک
سرد اور قابض اور دیر ہضم چیز نہ کہاوین تربوزا اور مہی اور ککڑی تو ہرگز نہ کہاوین

اس لیے کہ ان چیزون کے کہانے سے بچے کو نہایت ہی مضرت ہوتی ہے اور
بہت سخت سخت ایسی بیماریان پیدا ہوتی ہین کہ بعضے بچے کی جان جانیکا اندیشہ
ہوتا ہے بلکہ اکثر دیکہا ہے کہ جن عورتون نے یہ چیزین ولادت کے قریب
کہائی ہین اونکے بچے پیٹ ہی مین سے بہت سخت بیمار پیدا ہوئے ہین اور
اوسی مرض مین مرگئے ہین علاوہ اسکے ان چیزون کے کہانے سے زچا کو بہی
وقت جننے کے نہایت ہی تکلیف اور ایذا ہوتی ہے اس واسطے کہ ان چیزون کی
سردی سے بچہ پیٹ مین سست اور بیمار رہجاتا ہے اور بسبب سستی اور بیماری
کے دردون کے وقت زور اور طاقت خروج کے لیے نہین کرسکتا ہے اور بہی
ساتوین مہینے سے بچے کے پیدا ہونے تک کثرت صحبت سے بچنا لازم ہے کہ
اس سے بہی بچے کو ضرر ہوتا ہے اور حمل والی کمر بندکسکر نہ باندہے اور دہلیز وغیرہ
پر نہ بیٹہے کہ اس سے بچہ چپٹا پیدا ہوتا ہے اور باسی روٹی بہی نہ کہاوے کہ
اس سے آنول بڑہتی ہے اور بچے کے سر پر بال بہی زیادہ ہوتے ہین کہ اسسے
حاملہ کا سینہ بہت جلا کرتا ہے یعنی معدے کے مونہہ پر اکثر جلن رہا کرتی ہے
اور یہ جی چاہیے کہ خوراک اپنی متوسط رکہے نہ بہت کہاوے نہ فاقہ کرے اس
واسطے کہ فاقے سے تو بچہ پیٹ مین بہت بڑہتا ہے اور زیادہ قوی ہوتا ہے کہ
جس سے وقت ولادت کے زچا کو بہت ایذا ہوتی ہے اور بہت کہانے سے
بچہ پیٹ مین ناطاقت اور دبلا اور کم زور رہتا ہے جنتے وقت آسانی سے

نہیں نکل سکتا اس سے زچا کو بہت تکلیف ہوتی ہے پس مقدار مین متوسط غذا
کہانا چاہیے کہ آسمین ہر طرح کا امن ہے اسی لیے خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُہَا شرع
مین وارد ہے اور بہت مقویات اور میوجات وغیرہ کہانا نچاہیے کہ اس سے
بہی بچہ قوی اور موٹا ہو جاتا ہے اور اس قوت اور موٹاپے کے سبب سے وہی
زچا کی تکلیف اور ایذا مستبعد ہے اور اکثر حمل والیان مٹی بہت کہاتی ہین یہ بہی
مضر ہے اور حکیم مٹی کہانے سے منع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے پیٹ
مین کیڑے مثل کیچوون کے پیدا ہو جاتے ہین اسی لیے چند حدیثون مین مٹی
کہانے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے کبیر مین سلمان رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے مَنْ اَکَلَ الطِّیْنَ فَکَاَنَّمَا اَعَانَ عَلٰی قَتْلِ نَفْسِہٖ یعنی جس شخص نے
مٹی کہائی تو گویا اوسنے مدد کی اپنی جان مارڈالنے پر اس سے معلوم ہوا کہ مٹی کہانے
مین سواے ضرر اور نقصان جان کے کسی طرح کا فائدہ نہین پس ہرگز مٹی کہانہ چاہیے
اور حاملہ کو چاہیے کہ بہت خوشبو کی چیزون کا بہی استعمال نکرے یعنی عطر وغیرہ بہت نہ
سونگہے خصوصًا ولادت کے وقت تو خوشبو کا سونگہنا اور لگانا بہت ہی منع ہے
اور یہی حمام مین نہانا اور آبزن کرنا یعنی دوا کے پانی مین بیٹہنا اور پیٹ کا دبانا
یہ سب حمل والی کو منع ہے پس ان سب چیزون سے بچنا ضرور ہے فقط تمام ہوا بیان ان چیزون کا
جو حمل مین مضر ہین اب جو چیزین کہ حاملہ کو دانا اور برتنا اونکا لازم ہے وہ لکہی جاتی ہین
جاننا چاہیے کہ اگر حمل والی عورت نہار منہ ایک دو گہونٹ شہد کے پانی کے پیا کرے تو آرام

بچے کی آنکھیں بڑی ہوتی ہیں اور لوبیا کھانے سے بچہ عاقل اور خربوزہ کھانے سے
خوبصورت پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ اگر ہر روز ایک چھوٹا سا ٹکڑا کوہ کا
کا کھا لیا کرے تو اس سے بچہ گورا پیدا ہوتا ہے اور اوس کے منہ سے خوشبو آتی ہے
غرضکہ ان چیزوں کے کھانے میں کچھ مضرت نہیں ہے بلکہ فائدہ ہی ہے لیکن ہر
چیز کو کم کھانا چاہیے اس لیے کہ زیادتی ہر چیز کی مضر ہے اور حاملہ کو یہ بھی چاہیے کہ
جب سے حمل معلوم ہوا ہو اسوقت سے ولادت تک غذا ے لطیف زود ہضم
معتدل کھاتی رہے اور یہ بھی چاہیے کہ جب سے نواں مہینا شروع ہو بچے کے
پیدا ہونے تک بہت بیٹھی نہ رہے کچھ کام چلنے پھرنے کا کرتی رہے اور تھوڑی سی
محنت وغیرہ کر لیا کرے اسلیے کہ اس سے ولادت میں آسانی ہوتی ہے اور
کسی طرح کی تکلیف نہیں ہوتی اور یہ بھی چاہیے کہ قریب زمانہ ولادت کے
اپنے کھانے پینے میں اکثر ماش کی دال اور السی کے پانی کا استعمال رکھے
اس لیے کہ اس سے بھی بچہ بآسانی پیدا ہوتا ہے

فصل بچے کے وقت ولادت کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب عورت کو آثار ولادت کے شروع ہوں یعنی درد زہ معلوم ہو
تو اوس وقت زچا کو لازم ہے کہ بہت بیٹھے نہیں آہستہ آہستہ چہل قدمی کرے
اور کچھ غذا نہ کھاوے اور ٹھنڈا پانی بھی نہ پیے اگر بھوک معلوم ہو تو دس پانچ دانے
منقے کے کھا لے یا شوربا جوان مرغ کا یا تھوڑا سا دودھ گرم گرم پی لے گر بہت تر ہے

اس لیے کہ زیادتی سے اندیشہ بدہضمی کا ہوتا ہے اور جب پیاس معلوم ہو تو سونف کا عرق گرم کرکے پیوے اور اگر بہت ہی پیاس معلوم ہو تو ایک دو بار وہی عرق ٹھنڈا پی لے مگر تھوڑا تھوڑا کہ جس سے فقط تسکین ہو جاوے اور جب لیٹنے کو جی چاہے تو گاؤ تکیہ وغیرہ کمر کے پیچھے لگا کر اس طرح سے لیٹے کہ آدھی بیٹھی اور آدھی لیٹی اور جننے وقت کسی قابلہ یعنی دائی ہوشیار کا ہونا ضرور ہے کہ وہ احتیاط وہوشیاری سے جنا دے اور یہ بھی چاہیے کہ بار بار قابلہ کو نہ دکھاوے بلکہ ہاتھ بھی اوسکا بدن کو بار بار نہ لگانے دے لیکن جب درد زیادہ ہو تو روئی کو تلی کے تیل مین بھگو کر قابلہ کے ہاتھ سے آگے کی جانب استعمال کراوے اور ارنڈی کا تیل بھی استعمال کرنا واسطے سہولت ولادت کے مجرب ہے اور جب وقت جننے کا قریب ہو تو کوئی عورت ہوشیار زچا کے پیٹ کو اس طرح سے تھامے کہ دونون ہاتھ مین زچا کا پیٹ تھنگا کر آہستہ سے نیچے کی طرف دباتی رہے تا کہ بچہ اوپر کو نہ چڑھے اور دو عورتین زچا کے پانون کو اس طرح سے تھامین کہ ران سے ران نہ ملنے پاوے اور زچا کو چاہیے کہ اوس وقت سانس اوپر کو نہ لے درد کی تکلیف کو ضبط کرے چیخے نہین اور نیچے کی طرف زور دے سیدھی چت لیٹی رہے کروٹ نہ لے اور اگر بیٹھنے کو جی چاہے تو قابلہ کے پانون پر بوجھ دیکر اکڑوں بیٹھے اور قابلہ کے گلے مین دونون ہاتھ ڈالکر نیچے کی طرف طاقت اور زور کرے مگر بیٹھکے جننے سے لیٹ کر جننا سہل ہے اور سوائے اسکے بیٹھ کے جننے مین اندیشہ بدن کے

نکل آئے ایسا ہی ہوتا ہے اور خدانخواستہ جس عورت کے بچہ مشکل سے ہوتا ہو تو قابلہ کو چاہیے
کہ انڈی کے تیل مین زعفران پیسی ہوئی ملا کر زچا کو استعمال کراوے اور ہمنے خود
دیکھا ہے کہ ایک عورت کے مرے ہوئے بچہ کا اخراج اسی کے استعمال سے
ہوا تھا اور سہولت ولادت کے لیے صابون مین انڈے کی زردی ملا کر استعمال
کرنا بھی مجرب ہے اور قابلہ کو یہی چاہیے کہ روغن بادام یا السی کا تیل لعاب السی
کے ساتھ ملا کر فم رحم پر بہت سا مل دے کہ اس تدبیر سے بھی انشاء اللہ تعالی
بچہ آسانی سے پیدا ہوگا اور واسطے سہولت ولادت کے بالخاصہ جو دوائین مجرب
اور معروف ہین وہ یہ ہین کہ زچا سنگ مقناطیس کا ایک بڑا ٹکڑا بائین ہاتھ مین پکڑے
اور مونگے کی جڑ دہنے زانو مین باندھے اور دار چینی کا زچا کو کھلانا بھی مجرب ہے
اور اگر جند یا ہینگ بھی اوسمین ملا کر دیجاوے بشرطیکہ حرارت نہو تو انشاء اللہ تعالی
اثر اسکا جلد ہوگا اور املتاس کے چھلکے ڈیڑھ تولہ یکوب پاؤ بھر پانی مین جوش
دے اور چھانکر شربت بنفشہ ۲ تولہ یا آب نخود چھٹانک بھر ملا کر زچا کو پلانا بھی سہولت
ولادت کے لیے مجرب ہے اور املتاس کے چھلکون کی زچا کو دھونی دینا بھی
مجرب ہے اور انڈے کی زردی نیم برشت اور اوسپر سیاہ مرچ پسی ہوئی چھڑک
کے زچا کو کھلانے سے بھی ولادت سہل ہوتی ہے اور میزان الطب مین لکھا ہے
کہ جس عورت کا جننا مشکل ہو پس لازم ہے کہ اوسکو ابتداء درد وضع حمل سے
حمام مین لیجاوے اور گرم پانی بدن پر ڈلوا دے اور ٹب مین بٹھا کر روغن سے

کنج ران وغیرہ مین مالش کراوے اور چند قدم ٹہلاوے پہر ولادت کی جگہہ پر
سے آوے لیکن یہ آبزن وغیرہ بعد فراغت کے پیشاب پاخانے سے کرنا چاہیے
گریہ علاج اس ملک مین رائج نہین اور نہ ہم نے کسی زچا کے لیے کرتے دیکہا ہے
فقط کتاب مین لکہا ہے اور درد ون مین سرد پانی اور ٹہنڈی اور ترش چیزون سے
پرہیز کرنا لازم ہے اور درد زہ مین بہت چیخنا اور چلانا بہی نہ چاہیے بلکہ اوس وقت
دم کو روکے اور اپنے پانون پر زور کرے اور کونتہے تاکہ بچہ جلدی ہووے لیکن
یہ زور دینا اور کونتہنا قریب ولادت کے چاہیے شروع درد ون مین نہین کیونکہ
ابتدا مین دم کے روکنے اور آواز نہ نکالنے سے زچا کو تکلیف اور تکان زیادہ ہوتا ہے
اور سوا اس کے دم کے گہونٹنے مین پیٹ کے رگ پٹہون کے بگاڑ کا بہی اندیشہ
ہوتا ہے اور خفنے مین ہیلیان بہی دینا نہ چاہیے کہ اس سے بہی اندیشہ پیٹ کے
بگاڑ کا ہے اور بعض عورتون کی آنول کا اخراج بعد بچہ ہونے کے کچہہ دیر مین ہوتا
ہے پس اوس وقت اوسکے نکالنے مین جلدی نکرے اور قابلہ کو دستکاری نکرنے دے
کہ اس مین بہی اندیشہ رگ پٹہون کے بگاڑ کا ہے پس آنول کے اخراج کی تدبیر خارجی
ہی کرنا چاہیے جیسے زچا کو چہینک دلوانا یا کسی کے پرسے اوبکائی لوانا یا کوئی چیز
مثل پہکنی وغیرہ کے زچا سے پہکوانا یا سر کے بال زچا کے مونہہ مین دینا کہ اس سے
بہی اوبکائی آجاتی ہے پس ایسی ہی تدبیرین کرنا چاہیین کہ جن سے زور پڑکر آنول
کا اخراج ہوجاوے اور جب تک آنول نہ نکلے تب تک زچا کا پیٹ تہانبے رہنا چاہیے

اور یہہ بھی چاہیے کہ زچا کو سانس کہینچ کر نہ لینے دین نیچے ہی کی طرف زور کراوین
تاکہ آنول اوپر کو نہ چڑہے اور نیچے کی طرف زور دینے سے اوسکا جلدی اخراج ہوجاوے

فصل مولود کی تدبیرین

جاننا چاہیے کہ جب بچہ پیدا ہو چکے اور آنول نکل چکے تو قابلہ کو لازم ہے کہ پہلے بچے
کا نال خوب سونت ڈالے اور پہر اوس کو چار انگل چہوڑ کر ناڑے سے باندہے اور
پہر اوس ناڑے کے دوسرے سرے کو پہندا دیکر بچے کے گلے مین ڈال دے مگر
اوس پہندے کو ڈہیلا رکہے تاکہ بچے کے گلے مین نہ پہنسے اور پہر اوس نال کو ناڑی
کے اوپر سے کسی چاقو چہری وغیرہ سے کاٹ دے لیکن وقت کاٹنے نال کے بہت
احتیاط چاہیے کہ اندازے سے زیادہ نہ کٹے کیونکہ بے انداز نال کٹنے سے بچے ضائع
ہوجاتا ہے چنانچہ میری برادری مین ایک جگہہ ایسا ہی ہوا تہا کہ ایک دائی نے
اس طرح بے انداز بچے کا نال کاٹا کہ آخر کو وہ بچہ خون بہتے بہتے آٹھ پہر کے بعد
مرگیا اور بغیر سونتے اور بے ناپے نال کاٹنے سے بچے کی ناف بک جاتی ہے اور
پہولی ہوئی بہی رہجاتی ہے پس نال کاٹنے مین بہت احتیاط چاہیے اور جب بچے کا
نال کاٹ چکے تب بچے کو بیسن یا مسہری ملکر نرے گرم پانی سے نہلاوے اور
اوسی وقت نہلانے مین بچے کا گلا بہی کردے اور پاخانے کے مقام کو بہی انگلی
سے کشادہ کردے اور چہاتیان بہی بچے کی مسک دے تاکہ اوسکی رطوبت وغیرہ
نکل جاوے کیونکہ اگر چہاتیون مین کچھ رطوبت رہجاویگی تو چہاتی کے پکنے کا اندیشہ

ہی یعنی اس رطوبت کے رہنے سے بچے کی چھاتیان پک جاتی ہین یا چھاتیون مین گٹھلیان پڑجاتی ہین اور یہ بھی سنا ہے کہ اس رطوبت کے رہنے سے بچے کے پسینے مین بو آتی ہے غرضکہ چھاتیون کی رطوبت کو خوب صاف کردے کہ کسی طرح کے ضرر کا اندیشہ نرہے اور دختر کے پیشاب کے مقام پر بھی تھوڑی سی مصری پیس کر چھڑک دے کہ اس سے رطوبت غلیظ اوسکے بدن کی نکلجاوے اور جب بچے کو نہلا کر فارغ ہون تو پھر چاہیے کہ کسی بزرگ آدمی کا پرانا کپڑا ایک بچے کے گلے مین ڈالدین اور ایک ٹکڑا اوسی کپڑے کا بچے کے سر پر باندھ دین اور یہ فقط واسطے برکت اور نیک فال لینے کے ہے تاکہ اللہ تعالی اوس بچے کی عمر دراز کرے اور عادت نیک دے سوا اسکے ایسے کپڑے پہنانے مین اور کچھہ فائدہ نہین ہے اور نہ یہ بات طب سے ہے اور نہ شرع شریف مین اسکا کچھہ حکم آیا ہے مگر جو کہ نیک فال لینا شرع مین درست ہے اس واسطے جو عورتین اپنی اولاد کو اولاً کسی بزرگ کے کپڑے تبرکاً پہنا دیتی ہین آمین کچھہ مضایقہ نہین کیونکہ علما فال نیک لینے کو منع نہین کرتے پس میرے نزدیک بھی یہہ بسبب نیک فالی کے جائز ہے البتہ فال بد لینا نہ چاہیے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فال بد لینے کو ترک فرمایا ہے پس اس سے بچنا لازم ہے بغوی نے شرح السنہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَتَفَاءَلُ وَلَا یَتَطَیَّرُ وَکَانَ یُحِبُّ الْاِسْمَ الْحَسَنَ یعنی ابن عباس

رضی اللہ عنہا کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فال لیتے اور شگون بد نہ لیتے اور دوست رکہتے نام نیک کو یعنی اوس کے ساتہہ فال لیتے اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ قَالَہٗ ثَلٰثًا وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰہَ يُذْهِبُہٗ بِالتَّوَكُّلِ یعنی شگون بد لینا شرک ہے یہ بات تین بار فرمائی یعنی مبالغۃً تاکہ لوگ اوس سے بہت بچین اور نہین ہم مین سے کوئی مگر یعنی بمقتضاے بشریت ہر ایک کے دل مین کبہی فال بد سے تردد خیال راہ پاتا ہے ولیکن اللہ تعالی بسبب توکل کے اوس کو لیجاتا ہے یعنی اگر بحکم بشریت کے کچہہ شک وہم دل مین آجاوے تو چاہیے کہ خدا پر توکل کرے اور اوس کام کو جاوے اوس وہم کا تابع نہو اس حدیث کو ترمذی نے بہی روایت کیا ہے اور کہا کہ مینے امام بخاری کو سنا وہ کہتے تہے کہ سلیمان بن حرب یعنی بخاری کے اوستاد یون کہتے تہے وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰہَ يُذْهِبُہٗ بِالتَّوَكُّلِ یہ کلام میرے نزدیک ابن مسعود کے قول سے ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا ارشاد اور بعد غسل کے جب بچے کو کپڑے پہنا چکین تو پہر اوسکی آنکہون مین سرمہ لگاوین

باب سوم

فصل بچے کے کان مین اذان اور اقامت کہنے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب بچے کو کپڑے وغیرہ پہنا چکین تو پھر کسی عالم یا حافظ یا نیک آدمی کو بلاکر بچے کے کانون مین اذان اور اقامت کہلانا لازم ہے یعنی اول بچے کے داہنے کان مین اذان کہلا دین اور پھر بائین کان مین اقامت یعنی بعد حی علی الفلاح کے قد قامت الصلوۃ بھی کہنا چاہیے اذان اور اقامت کہنا سنت ہے اس واسطے کہ حدیث مین آیا ہے عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْہُ فَاطِمَۃُ بِالصَّلٰوۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ یعنی ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہون نے کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے حسن بن علی کے کان مین اذان کہی جبکہ انکو بی بی فاطمہ نے جنا مانند اذان نماز کے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور ایک نسخے مین صحیح ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیدا ہوتے ہی بچے کے کان مین اذان دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے اور اقامت کہنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے مگر ابن السنی نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ آگے مذکور ہوگا پس اذان اور اقامت کہنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے اسکو ضرور ادا کرنا چاہیے اور یہ بھی

ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے یہان بچہ پیدا ہو تو اوسکا کوئی بزرگ
اوسکے کانون مین اذان اور اقامت کہے کہ یہ اولی ہے اور اگر سنت ادا ہونیکے
لیے کوئی غیر شخص بھی بچے کے کانون مین اذان اور اقامت کہے تو بھی درست ہے
اذان اور اقامت کا کہنا وقت ولادت کے اس واسطے چاہیے کہ سب سے پہلے
نام اللہ تعالی کا اور کلمہ دین اسلام کا بچے کے کان مین پہونچ جاوے اور وہ اپنے
خالق کا نام سب کلام سے پہلے سنے اور تخصیص اذان واقامت کی اس واسطے
ہے کہ شیطان اسکی آواز سے بھاگتا ہے اور اذان اور اقامت کی برکت سے
انشاء اللہ تعالی بچے کو ام الصبیان کا مرض بھی نہین ہوتا اور بچہ اس مرض سے
پناہ مین رہتا ہے جیسا کہ ابو یعلی نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَى وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ
الْيُسْرَى لَمْ تَضُرَّهُ أُمُّ الصِّبْيَانِ یعنی جسکے ان بچہ پیدا ہو پھر وہ اوس کے
دہنے کان مین اذان کہے اور بائین کان مین اقامت تو ام الصبیان اوسکو
ایذا نہ پہونچائیگی جامع صغیر کی شرح یعنی عزیزی مین لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے
اور ابن السنی نے اس حدیث کو اسی لفظ سے مرفوعا روایت کیا ہے اور تلخیص حبیر
مین بھی اس حدیث کو وارد کیا اور کچھ کلام اوسپر نہین کیا پس اذان اور اقامت
بچے کے کانونمین کہنا ضرور ہے اور شرعۃ الاسلام مین منقول ہے کہ جب بچے
کے کانون مین اذان اور اقامت کہہ چکے تو پھر اوسکے بائین کان مین یہ دعا بھی

پڑہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ بَرًّا تَقِیًّا وَّ اَنْبِتْہُ فِی الْاِسْلَامِ نَبَاتًا حَسَنًا اور اس دعاکو بہی دوتین بار پڑہے اُعِیْذُہٗ بِاللّٰہِ الصَّمَدِ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اور روضہ مین شرح مشکوۃ اور شرح سفر السعادت سے لکہا ہے کہ فرزند نوتولد کے کان مین یہ دعا پڑہنا مستحب ہے اگرچہ لڑکا ہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بعد اسکے کہجور یا چہوہارا یا شہد یا کوئی اور میٹہی چیز اوس کے تالو مین ملنا مستحب ہے اسی کو تحنیک کہتے ہین جیسا کہ حدیث مین آیا ہے عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یُؤْتٰی بِالصِّبْیَانِ فَیُبَرِّکُ عَلَیْہِمْ وَیُحَنِّکُھُمْ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک لوگ بچون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پر نور مین لاتے تہے آپ اونکے حق مین برکت کی دعا فرماتے تہے اور اونکی تحنیک کرتے تہے اسکو مسلم نے روایت کیا لیکن کہجور افضل ہے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو موسی کے لڑکے کے تالو مین کہجور ہی چباکے ملی تہی جیسا کہ مسلم کی دوسری روایت مین وارد ہوا ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَاَتَیْتُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَسَمَّاہُ اِبْرَاھِیْمَ وَحَنَّکَہٗ بِتَمْرَۃٍ یعنی ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہتے ہین میرے ہان لڑکا پیدا ہوا پہر مین اوس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیگیا آپ نے اوسکا نام ابراہیم رکہا اور

کھجور چباکر اوسکے تالو مین ملدے پس جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کیا اوسی کا کرنا بہتر ہے علمانے لکھا ہے کہ چھوہارا کھجور شہد وغیرہ کے کھلانے سے
بچہ حلیم اور خوش خلق ہوتا ہے اور جب بچے کو کھجور یا شہد وغیرہ چٹکین تو او سوقت
ایک آدھ پان مین ذرا سا چونہ کتھہ لگاکر تھوڑی سی زعفران ڈالکر پن کٹی وغیرہ
مین کوٹ کے تھوڑا سا عرق اوسکا بچے کے حلق مین ڈالدین تاکہ نہانے وغیرہ کی
سردی جاتی رہے بعد اسکے بچے کی حفاظت اور گھٹی اور زچا کی احتیاط کی تجویز
کرین اور حال انکا اور فصلون مین لکھا جاویگا

فصل بچے کی گھٹی اور احتیاط کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بچے کے کان مین اذان اور اقامت کہنی اور چھوہارا یا شہد تالو مین
لگانے کے بعد کسی حکیم سے پوچھکر دو روز تک اولاً دو دواستون کی جس کو گھٹی
کہتے ہین ستی نہ بہت گرم نہ ٹھنڈی اس ترکیب سے پلاتے رہین کہ ایک
کپڑے کی بتی انگلی کی برابر موٹی بناکر گھٹی مین بھگو کر بچے کے مونہہ مین دین تاکہ اسطرح
کی گھٹی پینے سے بچے کو دودہ پینے کی عادت پڑجاوے چمچہ اور سیپی سے گھٹی
پلانے مین بچہ دودہ چوسنا بہول جاتا ہے جب بچے کا پیٹ دست ہوکر خوب صاف
ہوجاوے تو تیسرے روز بچے کو دودہ دین اور پانچ روز تک اس قاعدے سے
دودہ پلاوین کہ دو وقت دودہ دین تو ایک وقت گھٹی تاکہ بچے کا پیٹ خوب
صاف ہوتا رہے اور بعد سات روز کے پہر بچے کو دودہ ہی پلاوین لیکن نوین

روز بہر گہٹی دین اس طرح سے کہ تمام دن مین دو تین بار گہٹی دین باقی وقتون مین
دودہ پلاوین اور اسی طرح سے ہر دہائی مین ایک روز بیشتر نہلانے سے بچے کو
گہٹی دیا کرین اور چلنے تک گہٹی دینے کا یہی قاعدہ اور دستور رکہین تاکہ بچے
کا پیٹ خوب صاف ہوجاوے اور بعد چلنے کے جب تک دودہ پیتا رہے دوسرے
تیسرے مہینے گہٹی دینا ضرور ہے تاکہ دودہ پینے سے جو مواد بلغمی بہت ہوتا ہے
اور اوس سے بچے کو طرح طرح کے مرض ہوتے رہتے ہین اس گہٹی کے دینے سے
نکلجاوے اور جب پیٹ مواد سے صاف ہوجائیگا تو اکثر امراض کا اندیشہ بہی
نرہیگا اس واسطے کہ بہت مرض پیٹ ہی کے فساد سے پیدا ہوتے ہین اور ہر روز
بچے کا ہاتہہ سونہہ گلا کان چڈہا وغیرہ گیلے کپڑے سے خوب صاف کردیا کرین اور
کپڑے کی بتی بناکر ناک بہی بچے کی صاف کردیا کرین تاکہ بچہ صاف اور ستہرا رہے
کہ دیکہنے والون کو نفرت نہ آوے اور بچے کی عادت بہی صاف رہنے کی رہے
اور ہاتہہ گلے کان چڈہے وغیرہ مین میل بہی نہ جمنے پاوے کیونکہ اس سے بو آنے
لگتی ہے اور بچے کا گوشت گلکر زخم پڑجاتے ہین اور جب بچہ پیشاب وغیرہ کرے
تو پانی سے طہارت کردیا کرین تاکہ بچہ پاک صاف رہے اور بو وغیرہ بہی نہ آوے اور
سواے صفائی کے طہارت نہ کرنے سے بچے کے بدن مین خارش اور سوزش
بہی ہونے لگتی ہے اور یہ بہی چاہیے کہ بچے کو وقت حاجت ضروری کے عادت
اشارہ کرنے کی سکہاوین تاکہ بچہ وقت حاجت کے اشارہ کیا کرے اور رکنے والا

اوسکو دوا اور بستر سے علیحدہ کر کے پیشاب وغیرہ کرا لیا کرے تاکہ رکہنے والے اور
مان اور بچے کے کپڑے اور بچھونے وغیرہ پاک صاف رہین اور پیشاب وغیرہ
کی بدبو بہی نہ آوے اور رکہنے والون کی نماز مین خلل نہ پڑے اسی واسطے بچے کو
غندک مین رکہنا نہایت اچہا ہے غندک اسے کہتے ہین کہ ایک کپڑا گز ڈیڑہ گز کا
لنبا آدہ گز کا چوڑا اوسپر بچے کو لٹاکر اوسکے ہاتہ پانون سیدہے کرکے گلے کے
یہان سے ٹخنے تک بچے کے لپیٹ دیتے ہین اور اوپر کوئی ناڑا یا بند وغیرہ
بہی باندہ دیتے ہین غرضکہ اس طرح سے کپڑے مین بچے کو لپیٹتے ہین کہ اوسکا صرف
مونہہ کہلا رہتا ہے باقی سب جسم لپیٹ جاتا ہے اور اسمین بچے کو نہایت ہی آرام
ملتا ہے اور اس کپڑے کے لپیٹنے سے یہ بہی فائدہ ہے کہ بچے کے ہاتہ پانون
سیدہے رہتے ہین اور پیشاب وغیرہ بہی اوسی کپڑے مین جذب ہوجاتا ہے اور
کپڑون مین دہبا نہین لگتا اس لیے غندک کر دینا بہت بہتر ہے بس چاہیے کہ
چار پانچ کپڑے غندک کے واسطے بنالین اور تین چار بار دن مین اوس کپڑے
کو بدل ڈالین اور دوسرے کپڑے کی غندک باندہ دین اور وہ کپڑا دہونے کو دیدین
اسی طرح سے غندک کے کپڑون کو بدلتے رہین کہ اسمین کئی فائدے ہین اور یہ رسم
غندک کی عرب مین بہت جاری ہے اور افغانستان مین بہی اسکا نہایت رواج
ہے اور بچے کا مونہہ سوتے مین کسی کپڑے سے چہپا دیا کرین کہلا نہ کہین تا وقتیکہ
مونہہ کہلے سونے کی عادت نہووے اسلیے کہ مونہہ کہولکر سونے سے سردی لگنا

ہواسے بچے کے گال وغیرہ پہٹ جاتے ہین کہ جس سے بچے کو بہت ایذا
ہوتی ہے اور مکہی وغیرہ کی بہی احتیاط نہین ہوسکتی اور یہ بہی چاہیے
کہ بچے کو کسی کے ساتہہ نہ سُلاوین الگ سونے کی عادت ڈالین الگ سونے
مین بچہ توانا ہوتا ہے اور دوسرے کی بہاپ اور پسینے کے نقصان اور ضرر سے
محفوظ رہتا ہے اور الگ سونے کی وجہ سے کہلائی سے بہی کم ہلتا ہے اور ہاتہہ
پانون کے دبنے کا اندیشہ بہی نہین رہتا ہے پس بچے کے الگ سُلانے مین بہت
فائدے اور مصلحتین ہین اوسکو الگ ہی سلانا بہتر ہے اس طرح پر کہ ایک علیحدہ
کہٹولے پر اوسے سُلاوین اور اوسکے دونون طرف کی پٹیون سے ملاکر دونون
پلنگ انّا اور کہلائی کے بچہاوین تاکہ بچہ الگ سووے اور اوس کے گرنے وغیرہ
کی بہی محافظت رہے اور بہت جہولے اور گود مین بچے کو نہ رکہین کہ اس سے بچہ
ناطاقت اور کمزور رہتا ہے اور اوسکی عادت بہی خراب ہوتی ہے کہ بغیر جہولے
اور بے گود کے کسی وقت نہین رہ سکتا اس طرح کی عادت سے بچہ اور اوس کی
مان اور کہلائی کو نہایت ایذا اور تکلیف ہوتی ہے اس واسطے کہ ہر جگہہ جہولا نہین
مل سکتا اور نہ ہر وقت بچے کو کوئی گود مین رکہہ سکتا ہے پس ایسی عادت بچے کی
نہ ڈالنا چاہیے کہ جس سے بچہ ایذا پاوے اور آپ بہی تکلیف اوٹہاوے اور بچے کو
ہرگز افیون کہلانا نہ چاہیے کیونکہ اول تو افیون کہانا اور کہلانا دونون حرام ہین
دوسرے افیون کہانے سے بچہ کالا اور بد مزاج ہو جاتا ہے سوا اسکے افیون

زہر ہے اگر زیادہ ہو جاوے تو بچے کی جان کا اندیشہ ہے سوا سین سوائے نقصان
کے کوئی فائدہ نہیں ہے طبرانی نے کبیر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا
ہے اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَجْعَلْ شِفَاءَ کُمْ فِیْمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ یعنی بیشک اللہ تعالی
نے نہیں رکھی تمہاری شفا اوس چیز میں جسکو تم پر حرام کیا جامع صغیر میں اس
حدیث پر صحت کی علامت کی ہے اور عرف الجادی میں لکھا ہے کہ بیہقی نے
اس حدیث کی تخریج کی اور ابن حبان نے اسکو صحیح کہا اور چھوٹے بچے کی احتیاط
زیادہ ہوا سے رکھیں اس لیے کہ بچے کو ہوا بہت جلد اثر کرتی ہے اور اوسکی
سردی وغیرہ کی وجہ سے اکثر امراض پیدا ہو جاتے ہیں پس چاہیے کہ اکثر اوسکو
گرم کپڑا پہنائے رہیں اور سردی کے وقت بند اور گرم مکان میں جہاں ہوا
کم آتی ہو رکھیں اور گرمی میں بہت سرد مکان میں بھی نہ رکھیں غرضکہ بچے کو بہت
سردی اور گرمی سے بچاتے رہیں اور ہر وقت بچے کی طبیعت کا دھیان رکھیں کیونکہ
اوسکا مزاج بہت نازک ہوتا ہے سردی گرمی اوس کو جلد اثر کرتی ہے اسکا
بہت ہی خیال رکھنا چاہیے جس وقت ابر ہو یا مینہ مہاوٹ کا برستا ہو یا جاڑا زیادہ
پڑتا ہو تو اوس وقت بچے کو نہلانا نہ چاہیے جب پانی برس چکے ابر کھلجاوے اور دھوپ
نکل آوے گرمی کا وقت ہو اوس وقت بچے کو نہلانا چاہیے اس لیے کہ سردی اور
ابر وغیرہ میں نہلانے سے بچے کو اکثر امراض پیدا ہوتے ہیں اور بعض اون میں سے
مہلک بھی ہوتے ہیں کہ جس سے بچے کی جان کا زیان ہوتا ہے اور اکثر بچے کے

گلے نہ کراوین کہ اس سے بہت ایذا ہوتی ہے اور اوس کی عادت بگڑ جاتی ہے یعنی ہر وقت گلا کرنے کی ضرورت رہتی ہے اسی لیے شرع شریف مین اسکی ممانعت آئی ہے پس لازم ہے کہ بچے کی عادت گلا کرنے کی نہ ڈالین اگر بہت ہی ضرورت ہو تو دو ایک بار مضائقہ نہیں ورنہ لیپ وغیرہ کر دیا کرین اور جب تک بچہ دودہ پیتا رہے چاہیے کہ اوس کی مان یا انّا کو جسکا دودہ پیتا ہو دوسرے تیسرے دن تہوڑا سا عرق سونف کا پلا دیا کرین اور اسی طرح بچے کو بہی ایک چمچہ عرق سونف کا دوسرے تیسرے روز دیدینا لازم ہے تاکہ بچے کے پیٹ مین کسی طرح کی گرانی نہ رہنے پاوے اور دودہ پلانے والی کے کہانے وغیرہ کی کسر بچے کو کچہہ ضرر نکرے اور اوسکا ہضم صحیح ہوتا رہے کہ جس سے وہ ہمیشہ تندرست اور توانا رہے

فصل زچا کی احتیاط کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب عورت کے بچہ ہو چکے اور آنول بہی نکل چکے اوس وقت زچا کو بٹہا کر اوسکے پیٹ کو دونون ہاتہون سے جہٹک کر خوب دبا دین اور نیچے کو سونتین تاکہ جو کچہہ خون فاسد اور خراب ہو نکل جاوے پہر زچا کو کپڑے پہنا کر پلنگ پر آہستہ سے چت لٹا کر آٹہہ نو گز سنگین کپڑا بے کلپ مثل ململ یا نین سکہہ وغیرہ کے چار تہہ کر کے زچا کے پیٹ کو زیر ناف سے موٹی ران تک خوب کہینچکر باندہین اور اسی طرح سے اگر ممکن ہو تو سات روز تک زچا کے پیٹ کو دونون وقت قابلہ سے بندہوا دیا کرین اگر کسی کے پیٹ پر دانے وغیرہ ہو جاوین اور پٹی باندہنے مین زیادہ ایذا ہوتی ہو

تو تین روز اوسی طرح سے زچا کے پیٹ کو باندہنا نہایت ہی ضرور ہے کہ اس سے
جوڑ جوڑ اوسکے اپنی جگہہ پر بیٹھ جاتے ہین اور خون کی آمد بھی زیادہ ہوتی ہے
اور زچا کے سر پر کساوا باندہ دے تاکہ ہوا سر کو نہ لگے پہر رضائی وغیرہ اوڑہا کر ہوا
سے بہت احتیاط رکہین اور کم سے کم چار پہر تک اوسکو چت ہی لیٹا رکہین نہ کروٹ
لینے دین اور نہ بیٹھنے دین اس لیے کہ اس سے بدن کے نکل آنیکا اندیشہ ہے
اور جب پیٹی باندہ چکین تو ایک بیڑا چلیے پان کا بناکر اوسمین زعفران یا مشک ڈالکر
زچا کو کہلا دین تاکہ اوسکی گرمی جوڑون تک پہونچے اور آٹھ پہر تک زچا کو سوائے
پان کے اور کچھہ نہ کہلا دین اور پینے کو سونف کا عرق گرم کرکے دین بعد آٹھہ پہر
کے صرف دس پندرہ دانے منقے کے اور پانچ سات دانے بادام کے ورق طلا
اور نقرہ لگاکر زچا کو کہلا دین اور دوسرے وقت بھی یہی کہلا دین اسی طرح سے
تین روز تک اسی قدر منقے اور بادام ہی پر اکتفا کرین زیادہ نہ دین اور پینے کو وہی
سونف کا عرق لیکن بعد آٹھہ پہر کے بچہ ہونے سے ٹھنڈے عرق دینے کا مضائقہ
نہین بوتل کا نکلا ہوا عرق پلا دین غرضکہ تین روز تک سوائے منقے اور بادام
اور بوتل کے نکلے ہوئے عرق کی اور کوئی چیز کہانے پینے مین زچا کو نہ دین بعد تین
دن کے نوجوان بکری یا چوزہ مرغ کی یخنی بناکر زچا کو پلا دین اور اوس یخنی مین مرچ بہت
کم ڈالین ایک وقت مین ایک چاء کی پیالی کے اندازے سے زیادہ نہ پلا دین تین
روز تک دو وقت یہی یخنی پلاتے رہین اور اگر بیچ مین زچا کو کچھ اشتہا معلوم ہو تو

دہی پانچ سات دانے منقے کے دیدین اور پینے کے واسطے سونف کا عرق کسی
مٹی کے آبخورے وغیرہ مین ٹھنڈا کرکے پیاس کے وقت زچا کو پلا وین اور جس کو
پیاس زیادہ ہو اور عرق سونف کا گرمی کرتا ہو تو سکو اور گاؤزبان کا عرق ملا کر پلاوین
غرضکہ سات روز تک کہانا اور پانی مطلق ندین اس لیے کہ ابتدا مین رزق
کہانے اور پانی پینے سے مادہ فاسد حیض کا باقی رہجاتا ہے اور اس سے
زچا کو بہت نقصان اور تکلیف ہوتی ہے اور طرح طرح کی بیماریان پیدا ہوتی
ہین خصوصًا مرض ریاح کے زیادہ پیدا ہوتے ہین پس جہانتک ممکن ہو
رزق اور پانی کی نہایت احتیاط رکہین اکثر حکیمون سے ایسا سنا ہے کہ اگر
زچا چالیس روزتک پانی نہ پیے تو اوسکو کوئی مرض ریاح کا نہین ہوتا لیکن
اتنا پرہیز کرنا نہایت ہی مشکل ہے پس کم سے کم سات روزتک بہت احتیاط
رکہین جب آٹھوان روز ہو تو اوسکو اس طرح سے غذا کہلاوین کہ نری بکری یا
مرغ کے شوربے مین ایک یا دو پہلکے کا ترید بنا کر دین اور چانول مطلق ندین
پانی کو سونے یا لوہے یا فقط اینٹ سے بجہا کر کنکنا کنکنا پلاوین ٹھنڈا اور کچا
پانی ندین بجہا ہوا اور سنہتا سنہتا پانی پلانا چاہیے اس لیے کہ ٹھنڈا پانی
پینے سے اکثر زچاؤن کو سوزش ہو جاتی ہے اور سونے کا بجہا ہوا پانی زیادہ مفید
ہوتا ہے اور یہی چاہیے کہ اول روز زیادہ پانی نہ پلاوین صرف کہانے کے
وقت آدہے یا پون آبخورے سے زیادہ ندین غرضکہ ایک دو روز تک اس طرح

پانی پلانا چاہیے کہ کہانے کے وقت تو پانی دیا جاوے پھر اگر بیچ مین زچا کو پیاس
معلوم ہو تو پانی نہ دین عرق پلاوین اور دس روز تک یہ قاعدہ رکہین کہ ایک بار
پانی دین تو دوسری بار عرق پھر دو بار پانی دین تو ایک بار عرق غرض کہ پانی
زچا کا بتدریج بڑہاوین یکبارگی نرے پانی پر کفایت نکرین اور رات کو اگر زچا پانی
مانگے تو عرق ہی پلاوین پانی نہ دین اور بعد دس روز کے پھر عرق پلانا موقوف کرین
تا ذو بجہا اور ٹہنڈک دور کیا ہوا پانی پلاوین رات کا بجہا اور ٹہنڈا نہ دین صبح اور
شام دونون وقت بیس روز تک اسی طرح کا پانی پلاوین بعد بیس دن کے پہر
ٹہنڈے پانی دینے کا مضائقہ نہین لیکن کچا اور باسی پانی نہ دین اور غذا مین
چانول کم کہلاوین گہی اور مٹہاس بہی زیادہ دینا نچاہیے اور یہ احتیاط کہانے پینے
مین ایک مہینے تک ضرور ہے پہر اتنی احتیاط کی حاجت نہین لیکن سرد اور ترش
چیزون سے دو چار مہینے تک پرہیز کرنا ضرور ہے کہ اس سے خوف ورم وغیرہ کا ہے
اور زچا کے سر مین تیل خوب ڈالین اسلیے کہ خون کے نکلجانے سے دماغ مین جو خشکی
اور ضعف پیدا ہوتا ہے اس تیل کے لگانے سے جاتا رہیگا اور دماغ مین طاقت آویگی
اور یہ بہی چاہیے کہ زچا کی آنکہون مین ہر روز کورا کاجل لگاوین کہ اس سے آنکہونکو
قوت رہتی ہے اور زچا کے پیٹ پر کسی طرح کی مالش نہ کراوین کیونکہ مالش کرنے سے
سب رگ پٹہے نرم اور ڈہیلے ہوجاتے ہین پہر ہر وقت حاجت پیٹ ملوانے کی
رہتی ہے اور کسی طرح کی دوا کا استعمال بہی مثل شستری یا جہاڑ یا میٹ وغیرہ کے

نکراوین اس واسطے کہ جہاڑ وغیرہ کے استعمال سے رحم خراب ہوجاتا ہے اور پیٹ کے
لینے سے دوسری بار کے جننے مین عورت کو بہت تکلیف اور ایذا ہوتی ہے غرضکہ
بعد بچہ ہونے کے پہر کسی طرح کی دوا اور مالش پیٹ کی ہرگز نہ چاہیے بلکہ قابلہ کو بہی
کسی طرح کی دستکاری وغیرہ نہ کرنے دین اور بے ضرورت قوی کے کوئی کام
دائی گری کا قابلہ سے نہ لین اور بعد بچہ ہونے کے سات روز تک زچا کو نہ نہلاوین
ساتوین روز اس طور سے کہ چڑہتے دن گرم وقت نہار موںہہ نہلاوین اور سر مین اوسکے
پہلے خشخش پیسکر ملین اور ہر جوڑ پر ایک ایک زردی انڈے کی بعد اسکے نرے
گرم پانی سے سر اوسکا دہوئین پہر بادام اور زعفران ملا کر زچا کے تمام بدن پر
ملین اور بابونے کو پانی مین جوش دیکر نرے اوس پانی سے اوس کے تمام بدن
کے ہر ہر جوڑ کو خوب دہارین اور بندہی دہار سے پانی ڈالین کہ اوس جوڑ پر زور
سے پڑے جب سب جوڑ دہار چکین تو اوسی بابونے کے پانی کے چار پانچ لوٹے
بہر کر زچا کے زیر ناف اس طرح سے ڈالین کہ اوسکی دہار زور سے زچا کے پیڑو پر معلوم
ہوتا کہ اوس کی گرمی سے آمد خون کی زیادہ ہوجاوے اور پانی بابونے کا اسقدر
زیادہ رکہین کہ دہارنے وغیرہ مین کم نہ پڑے جتنا زیادہ دہارا جاویگا اوتنا ہی زچا
کے جوڑون کو مفید ہوگا لیکن جہان تک ہوسکے نہلانے مین جلدی کرین مگر پہلے
سے نہانے کی جگہہ کو کہ ہوا وہان کی بند ہو آگ سے خوب گرم کرلین اور بعد
نہلانے کے بہی کسی بند مکان مین ہوا سے بچا کر بٹہاوین اور انگیٹہی وغیرہ بہی

آگ ست بھر کر اوسکے پاس رکھدین اور سر کے بالون کو بھی جلدی سے خشک کرلین
اور گرم کپڑے پہناوین بعد اس کے وہی غذا جو اول لکھی گئی یعنی شوربے مین
پھلکا بھگو کر کھلاوین اور وہی آدھا آبخورہ بجھے ہوے پانی کا جسکا ذکر پہلے ہو چکا
ہے پلاوین بعد اسکے پہلے کچے پان کے بیڑے مین زعفران یا مشک ڈالکر کھلاوین
اور اسی طرح کا بیڑا نہانے مین بھی دیوین اور اسی قاعدے سے ہر چلے یعنے
دسوین اور بیسوین اور مہینے پر نہلاوین جب چالیسوین روز بڑا چلا ہو تو اوس دن
اپنی عادت قدیم کے موافق نہلاوین یعنی پھر حاجت ان دواؤن کی نہین ہے
لیکن سردی اور ہوا وغیرہ کی احتیاط رکھنا ضرور ہے اس واسطے کہ جننے سے عورت
ضعیف اور ناتوان بہت ہو جاتی ہے اور ضعف کے سبب سے سردی وغیرہ
جلد اثر کرتی ہے بعد بڑا چلا نہانے کے چاہیے کہ دو رکعت نماز شکرانے کی پڑہے اسلیے
کہ جب خدا تعالی نے ایسے صدمہ عظیم سے بچا کر اپنے فضل و کرم سے صحت اور
تندرستی عنایت کی کہ گویا دوبارہ زندگی عطا فرمائی اوس اللہ تعالے کا شکر ادا کرنا
اور اوس کی بندگی اور منت کرنا اور اوس سے عاجزی ظاہر کرنا اور اپنی اور اپنی
اولاد کی صحت اور زندگی کی دعا کرنا بہت ضرور ہے تاکہ ارحم الراحمین اسپر اور اسکی
اولاد پر اپنی مہربانی فرماکر دونون کی عمر دراز کرے اور دنیا و آخرت کا چین اور آرام
نصیب فرماوے اور یہی زچا کو چاہیے کہ ولادت کے بعد سے بڑے چلے تک
خاوند کے پاس نجاوے یعنی صحبت نکرے اگرچہ درمیان چلے کے پاک بھی ہو جاوے

لیکن صحبت سے بچنا چاہیے اس لیے کہ چالیس روز تک زچہ کا رحم بہت نرم ہوتا ہے اور قربت کرنے مین اندیشہ اوسکی صلابت اور بیکلی وغیرہ کا ہے یعنی اگر رحم پر کسی طرح کا صدمہ پہنچ جاویگا تو اوس سے طرح طرح کے امراض مثل صلابت رحم اور بیکلی وغیرہ کے لاحق ہوجاوینگے اور ان مرضون کی وجہ سے اکثر عورتین تکلیف اور ایذا مین گرفتار رہینگی اور ہمیشہ کا دکھہ پیچھے لگ جائیگا جس سے تمام عمر بیمارون کی طرح دوا اور پرہیز ہی مین بسر ہوگی پس لازم ہے کہ جب تک بدن مین خوب طاقت نہ آجاوے صحبت وغیرہ سے بچتی رہین اور بعض عورتون کو تو چالیس روز تک نفاس ہی رہتا ہے پس اس حالت مین تو کسی طرح صحبت کرنا جائز نہین ہے کیونکہ نزدیک شارع کے حیض اور نفاس مین صحبت کرنا حرام ہے اور انتہا مدت نفاس کی چالیس دن مقرر ہین زیادہ نہین اور کمی کے لیے کوئی زمانہ خاص معین نہین پس اگر بیچ چلے کے اندر جب پاک ہوجاوے یا یہ مدت پوری گذرجاوے حکم نفاس کا جاتا رہتا ہے پھر نماز روزہ منع نہین بلکہ اوسی وقت سے بعد غسل کے نماز شروع کرنا ضرور ہے چالیس روز کے پورے ہونے کا انتظار نکرنا چاہیے لیکن بلحاظ اون نقصانون کے جنکا حال اوپر مذکور ہوچکا ہے اس مدت کے اندر خاوند سے قربت نکرین تاکہ ایذا اور تکلیف سے محفوظ رہین اور سوا اسکے ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ بسبب کثرت امراض کے آئندہ کو اولاد ہونا موقوف ہوجاتا ہے اور حال اون امراض کا جنسے ولادت کا ہونا بند ہوجاتا ہے مانعات حمل کی فصل مین لکھا گیا فقط

فصل بچے کے دودھ پلانیکے بیان مین

جاننا چاہیے کہ اگر بچے کو ماں کا دودھ پلانا منظور ہو تو ولادت سے چوتھے روز کہ وہی
دن زچہ کے شور پا ملنے اور دودھ کے اوترنے کا ہے آوّلا کسی بڑی عمر کے دودھ پیتے
بچے کو اوس کا دودھ پلاوین تاکہ وہ بچا اوس بچے ہوے دودھ کو خوب چوس لے
اگر کوئی ایسا دودھ پیتا بچہ نہ ملے تو دودھ کھینچنے کے شیشے سے جمے ہوے دودھ کو
نکال ڈالین یا گرم پانی بوتل مین بہرین جب وہ گرم ہو جاوے خالی کر کے اوسے گرم
بوتل کو جس کی بہاپ نہ نکلی ہو زچا کی چہاتیون مین لگا دین تاکہ اوس مین سب جما ہوا
دودھ جسکو ہندی مین پیکا کہتے ہین کہنچ آوے پہر اس دودھ کے خوب صاف
ہو جانے کے بعد اپنے بچے کو پلاوین نہ جسکا جما ہوا دودھ یعنے پیکا ہرگز بچے کو نہ پلاوین
اس لیے کہ یہ دودھ اوسکو نہایت نقصان اور ضرر کریگا اگر ماں کو اپنا دودھ پلانا
منظور نہو تو چاہیے کہ اپنی چہاتی ہرگز بچے کے موہنہ مین نہ دے کیونکہ اوسکا موہنہ لگنے
سے دودھ زیادہ اوترتا ہے پہر نہ پلانے سے بہت تکلیف ہوتی ہے پس چاہیے کہ
بوتل وغیرہ سے اوس جمے ہوے دودھ کو کہینچ ڈالین اس واسطے کہ اوس کے
رہنے سے چہاتیان پک جاتی ہین اور اس سے زچا کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور
پک جانے سے چہاتیان بدہیئت بہی ہو جاتی ہین اور دوبارہ جننے مین اونمین
دودھ بہی کم ہوتا ہے پس بعد نکالڈالنے پیکے کے لیپ دودھ کے خشک کرنیکا لگاتی ہین
اور اس کے لیے سونف یا ملتانی مٹی کا لیپ کرنا بہت مفید ہے الٹی انگیا کا پہننا

اور سور کا لیپ بہی دودہ خشک کرتا ہے مگر اسکے لیپ مین یہ نقصان ہے کہ
دوسرے وقت کے جلنے مین دودہ کم ہوجاتا ہے اس واسطے سونف یا ملتانی
مٹی ہی کا لیپ کرین کہ اوسمین کچھ بہی نقصان نہین جب انّاکا دودہ پلوانا منظور ہو
تو اس امر کا خیال رکہنا ضرور ہے کہ جس عورت کو واسطے دودہ پلانے کے مقرر کرین
اول اوسکا دودہ دیکہہ لین اگر اچہا ہو تو اوسی عورت سے پلوادین ورنہ بعد شناخت
کے جسکا دودہ بہتر ہو اوس سے پلوادین پہچان عمدگی کی یہ ہے کہ نیلا اور پتلا خوب
صاف ہو زرد اور گاڑہا اور اوسمین کسی طرح کی چکنائی خواہ پہٹکی یا جالا وغیرہ نہو اور
یہ بہی دودہ کے اچہے ہونے کی پہچان ہے کہ اوسمین ایک جون ڈالدین اگر زندہ رہے
اور تیر جاوے تو جانین کہ یہ دودہ اچہا ہے پس وہ بچے کو پلانا چاہیے اگر وہ جون
مرجاوے تو اچہا نہین پس ایسا دودہ ہرگز نہ پلاوین کہ بہت نقصان کرتا ہے اور
لڑکے کو لڑکی والی کا اور لڑکی کو لڑکے والی کا دودہ پلانا مفید ہے اور اس کا لحاظ
بہی چاہیے کہ انّا جوان ہو بیس پچیس برس کی عمر سے زائد نہو اس واسطے کہ جوان
عورت کا دودہ بوڑہی عورت کے دودہ سے زیادہ قوت اور طاقت رکہتا ہے
اور بچے کے لیے نہایت مفید ہے اور دودہ بہی اوسکا تازہ ہو یعنی بچہ اوسکا چہہ سات
مہینے سے زیادہ کا نہو اسلیے کہ بڑے بچے کی ماں کے دودہ کم ہوتا ہے اور
اوس سے دو بچون کا پیٹ بہرنا مشکل ہے اور یہ بہی ضرور ہے کہ بچے کو رذیل
اور بدخلق اور احمق اور فاحشہ اور بیحیا عورتون کا دودہ نہ پلاوین کیونکہ دودہ مین

مین تاثیر کرتا ہے اور اوسکا اثر بہت ہوتا ہے چنانچہ یہی مضمون تفسیر زاہدی
مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو احمق
اور فاحشہ عورتون کے حوالے نہ کیا کرو اور نہ اونکا دودہ پلوایا کرو اس واسطے کہ
دودہ بدن مین تاثیر کرتا ہے اور بچے کو اوسکا اثر بہت ہوتا ہے حاصل یہ کہ جب
کوئی عورت دودہ پلانے کے لیے مقرر کرین توان شروط مذکورہ کا ضرور خیال
رکہین یعنی وہ عورت اچہے اور تازے دودہ کی جوان اور شریف پرہیزگار
خوش خلق اور حیادار ہو پہر جب ایسی انّا سے دودہ پلوانے کا قصد ہو تو دو ایک
روز پیشتر دودہ پلانے سے غذای لطیف اور زود ہضم مثل تہولی یا ترید یا کہچڑی
کے کہلا دین لیکن کہچڑی اور تہولی شوربے کے ساتہہ دینا چاہیے مگر یہ شوربا بوڑہی
بکری گائے ہیڑ وغیرہ کا نہو کیونکہ یہ سب دیر ہضم اور بادی ہوتے ہین اور اسی طرح
ہمیشہ انا کو ثقیل اور بادی چیزین مثل گائے کے گوشت اور بیگن وغیرہ کے نہ کہلا دین
اور سرد اور ترش چیزین بہی نہ دین اس لیے کہ یہ سب چیزین بچے کو ضرر کرتی ہین
مرچ اور گہی بہی کم دینا چاہیے مٹہاس اور دودہ جیسے پانچین دن انا کے
کہانے مین اگر دیا جاوے تو کچہہ قباحت نہین مگر یہ چیزین انا کو کثرت سے دینا
نہ چاہیین کیونکہ بہت شیرینی کہانے سے بچے کے پاخانے کی جگہہ ایک قسم کے
کیڑے باریک باریک پیدا ہوجاتے ہین جسکو ہندی مین چنچنے کہتے ہین اور اوس سے
بچے کو ایذا او تکلیف بہت ہوتی ہے کہ پاخانے کا مقام سرخ ہو جاتا ہے

اور اوس جگہہ خارش بہت ہوتی ہے اور دودہ کے بہت استعمال کرنے سے کہانسی اور زکام اور آنکہین دکہنے کا اندیشہ ہے غرضکہ دودہ پلانیوالیکو سب چیزون سے جو اوپر مذکور ہوئین پرہیز کرنا ضرور ہے اور یہہ بہی لازم ہے کہ پانی کے بڑے بڑے گہونٹ نہ پیین اور بہت گرم کہانا بہی نہ کہاوین اور قابض چیز کے کہانے سے پرہیز کرین سرد ہوا اور سردی سے خصوصاً بارش اور سردی کے موسم مین نہایت احتیاط رکہین اسواسطے کہ ابر اور بارش کی فصل مین ایسی چیزون کے کہانے سے بچے کو اندیشہ مہلک بیماری کا ہوتا ہے یعنی اکثر بچون کو پسلی کا مرض جس کو عورتین بادلون کی بیماری کہتے ہین ہو جاتا ہے اور اس سے بچہ بہت کم بچتا ہے اور یہہ بہی چاہیے کہ سردی اور بارش مین نہانے سے بہت بچین یعنی جس دن سردی زیادہ یا مینہہ برستا ہو اوس دن ہرگز نہ نہاوین جب پانی تہم جاوے دہوپ نکل آوے گرمی کا وقت ہو اوس وقت نہاوین اور گیلے بال بچے کو دودہ نہ پلاوین جب بال خشک ہو جاوین تو پہلے تہوڑی سی روٹی کہالین پہر دودہ پلاوین اور جب خوب بہوک لگے اوس وقت کہانا کہاوین کیونکہ بے بہوک کہانے سے اندیشہ سوءہضمی کا ہوتا ہے اور دودہ پلانے والی کی سوءہضمی سے بچے کو بہی نقصان ہوتا ہے اس واسطے اوس کو زود ہضم اور ہلکی اور

نرم چیزین مثل ثتولی اور کھچڑی اور دلی بکری کے شوربے کے ساتھ کھلاتے
ہین تاکہ سوء ہضمی کے ضرر سے دودہ اور بچہ دونون محفوظ رہین دودہ پلانے کے
زمانے مین اگر کوئی دودہ پلانے والی حاملہ ہو جاوے تو اوس کا دودہ ہرگز ہرگز
بچے کو نہ پلاوین کیونکہ یہ دودہ چکنا ہو جاتا ہے اور ایسا دودہ بچے کو نہایت نقصان
کرتا ہے اور اسی طرح بیماری کی حالت کا دودہ بھی نہایت مضر ہے پس جب تک
بچہ دودہ پیے دودہ پلانے والی اور بچے کے ماں باپ کو ان سب باتون کا
جاوبرگذ لیکن خیال رکھنا ضرور ہے اور مدت دودہ پلانے کی اکثر علما کے
نزدیک دو سال مقرر ہین اس لیے کہ دوسرے پارے مین قرآن شریف کے
اسد تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ
حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ یعنی لڑکے والیان دودہ پلاوین اپنی اولاد کو دو برس پورے
اور یہ مدت اکثر ہے اس لیے کہ آگے فرمایا ہے لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ
یعنی دو سال تک دودہ پلانا اوس کے واسطے ہے جو پوری مدت تک پلانا چاہے
اس سے معلوم ہوا کہ دو برس سے کم بھی پلانا درست ہے چنانچہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عورت نو مہینے مین جنے تو اکیس مہینے دودہ
پلانا کافی ہے اور جب سات مہینے مین جنے تو تیئیس مہینے اور چھ مہینے مین جنے
تو پورے دو برس دودہ پلاوے اس لیے کہ اسد تعالی فرماتا ہے وَحَمْلُهُ وَ
فِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا یعنی حمل اور دودہ پلانے کی مدت تیس مہینے ہین پس

اکثر مدت اسکی دو سال ہے اور کم موافق اوپر کی تفصیل کے اکیس اور تیئیس مہینے ہین اور امام اعظم رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق مدت رضاعت کی اڑہائی برس ہین اس لیے کہ قرآن مجید مین اللہ جل شانہ نے حَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا فرمایا ہے پس حمل وفصال دو چیزین ذکر فرمائین اور ان دونو کے واسطے ایک مدت مقرر کی تو ہر ایک کے لیے پوری مدت چاہیے اور وہ نہین مگر اڑہائی برس لیکن کم ہونا حمل کی مدت کا اڑہائی برس سے اون کے نزدیک عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہے غرضکہ انہین مدتون کے اندر دودہ چھوڑانا چاہیے یعنی اگر بچہ قوی ہے تو پونے دو برس تک پلاوین اور اگر ضعیف ہو تو دو برس پورے کرلین اور اگر ایسی ہی شدید ضرورت ہو تو مجبوری سے امام اعظم صاحب کے قول کے موافق اڑہائی برس تک دودہ پلاوین زیادہ اس سے نہ بڑہاوین اگرچہ بعض عالمونکے نزدیک رضاع کی مدت تین برس اور سات برس بھی ہے

باب چہارم
فصل عقیقے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ عقیقہ لیا گیا ہے عق سے عق کے معنی عربی زبان مین چیر نے کاٹنے کے ہین اسی لیے شرع کی بول چال مین عقیقہ اوس قربانی کو کہتے ہین جو کہ ساتوین دن بچے کی پیدایش سے ذبح کی جاتی ہے اور کبھی عقیقہ بچے کے بالون کو بھی کہتے ہین اسمین علما کا اختلاف ہے کہ عقیقہ واجب ہے یا سنت یا مستحب علمای ظاہریہ یعنی جو لوگ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہین اور حسن بصری

رضی اللہ عنہ عقیقے کو واجب کہتے ہین ایسے ہی امام احمد رضی اللہ عنہ کی ایک
روایت مین واجب ہے اور جمہور اہل بیت اور انکے سوا اور اکثر علما کے نزدیک
سنت ہے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک نہ فرض ہے نہ سنت بعض
کہتے ہین کہ ان کے نزدیک نفل ہے امام شافعی اور امام مالک فرماتے ہین کہ عقیقہ
مستحب ہے اس لیے کہ امام احمد اور ابوداود و نسائی نے عمرو بن شعیب سے
انھون نے اپنے باپ شعیب سے انہون نے اپنے باپ سے روایت کیا قال سئل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم عن العقیقۃ فقال لا احب
العقوق وکانہ کرہ الاسم فقالوا یا رسول اللہ انما نسألک عن احدنا
یولد لہ قال من احب منکم ان ینسک عن ولدہ فلیفعل عن الغلام
شاتان مکافاتان وعن الجاریۃ شاۃ یعنی عمرو کے دادا کہتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عقیقے سے پوچھے گئے آپ نے فرمایا مین عقوق کو دوست
نہین رکھتا گویا اس نام کو مکروہ رکھا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو آپ سے
یہ پوچھتے ہین کہ ہم مین سے کسی کے یہان بچہ پیدا ہو فرمایا جو شخص تم مین سے
دوست رکھے کہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرے تو اوسے چاہیے کہ کرے
لڑکے سے دو بکریان برابر اور لڑکی سے ایک بکری اس حدیث شریف سے
عقیقے کا مستحب ہونا صاف ظاہر ہے کیونکہ اگر واجب ہوتا تو آپ یہ لفظ نہ فرماتے
کہ جو شخص تم مین سے دوست رکھے کرے بلکہ صاف صریح امر فرماتے یعنی وہ

حدیثین جنمین لفظ رہن یا امر ہے سو رہن سے وجوب نہین نکلتا اوس کے او رمعنی ہین اور بدلیل حدیث مذکور کے امر وجوب کے واسطے نہین ہے بلکہ امر استحبابی ہے جیسا کہ بخاری نے سلمان بن عامر ضبی سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَاَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى یعنی سلمان نے کہا سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے ساتھ پیدا ہونے لڑکے کے عقیقہ ہے پس ذبح کرو اوسکی طرف سے جانور اور دور کرو اوس سے ایذا یعنی بال سر کے اور سیل غیرہ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمّٰى وَيُحْلَقُ رَاْسُهٗ یعنی حسن بصری سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکا گرو ہے بسبب یا بدلے اپنے عقیقے کے ذبح کیا جاوے اوس سے ساتوین دن اور نام رکھا جاوے یعنی ساتوین دن اور مونڈا جاوے سر اوسکا اس حدیث کو احمد و ترمذی و ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا مگر روایت ابوداود و نسائی مین مُرْتَهَنٌ کی جگہہ رهينة ہے اور ایک روایت احمد و ابوداؤد مین بجاے ویسمی کے لفظ يُدَمّٰى ہے ابوداؤد نے کہا لفظ ویسمی صحیح تر ہے رہن کے معنے مین علما کا اختلاف ہے اکثر نے یہ کہا کہ بچہ منع کیا گیا ہے شفاعت کرنے سے والدین کے حق مین یعنی جس بچے کا عقیقہ

نہوا اگر بچپنے مین مرجاویگا تو وہ قیامت کے دن ماں باپ کی شفاعت نکریگا
امام احمد رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے بعض نے یہ کہا کہ بلائیوں اور سلامتی
آفات اور زیادتی نشو ونما سے رُوکا گیا ہے یعنی جب تک اوسکا عقیقہ نہوگا
اکثر علیل و بیمار رہیگا بعض نے یہ کہا کہ اوذی و پلیدی کے ساتھہ گروے جیسا کہ
پہلی حدیث مین گذرا اَمِیطُوا عَنْہُ اَذًی یعنی بال اور میل کچیل وغیرہ اوس سے
دور کرو پچھلی حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ولادت سے ساتوین دن عقیقہ
کرنا چاہیے اگرچہ علما نے اسکی مدت بہی زیادہ کردی ہے یعنی یون لکہا ہے کہ
اگر کسی ضرورت سے بچے کا عقیقہ ساتوین روز نہ ہوسکے تو چودھوین یا اکیسوین
دن کرے اگر ان دنون مین بہی نہ ہوسکے تو جب ممکن ہو اوس وقت کردے مگر
اس قول پر کوئی دلیل صحیح حدیث سے معلوم نہین ہوتی پس ساتوین ہی دن
عقیقہ کرنا اولی و افضل ہے گو کسی ضرورت قوی سے تاخیر بہی جائز ہو مثلاً بچہ
کچھہ ایسا بیمار و علیل ہوگیا کہ اوس کے سر کو پانی لگانا ضرر کرتا ہے تو چودھوین یا
اکیسوین روز اوسکا عقیقہ کرنا مضائقہ نہین لیکن جہان تک ہوسکے چاہیے کے
اس ہی عقیقہ کو دست زیادہ دیر نکرے اور بغیر ضرورت قوی کے ساتوان روز
عقیقے کا نٹالے یعنی جب ولادت کو چھہ روز گذر جاوین تو ساتوین روز بچے کو
نہلا کر مسلمان نائی سے اوسکا سر منڈوا دے نہ ہندو سے اور اوسی دن عقیقے کا جانور
بھی ذبح کرے کیونکہ حدیث مذکورہ مین مراد ذبح سے یہی عقیقے کا جانور ہے اور آگے

دن بچے کا نام رکھنا بھی سنت ہے اس لیے کہ یہی اوسی حدیث سے ثابت ہے
غرضکہ ان سب امور کے ادا کرنے کا حکم ساتوین ہی دن آیا ہے بغیر ضرورت
کے اوسی روز کرنے چاہییں تاکہ خلاف سنت کے نہو مگر ذبح کرنا جانور کا
بچے کے سر منڈاتے وقت چاہیے اگر لڑکا ہو تو دو بکریان ذبح کرے اور جو لڑکی
ہو تو ایک نر ہو یا مادہ یعنی یہ خیال کرنا ضرور نہین کہ بیٹی کی طرف سے بکری ہو
اور بیٹے کی طرف سے بکرا چنانچہ یہی مضمون حدیث شریف مین آیا ہے جس کو
ابوداؤد و ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے عَنْ اُمِّ کُرْزٍ قَالَتْ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَ
عَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ وَلَا یَضُرُّکُمْ ذُکْرَانًا کُنَّ اَمْ اِنَاثًا یعنی ام کرز سے روایت
ہے انہون نے کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
لڑکے کی طرف سے دو بکریان اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے یعنی عقیقے
مین اور ضرر نہین کرتا تم کو یہ کہ وہ نر ہون یا مادہ یعنی یہ دہیان نہ کرو کہ لڑکے کی
طرف سے نر چاہییں اور لڑکی کی طرف سے مادہ پس اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ عقیقے مین جانور کے نر مادہ ہونے کی کچھہ قید نہین صرف لڑکے کی طرف سے
دو جانور کا ذبح کرنا سنت معلوم ہوتا ہے مگر بعض علما نے یہ بھی لکھا ہے کہ لڑکے
کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا افضل ہے اگر کوئی
شخص لڑکے کی طرف سے عقیقے مین ایک ہی بکری ذبح کرے تو بھی درست ہے

جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کیا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا وَعِنْدَ النَّسَائِيِّ كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ذبح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقے مین ایک ایک دنبا اور نسائی کے نزدیک دو دو دنبے اس سے یہی معلوم ہوا کہ عقیقے مین بکری کی تخصیص نہین ہے چاہے بکری ذبح کرے چاہے دنبا اور عقیقے مین بھیڑ ذبح کرنا بھی درست ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک بکری اور بھیڑ ایک سال سے اور دنبا چھ مہینے سے کم کا نہو اور کچھ عیب دار بھی نہو یعنی لنگڑا لولا اندھا بہت دبلا بھی نہو بلکہ جو شرطین اور صفتین قربانی کے جانور مین چاہیین ان سب کا عقیقے کے جانور مین ہونا بھی ضرور ہے جب بچے کا سر منڈ چکے تو اوس کے بالون کے ہموزن چاندی خیرات کرے علما نے سونا دینا بھی جائز لکھا ہے یعنی اگر کسی کو مقدور ہو اور وہ بچے کے بالون کی برابر سونا خیرات کرے تو کچھ مضائقہ نہین مگر امام حسن رضی اللہ عنہ کے بالون کے ہموزن چاندی ہی دیگئی تھی جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ احْلِقِيْ رَاْسَهٗ وَتَصَدَّقِيْ بِزِنَةِ شَعْرِهٖ فِضَّةً فَكَانَ وَزْنُهٗ دِرْهَمًا اَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ

غَرِیْبٌ وَاِسْنَادُہٗ لَیْسَ بِمُتَّصِلٍ لِاَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ لَمْ یُدْرِكْ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ یعنی روایت ہے محمد بن علی بن حسین سے یعنی امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید علیہم السلام سے کہ نقل کی علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے کہ کہا عقیقہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن کی طرف سے ساتھہ ایک بکری کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے فاطمہ مونڈ تو سر اوسکا اور اللہ دے ہموزن اوسکے بالون کے چاندی پس وزن کیا ہم نے بالون کو تو اونکا وزن ایک درہم یا درہم سے کم تھا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسناد اسکی متصل نہین ہے اس لیے کہ محمد بن علی بن حسین نے علی بن ابی طالب کو نہین پایا پس اس حدیث سے چاندی دینے کا حکم ثابت ہوتا ہے اور میرے نزدیک یہی اولی ہے اس لیے کہ سونا دینے مین ایک طرح کا فخر اور تکبر معلوم ہوتا ہے اور اہل بیت سے بڑھکر مرتبے مین کسی کی اولاد نہین ہے پس جو اون کے واسطے ہوا ہے وہی کرنا افضل اور اعلی ہے پھر اوس کے بالون کو زمین مین دفن کرے یا دریا مین ڈالدے اور سر منڈانے کے بعد کوئی خوشبودار چیز مثل زعفران وغیرہ کے بچے کے سر پر ملدے کہ یہ سنت ہے جانور کا خون نہ ملے کیونکہ یہ رسم جاہلیت کی ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ كُنَّا فِی الْجَاهِلِیَّةِ اِذَا وُلِدَ لِاَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاۃً وَلَطَخَ رَاْسَہٗ بِدَمِہَا فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ كُنَّا نَذْبَحُ الشَّاۃَ یَوْمَ السَّابِعِ وَنَحْلِقُ

دَاسَۃ وَتَلَطَّخَہٗ بِزَعْفَرَانٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَرَادَ رَزِیْنٌ وَنُسَمِّیْہٖ یعنی کہا
بریدہ نے جاہلیت مین ہماری یہ عادت تھی کہ جب پیدا ہوتا کسی کے یہان
ہم مین سے لڑکا تو وہ بکری کو ذبح کرتا اور اوسکا خون بچے کے سر سے لگاتا
پھر جب اسلام آیا تو ہم ساتوین دن بکری ذبح کرتے ہین اور بچے کا سر
مونڈتے ہین اور اوسکے سر کو زعفران لگاتے ہین روایت کیا اسکو ابو داود
نے اور رزین نے ونسمیہ کا لفظ زیادہ کیا یعنی ساتوین ہی دن ہم اوسکا
نام رکھتے ہین زعفران ملنے سے یہی فائدہ ہے کہ بچے پر خوف سردی کا
نہین ہوتا ہے عقیقے کے جانور کو اگر بچے کا باپ خود ہی ذبح کرے تو بہت بہتر
ہے اگر باپ نہو تو اور کنبے کے لوگ مثل دادا یا چچا وغیرہ کے اوس جانور کو
ذبح کردین اور غیر شخص کا ذبح کرنا بھی درست ہے لیکن کنبے والے افضل ہین
اور یہ جو مشہور ہے کہ عقیقے کے جانور کا گوشت بچے کے ماں باپ دادی دادا
نانی نانا نہ کہاوین سو غلط ہے اس لیے کہ شرع شریف مین اس گوشت کے
کہانے سے گھروالون یعنی ماں باپ اور رشتہ دارون اور برادری والون
اور دوستون وغیرہ کسی کو ممانعت نہین آئی ہے ان سب لوگون کو اسکا کہانا
درست ہے لیکن اس گوشت مین سے ایک تہائی حصہ خیرات کردے اور دو
حصے گھر اور برادری اور دوستون وغیرہ مین تقسیم کرے کچا بانٹے یا کہانا پکاکر
کہلاوے دونو طرح درست ہے دائی اور نائی کا اس گوشت مین کچھ حق اور

حصہ شرع سے مقرر نہین اپنی طرف سے اگران کو بھی تھوڑا سا دیدے تو کچھ
مضائقہ نہین مگر جیسا کہ مشہور ہے کہ سر اور ران حق نائی اور دائی کا ہے
سو حدیث صحیح سے اس کی کچھ اصل نہین اسی طرح عقیقے کے جانور کی ہڈی
نہ توڑنا کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہین ہان مراسیل ابو داود مین
جعفر بن محمد کی روایت سے قابلہ کو عقیقے کی بکری کے پاے دینا اور اوسکی
ہڈی نہ توڑنا معلوم ہوتا ہے اسی لیے امام شافعی اور امام احمد اس طرف گئے
ہین کہ عقیقے کے جانور کی ہڈی نہ توڑنا مستحب ہے اور انکے سوا اور لوگ اس طرف
گئے ہین کہ ہڈیون کا توڑنا مستحب ہے

فصل بچے کے نام رکھنے کے بیان مین

مان باپ کو لازم ہے کہ جب بچے کا نام رکھنا منظور ہو تو اچھا نام تجویز کرین
بلکہ اگر نبیون کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھین جیسے ابراہیم ایوب موسی۔
اسحق اور اونکی عورتون کے نام پر جیسے سارہ ہاجرہ بلقیس وغیرہ جو نبیون کی
بیبیون اور بیٹیون کے نام تھے اپنی لڑکیون کے نام رکھین تو بہتر ہے صحابہ
اور صحابیات کے نام پر بھی نام رکھنا بہت اچھا ہے جیسے ابو بکر صدیق
فلیق عمر عثمان طلحہ سعد انس جابر سہل وغیرہ لڑکون کے واسطے اور اسما سلمہ
وغیرہ جو صحابیات کے نام ہین عورتون کے لیے اور اہل بیت کے نام پر بھی
جیسے حسن حسین جعفر باقر حمزہ عباس وغیرہ لڑکون کے نام رکھنا اولی ہے

اور لڑکیوں کے واسطے زینب رقیہ کلثوم فاطمہ عائشہ صفیہ جویریہ خدیجہ وغیرہ نام رکھنا انسب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں کو علماء نے قریب چار سو کے لکھے ہیں اپنی اولاد کے نام رکھنا نہایت بہتر اور مبارک ہے جیسے محمد احمد محمود حامد وغیرہ حضرت کے نام کی ایک ادنی برکت یہی ہے کہ جس کے گھر بیٹا نہوتا ہو وہ ابتداے حمل سے چار مہینے کے اندر اپنی بی بی کے پیٹ پر ہاتھ رکھکے یہ کہے کہ جو بچہ اس پیٹ میں ہے اوسکا نام میں نے محمد رکھا تو انشاء اللہ تعالی وہ بچہ نر پیدا ہوگا اور زندہ رہیگا اس عمل کا تجربہ اکثر بزرگوں نے کیا ہے اور جس نام میں لفظ عبد کا اللہ تعالے کے نام کے ساتھ جمع ہو وہ نام سب سے زیادہ افضل ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِکُمْ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی عَبْدُ اللّٰہِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق دوست تر تمہارے ناموں میں اللہ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمن ہیں روایت کیا اسکو مسلم نے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کو ایسے نام بہت پسند ہیں پس چاہیے کہ اپنی اولاد کے نام اسی طرح کے رکھیں یعنی اگر لڑکا ہو تو عبداللہ عبدالرحمن عبدالرحیم عبدالعزیز عبدالقیوم وغیرہ جتنے نام اللہ عزوجل کے ہیں اونپر لفظ عبد کا بڑہا دیں اور اگر لڑکی ہو تو اللہ پاک کے

اللہ اور انبیاء کے نام

نام سے پہلے لفظ آمۃ کا زیادہ کرین جیسے آمۃ اللہ آمۃ الرحیم آمۃ السلام
آمۃ الرحمن اس لیے کہ عبد کے معنی غلام کے ہین اور امۃ کے معنی لونڈی کے
اور اللہ ہی کے سب لونڈی غلام ہین پس اپنے مالک ہی کی طرف نسبت
کرنا زیبا ہے غیر کی طرف منسوب کرنا اور اوسکی لونڈی غلام بنا بنانا جائز
نہین یعنی ایسے نام نہ رکھین کہ جن مین لفظ بندہ یا عبد کا مخلوق کی طرف
منسوب ہو جیسے اکثر اون لوگ مثل بندہ علی عبدالحسین عبدالنبی غلام محی الدین
غلام چشتی غلام جیلانی وغیرہ کے نام رکھتے ہین اور جو لوگ ایسے نام رکھتے
ہین کہ اونمین بندے کی بخشش کی طرف نسبت ہوتی ہے جیسے سالار بخش
مدار بخش نبی بخش سو یہ خالی شرک سے نہین اس لیے کہ اللہ تعالے کے سوا
کسی کو طاقت بخشنے کی نہین پس قادر بخش خدا بخش اللہ بخش مولی بخش نام
رکھنے مین کیا قباحت و نقصان ہے پیغمبرون علیہم السلام اور اونکے آل و اصحاب
و صحابیات و اولیا و صالحین رضی اللہ عنہم کے اسما کیا کم ہین جو مدار بخش
سالار بخش وغیرہ مشرکون کے سے نام رکھنے لگے غرضکہ ایسے نام رکھنا کہ جنکے
معانی مین شرک نکلتا ہو شرعاً منع ہے اور اسکے سوا ان نامون کے معنون مین
برائی ہو اونکا رکھنا بھی جائز نہین جیسے اجدع کہ اصل لغت مین کان اور
ناک ہاتھ اور ہونٹ کٹے ہوئے کو کہتے ہین اور ایک شیطان کا بھی نام ہے
جیسا کہ ابو داود و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ لَقِيْتُ عُمَرَ

فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْاَجْدَعُ شَیْطَانٌ یعنی مسروق نے
روایت ہے کہ کہا ملاقات کی مینے حضرت عمرؓ سے اونہون نے فرمایا تو کون
ہے مینے کہا مین مسروق اجدع کا بیٹا ہون حضرت عمرؓ نے فرمایا مینے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اجدع شیطان ہے اسی طرح حزن نام
رکھنا نچاہیے کیونکہ حزن اصل مین زمین سخت کو کہتے ہین خود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اس نام کو تغیر فرمایا جیساکہ بخاری نے روایت کیا ہے
عَنْ عَبْدِ الْحَمِیْدِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ شَیْبَۃَ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰی سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ
فَحَدَّثَنِیْ اَنَّ جَدَّہٗ حَزْنًا قَدِمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اِسْمِیْ حَزْنٌ قَالَ بَلْ اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا اَنَا بِمُغَیِّرٍ اِسْمًا
سَمَّانِیْہِ اَبِیْ قَالَ ابْنُ الْمُسَیَّبِ فَمَا زَالَتْ فِیْنَا الْحُزُوْنَۃُ بَعْدُ یعنی روایت
ہے عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ سے کہ کہا مین بیٹھا تہا سعید بن مسیب کے
پاس پس سعید نے میرے روبرو حدیث بیان کی کہ میرے دادا کا نام حزن
تہا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ نے فرمایا تیرا کیا نام ہے
اونہون نے کہا میرا نام حزن ہے آپ نے فرمایا بلکہ تیرا نام سہل ہے اونہون نے
کہا مین اوس نام کو نہین بدلتا جسکو میرے باپ نے رکہا سعید بن مسیب کہتے
ہین ہمارے خاندان مین اتبک سختی رہی یعنی اوس نام کی نحوست باقی رہی

اگر حسب فرمودہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اوس نام کو بدلکر سہل کہ لیتے
تو ہمیشہ ہمیشہ کو برکت و خوبی حاصل ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کی یہ عادت شریف تہی کہ جب کوئی برا نام سنتے تو فوراً اوسکو بدل دیتے
تہے جیساکہ اس حدیث مین آیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ اِنَّ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یُغَیِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِیْحَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ
یعنی کہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ بیشک رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم بدل دیتے تہے برے نام کو روایت کیا اسکو ترمذی نے
عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ بِنْتًا کَانَتْ لِعُمَرَ یُقَالُ لَهَا عَاصِیَۃُ فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جَمِیْلَۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی روایت ہے ابن عمرؓ
سے کہ مقرر ایک بیٹی تہی حضرت عمرؓ کی کہ کہا جاتا تہا اوس کو عاصیہ یعنی گنہگار
پس نام رکہا اوسکا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جمیلہ روایت کیا
اسکو مسلم نے اسی طرح اور کئی حدیثون سے تغیر کردینا برے نامون کا ثابت ہے
جیساکہ اس حدیث مین وارد ہوا ہے عَنْ بَشِیْرِ بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنْ عَمِّہٖ اُسَامَۃَ
بْنِ اَخْدَرِیِّ اَنَّ رَجُلًا یُقَالُ لَہٗ اَصْرَمُ کَانَ فِی النَّفَرِ الَّذِیْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ
سَلَّمَ مَا اسْمُكَ قَالَ اَصْرَمُ قَالَ بَلْ اَنْتَ زُرْعَۃُ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَقَالَ
غَیَّرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِسْمَ الْعَاصِ وَعَزِیْزٍ وَعَتَلَۃَ وَشَیْطَانٍ

والحکم وغراب وحباب وشہاب وقال ترکت اسانیدها للاختصار
یعنی روایت ہے بشیر بن میمون تابعی سے انہون نے اسامہ ابن اخدری
اپنے چچا سے جو صحابی ہین یہ نقل کیا کہ ایک شخص تہا اوسکو اصرم کہتے تہے
اوس جماعت مین تہا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی آپ نے
اوس سے فرمایا تیرا کیا نام ہے اوسنے عرض کیا کہ میرا نام اصرم ہے آپ نے
فرمایا بلکہ تیرا نام زرعہ ہے یعنی چونکہ اصرم مشتق صرم سے ہے جس کے معنے
قطع اور درخت کاٹنے کے ہین اس لیے اسکو آپ نے ناپسند فرمایا اوس کے
بدل مین زرعہ نام رکہا جو زراعت سے مشتق ہے اور زراعت مشعر جود وخیر و
برکت کی ہے روایت کیا اسکو ابو داود نے یعنی بطریق تعلیق کے اور کہا کہ بدلا
آپ نے عاص وعزیز وعتلہ وشیطان وحکم وغراب وحباب وشہاب کے نامونکو
اور کہا ابو داود نے کہ اختصار کے لیے مینے ان حدیثون کی اسناد ذکر نہین کی
جنمین ان نامون کا تغیر واقع ہوا ہے پس بدل دیا آپ نے عاص کو جو
مخفف ہے عاصی کا کیونکہ معنی عاصی کے نافرمان اور گنہگار کے ہین اور عزیز
کو اس لیے بدلا کہ ایک تو یہ اسم الہی ہے سو بندے کو چاہیے کہ عبد العزیز نام رکہے
خود عزیز نبنے دوسرے اسکے معنی مین عزت وغلبہ ہے سو بندے کو خشوع وخضوع
چاہیے نہ عزت وکبر اور تغیر کیا عتلہ کو اس واسطے کہ اوسکے معنی غلظت اور
شدت کے ہین اور حکم کو اس لیے بدلا کہ حکم مبالغہ حاکم کا ہے اور حاکم حقیقی سوا

اللہ تعالی کے کوئی نہین ہے اوسی کی خلق اوسی کا امر ہے اور غراب کو بھی اس لیے بدل دیا کہ کوے کو کہتے ہین اور کوا جانور وں مین پلید ہے مردار اور نجاست کہاتا ہے اور حل وحرم مین مارا جاتا ہے اور اوس کے معنی دور ہونے کے بھی ہین اور بدل دیا حباب اور شہاب کو بھی اسلیے کہ اول نام شیطان کا ہے اور سانپ کو بھی کہتے ہین اور دوسرا یعنی شہاب آگ کے بھڑکتے شعلے کو کہتے ہین غرضکہ ایسے نام کہ جن کے معنون مین برائی ہو نہ رکھنا چاہیین بلکہ اونکا تغییر کرنا مستحب ہے اور ایسے نام رکھنا بھی درست نہین کہ جن مین ایک طرح کی عظمت اور شان نکلتی ہو کہ اسکی بہی حدیثون سے ممانعت معلوم ہوتی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے نام کو بھی تغییر فرمایا ہے چنانچہ روایت ہے زینب بنت ابی سلمہ سے قَالَتْ سُمِّيتُ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمُ اللهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی کہا زینب بنت ابی سلمہ نے کہ نام رکھا گیا میرا برہ یعنی نیکوکار پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اچھا نہ جانو اپنی جانون کو اللہ خوب جانتا ہے کہ کون تم مین نیک اور اچھا ہے نام رکھو اسکا زینب روایت کیا اسکو مسلم نے پس اس حدیث سے ممانعت بڑائی والے نام رکھنے کی اور بدل دینا اوسکا یہ دونون باتین صاف معلوم ہوتی ہین اور اوپر کی حدیثون سے فقط بدل دینا برائی والے

ناموں کا تسمیح سے نکلتا ہے پس جن لفظوں مین تعریف اور بزرگی یا بڑائی
نکلتی ہو ایسے نام رکہنا درست نہین ہان جن ناموں کے معنی اچھے ہوں اور
عبدیت اس شخص کی بہ نسبت معبود برحق کے سمجھی جاوے ایسے ناموں کا رکہنا
شرعاً نہایت بہتر اور افضل معلوم ہوتا ہے اگر اسکے ساتھہ عوام کی زبان پر
بولنے مین سہل بہی ہون تو نہایت ہی خوب ہے —

فصل چہٹی کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جاہل لوگ اور امور شرعیہ سے ناواقف عورتین جو بچے کو چہٹے
روز نہلاتی ہین اور اوس دن اوسکا سر نہین مونڈتین صرف نہلا کر بچے
اور زچا دونوں کو زرد جوڑا پہنا دیتی ہین اور دونوں کے سر پر گوٹے یا
بنت کی پٹی بنا کر مثل گوشوارے کے باندہ دیتی ہین سو یہ سب بدعت ہے
بلکہ مشرکوں کی رسموں سے ہے چنانچہ ہندوؤں کے بیان بہی ایسا ہی
ہوتا ہے کہ زچا اور بچے کو پیدا ہونے سے چہٹے روز نہلا کر زرد کپڑے پہناتے
ہین اور زچا کو دلہن کی طرح بنا کر اوسکے اور بچے کے سر پر گوشوارے کی طرح
گوٹے یا بنت کی پٹی سیکر باندہ دیتے ہین اور یہ بہی کافروں کی رسموں سے ہے
جو بعضی عورتین قریب سورج ڈوبنے کے بچے کو زچا کی گود مین دیکر باہر صحن
مین نکالتی ہین اور اوس کے سر پر اس طرح سے قرآن شریف کا سایہ کرتی ہین
کہ ایک عورت کے ہاتھہ مین کلام مجید دیتی ہین کہ وہ زچا کے سر پر اوسکا سایہ

لیے رہتی ہے اور اوس کے دیور کو ننگی تلوار دیتی ہین کہ وہ زچاکے سر پر
رکہے ہوسے اوس کے ساتہہ ہوتا ہے اور ایک آٹے کی چوپک مین گہی بہر کر
چار بتیاں ناڑے کی روشن کرتی ہین اور اوس چوپک کو ایک تہالی مین رکہکے
ایک عورت کو دیتی ہین کہ وہ زچاکے آگے آگے لیے چلتی ہے اور ایک روغنی
روٹی اور ٹکیا پکی ہوئی دائی کو دیدیتے ہین جب زچا ان رسمون کے بعد صحن
مین ٹہیرکر سورج کو دیکہتی ہے تو وہ دائی زچاکے سر کے پاس لیجا کر اوس روٹی
کے چار ٹکڑے کرتی ہے اور کہتی ہے کہ سورج سورج روٹی تیری اور زچا میری
اسی طرح اوس روغنی ٹکیا کو بچے کے سر کے پاس لیجا کر توڑتی ہے اور وہی
الفاظ جو زچاکے واسطے کہے تہے بچے کے لیے بہی کہتی ہے اور بعض عورتین
غروب کے بعد سورج کے بدلے تارے دکہاتی ہین اسمین بہی وہی سب
باتین جو پہلے بیان ہوچکین کرتی ہین پہر زچا سورج یا تارے دیکہکر جب اپنے
زچاخانے مین آتی ہے اوس وقت دیور اوسی ننگی تلوار کو جو اوسکے ہاتہہ مین
ہوتی ہے زچاخانے کی چوکہٹ سے چہوا دیتا ہے اور اسکا نیگ بہی لیتا
ہے اس رسم کو جاہلون کی بول چال مین مرگ مارنا کہتے ہین بعد اس رسم کے
جب زچا اپنے پلنگ پر آتی ہے تو عورتین اوسکے سامنے چوکی بچہا کر ایک
تہال بہر چانول پکے ہوے اوسمین دودہ شکر میوہ پڑا ہوا اوس چوکی پر رکہتے
ہین اور سات یا نو خواہ گیارہ سہاگنون کو جمع کرکے زچاکے ساتہہ اوس تہال

مین کہانا کہلاتے ہین پہر اوس تہال مین سب برادری کی بیبیان اپنے اپنے مقدور کے موافق روپے اشنیان وغیرہ ڈالتی ہین اور یہ سب دائی کو دیا جاتا ہے اور ساتویں ہی کے دن بچے کی پہوپی نیل کی ڈلی سے گہر کے چارون کونون پر دو دو چار چار لکیرین لہردار بنا دیتی ہے اسکو ہندو ستھیا رکہنا کہتے ہین اسکا نیگ بہی نند کو اوسی دن ملتا ہے حاصل یہ کہ اس طرح کی بیہودہ خرافات رسمین جو جاہلون نے کفار سے سیکہی ہین اور بہت انہین سے انکے شادی غمیون مین رائج ہین مسلمان ایماندار عورتوں کو چاہیے کہ ایسی رسمون سے بچتی رہین اس لیے کہ یہ رسمین کافرو مشرکون کی ہین انپر اعتقاد رکہنے سے ایمان جاتا رہتا ہے اور آدمی کافرو مشرک ہو جاتا ہے جسکی بخشش کی کبہی امید نہین جیسا کہ خدا ای تعالے نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ یعنی بیشک اللہ نہین بخشتا شرک کو اور بخشتا ہے باقی گناہون کو جسکے لیے چاہے پس سب مسلمانون کو لازم ہے کہ بیٹی کے بدلے عقیقہ کیا کرین کہ مشروع و مستحب بلکہ بعض کے نزدیک سنت بعض کے نزدیک واجب ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود بہی حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا اور لوگون کو بہی اوسکے کرنے کا حکم فرمایا پس جہان تک ممکن ہو ہر امر مین آپکے فعل کی پیروی اور حکم کی تعمیل کرنا چاہیے تاکہ نجات دارین کی حاصل ہو

فصل ختنے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ ختنے کے واجب ہونے میں علما کا اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور بہت سے علما فرماتے ہیں کہ ختنہ کرنا مرد و عورت دونوں کے حق میں واجب ہے امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ اور اکثر علما کے نزدیک دونوں کے حق میں سنت ہے اور بعض علما کے نزدیک مردوں کے لیے واجب ہے نہ عورتوں کے واسطے جو لوگ واجب کہتے ہیں اونکی دلیل یہ حدیث ہے

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أُخْبِرْتُ عَنْ عُثَيْمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ أَسْلَمْتُ قَالَ أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ يَقُولُ احْلِقْ قَالَ وَأَخْبَرَنِي آخَرُ مَعَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِآخَرَ أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ یعنی

ابن جریج سے روایت ہے کہا مجھے عثیم سے خبر دیگئی عثیم اپنے باپ سے انکے باپ انکے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انکے دادا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوے اور عرض کیا کہ مقرر میں اسلام لایا آپ نے فرمایا گرا اپنے سر سے کفر کے بال یعنی سر منڈوا راوی کہتا ہے اور خبر دی مجھے دوسرے شخص نے جو عثیم کے دادا کے ساتھ تھا اس بات کی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور کسیکو کہ گرا اپنے سر سے بال کفر کے اور ختنہ کر لیکن اس حدیث میں علمانے کئی طرح سے کلام کیا ہے اسی طرح اس باب کی اور حدیثوں میں بھی

کلام ہے جسکی وجہ سے وجوب کا ثبوت نہین ہو سکتا اور جو لوگ سنت کہتے ہین اونکی دلیل یہ حدیث ہے اَلْخِتَانُ سُنَّۃٌ فِی الرِّجَالِ مَکْرُمَۃٌ فِی النِّسَاءِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْہَقِیُّ مِنْ حَدِیْثِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاۃَ یعنی ختنہ سنت ہے مردون مین اچھی بات ہے عورتون مین روایت کیا اسکو احمد و بیہقی نے حجاج بن ارطاۃ کی حدیث سے مگر اس حدیث مین بھی چند وجہ سے کلام ہے جس کے سبب سے قابل حجت نہین ہے اور جو لوگ مردون پر واجب کہتے ہین اونکی دلیل بعینہ قول اول کی دلیل ہے اور عورتون پر واجب نہونیکی یہی دوسری حدیث دلیل ہے یعنی مکرمۃ کے لفظ سے وجوب نہین نکلتا حق بات یہ ہے کہ ختنے کے وجوب پر کوئی دلیل صحیح قائم نہین ہے رہا سنت ہونا تو یقینی ہے اس لیے کہ اگرچہ حدیث مذکور قابل حجت نہین مگر حدیث فطرت تو دلیل ظاہر ہے سنت ہونے پر جسکو جماعت نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَۃِ اَلْاِسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزین فطرت سے ہین جسپر اللہ تعالی نے اپنے بندون کو پیدا کیا ایک تو پاکی لینا دوسرے ختنہ کرنا تیسرے مونچھین کتروانا چوتھے بغل کے بالون کا اوکھیڑنا پانچوین ناخونکا ترشوانا فائدہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کوئی زمانہ ختنہ کے لیے خاص نہین ہے

کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کے بعد اپنا ختنہ اپنے ہاتھ سے کیا جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِخْتَتَنَ اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ مَا اَتَتْ عَلَیْہِ ثَمَانُوْنَ سَنَۃً وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ یَذْکُرِ السِّنِیْنَ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ کیا ابراہیم خلیل الرحمن نے بعد اسکے کہ اسی برس کے ہو گئے تھے اور ختنہ کیا بسولے سے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے مگر مسلم نے برسوں کا ذکر نہیں کیا مگر مستحب یہ ہے کہ عقیقے کے دن ولادت سے ساتوین روز ختنہ کر دے جیسا کہ حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَتَنَ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ یَوْمَ السَّابِعِ مِنْ وِّلَادَتِہِمَا یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختنہ کیا حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا ساتوین دن اون دونو کی پیدایش سے اور حاکم نے یہی کہا کہ صحیح الاسناد ہے اور اگر عقیقے کے روز ختنہ نہو سکے تو چالیس دن کے درمیان میں کر دے اگر اس زمانے مین بہی نہ ہو سکے تو چوتھے یا پانچوین برس ضرور ہی ختنہ کر دے زیادہ دیر کرے جتنا جلد ختنہ کیا جاوے اوتنا ہی افضل اور بہتر ہے کیونکہ جلدی ختنہ کرنے مین کئی فائدے ہین ایک یہ کہ کم عمری کے ختنے کا زخم جلد اچھا ہو جاتا ہے اور بچے کو اذیت کم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ حضرت صلعم نے اپنے نواسون کا ختنہ ساتوین ہی روز

کیاتہا پس ادی روز ختنہ کرنا بہتر ہے فائدہ طریقہ مردون کے ختنہ کرنیکا یہ ہے کہ جو
گوشت بطور غلاف کے ذکر کے موںنہہ پر ہوتا ہے اوسکو اس طرح کاٹے کہ سارا حشفہ
جس کو سپاری کہتے ہین کہلجاوے فائدہ عورتون کے ختنہ کرنیکا یہ طریقہ ہے
کہ جو گوشت پیشاب کے مقام پر کلیس مرغ کے مانند ہوتا ہے اوسکو کاٹ ڈالین
اس لیے کہ حدیث شریف سے اسی قدر گوشت کاٹنا ثابت ہوتا ہے
جیسا کہ ام عطیہ انصاریہ نے روایت کیا کہ ایک عورت مدینے مین
ختنہ کیا کرتی تھی آپ نے اوس سے فرمایا کہ لَا تُنْهِكِي فَإِنَّ ذٰلِكَ
أَحْظٰى لِلْمَرْأَةِ وَأَحَبُّ إِلَى الْبَعْلِ یعنی ختنہ کرنے مین مبالغہ نہ کر
اس لیے کہ یہ مبالغہ نہ کرنا بہت لذت دیتا ہے عورت کو اور نہایت
محبوب ہے خاوند کو اس حدیث کو ابو داود نے روایت کیا اور کہا
ضعیف ہے اور راوی اسکا مجہول ہے مشکوۃ مین یون ہی ہے مگر طبرانی
نے بسند صحیح روایت کیا ہے اور اکثر علما کے نزدیک عورتون کا ختنہ اسلیے سنت[ملہ]
ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا ختنہ حضرت
سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے لیے کر دیا تہا اور اونکے اس فعل کو اللہ تعالی
نے بہی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے سبب سے جائز رکہا اور دوسری
سے اسکا حکم دینا ثابت نہین ہوا سو اگر عورتون کا ختنہ کیا جاوے تو بہتر ہے
اور اگر نہو تو کچہ گناہ نہین اور جس مرد کے دو ذکر ہون تو اون دونون کا ختنہ

[ملہ] سید مرتضی صاحب تاج العروس نے لسان العرب سے نقل کیا ہے کہ پہلے پہل جس عورت نے کان چھدوایا اور اپنے دونون کانون کو چھیدا اور ختنہ کیا وہ بی بی ہاجرہ ہین وجہ اسکی یہ ہے کہ بی بی سارہ بی بی ہاجرہ پر خفا ہو گئین اور قسم کہائی کہ تین عضو اونکا کاٹ ڈالین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قسم کو پورا کرین سو حضرت سارہ نے اونکے دونو کان چھید دیے اور اونکا ختنہ کر دیا پہر یہ عورتون مین سنت ہو گیا

کرنا چاہیے اگر دونونسے کام نکلتا ہو ورنہ جس سے کام نکلتا ہو اوسیکا ختنہ کرے اور خنثیٰ کا بہی ختنہ کرنا ضرور ہے فائدہ جو بچہ ختنہ کیا ہوا پیدا ہو یعنی اوس کے ذکر کے مونہہ پر کہال کا غلاف نہو اور حشفہ اوسکا کہلا ہو جس کو رسولی سنت کہتے ہین تو اوسکا پھر ختنہ کرنا ضرور نہین چنانچہ اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ختنہ نہین کیا گیا اور سواے آپ کے اور تیرہ پیغمبرون علیہم السلام کا بہی ختنہ نہین کیا گیا اس لیے کہ وہ سب انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام اسی طرح ختنہ کیے ہوے پیدا ہوے تہے پس دوبارا ختنے کی ضرورت نہین ہوئی لیکن ایک جماعت علما نے یہ کہا ہے کہ جو بچہ ختنہ کیا ہوا پیدا ہو اوسکے لیے مستحب ہے کہ اوسکے ختنے کے مقام پر خالی استرہ پہیر دیا جاوے اور سواے ایسے بچون کے سب بچون کا ختنہ کرنا مسلمانون کو ضرور ہے یہ بہت بڑی سنت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے جو ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ ہین غرضنکہ ہمارے دین مین مرد کا ختنہ کرنا ضروری ٹہیرا ہے جو اوسکو نکریگا وہ گنہگار ہے فائدہ ختنہ کرنے سے نجاست پیشاب وغیرہ کی دور ہوجاتی ہے صحبت مین لذت زیادہ ہوتی ہے مسلمان کافرون سے ممتاز ہوجاتا ہے اسی لیے یہ ختنہ گویا دین اسلام کا ایک تمغا ہے فائدہ ضرورت کے وقت بالغ کے ختنہ کرنیکا بہی حکم آیا ہے گو بدن کہولنا پڑے یعنی اگر کوئی شخص بغیر ختنہ کیا ہوا جوان ہوگیا اور اپنا ختنہ خود نہین کر سکتا تو اوسکو کہولنا اپنے بدن کا جراح

وغیرہ کے سامنے درست ہے جس طرح عورت کو حالت ضرورت مین دائی
وغیرہ کے سامنے کھولنا بدن کا جائز ہے بخاری نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلُ مَنْ اَنْتَ حِیْنَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا یَوْمَئِذٍ مَخْتُوْنٌ وَکَانُوْا لَا یَخْتِنُوْنَ
الرَّجُلَ حَتّٰی یُدْرِکَ یعنی سعید کہتے ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
کسی نے پوچھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی
آپکی اوس وقت کیا عمر تھی کہا میرا ختنہ ہوگیا تھا اور وہ لوگ مرد کا ختنہ
نہین کرتے تھے یہان تک کہ وہ بالغ ہوجاوے پس اس حدیث سے ثابت
ہوا کہ بلوغ کے بعد بھی ختنہ درست ہے گو بدن کھولنا پڑے **فائدہ** ختنے کی دعوت
قبول کرنے مین علما کا اختلاف ہے بعضے علما کہتے ہین اس دعوت مین جانا
درست نہین ہے اس لیے کہ امام احمد رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا قَالَ دُعِیَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِی الْعَاصِ اِلٰی خِتَانٍ فَاَبٰی اَنْ یُّجِیْبَ
فَقِیْلَ لَہٗ فَقَالَ اِنَّا کُنَّا لَا نَاْتِی الْخِتَانَ عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَلَا نُدْعٰی لَہٗ یعنی حسن نے کہا عثمان بن ابی العاص
ختنے کی دعوت مین بلائے گئے انہون نے دعوت قبول نہین کی کسی نے
اس باب مین انسے کہا انہون نے جواب دیا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے عہد مبارک مین ختنے کی دعوت مین نہین جاتے اور نہ اوسکے لیے بلائے جاتے تھے تمام

ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے وصیت نامے مین لکہا ہے۔ دیگر از عادات ما مردم اسراف ست در افراح و رسوم بسیاری دران مقرر کردن آنچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شادیہا مقرر فرمودہ اند دو شادی ست ولیمہ وعقیقہ این ہر دو را باید گرفت وغیر آنرا باید گذاشت یا اہتمام والتزام آن نباید کرد۔ یعنی ہم لوگون کی عادات سے ہے کہ خوشی مین بیجا صرف کرتے ہین اور بہت سی رسمین اوسمین مقرر کرتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادیون مین سے جنکو ثابت رکہا ہے وہ دو شادیان ہین ایک ولیمہ دوسرا عقیقہ سوان دونو کو ادا کرین انکے سوا اور شادیون کو چہوڑین یا اہتمام والتزام اونکا کرین

باب پنجم
فصل غذا کہلانیکے طریقے مین

مان باپ کو لازم ہے کہ اولاد کی پرورش کا آپ بہی دہیان اور خیال رکہا کرین انّا اور کہلائی پر بچے کو نہ چہوڑدین اپنے یا کسی اپنے معتبر آدمی کے سامنے بچے کا کہانا پینا مقرر رکہین اسلیے کہ ہر کس وناکس کو سلیقہ بچے کے کہلانے پلانے کا نہین ہوتا چنانچہ اکثر کم سمجہ عورتون کو زیادہ کہلادینے کا ذوق وشوق ہوتا ہے کہ اوس سے بچہ اکثر بیمار رہتا ہے پس ضرور ہے کہ جب اوسکو غذا کہلانا شروع کرین تو کہلانا پلانا اوسکا اپنے روبرو یا کسی اپنے بزرگ

اور معتبر آدمی کے سامنے مقرر کرین کہ وہ انداز اور قاعدے سے رزق
کہلانے کی عادت ڈالے طریقہ شروع مین غذا کہلانیکا یہ ہے کہ جب بچہ
پانچ چہ مہینے کا ہو تو تہوڑی تہوڑی سی نرم اور لطیف سریع الہضم غذا مثل
ساگودانے اور اراروٹ کے ساونی کہیر یا تہولی وغیرہ کے اوسکو چٹانا
شروع کرین اگر بچہ شیرینی اور دودہ کی طرف رغبت کرے تو تہوڑا سا گائے
کا دودہ جوش کرکے اوس کی بالائی الگ کر ڈالین پہر اوسمین تہوڑا سا
ساگودانہ یا اراروٹ پکاکر شکر بقدر مناسب ڈال کے یا میٹہی تہولی پکاکر
کہلاوین اور مٹہائی کی قسمون مین سے فقط تہوڑی سی جلیبی یا تباسے کہلانیکا
مضائقہ نہین اور طرح کی مٹہائی مثل لڈو یا پیڑے وغیرہ کے نہ کہلاوین اور
میوجات مین سے انجیر اور انگور انار اور سیب وغیرہ کہلاوین غرضکہ جو چیزین
دیر ہضم اور قابض یا بارد ہون وہ ہرگز نہ کہلاوین اگر کبہی کوئی چیز خلاف
اوس کے مزاج کے دیوین تو بہت ہی کم کہلاوین کیونکہ مثل مشہور ہے کہ اگر
زہر بہی انداز سے کم کہاوے تو ضرر نہین کرتا چنانچہ افیون بہی ایکطرح کا
زہر ہے پس اسکے کم کہانے مین ضرر نہین اور جو بہت کہا لیتا ہے مرجاتا ہے
اور سنکہیا کہ کیا قاتل زہر ہے مگر کم کہانے مین اوسکا وہ اثر نہین رہتا پس
چاہیے کہ بچے کو جو چیز کہلاوین کم کہلاوین اسلیے کہ بہت کہانا تو بوڑہے کو
بہی نقصان کرتا ہے غرضکہ جتنا بچہ بڑہتا جاوے اوتنا ہی اوسکی غذا کو

بھی بڑہاتے جاوین اور عادت گوشت کہانے کی زیادہ ڈالین اسلیئے کہ یہ
سب غذاؤن مین بہتر اور مقوی اور زود ہضم ہوتا ہے اسی لیے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسکو بہت پسند فرماکے سید الطعام کا خطاب
دیا ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَیِّدُ طَعَامِ اَھْلِ الدُّنْیَا
وَاَھْلِ الْجَنَّۃِ اللَّحْمُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سید طعام
اہل دنیا اور اہل جنت کا گوشت ہے پس گوشت روٹی سے بہتر کوئی غذا
نہین یہی زیادہ کہلانا چاہیے مگر کبھی کبھی صحت کے زمانے مین اور چیزین
بھی تھوڑی تھوڑی بچے کو کہلاتے رہین تاکہ اوسکو عادت سب چیزون کے
کہانے کی رہے اس واسطے کہ حکیمون کا قول ہے صحت مین پرہیز کرنا ایسا
مضر ہوتا ہے جیسے بیماری مین بدپرہیزی کرنا اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کے
ہاتھ دہلاکر اوسی سے دہنے ہاتھ سے کہانا کہانے کی عادت ڈالین کیونکہ اپنے
ہاتھ سے کہانے مین سیر اور آسودہ رہتا ہے اور کہانا بھی زیادہ کہانے مین
نہین آتا اور جب بچے کی زبان کہلے تو کہاتے وقت بسم اللہ کہنا بھی سکھاوین
اور یہ بھی تعلیم کرین کہ اپنے آگے سے کہاوے ہر طرف سے برتن کے نہ کہانے
دین کیونکہ اس طرح سے کہانا شرع مین منع ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے
عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا
يَلِيْكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی کہا عمر بن ابی سلمہ نے کہ تہا مین لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی پرورش مین اور ہاتہہ میرا بچپن کی عادت کے موافق کانی مین
ہر طرف پڑتا تہا پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بسم اللہ کہہ اور
کہا اپنے دہنے ہاتہہ سے اور کہا اوس جانب سے جو تیرے متصل ہے یعنی اپنے
آگے سے کہا نقل کی یہ بخاری ومسلم نے پس اس حدیث سے تین امر ثابت ہوئے
اول کہاتے وقت بسم اللہ کہنا دوسرے دہنے ہاتہہ سے کہانا تیسرے اپنے
آگے سے ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَاْكُلْ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ وَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهٖ وَلْيَاْخُذْ
بِيَمِيْنِهٖ وَلْيُعْطِ بِيَمِيْنِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ وَيُعْطِيْ
بِشِمَالِهٖ وَيَاْخُذُ بِشِمَالِهٖ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چاہیے
کہ کہاوے ایک تم مین کا اپنے دہنے ہاتہہ سے اور چاہیے پیوے دہنے ہاتہہ سے
اور چاہیے لیوے دہنے ہاتہہ سے اور چاہیے دیوے دہنے ہاتہہ سے اس لیے
کہ شیطان کہاتا ہے اپنے بائین ہاتہہ سے اور پیتا ہے بائین ہاتہہ سے اور دیتا ہے
بائین ہاتہہ سے اور لیتا ہے بائین ہاتہہ سے اسی کے مثل حسن بن سفیان نے
اپنی مسند مین بسند حسن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس سے

معلوم ہوا کہ شیطان ہر کام کو بائیں ہاتھ سے شروع کرتا ہے اسی طرح سے جس کھانے پینے میں بسم اللہ نہیں کہی جاتی ہے اوس میں ہی شیطان کا دخل ہوجاتا ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا یُذْکَرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْهِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک شیطان حلال جانتا ہے کھانے کو اس سبب سے کہ نہ لیا جاوے نام اللہ کا اوسپر نقل کی یہ مسلم نے مراد حلال جاننے سے قادر ہونا ہے اوسکا کھانے پر اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ اوس کھانے کی برکت لیجاتا ہے گو یا شیطان اوسکو کھا گیا یا اوس کھانے کو اللہ تعالی کی غیر مرضی کی جگہہ صرف کرتا ہے اسلیے مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنے بچوں کو دہنے ہاتھہ سے کھانے اور کھاتے وقت بسم اللہ کہنے کی عادت ڈالیں اور اس کی تعلیم کرتے رہیں تاکہ شیطان کا دخل نہونے پاوے اسی طرح یہی سکھا دیں کہ کھانے سے پہلے اور بعد کو ہاتھہ دہو یا کرے اسلیے کہ یہ موجب برکت ہے جیسا کہ ترمذی اور ابو داود نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَرَأْتُ فِی التَّوْرٰةِ اَنَّ بَرَکَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ فَذَکَرْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَرَکَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ یعنی سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے توراة میں

پڑہا یعنی قبل اسلام کے کہ برکت طعام کی ہاتہہ دہونا ہے بعد اوس کے پہر
مینے اسکا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا برکت طعام
کی ہاتہہ دہونا ہے پہلے اوس کے اور بعد اوس کے کہانے سے پہلے دونو
ہاتہہ دہوے اور بعد اوسکے دونو ہاتہہ اور مونہہ دہوئے پہلے دہونے سے
کہانے مین برکت و زیادتی ہوتی ہے اور بعد دہونے سے نفس کو سکون
ہوتا ہے عبادات مین تقویت ہوتی ہے اخلاق حسنہ کو قوت ہوتی ہے ایسے
ہی رکابی وغیرہ چاٹنے کی عادت ڈالین کیونکہ یہی موجب برکت ہے جیساکہ
مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ
سَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ اِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیَّةٍ الْبَرَکَةُ
یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا انگلیون اور رکابی کے چاٹنے کا
اور فرمایا مقرر تم نہین جانتے کہ کس انگلی یا کس نوالے مین برکت ہے اور کہانے
کے بعد کی دعا بہی سکہا وین جسکو بخاری نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَفَعَ مَائِدَتَہٗ قَالَ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ
رَبَّنَا یعنی جب دسترخوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوٹہایا جاتا تو آپ
فرماتے حمد ہے واسطے اللہ کے حمد بہت پاکیزہ یعنی ریا وسمعہ سے خالی برکت
کے گئے اوسمین یعنی کبہی منقطع نہو نہ کفایت کی گئی اور نہ متروک اور نہ بے پروائی

ہواوس سے اسے رب ہمارے کہانے کے آداب مین سے یہ ہی ہے کہ جوتا پہنے نہ کہاوین جیسا کہ دارمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَکُمْ فَاِنَّہٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِکُمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہانا رکہا جاوے تو پاپوشون کو اوتار ڈالو اس لیے کہ یہ بہت راحت بخشنے والا ہے واسطے تمہارے قدمون کے اور یہ ہی تاکید رکہین کہ ہاتہ مین چکنائی ہو تو اوسکو دہو ڈالے بعد اسکے سووے چکنائی بہرے ہوے ہاتہونکے ساتہہ سونا منع ہے جیسا کہ ابو داود اور ترمذی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ وَفِیْ یَدِہٖ غَمَرٌ لَمْ یَغْسِلْہُ فَاَصَابَہٗ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص رات کو سو وے اور اوسکے ہاتہہ مین چکنائی ہو کہ اوسکو نہین دہویا پہر اوسکو کچہ ایذا پہونچی تو وہ نہ ملامت کرے مگر اپنی جان کو اور یہ ہی چاہیے کہ بچے کو ہر وقت بازار کی چیزین منگا کر نہ کہلایا کرین جو کچہ گہر مین میسر ہو وہی کہلاوین اسلیے کہ اس سے چٹورپن کی عادت پڑجاتی ہے پہر کل مال و متاع کہانے پینے ہی مین صرف کر کے سب ضروریات سے محتاج رہتا ہے اور اوسکے گہر مین آسودگی اور برکت نہین معلوم ہوتی بلکہ اوسکا گزارا مشکل ہو جاتا ہے اور سوا اسکے چٹورا آدمی اکثر مریض اور بیمار ہی رہتا ہے اور

یہ بھی چاہیے کہ بچے کو زیادہ کھانیکا خوگر نکرین کیونکہ اس سے پانی زیادہ پیا جاتا ہے اور پانی کی زیادتی سے کھانا دیر مین ہضم ہوتا ہے اور دیر ہضمی کی وجہ سے نفخ وغیرہ بھی رہتا ہے اور نفخ ہونے سے بچے بھوک نہین معلوم ہوتی پھر دوسری بار بے بھوک کھایا جاتا ہے جو جزو بدن نہین ہوتا اسی وجہ اکثر بدہضمی ہو جاتی ہے علاوہ اسکے بہت کھانے مین یہ بھی نقصان ہے کہ پیٹ پھولجاتا ہے سانس لینا مشکل ہوتا ہے پھر کوئی کام دین و دنیا کا نہین ہوسکتا آدمی بالکل بیکار اور سست ہوجاتا ہے نیند بھی بہت آتی ہے حافظہ کم ہوجاتا ہے اور طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہین غرضکہ زیادہ کھانے مین بہت ضرر اور نقصان ہین اسی لیے بزرگون نے کہا ہے ع کہ بسیار خوار ست بسیار خوار۔ اسی واسطے لازم ہے کہ بچے کو اول ہی سے کم کھانے کی عادت ڈالیں اور کھلانے کے وقت کا بھی انتظام رکھین یعنی ہر وقت نہ کھلاوین آٹھ پہر مین دو تین وقت کھلانا کافی ہے اور یہ بھی جب ہے کہ اوسکو بھوک معلوم ہو اور کھانا طلب کرے ورنہ زبردستی نہ کھلاوین اور کھلاتے وقت یہ بھی خیال رکھنا ضرور ہے کہ اندازے ایک دو نوالے کم ہی کھلاوین کہ جس سے طاقت بنی رہے اور کسیطرح کا نقصان نہو کیونکہ اکثر امراض پیٹ ہی کے فساد سے ہوتے ہین اور ہر شخص کے لیے اندازہ کھانیکا یہ ہے کہ ایک تہائی پیٹ کھاوے اور دو حصے پانی اور سانس کے لیے خالی رکھے جیساکہ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي اُمِّيْ عَنْ اُمِّهَا اَنَّهَا سَمِعَتِ الْمِقْدَامَ بْنَ
مَعْدِ يْكَرِبَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ مَا مَلَاَ اٰدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ حَسْبُ الْاٰدَمِيِّ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ
صُلْبَهٗ فَاِنْ غَلَبَتِ الْاٰدَمِيَّ نَفْسُهٗ فَثُلُثٌ لِلطَّعَامِ وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ وَ
ثُلُثٌ لِلنَّفَسِ یعنی محمد بن حرب سے روایت ہے کہا مجہسے میری ماں نے
حدیث کی وہ میری نانی سے روایت کرتی ہین اونہون نے مقدام بن
معدی کرب کو کہتے سنا وہ کہتے ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو سنا کہ فرماتے تہے نہین بہرا کسی آدمی نے کسی برتن کو کہ وہ شر ہو پیٹ سے
آدمی کو چند لقمے کفایت کرتے ہین کہ اوس کی پیٹہہ کو سیدہا کردین پہر اگر آدمی پر
اوسکا نفس غالب ہو تو ایک حصہ کہانے کے لیے اور ایک پینے کے واسطے
اور ایک سانس لینے کے لیے اور یہی مضمون ابو نعیم کی کتاب الطب مین
آیا ہے پس اسی انداز سے بچے کو بہی کہلاوین تا کہ ہمیشہ اوس کو کم کہانے کی
عادت رہے کیونکہ بہت کہانے کی نہایت ہی مذمت طب مین اور حدیث شریف
مین آئی ہے یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ کافر بہت کہاتا ہے اور مسلمان کم جیسا کہ ان حدیثون سے ثابت ہے
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا كَثِيْرًا فَاَسْلَمَ
فَكَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

فقال ان المؤمن یاکل فی معًا واحد والکافر یاکل فی سبعۃ امعاء رواہ البخاری وروی مسلم عن ابی موسی وابن عمر المسند منہ فقط وفی اخری لہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضافہ ضیف وھو کافر فامر لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشاۃ فحلبت فشرب حلابھا ثم اخری فشربہ ثم اخری فشربہ حتی شرب حلاب سبع شیاہ ثم انہ اصبح فاسلم فامر لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشاۃ فحلبت فشرب حلابھا ثم امر باخری فلم یستتمھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المؤمن یشرب فی معًا واحد والکافر یشرب فی سبعۃ امعاء یعنی روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص کھانا بہت کھاتا تہا پس وہ مسلمان ہوا تو کم کھانے لگا پس ذکر گیا اسکا سامنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا آپ نے تحقیق مومن کھاتا ہے ایک آنت مین اور کافر کھاتا ہے سات آنتون مین نقل کی یہ بخاری نے اور روایت کیا مسلم نے ابو موسی اور ابن عمر سے فقط مسند کو اس حدیث سے یعنی جو کچھ کہ اسناد کیا گیا ہے اس حدیث سے طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ وہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے ان المؤمن الخ یعنی مسلم کی روایت مین قصہ مذکور نہین ہوا کہ ایک شخص کہاتا تہا بلکہ فقط قول مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہی کا ذکر کیا گیا ہے اور مسلم کی دوسری روایت مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ بیشک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہان ایک
مہمان آیا اور وہ کافر تھا پس حکم دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اوسکے لیے ایک بکری سے دودہ دوہنے کا پس وہ دوہی گئی اور پیا اوس
شخص نے دودہ اوسکا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور
بکری کے دودہ دُوہنے کو فرمایا سو اوسکا دودہ بھی اوسنے پی لیا پھر اور ایک بکری کے
دودہ کے ساتھہ ایسا ہی معاملہ ہوا یہان تک کہ اوس شخص نے اسی طرح سات
بکریون کا دودہ پیا پھر مقرر صبح کو وہ شخص اسلام لایا تب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا اوسکے لیے ایک بکری کے دودہ دوہنے کا پھر وہ
دوہی گئی پس پیا اوس شخص نے دودہ اوسکا پھر دوسری بکری کے دوہنے کا
حکم دیا تب وہ شخص سارا دودہ اوسکا نہ پی سکا پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے مومن پیتا ہے ایک آنت مین اور کافر پیتا ہے سات
آنتون مین وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ
يَكْفِي الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی روایت
ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اونہون نے سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کھانا ایک شخص کا کفایت کرتا ہے دو کو اور دو کا

کفایت کرتا ہے چار کو اور چار کا کفایت کرتا ہے آٹھہ کو نقل کی یہ مسلم نے ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ مسلمان بہ نسبت کافر کے کہانا کم کہاتا ہے پس کم کہانا گویا نشانی اسلام کی ہے اسی وجہسے طبیبون اور بزرگون نے بہی کم کہانے کو پسند کیا اور بہتر جانا ہے اور بہت کہانے والون کی مذمت وہجو کی ہے پس مناسب ہے کہ ابتدا ہی سے بچے کو عادت کم کہانے کی ڈالیے تاکہ وہ ہمیشہ کم خوراک رہے

فصل اس امر کے بیان مین کہ کھلائی وغیرہ بچے کو کس طرح رکہے

ماں باپ کو چاہیے کہ اپنے مقدور کے موافق ایک دو عورتین ایسی ہوشیار سلیقہ شعار بچے پر مقرر کرین کہ ہر وقت اوسکا خیال رکہین اور مونہہ ہاتھہ وغیرہ دہلاتی رہین اور کپڑے بہی جلد جلد بدل دیا کرین کہ بچہ صاف ستہرا اور طبیعت بہی اوسکی سبک رہے اور کوئی اوس سے نفرت نکرے رکہنے والے کو چاہیے کہ ہر وقت بچے کے مزاج یعنی سردی گرمی وغیرہ کا دہیان رکہے اور موسم کے مناسب بچے کو لباس پہناوے یعنی ہوا اور سردی کے وقت گرم کپڑا مثل اخالق ٹوپ وغیرہ کے اور گرمی کے وقت اکہرا اور ہلکا لباس اور یہ بہی لازم ہے کہ ہر وقت بچے کے ہمراہ رہے جب وہ کہیل کود مین مصروف ہو تو نہایت اوسکا دہیان رکہے اور اوسکو بہت دوڑنے کودنے ندے اور بلند مکان پر لیجا کر نہ کہلاوے تاکہ گرنے پڑنے سے محفوظ رہے شریفون کے بچون کے ساتہہ کہلاوے رذیلون کمینون کی

اولاد کے ساتھہ کھیلنے نہ دے اور کھیلتے وقت اوسکے نزدیک بہت مجمع
نہ ہونے دے گلیون اور سڑکون پر نہ کھلاوے گہرہی مین کھلاوے
بازار وغیرہ مین بھی اوسکو لیے نہ پھرے بلکہ جب خود کہین جاے تو بچے کو
اوسکے مان باپ پاس چھوڑ جاوے پھر آکر اپنے بچے کے پاس موجود ہو جاوے
اور اوسکی ہر بات اور حرکات کو دیکھتا رہے جو حرکت اوسکی بیہودہ دیکھے اوس
روکدے نہ کرنے دے اور جو بات اوسکی اچھی دیکھے اوسپر شاباشی دے کہ
بچے کا دل خوش ہو اور اوس بات کو یاد رکھے ہمیشہ اچھی باتین اور نیک
افعال کرتا رہے غرضکہ بچے کو ہر وقت اوسکے موقع پر آداب اور قاعدے
اوٹھنے بیٹھنے کھانے پینے سونے جاگنے چلنے پھرنے چھینکنے کھانسنے گفتگو وغیرہ
کے بتاتا اور سمجھاتا رہے یعنی جب بچہ اپنے ہاتھہ سے کھانے پینے لگے تو
کھانے سے پہلے بچے کو ہاتھہ دہونا سکھاوے اور کھاتے وقت بسم اللہ کہنا
اور دہنے ہاتھہ سے چھوٹا نوالہ کھانے کی عادت ڈالے اور جب تک اچھی طرح
سے ایک لقمہ نہ چبالے دوسرا نوالہ نہ کھانے دے اور کھانے مین بہت
باتین نہ کرنے دے اور ادہر ادہر بھی نہ دیکھنے دے اپنے آگے سے کھانے کی
عادت ڈالے برتن کی ہر طرف سے نہ کھانے دے اور نوالہ اس طرح سے
بنواوے کہ چاول وغیرہ نہ پھیلین اور بچے کا مونہہ ہاتھہ بھی نہ بھرے اور کوئی
ایسی بات کہ جسکے دیکھنے سے لوگون کو نفرت ہو نکرنے دے بعد کھانے کے

بچے کا مونہہ ہاتھہ کہلی وغیرہ سے خوب صاف کرکے ڈہلا دیا کرے اور کہانا
اوس کے وقت پر کہلا وے بار بار کہانے کی عادت نہ ڈالے یعنی جو وقت
اوسکے کہانے کا معین ہوا وہی وقت کہلاوے اور یہ بہی لازم ہے کہ
بغیر مانگے زبردستی یا مینا سے جگا کر اوسکو نہ کہلاوے اسی طرح اگر بچہ
بہوکا سو رہا ہو اور آدہی پچہلی رات کو اوٹہکر کہانا مانگے تو اوس وقت بہی
ہرگز نہ دے اور بہلا دے غرضکہ جو چیز بچے کو کہلاوے وقت پر اور تہوڑی
سی کہلاوے ثقیل اور قابض اور سرد چیز نہ کہلاوے اور اگر ایسی چیز کو
کہانے پر ضد کرے تو اوس کی ماں سے اطلاع کردے بغیر اجازت
اوسکی ماں وغیرہ کے کوئی چیز نہ کہلاوے اور بچے کو ہر جگہہ کہانے کی بہی
خو نہ ڈالے کہ جہاں جاے جاکر کہالیوے اپنے ہی گہر کہانے کی عادت
ڈالے اگر نانی دادی خالہ پہوپی یا کسی ایسے ہی عزیز کے گہر کہالیوے
تو مضائقہ نہین اگر کسی غیر کے گہر جاوے اور وہ اوسکو کوئی چیز کہانے
پینے کی دیوے تو رکہنے والے کو چاہیے کہ اوسکو اپنے گہر لاکر اوسکے بزرگ
کے روبرو رکہدیوے بالا بالا بچے کو نہ کہلاوے اور یہ بہی لازم ہے کہ
بچے کو سواے اوسکے ماں باپ دادا دادی نانا نانی کے اور کسی سے
مانگنے کی عادت نہ ڈالے اسی طرح پیسے سے بہی کوئی چیز کسیکو بغیر اجازت
اوسکے ماں باپ یا کسی بزرگ کے نہ دلواوے اور نہ آپ لیوے اور اوسکو کسی

جگہہ بغیر اجازت ماں باپ کے نہ لیجاوے اگرچہ کیسا ہی عزیز و قریب ہو
جہاں اونکا حکم ہو وہاں لیجاوے اور کوئی چیز کہانے پینے کی بہی بازار
سے خرید کر نہ کہلاوے اتفاقاً اگر کچہہ خرید کراوے تو اوسکے بزرگ کے
روبرو رکہدیوے آپ خود نہ کہلاوے کیونکہ اس طرح کے کہلانے سے بچہ
چٹورا ہو جاتا ہے اور رکہنی والی کو یہ بہی چاہیے کہ جب بچہ بولنے بات کرنے
لگے تو اوسکی تعلیم و تربیت مین کوشش کرے اور اوسکے سب حرکات و سکنات
پر اچہی طرح سے خیال اور دہیان رکہے جو حرکت اوسکی خراب شرع شریف
یا شرفا کی وضع خواہ عرف کے خلاف دیکہے فوراً اوس سے روکدے اور
جو نہ مانے تو پہر اوس کو تنبیہ اور ڈانٹ سے روکے اور جو پہر بہی نمانے
تو اوسکے بزرگ کو اطلاع اور خبر کردے اور جب کوئی بات بچے کی اچہی
دیکہے تو اوسکو آفرین اور شاباشی دے اور اوسکے بزرگ کو بہی اطلاع
کردے تاکہ وہ بہی اوسکی اچہی باتون پر خوش ہوکر اوسکو آفرین و پیار کرے
تاکہ بچے کا دل خوش ہو اور اوس بات کو یاد رکہکے ہمیشہ اچہی باتین اور
نیک کام کرتا رہے کہ آخر کو نیک سیرت اور لائق ہو جاوے اور یہ بہی چاہیے
کہ بچے کو خوشامد کرنیوالون سے علیحدہ رکہے اور کسیکو اوسکی خوشامد نکرنے دے
اور حتی المقدور اوسکو نالائق لڑکون کی صحبت سے بچاوے اور بوڑہون مین
کہیلنے کی عادت ڈالے حاصل یہ کہ ہر موقع محل پر بچے کو اچہے آداب اور

قاعدے سکہاتا اور بری باتون سے روکتا ہے یعنی جب بچہ باتین کرنے لگے تو اوسکو ہر بات کی تعلیم اور تربیت کرتا ہے جیسے چھینکنے کے وقت الحمد للہ کہنا اور کہانسنے کے وقت مونہہ پہ ہاتہہ رکہنا یا مونہہ پہیر کر کہانسنا بتاوے اور جمائی کے وقت مونہہ پہ ہاتہہ رکہنا سکہاوے اور بچہ ادب سلام اور مزاج پرسی کی بہی ڈالے تاکہ جب کسیکے پاس جاوے او بڑے تو اوسکو سلام کرے اور مزاج پوچہے کہ دعا پاوے گالی بکنے اور کوسنے لعنت کرنے اور جہوٹ بولنے غیبت کرنے اور قسم کہانے وغیرہ سے روکتا ہے اور بہت باتین بہی بچے کو نکرنے دے اور دوسرے کی بات مین بہی اوسکو دخل نہ دینے دے اور بہت لاڈ اور پیار بہی نکرے کیونکہ بچہ اس سے خراب اور ابتر ہوجاتا ہے پہر آئندہ کو تربیت اوسکی مشکل و دشوار ہوجاتی ہے ؛

فصل بچون کے لباس وغیرہ کے بیان مین

ماں باپ کو لازم ہے کہ بچون کو بہت باریک کپڑے نہ پہناوین کہ اسے سردی کے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے اسلیے کہ سردی اونکو جلد اثر کرتی ہے اور طرح طرح کی بیماریان پیدا ہوتی ہین پس لازم ہے کہ بچے کے سر اور سینے کو اکثر گرم کپڑے سے ڈہکا رکہین خصوصًا جاڑے اور برسات مین کنتوپ یا نیمہ آستین یا انگرکہا وغیرہ ضرور پہناے رہین تاکہ ظاہر کی سردی کے ضرر سے محفوظ رہے جو کہ چہوٹے بچون کے کپڑے اکثر دودہ وغیرہ

ڈالنے سے جلد میلے کچیلے ہوجاتے ہین اور اونمین بدبو آنے لگتی ہے کہ
جس سے لینے اور رکھنے والون کو نفرت معلوم ہوتی ہے اور اوسکی طبیعت
بھی بسبب کثافت کے سست رہتی ہے بلکہ اکثر اسی وجہ سے بیمار اور
دبلا ہوجاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ جب اوسکے کپڑے میلے دیکھین
تو مونہہ ہاتھہ پانون دہلا کر بدل دیا کرین اور تنگ کپڑے بھی نہ پہنایا کرین
کیونکہ اس سے بچے کو تکلیف ہوتی ہے اور سوا اسکے جلد پھٹ جاتے
ہین اور بہت گوٹا کناری کے بھی نہ پہنا دین عید بقرعید شادی مہمانی
وغیرہ مین ایسے کپڑے پہنانیکا مضائقہ نہیں لیکن گہر مین اکثر بچے کو سادہ
ہی لباس پہنا دین تاکہ اوسکے بدن مین نہ چبہے اور دہلنے مین بھی حرج
اور دقت نہو اور یہہ بھی خیال رکھنا ضرور ہے کہ خلاف شرع نہو یعنی لڑکو
نرا ریشمی کپڑا اور رنگون مین سرخ شہاب یعنی کسم اور زرد زعفران کا نہ
پہنا دین اسلیے کہ شرع شریف مین ایسا لباس مرد کو پہننا حرام اور منع ہے
اور پہنانیوالا اسکا گنہگار پس ایسے خلاف شرع کپڑے پہنانے مین کیون ماں باپ
گنہگار ہون اور بچے کو لڑکپن کے سبب سے کچھہ حظ بھی نہو سواے نافرمانی
خدا اور رسول کے کچھہ حاصل نہیں بلکہ محض گناہ مین گرفتار ہو کر مواخذے
مین پڑتا ہے اس زمانے مین تو کیسے کیسے عمدہ شرعی کپڑے سن اور سوت
کے آتے ہین کہ ریشمی کو بھی شرماتے ہین انمین سے جو پسند ہون لڑکے کو

پہناوین اور لڑکی کے واسطے کسی طرح کے لباس کی ممانعت نہین ہے اوسکو ہر طرح کا کپڑا جو ساتر ہو پہننا درست ہے ریشمی ہو یا سوتی کسم کا رنگا ہو یا زعفران کا مگر مردانہ لباس عورت کو پہننا نچاہیے مثلا لڑکی کے پگڑی نہ باندہین انگرکھا یا ایسا پائجامہ کہ جس سے ٹخنا کہلا رہے نہ پہناوین ایسا ہی لڑکے کو زنانہ لباس جیسے اوڑہنی یا چوڑیدار پائجامہ وغیرہ کہ جس سے مشابہت عورتون کے ساتہہ ہوتی ہو نہ پہناوین اس لیے کہ مرد کو عورت کی مشابہت سے اور عورت کو مرد کی مشابہت سے حدیث شریف مین نہی آئی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگون کو ملعون فرمایا ہے جیساکہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّہِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّہَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لعنت کی اللہ نے یا لعنت کرے مشابہت کرنے والے مردونکو عورتون کے ساتہہ اور عورتون مشابہت کرنے والیون کو ساتہہ مردون کے پس اس سے معلوم ہوا کہ مرد عورت کو باہم چاہیے لباس وغیرہ مین ایک دوسرے کی مشابہت نکرنی چاہیے سو مرد کے لیے ٹخنے سے نیچا پائجامہ پہننے مین ایک تو عورتون کی مشابہت ہے اور یہ مشابہت حرام ہے دوسری حدیث شریف مین اس سے صاف نہی وارد ہوئی ہے جیساکہ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ

سے روایت کیا ہے قال قال رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ما اسفل
من الکعبین من الازار فھو فی النار یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جو چیز ٹخنون سے نیچے ہو یعنی تہمد وغیرہ وہ آگ مین ہے اس سے
معلوم ہوا کہ کچھہ پائجامے کی خصوصیت نہین ہے بلکہ انگرکھا کرتہ چغا جبہ وغیرہ
جو ٹخنے سے نیچے ہو اوسکا بھی یہی حکم ہے اور لڑکے کو سونے کا کوئی زیور پہنانا نہین
کیونکہ سونا مرد کے واسطے قطعی حرام ہے یہان تک کہ ملمع کا بھی حکم نہین ہے
البتہ چاندی اور جواہر موتی وغیرہ مرد کو پہننا درست ہے لیکن اسکا پہنانا
بھی لڑکے کو کچھہ ضرور نہین ایسا ہی اگر جی چاہے تو ایک آدھ کنٹھا موتی کا گلے
مین باندھ دین ورنہ خیر سوائے اسکے بچون کو بہت سا زیور پہنانے مین
کئی نقصان ہین ایک یہ کہ وہ بچپن کی وجہ سے اپنی چیز کی احتیاط نہین کرسکتے
کھیل کود مین بیہوشی کے سبب سے ہر ایک چیز گر جاتی ہے کہ جسکا اتا پتا
بھی نہین لگتا مفت مین نقصان ہوتا ہے دوسرے جو بچے بازار وغیرہ
مین کھیلتے ہین اونکو اکثر بدمعاش دم دلاسے سے گلی کوچے مین لیجا کر
جان سے مار ڈالتے ہین اور تمام زیور وغیرہ اوتار لیتے ہین پس اسمین جان
اور مال دونو کا نقصان ہے تیسرے بہت بناؤ سے امرد بن بیاہے بالغ
لڑکے کو اندیشہ ہر طرح کے فساد کا ہوتا ہے اسواسطے لازم ہے کہ بچون کو
بہت زیب و زینت سے نرکھین اسقدر کافی ہے کہ آٹھوین روز اونکو نہلا کر

صاف ستھرے کپڑے پہنا دیا کرین اور جب لڑکی کے سر پر بال ہون تو
خشک ہونے کے بعد اوس کے سر مین تیل ڈالدین پھر کنگھی کر کے چوٹی گوندھ
باندھ دیا کرین اور دو ایک زیور کان گلے ہاتھ پانون مین پہنا دین زیادہ
نہ پہنا وین اور ہر روز مونہہ ہاتھ بچون کا دہلا دیا کرین منجن اور مسواک کی بھی
عادت ڈالین کہ اس سے مونہہ کی بدبو جو کھانے پینے سے ہو جاتی ہے جاتی رہتی
علاوہ اسکے ہمیشہ منجن ملنے اور مسواک کرنے سے دانت بھی صاف اور چمکدار
اور مضبوط رہتے ہین سواے اسکے مسواک کرنا اللہ تعالی کی خوشنودی کا
باعث ہے جیسا کہ امام شافعی اور امام احمد اور دارمی اور نسائی نے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم السواک مطہرۃ للفم مرضاۃ للرب یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مسواک سبب ہے مونہہ کی پاکی کا
اور سبب ہے اللہ کی رضامندی کا اسکے سوا اور بہت حدیثون مین مسواک
کرنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے پس ہر روز صبح کو ضرور ایسا ہی کیا کرین تاکہ
انکو ہمیشہ عادت صفائی اور طہارت کی رہے صاف ستھرے رہنے والونکو
اللہ تعالی بھی دوست رکھتا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین

فصل بچون کو گفتگو وغیرہ سکھانیکے طریقے مین

مان باپ کو چاہیے کہ جب بچہ قابل بولنے کے ہو تو اوسکو شروع ہی سے

عمدہ عمدہ باتیں اور اچھے اچھے قاعدے اخلاق وآداب تعظیم وتکریم کے
سکہاویں اور خوش خلقی اور نرم زبان سے بات کرنے کی تعلیم کریں ھرگز
سخت زبانی سے کلام نکرنے دیں نرمی سے سب کام بنتے ہیں سختی سے سب
امور بگڑتے ہیں حدیث شریف میں نرمی کی بہت فضیلت آئی ہے جیسا کہ
مسلم نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
آلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ یُّحْرَمِ الرِّفْقَ یُحْرَمِ الْخَیْرَ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے جو کوئی نرمی سے محروم ہے وہ خیر سے محروم ہے اور جب اوسکی
زبان اچھی طرح کھل جاوے تو اوسکو نو دو نہ نام یعنی اسماء حسنی اور
چہل حدیث اور منکر نکیر کے سوال وجواب سکہاویں اور چھوٹی چھوٹی
دعائیں ضروری کہانے پینے سونے وغیرہ کی بھی بچے کو یاد کراویں اور
اسی طرح اور بھی آداب اوٹھنے بیٹھنے سونے راہ چلنے کہانسنے چھینکنے
جمائی لینے کسی سے ملنے بات کرنے وغیرہ کے سکہاتے رہیں جیسے اپنے
چھینکنے کے وقت الحمد للہ کہنا اور جو کوئی چھینک کے بعد الحمد للہ کہے تو
اوسکے جواب میں یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ کہنا اور اسکے جواب میں یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ
کہنا سکہاویں جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ
فَلْیَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلْیَقُلْ اَخُوْہُ اَوْ صَاحِبُہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ فَاِذَا قَالَ لَہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ

تکیقل یہدیکم اللہ ویصلح بالکم یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب چھینکے
ایک تم مین کا تو چاہیے کہ کہے الحمد للہ اور چاہیے کہ کہے بھائی مسلمان اوسکا
یا فرمایا یار اوسکا یرحمک اللہ پس جبکہ کہے اوسکو یرحمک اللہ تو اوسکو
چاہیے کہ کہے ہدایت کرے تم کو اللہ اور درست کرے تمہارے دل یا
تمہارا احوال اور جمائی لیتے وقت منہہ پر ہاتہہ رکہنا سکہا دین جیسا کہ
مسلم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اذا تثاءب احدکم
فلیمسک بیدہ علی فیہ فان الشیطان یدخل یعنی بتحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبکہ جمائی لے ایک تمہارا تو چاہیے کہ اپنا
ہاتہہ موہنہ پر رکہے اس لیے کہ شیطان داخل ہوتا ہے اور کہانسنے کے وقت
موہنہ پہیر کر یا موہنہ پر ہاتہہ رکہکر کہانسنا سکہا دین اور ملاقات کے وقت
سلام اور مصافحہ کرنا اور مزاج پوچہنا بتا دین تاکہ جب بچہ کسی سے ملے تو
اوس سے السلام علیکم کہے اور مصافحہ کرے اور مزاج پوچہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اصحاب کی یہ عادت تہی کہ جب ملتے تو پہلے سلام پہر مصافحہ
کرتے تہے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم السلام قبل الکلام وقال
ھذا حدیث منکر یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام

پہلے کلام کے ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور بخاری نے قتادہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَکَانَتِ الْمُصَافَحَۃُ فِیْ
اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ یعنی قتادہ
کہتے ہین مینے انس سے کہا کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مین مصافحہ تہا کہا ہان اور جب بچے کو کسی محفل مین لیجانیکا اتفاق ہو تو اوسکو
چپ بیٹہنے کی تاکید کرین بہت بات نکرنے دین اگر کوئی آدمی سے کوئی بات کرے
تو اوسکو معقول جواب دے نہین تو خاموش بیٹہا رہے چپ رہنے مین سب
برائیون سے نجات ہے جیسا کہ احمد و ترمذی و دارمی و بیہقی نے عبد اللہ
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو شخص چپ رہا یعنی بری بات سے وہ بچ گیا یعنی دنیا و آخرت کی بلاؤن سے
اسکے سوا اور بہت حدیثین خاموشی کی فضیلت مین وارد ہوئی ہین چنانچہ اسی
باب کی ایک حدیث آئندہ مذکور ہوگی اور بچے کو کسیکی بات مین بیچ نہ بولنے دینا
جیسے اکثر بچون کی عادت ہوتی ہے کہ ہر ایک کی بات کاٹکر بیچ مین خود
بول اوٹھتے ہین اور دخل در معقولات دیکے بے سمجھے بوڑہون کے مطلب کو
فوت کر دیتے ہین ایسی حرکت سے بچون کو روکنا ضرور ہے گالی دینے اور
لعنت کرنے جہوٹ بولنے سے بھی ہمیشہ ڈانٹتے رہین اسلیے کہ یہ سب باتین

کینون کی ہین شرفیون کی نہین ہین اور شرما ہی گناہ مین داخل ہین بخاری
ومسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُہٗ کُفْرٌ یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برا کہنا مسلمان کا فسق ہے اور اوسکا
مارڈالنا کفر ہے مسلم نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قَالَ
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللَّعَّانِیْنَ
لَا یَکُوْنُوْنَ شُہَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ابوالدرداء کہتے ہین سنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے بیشک بہت لعنت
کرنے والے گواہی دینے والے اور شفاعت کرنے والے نہونگے اور جہوٹ
بولنا ایسی بری بات ہے کہ جس سے فرشتے میل بہر بہاگ جاتے ہین جیساکہ
ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِّنْ
نَتْنِ مَا جَاءَ بِہٖ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بندہ
جہوٹ بولتا ہے تو دور ہوجاتے ہین اوس سے فرشتے یعنی محافظت کرنیوالے
کوس بہر بسبب بدبو اوس چیز کے جسکو بندہ لایا یعنی جہوٹ اسکے سوا اور حدیثون سے
معلوم ہوتا ہے کہ مومن خیانت وجہوٹ پر پیدا نہین کیا جاتا بعض مین یون
ہے کہ مومن ممکن ہے کہ بخیل ہو مگر جہوٹا نہین ہوتا پس ان سب سے معلوم ہوا

کہ جہوٹ نہایت ہی ناپاک چیز ہے بچے پر خوب تاکید رکہین کہ جہوٹ
نہ بولنے پاوے اسی طرح سچی بات پر بہی قسم کہانے سے ممانعت کرتے رہین
کیونکہ اگر بچہ ہر وقت قسم کہاتا رہیگا تو بغیر خیال سچ اور جہوٹ کی قسم کہا بیٹہیگا
اور جہوٹ پر قسم کہانیکا نہایت ہی گناہ ہے سواے اسکے ہر وقت قسم
کہانے سے آدمی بے اعتبار ہوجاتا ہے اور قرآن شریف مین بہی بار بار
قسم کہانے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہے وَلَا تَجْعَلُوا
اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ یعنی مت ٹہیراؤ اللہ کو نشانہ قسمون کا اور اللہ پاک
کی ذات کے سوا کسی دوسرے کی قسم نہ کہانے دین کیونکہ غیر اللہ کی قسم کہانا شرک
مین داخل ہے جیساکہ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ
فَقَدْ اَشْرَكَ یعنی ابن عمرؓ کہتے ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو سنا کہ فرماتے تہے جسنے قسم کہائی سوا اللہ کے اوسنے شرک کیا اور شرک سے
ایمان جاتا رہتا ہے کہ بغیر توبہ کے پہر امید بخشش کی نہین پس ماں باپ کو
لازم ہے کہ بچون کو ہر ایک بری بات سے روکتے اور ڈانٹتے رہین تاکہ وہ
کسی برے کلام کے عادی نہوجاوین کہ پہر چہوٹنا اوسکا مشکل ہو بلکہ جہانتک
ہوسکے خاموش رہنے کی عادت ڈالین بہت بکواس نہ کرنے دین اسلیے کہ
چپ رہنے مین دونو جہان کے فائدے ہین دنیا مین تو ہر طرح کی آفتون سے

بچیگا اور آخرت مین جنت ملیگی جیسا کہ بخاری نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ
تَضْمَنْ لِیْ مَا بَیْنَ لِحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ یعنی فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص ضامن ہو میرے لیے
اوس چیز کا جو اوسکی دونو داڑہون کے بیچ مین ہے یعنی زبان اور اوس
چیز کا جو اوسکے دونو پانون کے درمیان مین ہے یعنی شرمگاہ تو مین
ضامن ہون اوسکے لیے بہشت کا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص محفوظ رکہے
اپنی زبان کو اون گناہون سے جو اوس سے متعلق ہین اور شرمگاہ کو اون
گناہون سے جو خاص اوس سے متعلق ہین تو وہ انشاء اللہ تعالی ضرور بہشتی
ہوگا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کے واسطے وعدہ
جنت کے ضامن ہونیکا فرمایا ہے جو کہ بچپن مین تعلیم بہت جلد اثر کرتی
ہے اسلیے کہ بچے کا دل مثل موم کے ہوتا ہے جیسا نقش چاہو اوسپر
منقش ہوسکتا ہے اور مثل مشہور ہے کہ گیلی لکڑی خوب جہکتی ہے سوکہی
ٹوٹ جاتی ہے اس واسطے مان باپ کو لازم ہے کہ ابتدا ہی سے اپنی
اولاد کو اچہی باتین اور عمدہ خصلتین سکہاتے رہین اور برے کامون کی
برائی اور مذمت کرتے اور اونکی سزا سے ڈراتے رہین تاکہ بچے کے دل
مین بد کامون کی برائی اور اونکی سزا کا ڈر بیٹہہ جاوے پہر ہمیشہ برے

کامون سے بچنا رہے بچہ سمجھکر درگذر نکرین اس لیے کہ ایسی نازبرداری
آخر کو باعث بگاڑ کا ہوتی ہے تعلیم اور تربیت بچون کے مان باپ پر
واجب ہے اسکا بہت خیال رکھنا چاہیے کہ بچہ خراب ہونے پاوے
کیونکہ اوسکی ابتری مین مان باپ اور بچے دونون کا نقصان اور دارین
کی خرابی ہے یعنی دنیا مین اولاد کی ابتری سے مان باپ بدنام ہوتے ہین
اور بچے کو بھی اوسکی بداطواری اور بیہودگی سے ہر طرح کی تکلیف اور زلت
پہونچتی ہے کہ جس سے مان باپ کو بھی صدمہ اور رنج ہوتا ہے اور آخرت
مین بھی دونون سے پوچھہ ہوگی اولاد اپنی بداعمالی کے باعث سے مواخذہ
مین گرفتار ہوگی اور مان باپ اپنی بے تعلیمی کی وجہ سے اسلیے کہ بچے کی
تعلیم اور تربیت کا حق مان باپ ہی پر ہے پس اونکو چاہیے کہ اپنی اولاد
کو ہمیشہ اچھی اور نیک تعلیم کرتے ہین اور اوسکی تربیت کا ہر وقت دھیان
اور خیال رکھین تاکہ اولاد اور مان باپ دونون کو ثواب دارین حاصل ہو
اور مواخذۂ اخروی سے نجات پاوین الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

باب ششم

فصل بچون کی بیماریون اور علاج کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جو بچون کو یہ امراض بہت ہوتے ہین جیسے آنکھہ دکھنا
پیٹ پھولنا دانت اور چیچک نکلنا کہ اس سے کوئی بچہ بچتا نہین اور اکثر

اونکے علاج کی ضرورت ہوتی ہے اسلیے کہ وہ واکزنا سخت ہے پس تھوڑا سا
حال اونکی حفاظت اور احتیاط اور علاج کا اس جگہ لکھا جاتا ہے تاکہ اونکے
موافق عمل کرین پس جب بچے کے مسوڑے پھولے معلوم ہون اور اپنے ہاتھہ
کو یا اور کسی چیز کو مونہہ مین لیکر دبانے لگے تو ملٹھی یا ہاتھی دانت کی چسنی بنا کر
بچے کو دین کہ وہ اوسکو دبایا کرے تاکہ رال مونہہ کی بہجاوے اور شہد مین سہاگہ
بھنا ہوا ملا کے بچے کے مسوڑہون مین دو ایک بار دن بہر مین ملا کرین اور اوسکے
تالو مین چنبیلی یا تلی کے تیل سے مالش کیا کرین کہ تالو چکنا رہے خشکی نہ آنے پاوے
ان سب سے دانت جلدی نکل آتے ہین اور تکلیف کم ہوتی ہے اور جب
بچے کا پیٹ پھولا نظر آوے تو بیسن مین نمک ملا کے گرم گرم سہتا سہتا اوسکے
پیٹ پر ملین کہ نفخ ریاحی کو بہت مفید ہے اور اگر بچے کو قبض یا پیشاب کی
کمی سے نفخ ہوتا ہو تو چوبے کی ہینگنی ایلوے مین ملی ہوئی گرم کرکے اوسکے
پیٹ پر ضماد کرین یہ واسطے دفع قبض اور ادرار بول کے بہت مفید ہوتا ہے
اور اگر صابون کا شافہ کرین تو یہ بہی رفع قبض کے لیے بہت فائدہ کرتا ہے
اور اگر آنکھین دکہنے لگین تو یہ لیپ لگانا بہت مفید ہے آنبا ہلدی گیرکے
اوسمین تہوڑی سی پہٹکری اور افیون ملا کر کنکنا کنکنا بچے کی آنکہون پر لگا دین
اور یہ دوا بہی آنکہہ مین لگانا بہت فائدہ کرتا ہے جست کا سفید اجسے پہول
کہتے ہین کسیرے کے یہان سے منگا کر کانسے کے برتن مین رکہکے لنبے کی

چنیرسے خوب گہسین اور دو چار چہوٹی الایچیان اور دوا ایک پتنے نیب کے
بھی پیسکر اوسمین ملا دین اور تینون چیزون کو اوسی کانسے کی برتن مین تانبے
کی چنیرسے خوب گہسین جب خوب حل ہوجاوین تو اون کو کسی سنگین
کپڑے مین چہان لین پہر کورا کا جل اون دواؤنسے کچہہ زیادہ ملاکر آنکھہ
دکہنے سے تین روز کے بعد آنکہون مین بہرین جس روز سے دکہنا شروع
ہون اوسی روز نہ لگا دین بلکہ کوئی دوا بغیر گذرنے تین روز کے کبھی
نہ لگاوین ترکیب اس دوا کے آنکھہ مین بھرنے کی یہ ہے کہ آنکھہ آنے سے
چوتھے روز جب کچہہ رات کو سور ہے تو کوئی آدمی ہوشیار اوسکی آنکھون کو
اس طرح سے کہولے کہ دونو پپوٹے باہر نکل آوین پہر ان پپوٹون پر ایک
چٹکی اس دوا کے چہڑک کے اون دونون پپوٹون کو ملا دے اور اپنی
ہتیلی سے آنکھون کو آہستہ سے مل دے پہر پیچے سے آنکھون کی کہول مندر
کراوے تاکہ گرم گرم پانی بہجاوے اور یہ بھی مفید ہے کہ جب آنکھہ دکہنے
آوے تو دو ایک رومال ہلدی مین رنگ لین اور اوسی رومال سے پیچے
کی جو آنکھہ دکہتی ہو اوسے پونچہین اور نیب کی دہونی دینا بھی آنکھہ دکہنے مین
بہت مفید ہے اگر ورم زیادہ ہو تو نیب اور جہاؤ دونو ملاکر دہونی دین اور
دن مین دو تین بار دیا کرین اور انہین دونو چیزون کو پانی مین جوش دیکر
اوس پانی سے دکہتی ہوئی آنکھہ کو دہویا کرین یا سونف کے عرق سے

دہو دین نرسے سارے یا ٹہنڈے پانی سے نہ دہونا چاہیے اور دکہتی آنکہہ کو ہوا اور روشنی سے بچانا چاہیے کہانے مین نمکین چیزون سے پرہیز ہو اور ترش اشیا کے استعمال سے اجتناب کرنا نہایت ضرور ہے اور جب بچے کو بخار آنے لگے تو تین روز تک کچہہ دوا کہانے پینے کی نہ دیوین کیونکہ چیچک مین بہی اول بخار آتا ہے اور اوسمین دوا کرنا مضر ہے اس واسطے مناسب ہے کہ پہلے تین روز تک انتظار کرین اگر اوسمین کچہہ آثار چیچک کے معلوم ہون تو پہر ہرگز کسی طرح کی دوا کہانے پینے کی نکرین اللہ کے بہروسے پر چہوڑ دین در حکیم وغیرہ کی راے سے علاج کرین علامتین چیچک کی یہ ہین کہ اکثر غفلت کے ساتہہ تپ بہت شدید ہوتی ہے کسی وقت ہذیان اور قے ناک بہت بہتی ہے چہینکین بہی آتی ہین اور بچہ اس بخار مین اکثر چونک پڑتا ہے ہتیلیون مین سونگہنے سے بساہند معلوم ہوتی ہے اور بعضونکی حالت اس بخار مین مرگی والے کی سی ہو جاتی ہے پہر جب سے دانے نظر آوین تو اول اوسکی آنکہہ اور جگر دل اور معدے پر جسے عوام کوڑی کہتے ہین تہوڑا سا سرسہ پیسا ہوا لگاوین تاکہ سرسہ ان جگہون کے مواد کو تحلیل کردے پہر چاہئے ان مواضع مین چیچک نہ نکلے اور یہ اعضاے رئیسہ و شریفہ اوس کی تکلیف سے محفوظ رہین غذا مین کہچڑی مسور کہلاوین کہ یہ مادے کو جلد کی طرف نکال دیتی ہے پہر دانے خوب ابہر آوینگے اور نمک کی چیزین کم دین کہ

اس سے دانون مین کہجلی پڑجاتی ہے ہواسے بہی احتیاط رکہین سرد و
اور ترش چیزین ہرگز نہ کہلاوین کہ اس سے دانون کے بیٹہہ جانے کا خوف
ہے روشنی سے بہی دور رکہین تاکہ اوسکی گرمی سے جو رطوبت جلد کے
نیچے ہے زیادہ تحلیل ہونے پاوے ورنہ بعد صحت کے داغ چیچک کے
نمایان رہینگے زائل نہونگے طبیب یہ بہی کہتے ہین کہ چیچک والے کے
پاس حائض عورت نہ آوے اور اوس کے قریب کسی چیز کا بگہار بہی نہ لگاوینا
کیونکہ اوسکی بہاپ سے زخم چیچک کا خراب ہوجاتا ہے بلکہ اوسکے نزدیک
نیب کی ٹہنی کا رکہنا اور اوسکی ہوا دینا اچہا ہے غرضکہ چیچک والے کو جب
تک معلوم ہو تا صحت سوا اس احتیاط ظاہری کے جو اوپر لکہی گئی کوئی اور
دوا کہانے پینے کی نہ دین مگر جس کی چیچک مین کچہہ نقصان معلوم ہو یعنی دانے
اوبہرے ہوے نہون یا دانون مین گڑہا پڑگیا ہو خواہ اون پر سیاہی آگئی ہو
یا پورا مادہ چیچک کا نہ اوبہرا ہو اوس وقت حکیم کی راے سے علاج کرنا ضرور
ہے چند دوائین چیچک کے اوبہار کی جو سننے مین آئی ہین لکہی جاتی ہین
ولایتی انجیر یا ورق طلا شہد مین ملا کر کہلانا دریائی ناریل خواہ اُڈراج گسکر
پلانا خار دار چوہے کے کانٹون کی دہونی دینا یہ سب دوائین مفید ہین اور
چیچک کم نکلنے کے لیے ہر سال جب تک کہ نہ نکلے اوسکی فصل سے پہلی گدّی اور
ریڑہ پر جونکین لگانا مفید ہے اونٹنی اور گہوڑی اور گدہی کا دودہ پلانا بہی

چیچک کے کم نکالنے مین فائدہ بخشتا ہے مگر گدہا مردار ہے اوسکا دودہ نہ
پلاوین گھوڑا اونٹ حلال ہے اسمین کسی قسم کا نقصان نہین ہے پانچ سات
دانے بن ہند ہے موتی کے بچے کو نگانا بہی مفید ہین لیکن ان سب چیزونکا
ایک بار کہلانا کافی ہے ہر سال ضرور نہین مگر جونکین ہر سال لگانا چاہیئن
ان سب تدبیرون سے نشتر لگانا بازو پر جسے ہندی مین ٹیکا لگانا کہتے
ہین اور اوسکو انگریزون نے ایجاد کیا ہے دفع چیچک کے لیے بہت مفید
ہے بارہا تجربے مین آیا ہے کہ جسکے ٹیکا لگا یا گیا اکثر اوسکے چیچک نہین نکلی
اگر نکلی بہی تو بہت کم نکلی اور زور بہی کم کیا پس ہر ایک کو لازم ہے کہ اپنے
بچون کی جانون پر رحم کرکے ضرور ضرور اون کے ٹیکا لگا دیا کرین تاکہ وہ
چیچک کی تکلیف سے بچین اور ٹیکا لگانے وقت بچے کو کچہہ تکلیف نہین ہوتی
تیسرے روز البتہ کچہہ بخار ہو آتا ہے اور جو آثار چیچک کے اوپر بیان
ہوچکے وہ سب اسمین بہی نمودار ہوتے ہین لیکن چیچک کی تکلیف سے اسمین
تکلیف کم ہوتی ہے اور جتنے دنون مین بچہ چیچک سے فارغ ہوتا ہے اتنے ہی
روز اسمین بہی گذرتے ہین اسکی احتیاط بہی اسی کے موافق جس تفصیل سے
لکہی گئی کرنی چاہیے صرف کہٹری مسور نہین کہلائی جاتی ہے مگر جب تک
بچہ دو مہینے کا نہو اوسکے ٹیکا نہ لگانے دین اور اس ٹیکے کا اثر سات برس
تک رہتا ہے یعنی اگر ایک برس کے بچے کو ٹیکا لگایا جاوے تو سات برس

تاکہ پہر دوسرے کی حاجت نہین ہوتی اور یہ عمل سکیے کا بڑی ہی چیچک کو جو
بہت زور دیتی ہے فائدہ کرتا ہے اور کسی قسم کے واسطے مفید نہین ہیاتک
تمام ہوا حال ان امراض کا جو سب بچون کو ہوتے ہین اور کوئی انسے نہین بچتا

فصل اول امراض اور ادویات کے بیان ہین جو بعض بچون کو ہوتے ہین

جاننا چاہیے کہ اکثر امراض ایسے ہین کہ وہ سب بچون کو نہین ہوتے بعض کو
ہوتے ہین جیسے اُمّ الصبیان یا پسلی کا مرض جسکو بادلون کی بیماری بہی
کہتے ہین یا سوکہے کا مرض کہ جس سے بچہ دبلا ہوتا جاتا ہے یا جموگے کی بیماری
کہ اسمین بچے کے جبڑے بند ہوجاتے ہین اور دودہ نہین پی سکتا اکثر ان
امراض مین بچے کا بچنا مشکل ہوجاتا ہے جو کہ یہ سب مرض اکثر ماں اور انّا
کی بے احتیاطی کے سبب سے ہوتے ہین اس واسطے شرح انکی احتیاط اور
ادویات کی لکہنی ضرور ہوئی اب جاننا چاہیے کہ اُمّ الصبیان کا مرض اکثر
حمل مین سرد اور ترش چیزین اور ہرن کا گوشت کہانے سے ہوجاتا ہے
علاج اسکا بہت مشکل ہے اگرچہ طب کی کتابون مین لکہا ہے کہ پیاز سونگہانا
اور اوسکا عرق تالوا اور ہتیلیون مین ملنا اور نکچکنی سونگہانا اور سور کے پر
گہوڑے کے پراسبند ہلدی ان سب کو ملا کے دہونی دینا بہت مفید ہے اور
لال کا خون بہی تالو پر ملتے ہین اور کہنل بہی سونگہاتے ہین اور یہ بہی دیکہا ہے

کہ اس مرض والے کو دورے کے وقت گردن تک گرم پانی مین بٹھاوتے
ہین یعنی جتنے بار اس مرض کا دورا ہوا تتنے ہی بار مریض کو ایسے گرم
پانی مین بٹھانا چاہیے کہ دیگ کا پانی بہت ٹھنڈا نہ ہوگیا ہو کنگنے سے
کچھ زیادہ تیز دوسرے دورے مین مریض کو اوسمین بٹھاوین اور جب دورا
موقوف ہوا وسکو دیگ سے نکال لین مگر ان ترکیبون سے اوسی وقت
فائدہ ہوجاتا ہے ہمیشہ کے لیے مرض کا استیصال نہین ہوتا اس مرض
والے کی بہت احتیاط رکھین آگ اور پانی اور بلندی پر چڑھنے سے بچاوینا
اور بہت روشنی بھی اس مرض والے کے قریب نہ رکھین اسلیے کہ اکثر ان
چیزون سے اس مرض کا دورا ہوتا ہے چوٹ اور ابر اور سردی مین دودھ
پلانے والی کے سرد اور قابض چیزین اور چکنائی کھا لینے سے بچے کو ہیضا
اور بادلون کی بیماری ہوجاتی ہے یہ مرض بھی سخت ہے علاج اسکا اکثر
گرم اور دست آور دواؤن سے ہوتا ہے جب تک اس مرض مین دست
سندون بچے کی طبیعت صاف نہین ہوتی ہے اس مرض کا علاج بہت
ہی جلد کرنا چاہیے اس لیے کہ یہ بیماری طول نہین پکڑتی دو چار ہی پہر مین
بچے کا کام تمام ہوجاتا ہے اگر بہت ہی طول ہوا تو دو تین روز سے زیادہ
نہین گذرتے اگر تین روز سے زیادہ اس مرض مین دیر ہوجاوے تو کچھ
بچے کی زندگی کی توقع بند ہوجاتی ہے اسی لیے اس مرض کا طول پکڑنا خیر

علامت ہے اس بیماری کے لیے ہی دست آور دوا بہت مفید ہے اگرچہ
اسمین بیر بہوٹی بھی کہلاتے ہین خرگوش کا خون بھی بچے کو پلاتے ہین اور ہرن
کی ناف مین جو ایک ناگا سا نکلتا ہے اوس کو گہسکر اس مرض والے کی پسلی
پر جدہر کی پسلی مین گڑ ہا پڑتا ہو ضماد کر دیتے ہین سوکہے کی بیماری کے لیے
کیکڑا کہلانا مفید ہوتا ہے اور گہونگے کا کیڑا بھی گھی مین تلکر اس مرض والے کو
کہلاتے ہین پہچان اس مرض والے کی یہ ہے کہ لوین اوسکے کان کی ایسی
سُن ہو جاتی ہین کہ کتنا ہی زور سے دباؤ اوسکو کچھ بھی محسوس نہین ہوتا گویا
پنیر دبائی جاتی ہے یہ مرض اکثر دوسرے سے لگجاتا ہے یعنی جس بچے کو یہ
مرض ہو اوسکا جہوٹا کہانے یا بھاپ یا پسینا لگنے یا اس مرض والے کی ماں کا
دودہ پینے سے دوسرے بچے کو بھی یہ مرض ہو جاتا ہے اسی لیے بچے کی
اس مرض سے بہت احتیاط رکھتے ہین یہان تک کہ بڑہیان تو اس مرض والے
کی ماں کے آنچل سے بھی بچے کو بچاتے ہین کہ وہ اوسکے سر اور بدن پر نہ پڑنے
پاوے اسلیے کہ یہ مرض اکثر مہلک ہوتا ہے اور علاج اسکا بہت ہے
مشکل ہے خدا ہی بچاتا ہے تو اس سے بچے کی جان بچتی ہے نہین تو خیر مگر شرع شریف
مین یہ اعتقاد بے اصل محض ہے ہرگز ایک کی بیماری دوسرے کو نہین لگتی
جیسا کہ مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا ھَامَۃَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ یعنی فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی
ہے اور نہ ہامہ ہے اور نہ نوء ہے اور نہ صفر ہے نوء ایک ستارے کے غروب
دوسرے کے طلوع کو کہتے ہیں عرب کا گمان تھا کہ مینہ اسی سبب سے برستا ہے
جیسے ہندو کہتے ہیں کہ مینہ فلانے نچھتر سے برستا ہے ہامہ عرب کے گمان میں یہ تھا
کہ میت کی ہڈیوں سے ایک جانور پیدا ہوتا ہے اور اوڑتا پھرتا ہے صفر کے
مہینے میں عرب کا اعتقاد تھا کہ نزول بلا و حوادث و آفات کا ہوتا ہے اسکے
سوا اور بہت اقوال ہیں سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب باتوں
کو باطل فرمادیا پس ان عقائد سے ایمان جاتا رہتا ہے مسلمان کو چاہیے کہ ہرگز
ایسا اعتقاد نہ کرے تاکہ ایمان جو راس المال مومن ہے سلامت رہے جمہگا
وہ بیماری ہے جو چھٹے چلے کے اندر بچے کو ہوجاتی ہے اور اس سے جبڑے
بند ہوجاتے ہیں اور وہ دودھ نہیں پی سکتا ہے اوسکے لیے یہ علاج بہت
مجرب ہے کہ خرگوش کا لہو اوس بچے کے جبڑوں پر ملیں اور رتی بھر بچے
کو کھلادیں ہینگ اور کافور بھی جبڑوں اور کنپٹیوں پر ملتے ہیں اکسیر سا
ہے کہ پہلا علاج اس مرض کے واسطے زیادہ مفید ہے اکثر یہ بیماری سردی
کے پہونچنے سے ہوجاتی ہے آہن بھی بچہ کم بچتا ہے پس لازم ہے کہ چھوٹے
بچے کی ہر طرح سے بہت احتیاط رکھیں کیونکہ بچہ مثل پھول کے ہوتا ہے
ذرا سی بے پروائی سے ہاتھ سے جاتا رہتا ہے پھر سوائے افسوس کے کچھ

ہاتھہ نہین آتا یہ علاج اگرچہ اس جگہہ لکھدیے گئے لیکن اول کسی حکیم طبیب
سے یہ نسخے بیان کردین پہر اوس کی صلاح سے بچون کو دوا پلادین تو بہت
مناسب ہے کیونکہ بچون کے مزاج تابع مزاج مان باپ کے ہوتے ہین
اس لیے حکیم سے دریافت کرلینا بہت ضرور ہے

فصل بچون کی دوا کرنے کے طریقے مین

جاننا چاہیے کہ بچے کو دودہ چہوڑانے کے بعد جلد جلد مسہل ندین چہٹے مہینے
دینا کافی ہے یا پانچ برس تک یہی قاعدہ جاری رکہین بعد اسکے پہر بغیر
ضرورت قوی کے مسہل نہ دین کیونکہ بہت مسہل دینے سے معدہ ضعیف
ہوجاتا ہے جیسے بہت شوب سے کپڑا کم زور اور معدے کی کمزوری سے
غذا کم ہضم ہوتی ہے کہ جس سے آدمی نہایت کم قوت رہتا ہے اور طرح طرح کی
بیماریان پیدا ہوتی ہین پس لازم ہے کہ جہان تک ممکن ہو مسہل ندین ایسا ہی
جہان تک ہوسکے فصد جونک پچہنے وغیرہ کی بہی احتیاط رکہین بے شدید حاجت
کے انمین سے کسی چیز کا استعمال نکرین خصوصًا بچپن اور ضعیفی مین فصد لینا
بہت ہی مضر ہے بلکہ طب کی کتابون مین تو پندرہ برس سے پہلے اور ساٹہہ برس
کے بعد فصد لینے کو منع لکہا ہے مگر جونک وغیرہ کا ضرورت کے وقت چندان
مضائقہ نہین لیکن اس سے بہی جہان تک ممکن ہو بچتی رہین اور بغیر ضرورت
قوی کے نہ لگاوین غرضکہ خون کے نکالنے مین نہایت احتیاط کرین کیونکہ

انسان کی قوت خون ہی پر موقوف ہے اور اسی قوت پر مدار زندگی کا ہے
پس اسکا خیال رکھنا بہت ضرور ہے تاکہ اعضای رئیسہ یعنی دل و دماغ اور
جگر مین ضعف نہ آنے پاوے کیونکہ ان اعضا کے ضعف سے اکثر ایسے
مہلک اور سخت مرض پیدا ہوتے ہین کہ علاج اونکا دشوار و مشکل ہوتا ہے
پہر امید زیست کی بہت کم رہتی اور اعضای رئیسہ کی قوت خون کی پیدایش
مین منحصر ہے پس جہان تک ممکن ہو خون کے نکالنے سے بہت بچین بیماری
کے وقت کسی سمجہدار ہوشیار حکیم کا علاج کرین جاہل اور عطائی کا معالجہ ہرگز
نہ کرانا چاہیے اس لیے کہ جاہل حکیم کے علاج مین ہر طرح کے ضرر اور نقصان
کا اندیشہ بلکہ جان تک کا خطرہ ہے اس واسطے کہ جب کسی عطائی کی دوا سے
نقصان پہونچتا ہے تو تجربہ کار حکیم سے بہی اوسکا سنبہالنا مشکل ہوتا ہے
جاہل ناتجربہ کار کی دوا کرنے پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ لگا تو تیر نہین تو تکا
ہے اسی واسطے بزرگون نے کہا ہے کہ نیم حکیم خطرۂ جان اور نیم ملا خطرۂ ایمان
پس لازم ہے کہ جب کسی طرح کے علاج کی ضرورت ہو تو عالم معمر ہوشیار
طبیب کا علاج کرین ورنہ بقول بزرگون کے کہ پیش طبیب مرو پیش تجربہ کار
برو کسی تجربہ کار کی دوا کرین اگرچہ بے پڑہا ہو علاج کے زمانے
مین حکیم کے کہنے کے موافق دوا کرین اپنے راے کو دخل نہ دین اور پرہیز
کا ضرور بندوبست رکہین کسی طرح کی بے احتیاطی اور بدپرہیزی نہونے دین

اس لیے کہ بد پرہیزی سے دوا کا کچھ نفع ظاہر نہوگا بلکہ مرض مین زیادتی ہوگی اور بیماری کی ترقی سے آخر کو جان کے زیان کا خوف ہے پس پرہیز کو علاج پر بھی مقدم رکھین کیونکہ یہ بھی ایک بڑی دوا ہے کہ اکثر چھوٹی چھوٹی بیماریان جیسے زکام کھانسی وغیرہ نرے پرہیز ہی سے جاتے رہتے ہین کچھ حاجت دوا کی نہین ہوتی پس مناسب ہے کہ ایسے مرضون کا علاج بھی نہ کرین اللہ ہی کے بھروسے پر چھوڑ دین لیکن اوس مرض کی مضر چیزون سے ضرور پرہیز رکھین اور بڑے مرضون کے لیے پرہیز کرنا آدہی دوا ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے شعر کہتے ہین پرہیز آدہی ہے دوا + ہے طرف پرہیزگارون کے خدا + اگر ایسی ہی ضرورت دوا کی ہو تو پھر حکیم کی راے کے موافق علاج کرین اور جو پرہیز بتاوے اوسپر عمل کرین کس واسطے کہ بدپرہیزی سے بیماری کی زیادتی ہوتی ہے پھر کوئی دوا مرض کو نفع نہین کرتی اگرچہ ہونا وہی ہے جو خدا کو منظور ہوتا ہے مگر بے احتیاطی کی وجہ سے مفت کی ندامت اور بدنامی حاصل ہوتی ہے اور یہ مثل صادق آتی ہے کہ یکے نقصان مایہ دیگر شماتت ہمسایہ پس کیا ضرورت ہے کہ انسان اپنی تھوڑی سی لذت کے واسطے مخلوق کی طعنہ زنی اوٹھاوے اور اپنے اوپر نادانی اور حماقت کا دہبا لگاوے

فصل اون علمون کے بیان مین کہ جنکا کرنا شرعاً منع ہے اور اون عملیات کی تفصیل مین جنکا کرنا جائز ہے

جاننا چاہیے کہ اکثر امور تہ شریعت ناواقف عورتین اپنی اولاد کے واسطے گنڈے
تعویذ جھاڑ پھونک مخالف شرع بہت کیا کرتی ہین اور ایسے واہیات ملکون مین
جو شرعاً منع ہین اور اون مین غیر اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے اپنا مال و ایمان
ضایع اور تباہ کرتی ہین جیسے شیخ فرید شکر گنج کے نام کی آنتی چیچک نہ نکلنے
کے لیے بچون کے گلے مین ڈالنا یا کسی بیماری سے اچھے ہونے کے لیے
شاہ عبد الحق مرحوم کے نام کا توشہ ماننا یا بخار مین فقیرون سے گنڈا لیکر
بچون کے گلے مین باندہنا یا نظر و در ہونے کے لیے مرچین وغیرہ بچے کے
سر سے اوتار کر چولھے مین جلانا یا آنکھہ دکھنے مین چوٹ جھاڑنا غرضکہ ایسے
ایسے واہی تباہی عمل اور ٹوٹکے اکثر اپنی حماقت سے کیا کرتی ہین جسمین دین و دنیا
کا کچھہ فائدہ نہین بلکہ دو نو جہان کا نقصان ہے بھلا غور کرنا چاہیے کہ اگر ایک
ناڑے کی آنتی بچے کے گلے مین ڈالدی یا سات مرچین اور راستے سے
پانون کے نیچے کی خاک لیکر اوس جھاڑو کے تنکے رکھکے بچے پر سے اوتار دیے
یا پان کی رسی مین روئی لپیٹ کر گھی مین ڈبو کے آگ سے جلا کر اوسکی
بوندین تھالی بھر پانی مین ٹپکا دین تو اوس سے کیا مرض کا اثر جاتا رہیگا یا مین
بتیان زخم یا پھوڑے پر سے اوتار کر راہ مین پھینک دین اور خدا و رسول در
چاند چاندنی کو اور زخمی کا نام لیکر سونپ دین اور کسی شخص کو اوس پر گواہ
شاہد کرلین پس وہ گواہی یا وہ بتیان پھینکی ہوئی کیا زخم وغیرہ کو اچھا کر دیگی یا

چاند چاندنی اور زخمی کو ہلاک نہونے دینگے یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موت سے کسیکو بچا لینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات کیے ہوے مدت تیرہ سو برس کی گذری آپ کو کیا معلوم کہ میری ست مین سے کون بیمار ہے کون مجھکو پکارتا ہے کون جیتا ہے کون مرتا ہے بلکہ ایسے امور یعنی جلانے اور مارنے مین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندگی مین بھی کچھہ اختیار نہ تھا ورنہ آپ کے صاحبزادے اور تین صاحبزادیان آپکے سامنے کیون وفات پاتین پس ایسے عملیات سے کہ جنمین کچھہ فائدہ نہو بلکہ اور ایمان کا نقصان ہو بچنا ضرور ہے ہان وہ اعمال کرنے چاہیئین جنمین کچھ بھی خلاف شرع بات نہو اور بہتر سے بہتر وہ ہین جو حدیث شریف سے ثابت ہین اسلیے کہ وہ خاص رسول خدا کے سکھائے ہوئے ہین جو خیر و برکت انمین ہوگی وہ اور اعمال مین ہرگز نہ ہوگی اس واسطے کہ خود آپ نے دوا و دعا کرنیکا حکم دیا ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے اسامہ بن شریک سے روایت کیا ہے قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَنَتَدَاوٰی قَالَ نَعَمْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ تَدَاوَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَہٗ شِفَاءً غَیْرَ دَاءٍ وَّاحِدٍ اَلْھَرَمُ یعنی اسامہ نے کہا کہ بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم دوا کرین آپ نے فرمایا ہان اے اللہ کے بندو دوا کرو اس لیے کہ نہین رکھی اللہ نے کوئی بیماری مگر مقرر کی اوسکے واسطے شفا سوا ایک بیماری کے کہ وہ بڑھاپا ہے اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا قَالَ

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ یَنفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا
لَمْ یَنزِلْ فَعَلَیکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَاءِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے بیشک دعا نفع کرتی ہے اوس چیز سے جو اوتری اور اوس چیز سے
جو نہین اوتری پس لازم کرو اپنے اوپر اے اللہ کے بندو دعا کو ان دونو
حدیثون سے معلوم ہوا کہ دوا اور دعا کرنیکا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حکم فرمایا اور بہت سی دوائین اور دعائین اپنے امت مرحومہ کو تعلیم
فرمائین چنانچہ حدیث کی کتابون مین موجود ہین اور اکثر کتابون کا اردو زبان
مین ترجمہ بھی ہوگیا ہے ہر شخص اردو خوان اونمین سے دیکھکر عمل کرسکتا ہے
اسلئے چند عملیات ایسے امراض کے کہ جن کے دفع کی انسان کو اکثر ضرورت
پڑتی ہے اور علماے ربانیین نے اونکو اپنی کتابون مین لکھا ہے اس فصل
مین لکھے جاتے ہین عمل حفظ اطفال کا جو تسناء العلیل مین لکھا ہے یہ ہے
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ
شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّعَیْنٍ لَامَّۃٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اس تعویذ کو لکھکر بچے کے گلے مین ڈالدین انشاء اللہ تعالیٰ
ان کلمات کی برکت سے وہ ہر آسیب اور کیڑے کے کاٹنے اور نظر گذر
سے محفوظ رہیگا چیچک کا عمل یہ ہے جب بچے کو آثار چیچک کے معلوم ہون تو
کوئی شخص قرآن پڑھا ہوا نیلا ڈورا کچے سوت کا اپنے پاس رکھکر سورۂ رحمن

پڑہنا شروع کرے جب فَبِاَیِّ اٰلَاۗءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰانِ پر پہونچے تو اوس ڈورے
پر دم کرکے ایک گرہ دے اور جتنی بار یہ آیت آوے اوتنی ہی گرہیں لگا دے اور تاگے
مین لگاوے پہر اس سورت کے ختم ہونے کے بعد وہ تاگا بچے کے گلے مین
باندہ دے حق تعالی اپنے فضل سے اوس مریض کو اس بیماری سے صحت دیگا
دوسرا عمل چیچک کا یہ ہے کہ جب چیچک کی فصل آوے تو کسی دن سورۃ البقر
ایک بار بچے کو پوری سنوا دین اس طریقے سے کہ پڑہنے والا اور بچہ دونون
نہار منہ ہون اور جو شخص زیادہ کھاتا ہوا اوسکو کھانا کھلانے کے لیے بٹھا کر
اربأً[له] پاؤ چانول کا خشکا مع شکر اور دہی در بقدر رساجت گھی کے اوس کے
سامنے رکھا دین جب سورت پڑہنا شروع ہو تو وہ شخص کھانا شروع کرے اور
پڑہنے والا اس طرح سے پڑہے کہ الفاظ اوسکے اچھی طرح سمجھ مین آوین اور بچے
کو سننے کے واسطے اوس کے پاس بٹھا دین پہر سورت کے ختم ہونے کے بعد
بچے پہ دم کر دے انشاء اللہ تعالی اس عمل سے اوس برس چیچک نہ نکلے گی
اگر نکلی بھی تو سہل اور آسان نکلیگی کسی طرح کا آسیب اور صدمہ نہ پہونچیگا نظر کا
پہلا عمل اگر نظر لگنا اور نظر لگانیوالا معلوم ہو تو اوسکا موہنہ اور دونون ہاتہ پانو
اور زیر ناف دہلوا دین اور اوس پانی کو جس شخص پر نظر لگی ہو چہڑک دین انشاء اللہ تعالی
اوسی دم وہ اچھا ہو جاویگا دوسرا عمل نظر کا جب نظر لگانیوالا معلوم ہو تو نظر
لگانے کے وقت یا جس وقت خود اوسکا ذکر کرے اوس شخص کا نام لیکر یہ کہے انشاء اللہ

[له] یعنی بجز ... [illegible]

فائدہ

اثر نظر کا جاتا رہیگا اور یہ عمل سحر کے واسطے بھی مفید ہے یعنی اگر جادوگر معلوم ہو تو اسی طرح اوسکا بھی نام لیکر پکارین اسد چاہے تو سحر کا اثر جاتا رہیگا عمل
عمل نظر کا یہ ہے کہ جب کسی پر نظر کا شبہہ ہو اور نظر لگانے والا معلوم نہو تو چاہئے
کہ ایک پاک تاگا تین ہاتھ ناپ کر نظر زدہ کے پاس کہدین اگر وہ بچہ ہو تو
اوس کی کھلائی وغیرہ کو دیدین تاکہ وہ اوس دہاگے کو بچے کے پاس رہنے دے
پھر کوئی شخص بسم اللہ ولا قوۃ الا باللہ اور سورۂ فاتحہ کو تین تین بار پڑھکر
ایک بار یہ عزیمت پڑھے جب لفظ فلان ابن فلانہ پر پہونچے تو بجاے اسکے
نظر زدہ اور اوسکی ماں کا نام لے پھر سب عمل پورا کرکے نظر زدہ پر دم کرے
اور اوس تاگے کو دوسری بار ناپے اگر تین ہاتھ سے زیادہ یا کم ہو جاے تو
جانے کہ اس کو نظر لگی ہے اوس وقت اس عمل کو پھر تین بار پڑھکر نظر زدہ پر دم
کرے انشاء اللہ تعالی نظر کا اثر دور ہو جاویگا اور اگر تاگا برابر رہے تو معلوم
کرین کہ نظر نہیں لگی پھر اس عمل کو دوبارہ پڑھنا ضرور نہیں عزیمت یہ ہے عزمت
علیک ایتہا العین التی فی فلان بن فلانۃ او فلانۃ بنت فلانۃ بعزۃ اللہ وبعظمۃ
وحکمۃ اللہ بما جری بہ القلم من عند اللہ الی حی حلیق انہ محمد بن عبد اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزمت علیک ایتہا العین التی فی فلان بن
فلانۃ بحق اشراهیا اراهیا ادونیا اصبائوت شدای عزمت علیک
ایتہا العین التی فی فلان بن فلانۃ بحق شمت تمتبا نمت یاقطاع الغالی

لا یقوی علیہا ارض ولا سماء اخرجی یا نفس السوء من فلان بن فلانۃ
کما اخرج یوسف من المضیق وجعل لموسی فی البحر طریقًا ولا فانت
بریئۃ من اللہ تعالی واللہ تعالی بریٔ منک اخرجی یا نفس السوء من
فلان بن فلانۃ یا الف الف قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد
ولم یکن لہ کفوًا احد اخرجی یا نفس السوء یا الف الف لا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم وننزل من القران ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین
لو انزلنا ھذا القران علی جبل لرایتہ خاشعًا متصدعًا من خشیۃ اللہ
فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ واصحابہ
وسلم تحریر ۳ دو اور مریض مایوس العلاج کا عمل یعنی جسپر جادو کا اثر ہوا ہو
اوس بیمار کے لیے کہ اچھا نہوتا ہو حکیم اوس کے علاج سے عاجز ہوگئے ہون
چینی کے سفید برتن مین یہ اسم لکھین پھر پانی سے دہوکر چالیس روز تک
پلاوین اسم یہ ہے یا حی حین لا حی فی دیمومۃ ملکہ وبقائہ یا حی
اس اسم کے بعد اگر سورہ فاتحہ بھی لکھدین تو بہتر ہے انشاء اللہ تعالی جلد
فائدہ حاصل ہوگا دفع تپ کا عمل جسکو تپ آتی ہو اوسپر ہر روز عصر کی نماز
کے بعد سورہ مجادلہ تین بار پڑھکر دم کردیا کرین انشاء اللہ تعالی صحت ہوجاوےگی
یہ آیتین قرآن شریف کی جنکو آیات شفا کہتے ہین ہر مرض کے واسطے

عمل مریض مایوس العلاج

دفع تپ

مفید ہوتی ہین یعنی جس مرض کے واسطے چاہے اون آیتون کو ایک چینی
کے سفید برتن مین لکھکر مریض کو پلا وین انشاء اللہ تعالی صحت پاویگا اور وہ
آیتین یہ ہین وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ يَخْرُجُ
مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ
مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ قُلْ هُوَ
لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ پس یہی چھہ آیتین ہین جو ہر مرض کی دوا ہین
جب آدمی بیمار ہو تو انکو لکھوا کر ہر روز پیلیا کرے پانی مین پیے یا عرق مین
یعنی اگر حکیم پانی نہ بتاوین تو عرق مین ان آیات کے برتن کو دہو کر پی لے
اللہ چاہے تو صحت پاوے

باب ہفتم

فصل منت اور نذر وغیرہ کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ اکثر جاہل جو اپنی اولاد کی بہلائی کے لیے انبیا اولیا صلحا کی
نذرین اور منتین مانتے ہین سو خدا کے سوا کسی مخلوق سے نبی ہو یا ولی صالح
ہو یا طالح کسی طرح کی منت مراد مانگنا یا اوس کی نذر و نیاز کرنا اور اوسکا
مدد چاہنا یا اوسکو نفع اور نہ کرنے مین ضرر سمجھنا محض شرک ہے برائی بہلائی
کا مالک خدا کے سوا کوئی نہیں ہے لَا نَافِعَ وَلَا ضَارَّ إِلَّا هُوَ سے یہی مراد ہے
اور انبیا علیہم السلام کا اپنی امتون کو یہی ارشاد ہے جہال عوام مین انواع و اقسام

کی نذرین و منتین مشہور و متعارف ہین اون سب کا اس جگہہ بیان کرنا خالی تطویل سے نہین اس لیے بطور مثال کے بعض پر کفایت کیجاتی ہے جیسے کوئی محرم مین فقیری پہنا کر امام حسین رضی اللہ عنہ کا فقیر بناتا ہے کوئی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کے نام کی منہدی روشن کر کے اونکے نام کی بدہی پہناتا ہے کوئی سرور سلطان کی چہری کے نیچے اپنے بچے کی سالگرہ کی گانٹھہ لگاتا ہے اور اونکے نام کا روزہ رکہکر اوسی چہری کے پاس شربت کا بھرا پیالہ رکہتا ہے پھر پڑہائی سے اونکی سوہیلی گوا کر اوس پیالے مین پھول ڈالکر اوسی شربت سے اپنا روزہ افطار کرتا ہے اور اوسی چہری کے پاس بچے کو بٹھا کر پیڑا اونکے نام کا پہناتا ہے کوئی بچون کی بیماری کے وقت ولیدن کا سدرا مانتا ہے کہ جب یہ اچھا ہوگا تو ہم ٹوکرا سر پر رکہکے عورتون کا غول لیکر ننگے پانون نبیون اور ولیون پیرون اور شہیدون کے نام لیکر گھر گھر بھیک مانگینگے اور اوس بھیک سے ان سب بزرگون کی نیاز کرینگے کوئی سفر کے وقت اپنے عزیز کے بازو پر امام ضامن کا پیسہ خواہ روپیہ یا اشرفی باندہتا ہے اور اوس مسافر کو امام ضامن کی ضمانت مین سونپتا ہے کوئی حاجت روائی کے واسطے مولی مشکل کشا علی کی منت کا دونا اوٹھاتا یا اون کا روزہ رکہتا ہے کوئی سید احمد کبیر کی گاے ذبح کرتا ہے سو یہ سب باتین خلاف شرع اور کہلا ہوا شرک اور بے اصل محض ہین ان سب کامون سے انسان کا ایمان جاتا رہتا ہے پھر دنیا مین ذلت قبر مین عذاب

قیامت مین مشرکون کا ساتھ جنت سے محروم دوزخ کا گذرا ہوگا قرآن مجید
اور حدیث شریف سے خوب ثابت و تحقیق ہے کہ شرک کی بخشش نہ ہوگی
اس لیے کہ شرک اکبر کبائر ہے اور گناہ اگرچہ آسمان بھر ہون اون کی بخشش
کی امید ہے مگر شرک بال برابر بھی معاف نہوگا شرک کے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالے
کی صفات کو مخلوق مین سمجھنا یا اوس کی تعظیم اور عبادت مین دوسرے کو شریک
کرنا یا بندون کو اپنے نفع و ضرر کا مالک و مددگار جاننا یہ سب شرک مین داخل
ہے پس ہر ایک کو لازم ہے کہ جو کچھ مانگے اپنے مالک ہی سے مانگے کونسا کام
ہے جو خدا سے نہین ہوتا اور مخلوق اوسکو کر سکتی ہے ذرا سوچو تو کہ جس کام
اور مصیبت کے لیے تم مخلوق کو پکارتے ہو وہ سب انبیا اور اولیا نے خود اولیا
گذر چکی ہین مثلاً بیمار رہنا اولاد نہونا اولاد کا مرجانا محتاجی کا ہونا لڑائی مین
شکست پانا اور درد اون تکلیفون کو دفع نہ کر سکے پس تمہاری مصیبت کو کیونکر دور
کرین گے پھر خدا کو چھوڑ کر اورون کے آگے التجا کرنا اور اپنے مالک حقیقی کو
بھولنا اور اوس کی اطاعت سے باہر ہونا کون عقلمندی ہے اوسی مالک سے
کیون نہین مانگتے کہ جسکے نبی و ولی سب محتاج ہین **نظم**

خدا نے بتا یا کا قرآن کے اندر	مرے محتاج ہین پیر و پیغمبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی مین	اگر کام آوے تمہاری بیکسی مین
جو خود محتاج ہووے دوسرے کا	بھلا اوس سے مدد کا مانگنا کیا

پس خدا کے سوا کسی سے کچھ نہ مانگے اوسی کی بندگی کرے اوسی سے مراد چاہے
اپنا حاجت روا سمجھے اور کسی مخلوق کو ان باتون مین دخل نہ دے یعنی جب
کوئی حاجت پیش آوے تو اللہ تعالی ہی سے عرض کرے کہ تو ہماری اس حاجت
کو بر لا اور جب کسی طرح کی منت ماننا چاہے تو اللہ تعالی ہی کی عبادت کی منت
مانے مثلا یون کہے کہ اگر میری حاجت بر آئیگی تو اللہ کے واسطے اتنے روزے
رکھونگا یا اس قدر نماز پڑھونگا یا اتنے مسکین کھلاؤنگا یا اتنے ننگون کو کپڑے
پہناؤنگا یا کوئی مسجد بناؤنگا یا اتنا روپیہ خیرات کرونگا یا اتنے محتاجون کو حج
کراؤنگا یا خود حج کرونگا پس ایسی منتین سوا خدا کے اور کسی مخلوق کی نہ مانے اسلیے کہ

وہ مالک ہے سب اوسکے آگے ہے لاچار — نہین ہے کوئی اوسکے گھر کا مختار
وہ کیا ہے جو نہین ہوتا خدا سے — جسے تم مانگتے ہو اولیا سے
خبر قرآن مین ہے یہہ محقق — نہ بخشے گا خدا مشرک کو مطلق
خدا سے اور بزرگون سے بھی کہنا — یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا
معاذ اللہ جسے اوس نے نہ بخشا — مقرر وہ جہنم مین پڑے گا
اگر قرآن کو سچ جانتے ہو — تو پھر تم منتین کیون مانتے ہو
تمہین یہ طور بد کس نے سکھایا — محمدؐ نے کہان ہے یہ بتایا

بھلا بتاؤ تو کون سی حدیث مین مخلوق سے مدد مانگنے کا حکم آیا ہے کہ جس کی
پیروی تم کرتے ہو اور موحدون کو بزرگون کا منکر بتاتے ہو تم خود تو شیطان

کی پیروی کرتے ہو اور ہم کو دشمن بزرگون کا بتاتے ہو حالانکہ تم خود دشمن
یعنی شیطان کی راہ پر چلتے ہو اسلیے کہ جو امر قرآن مجید اور حدیث شریف
سے ثابت نہو اور کوئی اپنے دل سے ایجاد کرلے وہی راہ شیطان ملعون
کی ہے اوسی سے انسان دوزخ کا مستحق ہوتا ہے اور خدا کا غصہ اوسپر
نازل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے نبیون کو اسی واسطے بھیجا ہے کہ وہ اوسکی
رضامندی کی راہ لوگون کو بتا دین اور کتابین بھی اسی واسطے نبیون پر نازل
کی ہین کہ جس سے مخلوق کو ہدایت ہووے پس جو بات حدیث شریف اور کلام مجید
مین نہو اوس سے انسان کو بچنا ضرور ہے اپنی عقل کو دین کے کام مین دخل دینا
بیجا ہے اس لیے کہ دین کی باتون مین نری عقل سے کام نہین چل سکتا
عقل ہی پر اگر دین کا مدار ہوتا تو دنیا مین اتنے نبی اور اسقدر کتابین کیون
بھیجی جاتین اور اونکے ماننے مین جنت کا وعدہ اور نماننے پر دوزخ کی وعید
کیون ہوتی اور جو مشرک نری اپنی راے سے خالق کو مخلوق کی برابر سمجھتے ہین
اور اوس کی صفات قدیم مین بندون کو شریک کرتے ہین بلکہ اکثر باتون مین
مخلوق کو اوسپر فضیلت دیتے ہین یہ محض خلاف عقل ہے بھلا غور کرو کہ جب دنیا
مین کوئی غلام یا ملازم اپنے مالک مجازی کو چھوڑکر دوسرے شخص کو اپنا آقا
سمجھتا اور اوس سے اپنی خواہش اور التجا ظاہر کرتا ہے اوس وقت اوس کے
مالک کو اوسپر کتنا غصہ آتا ہے اور دوسرے کی جانب رجوع کرنا ناگوار ہی گذرتا

اگرچہ وہ شخص جسکی طرف اوس غلام نے رجوع کی ہے مالک کا باپ یا بیٹا ہی کیون نہو پس اوس مالک حقیقی اور خالق برتر کو کہ جسکے مخلوقات پر کروڑہا احسان ہین دوسرے کی طرف رجوع کرنے سے کیونکر غیظ او غضب نہ آویگا اور کیا کیا سزا نہ دیگا پس لازم ہے کہ اللہ تعالی سے ڈرو اور شیطان کی راہ چھوڑو نظم

ہے شیطان دشمن اولادِ آدم	سکھاتا ہے وہی راہِ جہنم
کسی کو بت پرستی ہے سکھاتا	کسیکو ہے وہ قبرون پر جھکاتا
غرض اللہ سے دونون کو روکا	بھلا کر راہ جا خندق مین جھونکا

پس شیطان کو اپنا دشمن جانو قرآن مجید اور حدیث شریف کے موافق عمل کرو کہ نجات دارین کی حاصل ہو اور غور کرو کہ جو لوگ غیر اللہ سے مدد اور مراد مانگتے ہین کیا اونکی سب منتین پوری ہی ہوتی ہین یا کوئی عزیز و قریب اونکا نہین مرتا یا بیمار نہین ہوتا یا کوئی ایذا اور رسد مہ دنیا کا اونکو نہین پہونچتا بلکہ جو حال موحدون کا ہوتا ہے وہی مشرکون کا صرف اتنا فرق ہے کہ جب کوئی مراد مشرک کی پوری نہین ہوتی تو اوسکا دین و دنیا دونو تباہ و برباد ہو جاتے ہین بخلاف موحد کے کہ اگر اوسکی مراد پوری نہو ئی تو اوسکو فقط دنیا کی ایذا او مصیبت ہوتی ہے آخرت کی خرابی اور بربادی سے بچ جاتا ہے اگر اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اوسکی منت پوری ہوگئی تو اوسکو دنیا مین آرزو پوری ہونے کی خوشی حاصل ہوتی ہے اور آخرت مین اپنے اعمال نیک کی جزا پاویگا

بخلاف مشرکون کے کہ اگر اون کی کوئی مراد انبیا اولیا کی نذر ماننے سے
اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی تو اون کو فقط دنیا ہی کی نعمت نصیب ہوتی
ہے اور آخرت کے ثواب سے محروم بلکہ عذاب ابدی مین گرفتار رہینگے سمجھ کی
تو یہ بات ہے کہ انسان وہ کام کرے کہ جسمین دارین کا فائدہ حاصل ہو اور
جو دنیا کا نفع ہو تو آخرت کو تو ہاتھ سے نہ دے بلکہ لازم یہی ہے کہ انسان ہر کام
مین آخرت کے فائدے کو مقدم رکھے کیونکہ وہ گھر ہمیشہ کا ہے وہانکی سزا اور جزا
کو زوال نہیں اور نہ اوس جگہ کے عذاب سے کبھی نجات بخلاف دنیا کے کہ
یہان کی تکلیف اور ایذا چند روزہ ہے پھر مرنے کے بعد کچھ اوسکا خیال بھی نہین رہتا
اور نہ کچھ اوسکا صدمہ معلوم ہوتا ہے اسی طرح دنیا کی کوئی خوشی بھی یاد نہین رہتی
اور نہ یہان کی خوشی کی کوئی لذت یاد آتی ہے پس آخرت ہی کی خوشی کو
مقدم رکھنا عقلمندی کی بات ہے ہمنے محبت ایمانی کی راہ سے اپنے مسلمان
بھائی بہنون کو سمجھا دیا اب اونہین اختیار ہے چاہین مانین یا نہ مانین شعر
ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو۔ اب آگے یا ہو تم مانو نہ مانو۔ وما علینا الا البلاغ

فصل کنچھیدن کے طریقے اور اوسکے پرہیز اور علاج کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ کان چھیدنا کتب فقہ سے درست معلوم ہوتا ہے چنانچہ تاوی قاضی
مین واقعات حسامیہ سے نقل کیا ہے کہ لڑکیون کے کان چھیدنے مین کچھ
مضائقہ نہین ہے اسلیے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد شریف مین

لوگ اپنی لڑکیون کے کان چھیدا کرتے تھے آپ نے کسیکو منع نہین فرمایا اس سے
معلوم ہوا کہ کان چھیدنا مباح ہے مگر بچے وغیرہ کے لیے سارے کانون کا
چھدوانا کہین سے ثابت نہین ہوتا ہان کان کی لوین چھیدنے کی اصل
ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کے کہنے سے
بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے کان کی لوین چھدوا دی تھین مگر ناک چھیدنے
کی کچھ اصل نہین ہے لیکن چونکہ عورتون کو زینت اور آرائش کا حکم ہے اور
سونے چاندی کا زیور پہننا اون کے لیے درست رکھا گیا ہے اسی لیے علما
نے سارے کان کا چھیدنا بھی جائز رکھا ہے اور ناک چھیدنے کو مکروہ کہا ہے
اس واسطے کہ یہ ہنود کی رسم ہے اسی لیے ہندوستان کے سوا اور کسی ولایت
عرب وعجم مین یہ رسم نہین ہے اگرچہ حرام مطلق نہین ہے کہ اوس کے چھیدنیکو
گناہ کبیرہ کہا جاسے مگر افضل یہ ہے کہ ناک نہ چھدواوین صرف کان چھیدنے
پر اکتفا کرین اور لڑکے کے کان ہرگز نہ چھیدین اسلیے کہ اوسکے کان چھیدنا
حرام محض ہے کیونکہ ایک تو عورتون کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے اور یہ
حرام ہے دوسرے مرد کو زیور پہننا جائز نہین ہے ناحق تکلیف دینے تغییر خلق اللہ کرنیسے
کیا حاصل ہے زنانہ کنچھیدن وغیرہ کا یہ ہے کہ جب بہار کا موسم آوے تو چیا گن کے
مہینے مین لڑکی کے ناک کان چھیدین اور اناہیری کا بھی خیال رکھین
چاندنی کے دنون مین کنچھیدن وغیرہ نہ کرین طریقہ ناک کان چھیدنیکا یہ ہے

کہ جب لڑکی چار پانچ برس کی ہو تو پہلے اوسکی لوین جب تک بالی سے
چہیدین اس لیے کہ سوئی سے چہیدنے مین ڈورا کہینچنے کے سبب سے
کانون کو بہت ایذا اور ضرر پہونچتا ہے اور ناک کان دونون تک پک رہتے
ہین اور درد بہت ہوتا ہے اور کان کے ساتہہ یکبارگی ناک نہ چہیدین کہ اوسمین
بہی نہایت ایذا ہوتی ہے اور سارے کان بہی ایک ہی بار نہ چہیدین بلکہ ایک
سال لوین چہیدین تو دوسرے سال بالے تیسرے سال پتے تو چوتہے برس
ناک غرضکہ نو برس کی عمر تک ناک کان چہید کے فارغ ہوجاوین زیادہ دیر
نکرین کیونکہ بڑی عمر مین ناک کان سخت ہو جاتے ہین پہر چہیدنا مشکل ہوتا ہے
اور بہت چہوٹی عمر مین بہی نہ چہیدین کیونکہ بچپن مین گوشت نرم ہونے کی وجہ سے
اکثر چہی جانے کا اندیشہ ہے اور ناک سب کے بعد چہیدین جب تہنا بڑا ہو جاوے
کہ اونگلی اوسکے اندر جا سکے اور لڑکی اپنے ہاتہہ سے اوسکو صاف بہی کر سکے
پرہیز ناک کان چہیدنے مین یہ ہے کہ جب لڑکی کے ناک کان چہیدے جاوین
تو سردی اور ہوا کا بچاو کرین ترش اور بادی چیزین نہ دیوین بوٹی اور سور
بہی نہ کہلاوین اور نمکین چیزین بہی کم دین بکری یا مرغ کی شوربا کہلانے کا
مضائقہ نہین شیرینی اور گہی جتنا چاہین کہلا دین اسکا کچہہ پرہیز نہین چاہیے
کہ چہیدن سے تین دن کے بعد چراغ کے تیل سے ناک کان کو تین روز تک
برابر اس طرح سے سینکین کہ ایک تنکے مین روئی لپیٹ کر اوسکو تیل مین بہگو کے

پہر اوسکو چراغ کی بتی کی لو پر گرم کرکے کنکنا کنکنا ناک کان کے سوراخون پر
رکہین اسی طرح آدہ یا پون گہنٹہ اون سوراخون کو سینک دیا کرین اور جب
کنچہیدن پر چہہ روز گذر جائین تو گرمی کے وقت نیم کے پانی سے اونکو دہو دیا کرین
جو کچہہ مواد بالی مین لگا ہوا وسکو خوب صاف کرکے اوسی بالی کو پہیر دیا کرین
جب تک سوراخ خوب خشک اور صاف اور اچہے نہو جاوین تب تک اسی طرح
دہوتے اور صاف کرتے رہین اگر ورم زیادہ معلوم ہو تو نیم کے ساتہہ جہاؤ کو
بہی جوش دیکر اوسکے پانی سے کان ناک دہویا کرین اور اسی کی دہونی بہی
دیدیا کرین اور جو کان ناک زیادہ پک جاوین اور معلوم ہو کہ یہہ زیادتی گرمی سے
ہوئی ہے تو ٹہنڈے پانی سے اونکو صاف کیا کرین نیم اور جہاؤ سے نہ دہوئینا
جب تک ناک کان کے سوراخ اچہی طرح سے خشک اور صاف نہ ہوجاوین
تب تک اونہین دوسری بالی نہ پہناوین جس سے کان ناک چہید سے گئے ہین
اوسی کو رہنے دین اور جب سوراخ بالکل اچہے ہوجاوین تو اون بالیون کو اوتار
چاندی کی بالیان پہنا دین سونے کی نہ پہناوین جب دو ایک مہینے چاندی کی
بالیان پہنے کو گذر جائین تو الله جو مقدور دے سونا موتی جواہر وغیرہ پہناوین
کنچہیدن کی تقریب مین کہانا اور شیرینی تقسیم کرنا تو کسی کتاب سے تو ثابت نہین ہوتا ہے
لیکن شرع شریف مین اتنا ضرور آیا ہے کہ جب کسی کو کچہہ نعمت دین یا دنیا کی
حاصل ہو تو نعمت کے حصول پر خوشی کرے پس اگر کوئی اپنی لڑکی کے نہانے کے

تشکرانے مین مونہ تربیب دوست آشنا کو کہانا پلانا شیرینی وغیرہ تقسیم کرے اور
کچہہ مال اللہ تعالی کی نذر کا نکالکر اپنے مقدور کے موافق اس تشکرانے مین
فقیرون اور محتاجون کو دے تو اسکا مضائقہ نہین لیکن اس رسم کو فرض اور واجب
نہ سمجہے کہ خواہ مخواہ قرض لیکر یا بہاگ تاگ کرادا کرے

فصل مکتب اور نشرہ کی رسمون کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ ہندوستان مین جو یہ رواج ہے کہ جب بچہ چار برس چار مہینے
چار دن کا ہو تب اوسے پڑہنے بٹہاتے ہین اور اوسکی خوشی مین بہت سا روپیہ
خرچ کرتے ہین اور اس بسم اللہ کی رسم کو بمنزلہ واجب و فرض کے جانتے ہین
اور اس حساب یعنی چار برس چار مہینے چار دن سے زیادہ مدت پڑہانیکو
ترک اولی سمجہتے ہین سو اسکی کسی کتاب حدیث اور فقہ سے کچہہ اصل ثابت
نہین حدیث شریف سے تو اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عبد المطلب کی اولاد مین جب
کوئی بچہ باتین کرنے لگتا تہا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکا یہ کلمہ
یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور سورۂ بنی اسرائیل
کی پچہلی آیت یعنی قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ
وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا جیسا کہ حصن حصین وغیرہ کتب احادیث
مین لکہا ہے تعلیم فرماتے تہے اور موافق حدیث کے فقہا نے بہی یہی حکم دیا ہے کہ جب
بچہ بولنے اور باتین کرنے لگے تو اوسکو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور سورہ

بنی اسرائیل کی پہلی آیت سکہانا اور یاد کرانا چاہیے پس اس سے معلوم ہوا
کہ جب بچہ خوب باتین کرنے لگے اور زبان اوسکی صاف ہو جاوے تو اوسکو
کلمہ توحید اور پہلی آیت سورۂ بنی اسرائیل کی یاد کراوین پہر اسکے بعد
اوسکو اور سورتین اور دعائین اور آداب نماز کے سکہاوین تاکہ نماز پڑہنے
کی اوسکو عادت ہو جاوے اس لیے کہ بعد سات برس کے بچے کو نماز پڑہنے کا
حکم کرنا چاہیے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے مسند مین اور حاکم نے اپنی
مستدرک مین ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ
بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ
وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ وَاِذَا زَوَّجَ اَحَدُکُمْ خَادِمَہٗ عَبْدَہٗ اَوْ اَجِیْرَہٗ فَلَا
یَنْظُرْ اِلٰی مَا دُوْنَ السُّرَّۃِ وَفَوْقَ الرُّکْبَۃِ یعنی حکم کرو تم اپنی اولاد کو نماز کا اور وہ
سات برس کی عمر کے ہون اور مارو تم اونکو نماز پڑہنے پر اور وہ دس برس کے
ہون اور اونکے بچہونے جدا کرو اور جب نکاح کردے ایک تم مین کا اپنے
خادم غلام یا نوکر کا تو نہ دیکہے اوسکی ناف کے نیچے اور گہٹنے کے اوپر پس لازم
ہے کہ سب کامون سے پہلے اونکو نماز ہی سکہاوین کیونکہ سب سے اول
اسی سے کام پڑتا ہے جب نماز سیکہہ جاوین تو اونکو قرآن مجید پڑہانا شروع کرینا
جب سورۂ بقر ختم ہو جاوے تو اپنے مقدور اور ہمت کے موافق اوسکے ختم
کی خوشی کرین اور اوسکے شکرانے مین محتاجون اور مسکینون اور اپنے عزیز و اقارب

دوست آشناؤن کو کہانا کہلاوین یا جوڑے وغیرہ تقسیم کرین خصوصًا جو بچہ خوشی بسم اللہ مین کرنی منظور ہو وہ اسی تقریب مین کرین اس لیے کہ تفسیر فتح العزیز مین لکہا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقر تمام کی تہی تو اوسکے تشکر انہ مین ایک اونٹ ذبح فرما کر اپنے دوستون اور یارون کو کہلایا تہا اس سے معلوم ہوا کہ بعد حصول نعمت دینی کے خوشی کرنا اور عزیز و اقارب دوست آشناؤن وغیرہ مین شیرینی یا کہانا وغیرہ تقسیم کرنا جائز ہے پس اگر بجاے بسم اللہ کے سورۂ بقر کی ختم پر خوشی کرین تاکہ ایک صحابی جلیل و عظیم الشان کے فعل کے موافق ہو جاوے تو بہتر ہے اور کلام اللہ شریف کے ختم کے بعد جو لڑکے کی تقریب کے نام سے خوراک اور تقسیم جوڑے اور شیرینی وغیرہ کی کرتے ہین سو یہ بہی اسی دلیل سے جائز و مستحسن معلوم ہوتا ہے اور تحصیل علم حدیث شریف اور تفسیر قرآن مجید اور فقہ وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد خوشی کرنا اور شیرینی وغیرہ دوست آشناؤن مین تقسیم کرنا بہی اسی قبیل سے سمجہا جاتا ہے حاصل یہ کہ حصول نعمت دینی کے ادای بعد تشکرانہ کی نیت سے خوشی ظاہر کرنا جائز و مستحسن ہے لیکن اس خوشی کے اظہار مین اسقدر خیال رکہنا ضرور ہے کہ کوئی رسم خلاف شرع ہونے پاوے اکثر ہندوستان مین بہت سی خرافات رسمین رائج ہین جیسے ڈہول پر صندل کے چہاپے لگانا اور اوسپر نارا باندہنا اور اللہ میان کا رتجگا کرنا اور راہ مین گلگلے لٹکانا اور کچے سیانون کے

آٹے کے لڈو بنانا اور اوسی آٹے کے کہم بناکے اوسپر پہولون کے ہار ڈالنا
اور کورے گہرون مین دودہ شربت بہر کے اونکو ہار پہنانا اور اونپر سہرے
باندہنا پہر صبح کے وقت مسجد کے ملّا کو بلاکے اسد میان کی سلامتی پڑہوانا
اور بی بی کا کونڈا خشکے اور دہی شکر میوے سے تیار کر کے بڑی احتیاط سے
یہان تک کہ مردون کی چہاون بہی اوسپر نہ پڑے کونڈا کہانے والی عورتون کو
کہلانا اور جسکا نشرہ ہو اوسکے سر پر سہرا باندہنا ایک یہہ بہی رسم ہے کہ بچے کی
بہن بہاوجی وغیرہ اوسکے لیے مہندیان لاتی ہین اوسمین انواع واقسام کی
واہیات رسمین کرتی ہین یعنی جوڑے کے ساتہہ ایک چوکی لکڑی کی پنّی سے
منڈہی ہوئی یا چاندی سونے کی اپنے اپنے مقدور کے موافق بنواکے اوسپر
چہوٹے گدیلے تکیے بچہاتی ہین اور ایک طشت مین دس بارہ سیر مہندی گوندکر
چوکی سی بناکے اوسپر پنی منڈہ کے چار بتّیان موم یا کافور کی اوسمین نصب
کر کے روشن کرتی ہین ملیدے اور لڈوون کے خوان بہر کے روشنی باجے بہاری
آتش بازی باجے وغیرہ سے کاغذی مہندی کے ساتہہ ڈومنیون کو اپنے
گہر سے گاتی ہوئی بچے کے گہر لاتی ہین پہر اوسکو چوکی پر بٹہا کے کپڑے اور
پہولون کا زیور پہنا کے سہرا قلیش اور پہولون وغیرہ کا اوسکے سر پر باندہکے
پہر اوسکے چارون ہاتہہ پانون مین مہندی لگاکر سات نوالے ملیدے کے
اوسکو کہلاتی ہین اور ڈومنیان مہندیان وغیرہ گایا کرتی ہین پہر اپنے مہندی

لگانیکا نیگ لڑلڑا کرلیتی ہین جوڑے وغیرہ کالانا اور اپنے ماں باپ یا بزرگون سے
کچھ لینا اسکا تو کچہ مضائقہ نہین مگر ایسی ایسی رسمین واہیات خرافات کرنا
خالی گناہ سے نہین بلکہ بعض رسمون مین تو اندیشہ کفر و شرک کا ہے کہ آدمی انکے کرنیسے
کافر و مشرک ہوجاتا ہے ہر مسلمان کو چاہیے کہ ایسی رسمون سے بچے کہ جنکے
کرنے سے ایمان مین نقصان ہو یا بالکل جاتا رہے ہان نعمت کے شکرانے
مین عزیز اقارب محتاجون مسکینون دوست آشناؤن کو کہانا کہلانا جوڑے
وغیرہ دینا یا جو کوئی اپنی خوشی سے جوڑا وغیرہ لاوے اوس کا قبول کرنا جائز ہے

فصل ماہ مبارک مین روزہ رکہانیکے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جیسے نماز سن بلوغ سے فرض ہوجاتی ہے ویسے ہی رمضان کے
روزے بہی بالغ ہوتے ہی فرض ہوجاتے ہین مگر چونکہ سات ہی برس کی عمر
سے بچون کو عادت ڈالنے کے لیے نماز کی تاکید اور تنبیہ کا حکم ہے اسی طرح
ماں باپ کو چاہیے کہ جب بچہ سات آٹھ یا دس گیارہ برس کا ہو تو اوسکو
رمضان شریف کے مہینے مین دو چار روزے رکہواوین تاکہ بلوغ سے پہلے
اوسکو عادت روزہ رکہنے کی پڑجاوے پہر جب بچے کو پہلا روزہ رکہواوین تو
اپنے مقدور کے موافق عزیز اقارب دوست آشناؤن محتاج مسکینون کو
اپنے گہر بلا کر اونکے روزے افطار کراکے کہانا کہلائین کیونکہ روزہ افطار
کرانے کا حدیث شریف مین نہایت اجر آیا ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان

مین زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا اَوْ جَھَّزَ غَازِیًا فَلَہٗ مِثْلُ
اَجْرِہٖ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو شخص افطار کراوے کسی روزہ دار کا روزہ یا سامان کر دے کسی غازی کا
پس اوسکے لیے ثواب ہے مانند ثواب روزہ دار اور جہاد کرنے والے کے
یعنی جیسا ثواب روزہ دار کو روزے کا اور غازی کو جہاد کا ہوتا ہے ویسا ہی
اس افطار کرانے والے اور جہاد کا سامان درست کر دینے والے کو بھی ہوتا ہے
اس حدیث کو محی السنہ نے بھی شرح السنہ مین روایت کیا اور کہا کہ صحیح ہے اور
یہ مہینا ایسا مبارک ہے کہ اسمین جو نیک کام نفلی کیے جاوین اونکا ثواب فرض
کی برابر ہوتا ہے اور جو فرض ادا کیے جاوین اونکا اجر برابر ستر فرض کے ہے
جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان مین سلمان فارسی سے روایت کیا ہے
قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِّنْ
شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُبَارَکٌ شَھْرٌ
فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَّقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا
مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَ
مَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَھُوَ
شَھْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ وَشَھْرُ الْمُوَاسَاۃِ وَشَھْرٌ یُزَادُ فِیْہِ

رزق المؤمن من فطر فیه صائما کان له مغفرة لذنوبه وعتق رقبته
من النار وکان له مثل اجره من غیر ان ینتقص من اجره شیء قلنا یا
رسول الله لیس کلنا یجد ما یفطر به الصائم فقال رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم یعطی الله هذا الثواب من فطر صائما علی مذقة لبن
او تمرة او شربة من ماء ومن اشبع صائما سقاه الله من حوضی شربة
لا یظمأ حتی یدخل الجنة وهو شهر اوله رحمة واوسطه مغفرة وآخره
عتق من النار ومن خفف عن مملوکه فیه غفر الله له واعتقه من النار

یعنی سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خطبہ پڑھا ہمپر رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے شعبان کے پچھلے دن مین یعنی خطبہ جمعے یا دن کا پس
فرمایا اے لوگو تحقیق سایہ ڈالا تمپر بزرگی والے مہینے نے یعنی قریب آیا مہینا
رمضان کا یہ مہینا ہے بابرکت ایسا مہینا ہے کہ اسمین ایک رات یعنی لیلۃ القدر
بہتر ہے ہزار مہینون سے ایسا مہینا کہ اللہ تعالیٰ نے اوسکے روزے دن کو فرض
اور رات کے کھڑے رہنے کو نفل کیا جو کوئی نزدیکی ڈھونڈتا ہے اللہ سے
اوس مہینے مین کسی اچھی خصلت کے ساتھ یعنی نفلی عبادتون سے ہوگا مانند
اوس شخص کے کہ ادا کیا اوسنے کسی فرض کو رمضان کے سوا مین یعنی نفل کا
ایسا ثواب ہوگا جیسے فرض کا اور دنون مین اور جسنے ادا کیا کوئی فرض
رمضان شریف مین یعنے بدنی یا مالی ہوگا مانند اوسکے کہ ادا کیا اوسنے ستر فرض

غیر رمضان مین اور وہ مہینا صبر کا ہے اور صبر کا ثواب بہشت ہے اور مہینا غمخواری کا ہے اور ایسا مہینا ہے کہ زیادہ کیا جاتا ہے اسمین رزق مومن کا یعنی رزق حسی اور معنوی اور جس مومن نے غنی ہو خواہ فقیر افطار کرایا رمضان مین کسی روزہ دار کو یعنی حلال روزی سے ہوگا اوسکے گناہونکے لیے بخشش کا سبب اور اوسکی ذات کی آزادی کا باعث آگ سے اور ہوگا اوسکے واسطے ثواب مانند ثواب روزہ دار کے بغیر اسکے کہ کچھہ کم ہو اوسکے ثواب سے کہا ہمنے کہ اے رسول اللہ کے سب ہم مین کے اسقدر نہین پاتے کہ افطار کراوین اوس سے کسی روزہ دار کو پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دیتا ہے اللہ تعالی یہ ثواب اوس شخص کو کہ افطار کراوے روزہ دار کو لسی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھہ اور جو شخص پیٹ بھر کھلاوے روزہ دار کو پلاویگا اوسکو اللہ میرے حوض یعنی حوض کوثر سے ایسا پلانا کہ پیاسا نہوگا یعنی اوسکے بعد یہان تک کہ داخل ہوگا بہشت مین اور وہ ایسا مہینا ہے کہ شروع اوسکا رحمت ہے اور بیچ اوسکا بخشش اور آخر اوسکا آزادی ہے آگ سے یعنی یہ تینون چیزین مومنون ہی کے لیے ہوتی ہین نہ کافرون کے لیے اور جو شخص ہلکا کرتا ہے بوجھہ اپنے لونڈی غلام سے رمضان کے مہینے مین بخشتا ہے اللہ تعالی گناہ اوسکے اور آزاد کرتا ہے اوسکو آگ سے پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ اس مہینے مین

کھلانے پلانے کا بہت بڑا ثواب ہے اگر ہر سال نہو سکے تو جب اپنی اولاد وغیرہ
کو روزہ رکھواوے تو ضرور ہی اپنے مقدور کے موافق سو پچاس آدمیوں کو
بلا کر اونکا روزہ افطار کراکے کھانا کھلاوے میرے نزدیک اگرچہ بسم اللہ
ختنہ کنچھیدن وغیرہ کی تقریبون مین دعوت کرنا جائز ہے کچھ منع نہین لیکن
سواے عقیقے اور ولیمے کی دعوت کے کہ وہ حکم سنت مین ہین اور کسی تقریب
مین کھانا کھلانا اس تقریب سے افضل نہین ہے پس جہانتک ہوسکے
روزہ کشائی کی تقریب مین ضرور اپنے مقدور کے موافق عزیز اقارب
دوست آشنا فقرا و مساکین کو کھانا کھلاوے کہ ثواب دارین پاوے

باب ہشتم

فصل اولاد کے ساتھہ والدین کے برتاؤ مین

جاننا چاہیے کہ جو طریقہ بچون کے کھلانے پلانیکا باب پنجم کی پہلی فصل مین
لکھا گیا ہے اوسی کے موافق ماں باپ خود بھی اپنی اولاد کا کھانا پینا مقرر
رکھین اور ہمیشہ اوس قاعدے کی پابندی کی تاکید اور تنبیہ بچے کی انّا اور
کھلائی وغیرہ پر کرتے رہین تاکہ وہ اوسکو معمول کے مطابق انداز سے کھلایا
پلایا کرے بے احتیاطی نہونے دے بیماری مین نہایت احتیاط رکھے بلکہ جبتک
بچہ تندرست نہو جب تک اوسکا کھانا پینا اور دوا وغیرہ ماں باپ اپنے
سامنے یا کسی اپنے بزرگ ہی کے روبرو رکھین اسلیے کہ ہر ایک کو اپنے

امور مین تمیز و سابقہ نہین ہوتا اپنی نادانی سے دوا وغیرہ کے دست و انداز
مین کمی بیشی کر دیتے ہین کہ جس سے فائدے کے بدلے نقصان ہو جاتا ہے
اسکے سوا بعضے لوگ نادانی اور حماقت کے پردے مین مکاری سے ایسے
موقع پر اپنا کام کر جاتے ہین پھر نادان بنکے دوستی جتاتے ہین اور بعضے
نادان دوستون سے بھی بسبب بیوقوفی کے ایسا واقع ہو جاتا ہے اسی لیے
بزرگون نے کہا ہے ؎ دشمن دانا کہ غم جان بود بہتر از ان دوست کہ نادان بود
پس چاہیے کہ ہرگز ایسے لوگون پر دوا وغیرہ مین اعتماد نکرین گھر مین ایک
آدمی کا خوف اور دباؤ بچے پر رکھنا ضرور ہے باپ ہو یا مان بھائی ہو یا اور کوئی
تاکہ بچہ اوس سے ڈرتا رہے اور شوخی و شرارت نکرنے پاوے تعلیم مین بھی
جہان تک ممکن ہو دہمکی نرمی فہمائش تنبیہ سے تعلیم کرین اور جہان تک ہو سکے
مارپیٹ نہ کرین اگر اس سے کام نہ نکلے تو مجبوری سے ایک دو بار اوسکو دہشت
اور خوف دلانے کے واسطے ایسا مارین کہ ہمیشہ کو اوس مار کا خوف اوسکے دل
مین بیٹھہ جاے تاکہ آئندہ کو آنکھہ بدلنے سے سمجھہ جاوے اور اوسی کے ڈر
سے بری باتون کو چھوڑ دے بار بار مارنے کی حاجت نہو ہر بار کی مارپیٹ سے
بچہ بیحیا اور ڈھیٹھہ ہو جاتا ہے پھر تنبیہ وغیرہ کو خیال مین نہین لاتا اور نہ کوئی تعلیم
اور تربیت اوس پر اثر کرتی ہے اور جب کوئی بزرگ یا اتالیق خواہ اوستاد وغیرہ
بچے کو تنبیہ اور تادیب کرے تو اوسوقت اوسکو خاموش رہنے کی عادت ڈالین

کسی طرح کا اچھا برا جواب نہ دیتے دین اسلیے کہ سوال جواب سے بچہ گستاخ
ہوجاتا ہے پھر کسی بزرگ کہ کچھ لحاظ ادب اوسکو نہین رہتا ہمیشہ اپنے بزرگونکو
سخت تیز جواب دیا کرتا ہے کہ جس سے وہ زندگی بھر رنج و ملال مین مبتلا
رہتے ہین اسلیے کہ بچپن مین تو بچے کا سخت جواب دینا ناگوار نہین گذرتا جوانی
مین نہایت برا معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو خوشامدیون کی صحبت
سے بچاوین اور لڑکپن ہی سے اونکے قریب مین نہ بیٹھنے دین نہین تو ابھی سے
خوشامد طلب ہوکے بڑہاپے تک خوشامد پسند رہیگا اور خوشامدیون کو دوست
عزیز رکھیگا جو موجب تباہی اور خرابی آبرو اور جان و مال کا ہوگا اس لیے
کہ خوشامدی اپنے نفع کی طمع سے عیبون پر اوسکو مطلع ہونے دینگے بلکہ
اوسکی انکی تعریف اور ثنا کرینگے کہ وہ اوس عیب کو ہنر سمجھیگا پھر وہ اوسکی طبیعت
مین خوب جگہ پکڑ کے ہرگز اوسکے دل سے دور نہوگا اور بڑی بلا خوشامد کی
یہ ہے کہ اوس سے تکبر پیدا ہوجاتا ہے آدمی اپنے آپ کو نہایت عقلمند ہوشیار
سمجھنے لگتا ہے پھر وہ کسیکی پند و نصیحت نہین مانتا پس اسی سبب سے نالائق ہوجاتا
ہے اور بزرگون کو اپنی نالائقی سے طرح طرح کے رنج و غم مین مبتلا کرتا ہے اور
خود دنیا کی رسوائی اور بدنامی اوٹھاتا ہے خوشامدیون کو اپنا مال دیکر خود تباہ اور
محتاج ہوجاتا ہے خلاف شرع کام کرنے سے گنہگار ہوکے اپنی آخرت کو بھی تباہ
برباد کرتا ہے غرضکہ خوشامد والون کی صحبت سے دین و دنیا دونوں کی بربادی ہے

اور یہہ بھی چاہیے کہ بچے کو اوس سے زیادہ عمر والے کے ساتھہ کھیلنے دین
جیسے اپنا بچہ پانچ برس کا ہو تو دوسرا سات کا اس لیے کہ جتنا بڑا ہوگا اوتنی
ہی اوسکی سمجھہ بھی زیادہ ہوگی اور اچھی باتین سکھاویگا اور کم سن اور برابر والے
کے ساتھہ ہرگز نہ کھیلنے دین غرضکہ بچے کی تعلیم و تربیت مین حتی الامکان
بہت کتنش و کوشش کرین اگر ممکن ہو تو دو ایک اتالیق بچے پر اپنی وسعت
کے موافق مقرر کرین کیونکہ اوسکی تعلیم مین نہایت ہی محنت ہوتی ہے ہر وقت
کی حفاظت اور نگہبانی اکیلی مان سے نہین ہوسکتی اس واسطے چار پانچ برس
کے سن تک اوسکے پاس دو ایک کھلائی کا رکھنا بہت ضرور ہے اسلیئے کہ
چھوٹے بچے کی خدمت عورتون ہی سے خوب ہوتی ہے اور جب بچہ چھہ سات
برس کا ہو جاوے اگر لڑکی ہے تو اوسکے نزدیک شریف صالح معمر با حیا
دیندار ہوشیار سلیقہ شعار عورتین مقرر کرین اور اگر لڑکا ہے تو اوسکے لیے
اسی صفت کے مرد مقرر کرین تاکہ بچپن ہی سے بچے کو اچھی صحبت میسر ہو
حاصل یہہ ہے کہ شروع ہی سے بچے کو نیک صحبت مین رکھین کیونکہ بُری
صحبت سے اکثر شریف زادے بھی خراب و تباہ ہوجاتے ہین مثل مشہور ہے
تخم تاثیر صحبت کا اثر اور خوش خلقی اور مروت بلکہ ہر نیک بات کی بچے کو
اچھی طرح تعلیم کرنا مان باپ کو بہت ضرور ہے پس چاہیے کہ آمین کسی طرح کا
تغافل اور بے پروائی نہ کرین اور بچے کو بہت ناز و نعم سے نہ پالین کیونکہ بچپن کا

لاز آخر کو بگاڑ کرتا ہے حتی المقدور تعلیم وغیرہ مین خوب سعی اور کوشش کرتے رہین تا کہ آپ اور اولاد دونون بہشت کو بین کی پاوین

فصل اتالیقی کی شرطون کے بیان مین

والدین کو چاہیے کہ جب بچہ سن تمیز کو پہونچے تو اپنے مقدور کے موافق کوئی اتالیق مرد ہو یا عورت شریف تجربہ کار فہمیدہ خوش خلق دیندار اوسکی تعلیم کے لیے معین کرین اور اوسکو اس بات کی تاکید رکھین کہ ہر وقت وہ بچے کے ہمراہ رہے تا کہ اوسکے سب افعال اور حرکات اور سکنات پر خیال رکھکے اپنے موقع پر اوسکو شاباشی دیتا اور تنبیہ وغیرہ کرتا رہے بلکہ شہدون لچون کمینون کو اوسکے پاس نہ آنے دے متقی پرہیزگار عالم درویش منش دینداروں کی صحبت مین بٹھاوے تا کہ بچہ ابتدا ہی سے اچھی تربیت پاوے اور ہر وقت اوسکا نیک صحبت مین گذرے ہر گھڑی اوسکے کان مین بُری باتون اور معیوب کامون کی برائی پڑتی رہے اس لیے کہ جب اچھے لوگون کی صحبت مین بیٹھیگا تو ہمیشہ چوری دغابازی شراب خواری قماربازی دروغگوئی حسد تکبر غصہ طمع ظلم حرامکاری قتل وغیرہ کی مذمت اور سزا وغیرہ سے واقف ہو کر اوس سے بچتا رہیگا اور اتالیق کو یہی چاہیے کہ اوسکو اچھی عادتین سکھاتا رہے مثلاً بہت رونے چلانے اور ضد وغیرہ کرنے دے ہمیشہ اوسکو خوش مزاج خوشخور رکھے بہت ہنسنے بکنے قہقہہ لگانے بہت پھرنے

دوسرتے شوخی شرارت وغیرہ کرنے سے روکتا منع کرتا رہے اور یہ بھی چاہیے کہ
بچے کو ہر طرح کا سلیقہ اور تمیز محفل میں آنے جانے اوٹھنے بیٹھنے کا بتاتا رہے
اکثر اوسپر یہ تاکید رکھے کہ مجالس وغیرہ میں اپنے آدمی یا اپنے عزیز قریب کے
پاس قرینے سے خاموش ہشیار رہے بہت باتین اور شوخی شرارت وغیرہ نکرے
قاعدے اور تمیز سے جیسا جسکے نزدیک بیٹھنے کا موقع اور قرینہ ہو اوسی قاعدے
اور قرینے سے بیٹھے اور اسکا بھی خیال رکھے کہ اوسکے مزاج مین بخل نہ آنے
پاوے اسی طرح فضول خرچی بھی نکرنے دے موقع محل پر خرچ کرنے سے
مانع نہو بلکہ اکثر اوسی کے ہاتھ سے کھانے پینے کی چیزین بٹواتا رہے تاکہ لڑکپن
ہی سے اوسکی طبیعت مین سخاوت جم جاوے اور اوسکی بھلائی دل مین بیٹھ جاوے
لیکن جو چیز تقسیم کراوے اوسکے ماں باپ بزرگ وغیرہ کی اطلاع سے بٹواوے
اپنے اختیار سے نہ دلواوے ہمیشہ بچے کو ماں باپ بزرگ وغیرہ کی اطاعت
اور فرمانبرداری کی نصیحت اور تعلیم کرتا رہے تاکہ اوسکو تابعداری کرنے کی
عادت پڑجاوے پھر کوئی کام ماں باپ کے خلاف مرضی نکرے اور ماں باپ کو
یہ بھی چاہیے کہ اتالیق کو ضرورت کے وقت بچے کے ڈانٹنے مارنے کی بھی
اجازت دیدین تاکہ اسکے ڈر سے بچہ ابتر وخراب ہونے نہ پاوے اسلیے کہ وہ تو
اپنے بچپن کی وجہ سے ہر طرح کے افعال وحرکات کرتا رہتا ہے جب تک کوئی
اوسکو اچھے کامون کی بھلائی بری باتون کی برائی نہ جتاویگا تب تک وہ کیا

سمجھیگا کہ کون کام اچھا ہے اور کون برا اور ہر وقت بچہ پیار سے نہیں سمجھتا
پس بعض وقت جھڑکی وغیرہ کی بھی حاجت پڑتی ہے اور ماں باپ ہر وقت
اوسکے نزدیک موجود نہیں رہتے کہ وہ اوسکی بیہودہ حرکتوں پر ڈانٹتے اور
گھرکتے رہیں تاکہ بچہ اوسی وقت اوس حرکت کی برائی سمجھکے اوسکو چھوڑ دے
اس واسطے اتالیق وغیرہ کو تنبیہ اور تادیب کا اختیار دینا بہت ضرور ہے اسلیے
کہ وہ ہر وقت بچے کے پاس موجود رہتے ہیں جب کوئی بیہودہ حرکت کرتے یا
بیموقع کھیلتے دیکھیں گے تو اوسکو جھڑکی سے فوراً روکیں گے اور بچہ بھی اوسی وقت
سمجھجاویگا اور ڈرکر بیہودہ حرکتوں کو چھوڑ دیگا اور اچھی خصلتیں سیکھیگا آجکل
اکثر ہندوستان کے امیر زیور بے سامان اپنی اولاد کو امیرزادہ سمجھکے کسی نوکر
وغیرہ کو تعلیم نہیں کرنے دیتے بلکہ اگر کوئی بڑا بوڑھا نوکر خیرخواہ اونکے بچے کو بھلائی
کی راہ سے نصیحت کی بات کہے یا کسی بری حرکت سے اوسکو روکے تو اولٹا
اوسکو ڈانٹ دیتے ہیں کہ تو نوکر ہوکے اپنی اوقات بھولگیا جو ہمارے بچے کو نصیحت
اور تعلیم کرتا ہے خبردار پھر کبھی کچھ نہ کہنا اور اولاد کو یہ سکھاتے ہیں کہ تم نوکر سے نہ ڈرو
اور اوسکی نصیحت نہ سنو پس وہ نوکر آئندہ اونکے بچے سے کوئی بات نصیحت کی نہیں
کہتے بلکہ جو کچھ بچہ کہتا یا کرتا ہے ویسا ہی آپ بھی کہنے کرنے لگتے ہیں اور ہر بات
میں بری ہو یا بھلی اوسی کی خوشی کو مقدم کرتے ہیں پس دیکھو کہ اونکی اولاد
ابتدا ہی سے کیسی خراب و ابتر ہوجاتی ہے اور زندگی بھر اپنی امیری کے خیال

مین متکبر و مغرور رہتی ہے اور اپنی بری حرکتون سے بزرگون کا نام ڈبوتے دارین کی تباہی اور بربادی کرتی ہے ذرا سا بھی غور نہین کرتے کہ اگلے بڑے بڑے بادشاہ اپنے شاہزادون کی تعلیم کے لیے کیسے کیسے دیندار نیک سیرت عمدہ اتالیق مقرر کرتے اور کیا کیا اختیار تنبیہ اور تعلیم کے اونکو دیتے تھے کہ وہ شاہزادون کو تادیباً مار بھی لیتے تھے اور اکثر اپنی خدمت بھی اون سے لیتے تھے تاکہ ہر امر مین اونکو دخل ہوجاوے پھر خدا کے فضل سے اسی تعلیم ہی کی وجہ سے وہ شہزادے کیسے لئیق عادل خدا ترس نامور ہوے بخلاف آج کل کے امیرزادون کے کہ کیا کیا رسوائیان اور بدنامیان اونکی نہین ہوتین اور یہ سب فضیحتیان لاڈ اور بے تعلیمی کی وجہ سے ہوتی ہین پس مان باپ کو لازم ہے کہ اپنی اولاد پر رحم کرین اور اپنے بچون کی تعلیم اور تربیت مین جان و مال سے نہایت کوشش کرین تاکہ بچہ اور آپ دونو خوبی اور نجات دارین کی پاوین —

فصل آداب سکھانے کے بیان مین

مان باپ اور اتالیق وغیرہ کو چاہیے کہ ابتدا ہی سے تھوڑے تھوڑے آداب اور طریقے ہر امر کے بتاتے سکھاتے رہین جیسے اول سے بچے کو سلام کی عادت ڈالین اسلیے کہ سلام کرنا قرآن شریف سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالی نے وَاِذَا حُیِّیۡتُمۡ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡہَاۤ اَوۡ رُدُّوۡہَا یعنی اور جب تمکو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اوس سے بہتر یا وہی کہو اولٹ کر اور حدیث شریف مین

بھی سلام کرنیکا حکم فرمایا ہے اور اسکی فضیلت بیان فرمائی ہے جیسا کہ مسلم نے
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم لا تدخلون الجنۃ حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا اولا ادلکم علی
شیء اذا فعلتموہ تحاببتم افشوا السلام بینکم یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
کہتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ داخل ہوگے تم بہشت میں
یہاں تک کہ ایمان لاؤ اور نہ ایمان لاؤگے یہاں تک کہ آپس میں محبت رکھو
کیا خبردار کروں میں تم کو ایسے کام پر کہ جب تم اوسکو کرو تو آپس میں دوست
ہوجاؤ پھیلاؤ تم سلام کو آپس میں اور ترمذی میں اس حدیث کے اول میں لفظ والذی
نفسی بیدہ کا بھی زیادہ کیا ہے یعنی قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری
اوسکے ہاتھ میں ہے بعد اسکے پھر یہی مضمون بیان فرمایا سوا اسکے اور جو زیادتی
بھی سلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ترمذی و ابوداود نے عمران بن حصین
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فقال السلام علیکم فرد علیہ ثم جلس فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم عشر ثم جاء آخر فقال السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرد علیہ فجلس
فقال عشرون ثم جاء آخر فقال السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرد علیہ
فجلس فقال ثلاثون یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور
السلام علیکم کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا

آپ نے فرمایا کہ اوسکے لیے وس نیکیاں ہین پہر دوسرا آدمی آیا پس کہا اوسنے
السلام علیکم ورحمۃ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے سلام کا جواب دیا پہر
وہ بیٹھ گیا آپ نے فرمایا کہ اسکے واسطے بیس بھلائیاں ہین پہر اور آدمی نے
آکے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا آپ نے اوسکے سلام کا جواب دیا پہر وہ بیٹھ گیا
پس آپ نے فرمایا اسکے لیے تیس نیکیاں ہین ایسے ہی سلام مین ابتدا کرنے کی بہی
بہت فضیلت ہے چنانچہ احمد و ترمذی و ابوداود نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ قِیلَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَلرَّجُلَانِ یَلْتَقِیَانِ اَیُّھُمَا یَبْدَءُ
بِالسَّلَامِ فَقَالَ اَوْلٰھُمَا بِاللّٰہِ یعنی عرض کیا گیا یا رسول اللہ دو آدمی ملاقات کرتے
ہین اونمین سے کونسا سلام مین ابتدا کرے آپ نے فرمایا جو اونمین سے زیادہ
قریب ہے اللہ کے ساتھ ادب سلام کرنیکا یہ ہے کہ جب کسی سے ملاقات ہو تو بات
کرنے سے پہلے سلام کرے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ یعنی سلام پہلے کلام
کے ہے اور سوار سلام کرے پیدل چلنے والے کو اور چلنے والا بیٹھے اور کہڑے کو اور
چہوٹا بڑے کو اور تہوڑے لوگ بہتون کو جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یُسَلِّمُ
الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کرے سوار پیدل یا چلنے والے پر اور

چلنے والا بیٹھے پر اور تھوڑے بہت پر ترمذی کی ایک روایت مین اتنی زیادتی
بہی وارد ہوئی ہے وَيُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ یعنی چہوٹا سلام کرے بڑے کو
اور یہی آیا ہے وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْمَاشِي عَلَى الْقَائِمِ یعنی سلام کرے گذرنیوالا
بیٹھے کو اور چلنے والا کہڑے کو اور چونکہ سلام مین ابتدا کرنے کی بہت فضیلت ہے
اسلیے جو عمر مین بڑا یا رتبے مین اعلی درجے کا ہو اوسکو چاہیے کہ سلام مین تقدیم
کرے دیکہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اسکے کہ سارے عالم سے
افضل و برتر تہے عورتون اور لڑکون کو خود ہی پہلے سلام کرتے تہے امام احمد
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ
مَرَّ عَلَى نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتون پر گذرے
پس آپ نے اونکو سلام کیا ترمذی نے سیار سے روایت کیا قَالَ كُنْتُ اَمْشِي
مَعَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ فَمَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ ثَابِتٌ كُنْتُ مَعَ اَنَسٍ فَمَرَّ عَلَى
صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ اَنَسٌ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ
یعنی سیار کہتے ہین کہ مین ثابت بنانی کے ساتہہ چلا جاتا تہا اونکا گذر لڑکون پر ہوا اونہون نے
اونکو سلام کیا اور کہا کہ مین انس کے ساتہہ تہا وہ لڑکون پر گذرے اونہون نے اونکو
سلام کیا اور کہا مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تہا آپ کا گذر لڑکون پر
ہوا آپ نے اونکو سلام کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے پس اس سے معلوم
ہوا کہ سلام مین سبقت کرنا بہت ہی عمدہ بات ہے اور سلام کرنے مین کسی طرح کا نقصان

نہین بلکہ بہت سے فائدے ہین آول یہ ہے کہ خدا و رسول کی اطاعت ہوتی ہے
دوسرے اجر ملتا ہے تیسرے سلام کرنے والے اور جواب دینے والے دونوکو
دعا ملتی ہے چوتھے سلام کرنا باہم محبت پیدا کرتا اور دشمنی کو دلون سے نکالتا ہے
غرضکہ بچون کو سلام کی عادت ڈالنا بہت ہی بہتر ہے اسی طرح سلام کے بعد
مصافحہ اور مزاج پرسی وغیرہ کے قاعدے بھی سکھا دین تاکہ پھر کسی سے ملاقات
کے وقت سلام کے بعد مصافحہ وغیرہ بھی کیا کرین اس لیے کہ مصافحہ کرنے سے
مغفرت ہوتی ہے گناہ جھڑتے ہین جیسا کہ امام احمد و ترمذی نے براء بن عازب
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا
مِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَھُمَا قَبْلَ اَنْ یَتَفَرَّقَا یعنی نبی
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا نہین دو مسلمان کہ ملاقات کرین اور مصافحہ کرین
یعنی آپس مین مگر بخشش کیجاتی ہے اون دونو کے لیے پہلے جدا ہونے سے اور
ابو داؤد کی ایک روایت مین یون آیا ہے اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا
اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَا غُفِرَ لَھُمَا یعنی جب کہ دو مسلمان ملین اور مصافحہ کرین اور اللہ تعالی
کی حمد کرین اور اللہ سے بخشش چاہین تو بخشش کیجاتی ہے اون دونو کے واسطے
اسی طرح اوٹھنے بیٹھنے جاگنے سونے بات کرنے چپ رہنے محفل مین جانے آنے
چھینکنے کھانسنے راہ چلنے وغیرہ کے طریقے اور ضابطے بھی بتاتے رہین جس سے
اوٹھتے بیٹھتے سیکڑون کمالات وغیرہ سارے اور کسی بڑے بوڑھے کی طرف پیٹھ کرکے

یا پاؤن پہیلاکے یا کسی کے منہہ کی اوٹ کرکے محفل وغیرہ سب کے بیچ مین نہ بیٹھے بلکہ جب
محفل وغیرہ مین جانے کا اتفاق ہو تو کسی سے اونچا نہ بیٹھے حسن کی برابر بیٹھے
درمیان مین بہی نہ بیٹھے اور دعوت وغیرہ مین کہانا کہانے مین جلدی نکرے یعنی سب سے
پہلے خود نہ کہانے لگے اپنی جگہہ پر صبر سکوت سے چپکا بیٹھا رہے جب محفل مین
سب کے آگے کہانا چن جاوے اور گہروالا بہی اجازت کہانیکی دے اور کوئی
اسیر یا بزرگ شخص اوس محفل کا کہانا شروع کرے اوسوقت آپ بہی کہاوے جب
سب محفل والے کہا چکین اوسوقت آپ بہی اونکے ہمراہ دسترخوان سے اوٹھے سب سے
پہلے یا بعد نہ اوٹھے ایسا نکرے کہ تمام محفل کے لوگ بیٹھے رہین اور آپ جلدی سے
کہاکر اوٹھ جاوے یا تمام مجلس والے اوٹھجاوین اور آپ بیٹھا کہایا کرے اور یہہ بہی
چاہیے کہ دعوت وغیرہ مین اپنا حصہ دسترخوان سے اوٹھاکر پوٹ باندہکے گہر نہ
بہیجے وہین بیٹھکے جوجی چاہے اور جتنا بہت مین سماے کہالے اور کسی دوسرے کو
بغیر اذن کے اپنے ہمراہ نہ لیجاوے اگر اتفاقا کوئی شخص کسی وجہ سے بغیر اذن کے
ہمراہ چلا جاوے تو بغیر اجازت اور اطلاع میزبان کے اوسکو کہانے وغیرہ مین شریک
نکرے اور خود بہی کبہی دعوت وغیرہ مین بغیر اذن کے نجاوے اور چلنے مین دوڑتا
اکڑتا نہ چلے نیچی نگاہ سے راہ دیکہکر سیدہے راستے پر چلے آسمان کو دیکہتا ٹیڑہی راہ
نہ چلے اور گفتگو مین شیرین زبانی اور نرم کلامی کا خیال رکہے کسی سے تو تڑاق کی گفتگو
نکرے اور جب نیند آوے تو اپنے مخصوص کی جگہہ سووے ادہر ادہر نہ پڑ رہے

اسی طرح اگر کسی محفل وغیرہ مین رات کو رہنے کا اتفاق ہوا اور نیند کا وقت آجاوے
تو بیچ محفل مین نہ سووے کنارے جا کے آرام کرے اور آداب سونے کے یہ ہین کہ
قبلے کی طرف پانون نکرے داہنی کروٹ سووے اوندہا اور چت سینے پر دونون
ہاتھ دہر کے نہ سووے اور سونے سے پہلے آیۃ الکرسی اور سبحان اللہ الحمد للہ تینتیس ۳۳
تینتیس ۳۳ بار اللہ اکبر چونتیس ۳۴ بار اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد پڑہکے اپنے اوپر دم
کرے تو بفضلہ تعالی شیطان کے شر سے اور آفات سے محفوظ رہیگا چھینکنے اور کہانسنے
کے وقت اگر کوئی کپڑا پاس نہو تو منہ پھیر کر چھینکے اور کہانسے ورنہ ناک اور منہ پر
رومال وغیرہ رکھ لیا کرے اور جمائی لیتے وقت مونہ پر ہاتھ رکھ لیوے پہاڑ سا مونہ
کہولدے غرضکہ محفل مین کوئی ایسی حرکت نکرے کہ جس سے لوگون کو نفرت آوے
اور اپنی بے تمیزی اور بد تہذیبی ثابت ہو اور ہنسنے کے وقت قہقہہ مار کے نہ ہنسے
جیسے آج کل کے ہندوستانی لوگ گھر مین ہنسین تو دروازے کے باہر تک آواز
جاتی ہے ایسی ہنسی شرعاً و عرفاً مذموم ہے ہان اگر کوئی بات ہنسی کی پیش آوے تو
مسکرانا کافی ہے دیکھو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہنستے نہین تھے صرف تبسم فرماتے
تھے جیسا کہ بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت ما رایت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مستجمعا ضاحکا حتی اری منہ
لہواتہ انما کان یتبسم یعنی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مینے نبی
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خوب ہنستے ہوئے نہین دیکھا یہانتک کہ مین انکا کوا دیکھون

جو کہ تالو مین ہوتا ہے سوا اسکے نہین کہ وہ مسکراتے تھے اور اسکے سوا
زیادہ ہنسنے سے دل مرجاتا ہے نور ایمان مین خلل پڑجاتا ہے آدمی بے وقار
ہوجاتا ہے اوسکا رعب نہین رہتا اور کسی جگہہ کے حالات اور بات چیت کا
ذکر دوسری جگہہ نکرے اسلیے کہ ایک جگہہ کی بات دوسری جگہہ کہنے سے
آدمی بے اعتبار ہوجاتا ہے پھر لوگ اوسکو ہلکا سمجھکے اوسکے سامنے کوئی بات
نہین کہتے پس چاہیے کہ جو بات جہان سنی وہین تک رکھی اور جگہہ نہ پہونچاوے
سوا تین باتون کے کہ اونکا پہونچا دینا درست ہے جیسا کہ ابو داؤد نے
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَۃِ اِلَّا ثَلٰثَۃَ مَجَالِسَ سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ اَوْ
فَرْجٌ حَرَامٌ اَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَیْرِ حَقٍّ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ مجلسین امانت کے ساتھہ ہین یعنی جو بات مجلس مین سنین
اوسکو کہین نقل نکرین اور سخن چینی نہ کرین مگر تین مجلسین اور تین باتین
کہ اگر اون کو مجلس مین سنین تو اونکا نقل کرنا اور غیر کو پہونچا دینا واجب
ہے وہ یہ ہین خونریزی حرام یا کوئی زنا کا ارادہ رکہتا ہو کہ یہ بہی
حرام ہے یا ناحق مال چھیننے کا قصد رکھتا ہو **فائدہ** یعنی اگر
کسی سے یہ بات سنے کہ فلان شخص کے مار ڈالنے کا یا فلان عورت سے
زنا کرنے کا یا از راہ ظلم فلان کے مال لیلینے کا ارادہ رکہتا ہے تو

کہ یہ باتین اون لوگون کو پہونچادے تاکہ وہ احتیاط کرین اپنا حفظ کہین
اور یہ بھی چاہیے کہ کسی کو پیٹھ پیچھے برا نہ کہے تہمت نہ لگائے کوسنے
لعنت کرنے کی عادت نہ ڈالے بات چیت مین گالی گلوج فحش الفاظ نہ
بکے کسی کی نسبت کوئی سخت کلمہ جیسے بے ایمان کافر فاسق فاجر
نہ کہے ان سب باتون سے حدیث شریف مین منع فرمایا ہے انپر سخت
وعید وارد ہوئی ہے غرضکہ ایسی بات جو کسی کو ناگوار اور سخت معلوم
ہو ہرگز نہ بولے ماں باپ اور اتالیق کو چاہیے کہ جن قاعدون اور آداب
کا ذکر اوپر ہو چکا ہمیشہ اپنے بچون کو سکہاتے رہین تاکہ وہ شرع شریف
کے آداب اور شرفا کے قاعدون کے ساتھہ مؤدب ہوکے دارین کی آبرو حاصل
کرین اور ماں باپ بھی بچون کی تعلیم کے حق سے سبکدوش ہون اسلیے کہ والدین
کو اولاد کی تعلیم و تربیت کرنا اور اونکو علم مجلس وغیرہ سکہانا اور اونکے اخلاق درست
کرنا ضروری ہے جیسا کہ ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ یُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَہٗ خَیْرٌ
لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر ادب سکہانا
آدمی کا اپنے بیٹے کو ایک صاع صدقے سے بہتر ہے اور یہ بھی ترمذی نے روایت
کیا کہ ایوب بن موسی اپنے دادا سے روایت کرتے ہین کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِّنْ نُّحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ یعنی نیک

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین دیا کسی باپ نے کسی بیٹے کو کوئی عطیہ کہ وہ بہتر ہو ادب حسن سے اگر اولاد کی تہذیب مین کسی طرح کا قصور و بے پروائی کرینگے تو دنیا مین احمق اور بے شعور مشہور ہونگے اور آخرت مین بازپرس کے شکنجے مین کھنچینگے پس جہانتک ہوسکے اونکی حسن تعلیم مین غفلت نکرین اور ہمیشہ ہر طرح کی اصلاح کرتے رہین تاکہ آپ اور اولاد دونون دنیا و آخرت کی خوبیان پاوین فقط

فصل خوش اخلاقی کے بیان مین

مان باپ کو چاہیے کہ جس طرح اپنی اولاد کو اچھی باتون اور نیک خصلتون کی تعلیم کرین اسی طرح خوش اخلاقی کی تربیت کرنا بھی ضرور ہے اسلیے کہ خوش اخلاق ہونا بڑی عمدہ بات اور دین محمدی کی ایک نہایت عمدہ شاخ ہے حدیث کی کتابون مین خوش اخلاقی کی بڑی فضیلت لکھی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمدیون کو اسکی نہایت تاکید فرمائی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بڑے خوش اخلاق تھے چنانچہ اللہ تعالے نے قرآن شریف مین آپکی خوش خلقی کی ثنا اور صفت فرمائی ہے سورہ ن کے اول رکوع مین یہ ارشاد فرمایا ہے وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ یعنی بیشک ای محمد تو بڑے عمدہ خلق پر ہے اور ترمذی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ڈر اللہ سے جہان کہین

تو ہاد ر برائی کے پیچھے نیکی کر کہ وہ اوسکو مٹا دیگی اور معاملہ کر لوگون سے خلق حسن کے ساتھ اور یہ بھی ابو الدردا رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا شَیْءٌ اَثْقَلُ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی چیز زیادہ بھاری مومن کی میزان مین قیامت کے دن خلق حسن سے اسلیے کہ اللہ تعالی ناخوش ہے گالی بکنے والے بدگو بیحیا سے اور اُنکی دوسری روایت مین ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ شَیْءٍ یُوْضَعُ فِی الْمِیْزَانِ اَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَاِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَیَبْلُغُ بِہٖ دَرَجَۃَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوۃِ یعنی ابو الدردا رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہیں ہے کوئی چیز کہ رکھی جاوے میزان مین بوجھل زیادہ حسن خلق سے اور بیشک حسن خلق والا روزے نماز والے کے درجے کو پہونچیگا پس ہر مسلمان دیاندار کو لازم ہے کہ اپنی اولاد کو خوش اخلاق ہونے کی تعلیم کرتا رہے اور حتی المقدور اوسکو کج خلق اور بدمزاج ہونے دے اور اوسپر تاکید رکھے کہ جب کسی سے ملاقات کرے تو نرم زبانی سے پیش آوے اور جو جس مرتبے اور توقیر کا ہو اوسکی ویسی ہی تکریم و تعظیم کرے بزرگ سے بزرگ کے لائق جیسے ماں باپ اوستاد عزیز اقارب وغیرہ اور خُرد سے خُرد کے موافق برتاؤ رکھے اور اپنے بزرگون اور اقارب اور رفقا کی توقیر اور مرتبہ اور عزت کے

تو واسے اور ملاقات کے قاعدے اور الفت کے طریقے بتاوے اور جب اوس برتاو مین کسی طرح کا فرق پاوے تو اوسی وقت اوسکو تنبیہ کردے تاکہ ہمیشہ اوسکے مرتبے کا خیال او رنگہبان رکھے اور اوسکی تعظیم اور خاطرداری اوسکے رتبے کے موافق کرتا رہے اور سوا انکے اور لوگون سے بہی نرم زبانی اور خوش گفتاری سے پیش آوے اور کسی سے بدزبانی کرنے سے آلودہ ہووے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَہُمْ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اوتارو تم آدمیون کو اونکے مرتبے مین یعنی جو جسکا مرتبہ معین ہے اوسکو اوسکا قدر شریف ورذیل ہونے کا جو مرتبہ ہے اونکے ساتھ ویسا ہی برتاو کرو ذلیل وضیع کے ساتھ اوسکے موافق معاملہ رکھو دونوکو ایک لکڑی نہ ہانکو دیکھو حفظ مراتب اس آیت شریف سے بہی سمجھا جاتا ہے وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ اس سے معلوم ہوا کہ بعض کا درجہ بعض سے بلند ہے پس ہر ایک کے رتبے کا لحاظ رکھنا ضرور ہے ایسیہی تواضع وخاطرداری کے طریقے بہی بچے کو بتانے ضرور ہین یعنی جب کوئی معزز آدمی اپنے گہر آوے تو چاہیے کہ اوسکی سلام پان وغیرہ سے خاطرداری کرے اگر کہانیکا وقت ہو تو اوسکو کہانا وغیرہ بہی کہلاوے اور جو کوئی سائل ہو تو اپنے مقدور کے موافق اوسکی خدمت کرے اور اگر کوئی کسی کام کو کہے تو اوسکی بات غور سے سنے اگر ممکن ہو تو اوس کام مین اوسکی مدد کرے اور اوسکے مطلب کو بر لاوے

اور جو ادا نہو سکتا ہو تو انکار اوسکا نرمی سے کر دیوے اور اسطرح سے جواب دے کہ
اوسکے دل کو ناگوار نہ گذرے اور لازم ہے کہ محفل مین اشارونسے یا کانون مین اسطرح
سے بات چیت نکرے کہ دوسرونکو بدگمانی ہو قرآن مجید اور حدیث شریف مین اس امر
سے نہی آئی ہے اللہ سبحانہ وتعالی نے پارۂ قد سمع اللہ مین ارشاد فرمایا ہے یَا
اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ
الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ اِنَّمَا النَّجْوٰی
مِنَ الشَّیْطٰنِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیْسَ بِضَآرِّهِمْ شَیْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَی اللّٰهِ
فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ یعنی اے ایمان والو جب کان مین بات کرو تو مت کرو بات
گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی بے حکمی کی اور بات کرو احسان کی اور ادب
کی اور ڈرتے رہو اللہ سے جسکے پاس جمع ہوگے یہ جو ہے کانا پھوسی سو شیطان کا کام
ہے کہ دلگیر کرے ایمان والون کو اور وہ نہین ضرر کرنے والا اونکو کچھ بن حکم اللہ کے
اور اللہ پر چاہیے بھروسا کرین ایمان والے بخاری و مسلم وغیرہ نے عبد اللہ بن مسعودؓ
سے روایت کیا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَۃً
فَلَا یَتَنَاجٰی اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ فَاِنَّ ذٰلِکَ یُحْزِنُهٗ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی بغیر تیسرے کے کان مین بات نکرین
اسلیے کہ یہ اوسکو غمگین کرتا ہے اور گفتگو کے وقت کسی کے گھر کا حال نہ پوچھے لیکن
مزاج پرسی کا مضائقہ نہین بلکہ اوسکی خیر و عافیت یا اوسکے بچون خواہ کسی عزیز اقارب

کی فراست پر بھی ضرور کرے تاکہ اوس شخص کا دل خوش ہو اور اوسکے ساتھ محبت
پیدا ہو اور جب کسی سے کلام کرے تو اوسکے حفظ مراتب کا ضرور خیال رکھے اور
جو اپنے سے بڑا ہو اوس سے ہنسی اور دل لگی نکرے بلکہ اوسکے سامنے ہنسی اور
مسخرے پن کی کوئی بات او کسی سے بھی نکرے ہم عمرون سے ہنسنے کا مضائقہ
نہین لیکن ایسا نہ ہنسے کہ جسمین اپنی بدتمیزی ثابت ہو یا وہ ہنسی سبب لڑائی کا ہو
مثلاً دہول دہپا گالی گلوچ کی ہنسی نکرے کیونکہ ایسی ہنسی مین لڑائی تک نوبت
پہنچتی ہے مثل مشہور ہے وکہہ کا گہر کہانسی لڑائی کا گہر ہانسی پس اس طرح کی ہنسی
سے بچنا ضرور ہے اگر کسیکو لباس یا زیور وغیرہ یا بات چیت نشست برخاست
مین خلاف اپنی وضع کے دیکھے کہ اوس سے کسیطرح کی بدتمیزی یا مسخرہ پن معلوم
ہوتا ہو تو اوس شخص پر محفل مین نہ ہنسے اور اوسکا مسخرہ نہ بناوے اور کسیکی بات
وغیرہ کی نقلین ہی نہ کیا کرے کیونکہ ایسی حرکت سے وہ آدمی اپنے دل مین نادم
ہوکر رنجیدہ ہوگا اور آخر کو یہ آزردگی موجب کینے کا ہوتی ہے اور روز بروز
دشمنی زیادہ ہوتی جاتی ہے پس ایسی باتین اور حرکتین نکرنی چاہیئین جن سے
کسیکو رنج پہونچے اور دشمنی کا باعث ہون جب کہین محفل وغیرہ مین جاوے تو
سلام کے بعد جہان کہین جگہہ پاوے بیٹھہ جاوے کسی کو ہٹا کر اوسکی جگہہ پر بیٹھے
اور اس طرح کا برتاو کرے کہ مجلس والے اوس سے خوش رہین اور سب اوس کی
تعریفین کرین بد مزاج اور ترش رو نبنکر اس طرح نہ بیٹھے کہ اپنا تکبر ثابت ہو

اپنی اور اپنے خاندان کی ایسی تعریف بھی نکرے کہ جس سے اسکی بڑائی اور
دوسرے کی حقارت ثابت ہو اور نہ آپ بہت حقیر اور سخر دبنے کہ جس سے
اپنی یا اپنے بزرگون کی ذلت ہوتی ہو غرضکہ بیچ کی چال اختیار کرے کیونکہ
حدیث شریف مین خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا وارد ہوا ہے پس اس طرح کا برتاؤ
محفل مین چاہیے کہ جس سے اپنی اور دوسرے کی آبرو اور شان مین فرق نہ آوے
اور ہر ایک سے نرم زبانی اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرے تواضع اور
مدارات سے پیش آوے کہ بیگانے یگانے ہو جاوین جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ
فرماتے ہین ؎ بشیرین زبانی و لطف و خوشی ✤ توانی کہ پیلے بموئے کشی ✤
پس نرمی اور شیرین زبانی سے گفتگو کرنا تواضع اور مدارات سے پیش آنا نہایت
عمدہ بات ہے گو دشمن ہی کیون نہو اسی لیے عقلمندون نے نرمی اور تواضع کو
بہت پسند کیا ہے دونو جہان کی خوبیون کو اسکے برتاؤ مین بتایا ہے جیسا کہ
حافظ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ؎ آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف ست ✤
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا ✤ اور جب کسی کے گھر مین جاوے تو اوس سے
اجازت لیکر جاوے بدون اذن کے نجاوے اور جہان مان باپ یا بزرگون کی
آمد و رفت ہو وہین آپ بھی جاوے ہر ایک کے گھر آیا جایا نکرے البتہ کوئی
ایسا ہی معزز اور خاندانی اپنی وضع اور رتبے کا ہو یا اپنے سے افضل طریقے
اور گھرانے کا ہو یا کسی سے کوئی رشتہ ہو گیا ہو یا اوس سے کسی طرح کی خیرخواہی

ہوئی ہو تو ایسے شخصون کے گہر جانا اور اونسے راہ و رسم رکہنے کا مضائقہ نہین انمین سے جو لوگ اپنی شادی غمی وکمہ ورہین جس طرح سے شریک ہوتے ہون اونسے آپ بہی اوسی قاعدے سے راہ و رسم رکہے اور جو لوگ اپنے گہرانے مین انکار رکہتے ہون یا اپنی وضع اور طریق کے خلاف ہون یا اونکے گہر جانے مین فہمیدہ شریف لوگ نام رکہتے ہون اور اپنے خاندان کی شان مین فرق آتا ہو اونکے گہرون مین ہرگز نہ جاوے اتفاقاً اگر ایسے لوگون سے کسی طرح کی راہ و رسم لین دین وغیرہ کی ہو تو اپنے کسی ملازم یا عزیز وغیرہ کو بہیجدے خود نہ جاوے اور اسطرح کا برتاؤ دنیا دارونکے ساتہہ کرنا چاہیے عالم یا درویش کے گہر جانے مین ان قاعدون کا برتنا ضرور نہین کیونکہ ایسے لوگون کے گہر جانے مین کسی طرح کی قباحت اور حقارت نہین بلکہ ان لوگون کے پاس جانا موجب فیض اور برکت کا ہوتا ہے فقط

باب نہم

فصل گہر کی آرائش اور صفائی اور اسباب وغیرہ کے رکہنے کے طریقہ مین

مان باپ کو چاہیے کہ جب بچے لکہنے پڑہنے سے چہٹی پاوین تو اونکو قاعدے گہر کی صفائی اور اسباب خانہ داری کے رکہنے اوٹہانے کی بہی بتاتے رہین تاکہ وہ گہر کو صاف اور ستہرا رکہین کوڑے کچرے کیچڑ پانی وغیرہ سے گہر کو میلا کچیلا نکرین اگر بچہ کوئی چیز اس قسم کی گہر مین ڈالے کہ جس سے گہر میلا ہوتا ہو تو ایسی حرکت سے اوسکو

درست اور صحیح کرتے رہیں تاکہ ایسی بات سے بچے کو واقف رہے اگر وہ کوئی چیز
کوڑ یتے کپڑے سے میلا کرے اور بہت بدو سے پانوں سے فرش پر نہ بیرے
اور جوہرا اٹھنے سے نہانے تو جو جگہ اوس سے خراب کی ہو وہ ادس سے صاف اور
ستھرے کرا دیں تاکہ محنت کے ڈر سے پھر گھر کو خراب اور میلا کرنے نہ پاوے گھر کے
صاف اور ستھرا رکھنے کی تعلیم ضرور سے اپنی اولاد کو کرتے رہیں کیونکہ آمین کہی نہاد
رہیں اور اس صفائی کی وجہ سے ہوا گھر کی لطیف اور صاف رہتی ہے پھر کوئی
فاسد بیماری پیدا نہیں ہوتی دوسرے دیکھنے میں ستھرا گھر اچھا معلوم ہوتا ہے
اور اچھے گھر میں گھر والوں اور مہمان ہر ایک کا جی لگتا ہے اور طبیعت سب
کی خوش و خرم رہتی ہے اور جا بجا صاحب خانہ کے سلیقے اور شعور کی تعریفیں ہوتی ہیں
تیسرے خاوند کے نزدیک بھی بی بی کی خوش سلیقگی اور تمیز ثابت ہوتی ہے
اور اس سبب سے وہ بی بی کو زیادہ چاہتا اور عزیز رکھتا ہے سوا اسکے
حدیث شریف میں بھی گھر کے میلے کچیلے رکھنے کی ممانعت آئی ہے اور ارشاد
ہوا ہے کہ تم اپنے گھر کو مثل یہود کے میلا کچیلا نہ رکھو یہود کی عادت تھی کہ وہ اپنے
گھر کا کوڑا کچرا گھر یا اوس کے دروازے پر جمع رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اس طرح سے گھر کے رکھنے کو منع فرمایا ہے جیسا کہ ترمذی نے صالح بن ابی حسان
سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیِّبِ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ
یُحِبُّ الطَّیِّبَ نَظِیْفٌ یُحِبُّ النَّظَافَةَ کَرِیْمٌ یُحِبُّ الْکَرَمَ جَوَادٌ یُحِبُّ الْجُوْدَ فَنَظِّفُوْا اَرَاهُ

قَالَ اَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيْهِ
عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ اَنْظِفُوْا
اَفْنِيَتَكُمْ یعنی صالح کہتے ہین مین نے سعید بن مسیب کو سنا کہ وہ کہتے تھے کہ بیشک
اللہ تعالی پاک ہے دوست رکہتا ہے پاک کو اور نہایت ستہرا ہے دوست رکہتا ہے
ستہرائی کو کرم کرنیوالا ہے دوست رکہتا ہے کرم کو بخشش والا ہے دوست رکہتا ہے
بخشش کو پس صاف رکہو راوی کہتا ہے مین گمان کرتا ہون کہ ابن مسیب نے کہے
اپنے صحنون کو اور مشابہت نکرو یہودیون کی کہ وہ گہرون کے صحن کوڑے کرکٹ
سے ناپاک وخراب کرتے ہین راوی کہتا ہے کہ مینے ابن مسیب کا قول مہاجر بن مسمار
تابعی سے آگے ذکر کیا اونہون نے کہا مجہے عامر بن سعد تابعی نے اپنے باپ
سعد بن ابی وقاص صحابی سے حدیث کی اونہون نے مثل قول سعید بن مسیب
کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی مگر اتنا فرق ہے کہ مہاجر نے کہا
ستہرے رکہو صحن اپنے گہرون کے یعنی اونکی روایت مین لفظ افنیتکم صریح مذکور
ہے گمان راوی کو کسی طرح کا دخل نہین پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے گہر کو
کوڑے کرکٹ سے صاف اور ستہرا رکہے اور اپنی اولاد کو بہی گہر کی صفائی کی تعلیم
کرتا رہے خصوصًا لڑکیون کو توضرور گہر کے سامان اور چیزون وغیرہ کے رکہنے
اور بہانے کا سلیقہ اور تمیز سکہاتا رہے تاکہ ہر چیز گہر کی بیش بہا ہو یا کم قیمت سب
اپنے موقع اور ٹہکانے سے رکہی ہوئی اچہی اور خوشنما معلوم ہو اسلیے کہ مٹی کے

ٹھیک ہے ہی کیوں نہوں وہ بھی صاف ستھرے اپنے قرینے سے رکھے ہوئے
اچھے معلوم ہوتے ہیں اور سونے چاندی کی چیزیں بیموقع رکھی ہوئی بری معلوم
ہوتی ہیں اور گھر کی آرائش سے بھی یہی مراد ہے کہ ہر چیز دہلی منجی صاف
کی ہوئی اپنے اپنے ٹھکانے سے رکھی جاے غریب آدمی بیش قیمت چیزیں
کہاں سے لاویگا جس سے گھر کو آراستہ کریگا اور گھر بھی ہمیشہ لپا پتا کیچڑ پانی وغیرہ
سے صاف ستھرا رہے اور ہر چیز ادنی اعلی کے رکھنے اوٹھانے کے طریقے بھی
بتاتا رہے اور اوسکو ہوشیاری اور حفاظت سے رکھوادے تباہ اور برباد نہونے دے
ایسا نکرے کہ بیجا جا بیجا چیزیں پڑی رہیں اور پڑے پڑے آخر کو خراب و
میلی یا شکستہ ہو جاویں اور یہ بھی چاہیے کہ پہننے کے کپڑے وغیرہ رکھنے کا
سلیقہ اور تمیز بھی سکھادے تاکہ اچھی طرح سے صاف ستھرے تہ کیے ہوے گٹھری
میں باندھکر صندوق پٹاری وغیرہ میں رکھے گودڑ کی طرح سے نہ ڈالدے کیونکہ
اس طرح ڈال دینے سے کپڑا بے آب اور میلا ہو جاتا ہے اور رنگ وغیرہ بھی خراب
ہو جاتا ہے اور کیسا ہی اچھا اور عمدہ نیا کپڑا ہو وہ پرانا معلوم ہوتا ہے سلیقے کی تو
یہ بات ہے کہ پرانے کپڑے کو بھی ایسی خوبی اور احتیاط سے رکھے کہ نیا معلوم ہو
اور سال میں دو ایک بار کپڑوں اور سامان وغیرہ کو بھی کہ جنمیں اندیشہ گلنے اور
کیڑے لگنے کا ہو دھوپ دیدیا کرے خصوصاً بعد بارش کے تو ضرور ہی ایسی چیزوں کو
دھوپ دینا چاہیے تاکہ برساتی ہوا اور سیل دور ہو جاوے آدمی اور ریشمی اور رنگین

کپڑون کو برساتی ہوا سے بھی بچا رہتے ریشمی اور اونی کپڑے سکے رکھنے کو
یہ طریقہ ہے کہ اونکی تہون مین نیم کی پتی اور کافور وغیرہ جسے کیڑا نہ لگتا ہو رکہدے
تاکہ خرابی سے محفوظ رہے غرضکہ ماں باپ کو سب طرح کا تمیز اور سلیقہ خانہ داری
کا اپنی اولاد خاصکر لڑکی کو تعلیم کرنا بہت ضرور ہے اسلیے کہ امور خانہ داری کے
عورت ہی سے متعلق ہوتے ہین مرد تو فقط معاش حاصل کرنے والے ہوتے ہین
اونکو اتنی فرصت کہان کہ گھر کے کامونکا بندوبست کرین علاوہ اسکے جو عورت
پھوہڑ ہوتی ہے وہ خاوند کی نظر مین بھی حقیر و بے قدر رہتی ہے اور اوسکے گھر
مین کسی طرح کی خیر و برکت بھی نہین ہوتی فی الحقیقت پھوہڑپن ایسی بُری چیز
ہے کہ جسکے سبب سے آسودہ آدمی آخر کو محتاج ہوکے اپنی بے تمیزی کی وجہ
سے ہر طرح کی تکلیف و رانیدا اوٹھاتا ہے اور اپنی گھر کی چیزون کو برباد اور تباہ
کرکے حاجت اور ضرورت کے وقت ہاتھ کا لعل گنواکے در در مانگے بھیک کا
مصداق بنجاتا ہے خدانخواستہ اگر میان بھی پھوہڑ ملے تو پھر اندھا پیسے کتے کھائین
کا مضمون سمجھنا چاہیے البتہ میان بی بی مین سے ایک بھی اگر منتظم ہوتا ہے تو
گھر کا انتظام بنا رہتا ہے ورنہ اوس گھر کا خدا حافظ سلیقے والا تو تھوڑی سی معاش
مین چین سے بسر کرسکتا ہے اور بے سلیقہ بہت سی معاش مین بھی مشکل سے گذارہ
کرتا ہے ماں باپ بھی اونکی ایذا کی وجہ سے زندگی بھر رنج مین گرفتار رہتے ہین
اسی لیے ماں باپ کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو گھرداری اور لباس و قباحت کے عمدہ

طریقے سکھاوین تاکہ وہ غریبی اور امیری مین اچھی طرح سے گذران کرین اور
کسی کے محتاج اور قرضدار نہون ورنہ پھوہڑپن سے عمر بھر سوا جھینکنے اور
رونے کے اور کچھہ حاصل نہو گا اکثر لوگ متوسط المعاش اپنے پھوہڑپن اور
بے لیاقتی سے دنیا مین ایذا اور تکلیف اوٹھاتے ہین اور جنکو تمیز اور سلیقہ
خانہ داری کا کامل ہوتا ہے وہ لوگ تھوڑی سی معاش مین آرام سے بسر کرلیتے
ہین اور وقت پر کسیکے محتاج اور دست نگر نہین ہوتے اور اپنے مان باپ کو
بھی ہمیشہ دعائین دیا کرتی ہین کہ باعث اونکی ترقی درجات کا ہوتا ہے۔

فصل جسم کی صفائی اور آرائش کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جیسے انسان کو گھر کا صاف اور ستھرا رکھنا لازم ہے اسی طرح اپنے
جسم کی صفائی اور آرائش کرنا بھی ضرور ہے کیونکہ جو فائدے گھر کی صفائی مین
ہین اکثر اوسی قسم کے منافع جسم کے پاک صاف رکھنے مین بھی سمجھنا چاہیے پس
ہر مسلمان کو لازم ہے کہ آٹھوین روز جمعے کے دن ضرور نہایا کرے کیونکہ یہ دن
مسلمانون کی عید کا قرار دیا گیا ہے اسی لیے اس روز مین نہانا سنت ہے مرد کو
چاہیے کہ نہانے سے پہلے خط بنواے اور ہاتھہ پانون کے ناخن ترشواے اگر
ضرورت ہو تو اور جگہہ کو بھی پاک صاف کرلے پھر تمام بدن کا میل کچیل کھیسے وغیرہ
سے ملکر دور کرے اور سر کے بالون کو اول سرسون وغیرہ کی کھلی یا ریٹھے کے پانی
خواہ مٹی وغیرہ سے خوب ملکر صاف کرلے پھر مصالح سے دھو وے بعد اسکے

کوئی خوشبودار چیز تمام بدن پر ملکر دہو ڈالے اور ابدست کرکے اول وضو کرلے پہلے
نہانے کی جگہہ اگر پانی غسل کا جمع ہوتا ہو تو سر کا مسح کرکے پانون نہ دہووے
پہلے لوٹے غسل کے ڈال لے پہر کہیں وغیرہ اور کروہانسے علیحدہ ہوکے پانون
دہووے بہر اپنے سر کے بال اور تمام بدن کو کسی چادر لنگی رومال وغیرہ سے خشک
کرکے اپنے مقدور کے موافق اچہے نفیس صاف ستہرے کپڑے جو شرع شریف کے
بہی خلاف نہون پہنے اور سر کے بالون مین خشک ہوجانے کے بعد خوشبودار تیل
ڈالے اور کنگہی سے سلجہا کر اون کو درست کرلے کپڑون مین خوشبو اور آنکہون مین
سرمہ بہی لگاوے کہ یہ سنت ہے اسی طرح عورتون کو لازم ہے کہ وہ بہی ہر جمعہ کو
نہالیا کرین اور جو ترکیب نہانے کی مردون کے واسطے لکہی گئی ہے وہی طریقہ
عورتون کے نہانے کا ہے صرف مردون کو خط بنوانے کی ضرورت ہوتی ہے عورتونکو
اسکی کچہہ حاجت نہین اور جب نہانے سے فارغ ہو تو کپڑے پہنکر اپنے بالون کو
کہلا رکہے تاکہ وہ اچہی طرح سے خشک ہوجاوین اس بال سوکہنے کے زمانے مین اگر
مہندی لگانے کو جی چاہے تو اپنے ہاتہہ پانو مین لگا کر کہلے بال بیٹہی رہے جب
مہندی کا رنگ رچ جاوے تو اوسکو چہوڑا کر ہاتہہ پانون پر عطر یا خوشبودار تیل ملدے
پہر ایک گہنٹے کے بعد اونکو دہو ڈالے اور جب بال بالکل خشک ہوجاوین تو اونمین تیل
ڈالکر کنگہی سے درست و برابر کرکے چوٹی باندہ لے کیونکہ سب طرح کے سر باندہنے سے
سیدہی چوٹی باندہ لینا بہت آسان ہے اور اسمین صنعداری اور خوبصورتی بہی بہت

معلوم ہوتی ہے بقول میر حسن کے سنگار ذینن کو سب سے ود ہے اوتار کر
پہ کتے ہین چوٹی کا اوسکو سنگار اور زیادہ تکلف سر کے باندہنے مین کرتے جیسا کہ
آج کل ہندوستان کے شہرون مین رواج ہے کہ سارے بال اکٹھے کرکے تالو پہ
ایک چوٹی باندہی جاتی ہے اور اوسپر ایک یا آدہ تھان کا لمبا چوڑا روئی جڑا ہوا
موباف لپیٹا جاتا ہے اور اوسکے اندر نواڑ لپیٹتے تو ہینے بچشم خود دیکھا ہے اور موٹاپے
کے سبب سے اوسمین پیچ سے زیادہ نہین آتے اور چوٹی مین ایک کٹھری سی رہتی ہے
اور وہ کٹھری نہایت ہی بدزیب اور بری معلوم ہوتی ہے اور سوا اسکے زیادہ
بوجھ پڑنے سے بالون کی جڑین بہی کمزور ہو جاتی ہین اور آخر کو بال و تر تمام سر کی
جلد نظر آنے لگتی ہے اور پیشانی بہی نہایت بد وضع اور بری ہو جاتی ہے اور گرمی کے
مین بہی ایسی بڑی چوٹی سے نہایت ایذا اور تکلیف ہوتی ہے پس چاہیے کہ اسطرح
کی چوٹی نہ گندہوا وے تا کہ سر کے بال ٹوٹنے سے محفوظ رہین اور ببری نکالنے
مین بہی کچھ خوبصورتی اور وضعداری نہین بلکہ چہرہ اور بدنما ہو جاتا ہے کیونکہ اگر
ببری نکالکر اور اوسکو موڑ کر چھوڑ دیا جاوے تو تہوڑی دیر مین تمام بال مونہہ پر بکھر جاتے
ہین اور پریشانی کی سی حالت معلوم ہوتی ہے پٹیان جمانے مین بہی بجز یا تہا چھپانے
کے کوئی خوبی اور خوشنمائی نہین بلکہ خیال کرو تو دو پر کوسے کے ماتہے پر جب ہوئے
معلوم ہوتے ہین اور اگر ببری اور زلف نکالکر اونکو کاٹا جاوے تو سوائے ضائع کرنے
بالونکے اور کسی طرح کی خوبصورتی اور وضعداری کا فائدہ نہین اور ایسا جوڑا بہی

نہ باندہے جیسے ہندوستانی عورتین باندہتی ہین کہ بعضی تو منخ سی تالو پر نہکال لیتے ہین اور بعضے جوڑے کو کان کی طرف جہکا کر ایک بہوڑا سا گردن پر ڈال لیتے ہین اور اسمین بہی کسی طرح کی خوبصورتی اور وضعداری نہین نکلتی سیدہی سادہی صاف ستہری وضع بنانا چاہیے بناو سنگار مین بہت تکلف نکرے جو خلقت اللہ تعالی نے بنائی ہے اوسی کو قائم رکہے کسی طرح کا تغیر تبدل نکرے جیسے اگر کسیکے بال چہوٹے ہون تو اورون کے لیکر اپنے سر کے بالون مین جوڑ کے دمشعداری کے لیے لنبا نکرے اور دانتون کو ریت کر چہوٹے اور باریک اور تیز بہی نکرے اور اپنے بدن کو خوبصورتی کے واسطے نیل وغیرہ سے بہی نہ گدواوے اور نہ خود دوسرکے بدن گودے اور مردانی وضع بہی نہ بناوے کیونکہ ان سب پر حدیث شریف مین لعنت آئی ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخنثون کو مردونمین سے اور لعنت کی ان عورتون کو کہ مشابہ ہوتی ہین ساتہہ مردون کے اور فرمایا کہ نکالدو مخنثون کو اپنے گہرون سے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی مرد و عورت حرکات و سکنات یا شباہت وغیرہ مین ایک دوسرے کی شباہت کرے وہ ملعون ہے بخاری و مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ

الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة یعنی بیشک فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ لعنت کی اللہ نے اوس عورت کو جو کہ ملاوے اپنے بال
ساتھہ بال اور عورت کے یعنی لنبا کرنیکے لیے اور لعنت کی اوس عورت کو
کہ ملواوے اپنے بالون کے ساتھہ اور کے بال اور لعنت کی گودنے والے اور
گودوانے والے کو بخاری ومسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے قال لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات
للحسن المغیرات خلق اللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لعـ ـنا سقدر
گودنیوالیون اور گدوانے والیون کو اور اون عورتون کو ـے نبا سے جاوین تو
بال چنواتی ہین اور اون عورتون کو جو کہ اپنے بن سکتے ہین کہ کم سے کم پانچ
چھوٹے اور باریک اور تیز کرتے ہین حسن تے کہ تو پہلے پاجامے مین دستر خوب
ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ یہ سب کام ـے کہ ایسے پاجامے مین ایک تو یہ
وہ گناہ کبیرہ مین داخل ہے پس کیا ہوتا ہے کہ جس سے تمام قطع کم اور کولے
کسی طرح کی خوبصورتی اور حسن وبالی اوسکی ایسی تنگ اور چوڑی لگائی جاتی ہے
اور خراب کرے اور تمام ور معلوم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ پانچے اونچے ہوکر
اسکے اور کوئی کام دین اور کھل جاتی ہین اور یہ اچھلنے سے بھی ایسے پانچے
لیے بہت سی باتون کو ختم یرے نظر آجاتی ہین اور دوسرے مین تو چار ہون تک
گناہ بےلذت مین مبتلا بدن کھل جاتی ہین سر اور سینہ اور چھاتیان تو ہمیشہ
کی رہتی ہین پس ایسی ایڑی تک پہننا کہ جس سے ستر بالکل نہ ہو

ستھرائی اور طہارت کے ساتھہ بناؤ کر لینا نہایت خوب اور بہتر ہے یعنی ہر ت
آٹھویں دن کا نہا لینا ہر روز منجن وغیرہ سے دانت صاف کر لینا بالوں کا
کنگھی سے درست اور برابر کر لینا ہاتھہ پانوں کو دہول گرد سے ستھرا اور
پاک رکھنا چوتھے یا آٹھویں ان صاف اور ستھرے کپڑوں کا بدل لینا صفائی اور
ستھرائی کے لیے کافی اور وافی ہے بلکہ ہمیشہ ایسے کپڑے اور تکلف کے

بانگار اور بناؤ سے بچنا اور اپنی اولاد کو بھی سیدھی سادی صفائی اور بناؤ
لیے لنبا نگہ نہ رکھوانا نہایت بہتر ہے تاکہ دین و دنیا دونوں میں ہر طرح کا
بدن کو خوبصورتی سکے اور آرام نصیب ہو فقط

بدن گودے اور مردانی وضع لباس کے بیان میں

لعنت آئی ہے جیساکہ بخاری نے ابر اور وضع اپنی نہ اختیار کرے کہ جسمیں بہت
قال لعن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دسی خیال رکھے کہ جو لباس شرع شریف
من النساء وقال اخرجوهم من بیوتکم پڑا کہ جس سے رنگت یا قطع جسم کی
کر لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخنثوں وستان کی عورتوں نے اختیار
عورتوں کو کہ مشابہ ہوتی ہیں ساتھہ مردوں کے اور باریک جالی لاہی وغیرہ
گہروں سے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی مرد و عورت سے بہی اونچی رہتی ہے اور
وغیرہ میں ایک دوسرے کی مشابہت کرے وہ لعون ہو گیا بہی ایسی چھوٹی
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے ان النبی صلی اللہ سے بغل تک کھلی رہتی ہے

اور کنہ ریون مین سے چہاتیان صاف نظر آتی ہین اور دوپٹا بہی ایسا باریک
کہ جس سے بدن نظر آوے پانچ ہاتہہ کا لنبا اور گز بہر کا چوڑا طرہ یہ ہے
کہ وہ بہی ایسا چنا ہوا کہ اگر سر ڈہکے تو کوکہ کہلجاوین اور کوکہ چہپاوے
تو سر ننگا رہے اور پائجامہ تو کم سے کم پندرہ گز اطلس مین طیار ہوتا ہے
اور چلنے پہرنے مین زمین پر لٹکتا ہوا رہ دیتا خاک دہول اور اتا شیطان
کی سی دم پیچہے چلا آتا ہے پس خیال کرنا چاہیے کہ ایسے پائجامے مین کسقدر
اسراف ہوتا ہے اگر اس پندرہ گز اطلس مین تنگ پائجامے بنائے جاوین تو
پانچ پائجامے پانچ رنگ کے اوسی قیمت مین بن سکتے ہین کہ کم سے کم پانچ
مہینے تک پہنے جاوین اگر یہ خیال کیا جاوے کہ ڈہیلے پائجامے مین ستر خوب
ہوتا ہے تو یہ گمان غلط ہے اس لیے کہ ایسے پائجامے مین ایک تو یہ خرابی
ہے کہ رانون تک کم کو میرکا اور تنگ ہوتا ہے کہ جس سے تمام قطع کمر اور کولے
اور پیڑو کی نظر آتی ہے اور رومالی اوسکی ایسی تنگ اور چہوٹی لگائی جاتی ہے
کہ پوری ہیئت شرمگاہ کی معلوم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ پائنچے اوٹہا کر
چلنے مین اکثر رانین تک کہل جاتی ہین اور نہ اوٹہانے سے بہولے سے پائنچے
اوڑتے ہین کہ رانین وغیرہ نظر آجاتی ہین اور دسترخوان مین تو چند ہون تک
پائنچے چڑہ کر ساری ٹانگین کہل جاتی ہین سر اور پیٹ اور چہاتیان تو ہمیشہ
ہوا خوری کے لیے کہلی رہتی ہین پس ایسی پوشاک پہننا کہ جس سے ستر بالکل نہو

اور اسراف بھی خوب ہو تو منع ہے کیونکہ لباس تو خاص ستر چھپانے اور
بدن کی حفاظت کے لیے ہوتا ہے نہ بے پردگی کے واسطے اور ایسے پہناوے
مین سوا بے حیائی اور بدوضعی اور شہدپن کے کچھ حاصل نہین اور ایسے ہی
لباس والیون کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذمت فرمائی ہے جیسا کہ
مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اَھْلِ النَّارِ لَمْ اَرَھُمَا قَوْمٌ مَعَھُمْ سِیَاطٌ
کَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِھَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ
مَائِلَاتٌ رُؤُسُھُنَّ کَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَھَا
اِنَّ رِیْحَھَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ کَذَا وَکَذَا یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو گروہ ہین دوزخیون سے کہ نہین
دیکھا مینے اونکو یعنی بلکہ دیکھونگا ایک اونمین سے وہ ہین کہ اونکے پاس
کوڑے ہونگے مانند دمون گاؤن کے مارینگے یعنی ناحق اونسے لوگونکو مار پیٹ
اور دوسری قسم وہ عورتین ہین کہ ظاہر مین کپڑے پہنے ہوئے ہین اور حقیقت
مین ننگی ہین جھکانے والیان مردون کو اپنی طرف جھکنے والیان مردونکی
طرف سر اونکے مانند کوہان شتران بختی کے ہلتے ہوئے داخل نہین ہونگی وے
بہشت مین اور نہین پاوینگی بو اوسکی حالانکہ بو جنت کی پائی جاتی ہے اتنی اور
اتنی مسافت سے یعنی بہت دور سے مثلاً سو برس کی راہ سے مراد مردون سے

ہو بدا رہین اور عورتون سے جو فحش مین گرفتار اور وہ عورتین جو ایسا باریک لباس پہنتی ہین کہ جس سے سارا بدن ننگا نظر آتا ہے یا کچھہ کہلا اور کچھہ چھپا جیسا کہ آج کل ہندوستان کی عورتین پہنتی ہین سو یہ لباس حقیقت مین فاحشہ عورتون کا ہے اس سے سواے رغبت دلانے مردون کے اور کچھہ فائدہ نہین بڑی شرم کی بات ہے کہ اشراف ہو کے اپنی وضع فاحشہ عورتون کی سی بناوین اور بد وضع عورتون کی چال ڈہال اختیار کرین اگر کوئی یہ کہے کہ ہم ایسا لباس پہنکر باہر نہین پہرتے اپنے گہر مین بیٹھے رہتے ہین تو یہ بات قابل التفات کے نہین کیونکہ آخر وہ اس لباس کو پہنکر اپنے باپ بہائی چچا ماموں سسر وغیرہ کے تو سامنے ہوتی ہین پس کیا انسے چہاتیان پیٹ پیڑو وغیرہ چھپانا منع نہین بلکہ انسے تو نہایت حیا و شرم کرنا چاہیے نہ یہ کہ انکے سامنے ایسی بیحیا ہو جاوین کہ بالکل چہاتیان وغیرہ کہولے پہرین اگر فرض کیا جاوے کہ یہ لوگ محرم ہین انسے چندان پردے کی ضرورت نہین ہے تو بہلا بتاؤ تو دیور جیٹھہ نندوئی وغیرہ کے سامنے کیون ایسا ہی لباس پہنے ہوے بے تکلف چلتی پہرتی ہین اور کسی طرح کا حجاب و شرم نہین کرتین یہ کون سے محرم ہین کہ جنسے پردہ کیسا ستر بھی نہین چھپایا جاتا ہے اور شرع شریف مین تو عورت کا سارا بدن بلکہ سر کے بال تک سواے ہتہیلی اور چہرے کے سب ستر مین داخل ہے اور ستر کو بغیر ضرورت قوی کے سواے خاوند کے اور سب محرمون کو دکہانا منع

لباس ایسا پہننا چاہیے کہ جس سے ستر خوب ہو اور سردی گرمی وغیرہ کی بھی
حفاظت رہے اور اسراف سے خالی اور شرع شریف کے خلاف بھی نہو
جیسے کہ ہمارے یہاں کی پوشاک کرتی دیکھو تو پوری آستینوں کی اور نیچی بھی
اور گھیر دار ہوتی ہے کہ زمین تک اچھی طرح سے چھپ جاتی ہیں اور دوپٹا ایسا
لمبا چوڑا ہوتا ہے کہ سر سے گھٹنے تک سارا بدن چھپ جاتا ہے اور پائجامہ
بھی اس قدر تنگ نہیں ہوتا ہے کہ اوس سے نہایت بے ستری ہو اگر بالفرض
کچھ بے ستری کا بھی خیال کیا جاوے تو کرتی اور دوپٹے کی لنبائی اور چوڑائی
ایسی ہوتی ہے کہ سارا بدن خوب چھپ جاتا ہے اسی طرح مردوں کو بھی چاہیے
کہ ایسا لباس پہنیں جو خوب ساتر ہو بہت باریک اور جسمیں اسراف اور مخالفت
شرع ہو ہرگز نہ پہنیں بہتر تو یہ ہے کہ ہر مسلمان دیندار کو چاہیے کہ ایسی وضع
اور پوشاک اپنی اختیار کرے جو شرع شریف اور عرف دونوں میں پسندیدہ ہو مثل
مشہور ہے کہ کھاوے من بھاتا اور پہنے جگ بھاتا ماں باپ کو چاہیے کہ ایسا
لباس اپنی اولاد کو پہناویں اور خود بھی نہ پہنیں بلکہ جو لڑکیاں اور عورتیں ایسا لباس
پہنتی ہوں اونکی صحبت سے بھی اپنی لڑکیوں کو بچاویں کیونکہ مثل مشہور ہے کہ
خربوزے کو دیکھ خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اور یہ بھی چاہیے کہ اپنے بچوں کو
لباس یہود و نصاریٰ ہنود وغیرہ کی وضع کا نہ پہناویں کیونکہ شرع شریف میں
سوائے دین اسلام کے اور دین و مذہب کی وضع بنانی اور اوسکے ساتھ

مشابہت اور نفسانیت آتی ہے اور ویسے کپڑا یعنی پیلا اور کسم اور
زعفران کا رنگا ہوا بھی ہرگز نہ پہناوین کیونکہ ایسا لباس بھی مردون کو پہننا
شرعاً منع ہے ہان عورتون کو ۔ بے رنگ اور سرخ کپڑا پہننا اونکے حق
مین خلاف شرع نہو درست ہے شہاب کا رنگا ہو یا زعفران کا فالسئی یا تیلیم
کا ہو یا سوتی وغیرہ ملا ہوا اس لیے کہ یہ سب لباس زینت اور آرائش کے
واسطے ہین اور زینت و آرائش اللہ تعالی نے عورتون ہی کے لیے مقرر فرمائی
ہے مگر کنواری لڑکیون کو ایسا لباس کہ جسمین کوئی وضع معشوقانہ اور ادائے
محبوبانہ نکلتی ہو ہرگز نہ پہناوین اور لڑکون کو بھی ایسی پوشاک سے بچاوین کیونکہ
ایسے لباس کا پہنانا باعث فساد اور فتنے کا ہوتا ہے پس ان سب وضعون اور
لباس سے اپنی اولاد کو بچانا اور خود بھی بچنا ضرور ہے دیکھو قرآن شریف
مین فرمایا ہے قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا یعنی بچاؤ اپنی جانون کو اور اپنے
گھر والون کو دوزخ کی آگ سے پس ایسی وضع بنانا اور اس طرح کا لباس
پہننا یا پہنانا جو سبب خرابی دارین اور مخالف شرع شریف اور وضع شرفا کے
ہو ہرگز نہ چاہیے کیونکہ انسان شرافت کے افعال اور چال چلن سے شریف
ہوتا ہے ایسے لباس اور بناؤ سے سوائے شہدپن اور بیحیائی کے کوئی وضع
شرفا کی نہین نکلتی پس غور کی جگہ ہے کہ شریفون کی عورتین اپنی وضع مثل
فاحشہ اور بدکار عورتون کے بناوین اور بیحیا عورتون کے لباس اور طریقے کو

اختیار کرین اور مرد بھی اونکی ایسی وضع اور لباس کو پسند کرین اور ایسے اپنے آپ کو شریف کہین تباؤ یہ کونسی شرافت ہے اگر انصاف ہے کہئے تو شرافت نیک افعال اور اتباع شریعت اور تقوے کا نام ہے اس واسطے کہ شریف اور رذیل سب اولاد حضرت آدم علیہ السلام کی ہین کوئی نشان اور تمغا شرافت کا کسیکے چہرے پر نہین ہے کہ جس سے شریف اور کمین پہچانا جاوے شرافت تو اچھے طریقون اور نیک چال چلن سے معلوم ہوتی ہے شریف اور کمین برتاؤ کی عمدگی ہی سے پہچانا جاتا ہے اور اسی وجہ سے دنیا مین آبرو اور عزت پاتا ہے اور آخرت مین بھی اچھے اور نیک افعال کام آئینگے ذات کسی کی نہین پوچھی جائیگی ہندی مثل ہے کہ ذات پات پوچھے نا کوئے ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے پس ہر مسلمان ایماندار کو لازم ہے کہ ہمیشہ اچھا طریقہ اور اچھی وضع جو شرع اور عرف مین پسندیدہ ہو اختیار کرے اور اپنی اولاد اور قرابت الونکو بھی ہمیشہ اچھی باتون اور عمدہ طریقو کی تعلیم اور تربیت اور نصیحت کرتا رہے تاکہ نعمت دارین کی حاصل ہو

فصل چاندی سونے وغیرہ کے زیور اور انکے برتنون کے برتاو کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ سونے کا زیور یا جزاہر جسمین سونے کا میل ہو مرد ہرگز نہ پہناکر مان باپ بھی اپنے لڑکون کو ایسا زیور نہ پہنا دین کیونکہ سونا مرد کے واسطے مطلقاً حرام ہے خالص ہو یا اور کسی چیز کے زیور پر اوسکا ملع کیا ہو لیکن چاندی کا

پہننا محدثین کے نزدیک اگرچہ مرد کے واسطے جائز ہے مگر فقہا کے نزدیک
اسمین بہی اختلاف ہے چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے مذہب مین سہ، ماشے
چاندی سے زیادہ پہننا مرد کو درست نہین اور جواہر کا زیور اول تو بغیر سونے
اور چاندی کے بن نہین سکتا دوسرے مردون کو عورتون کی طرح زیور سے
آراستہ رہنا اچھا نہین معلوم ہوتا علاوہ اسکے زیور پہننے مین عورتون
کے ساتھہ مشابہت ہوتی ہے اور مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی وضع
بنانا شارع کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو
مرد عورت کی قطع اور جو عورت مرد کی وضع اختیار کرے اور اپنی ہیئت کو دوسرے
کی وضع کے ساتھہ مشابہ کرے ایسے مرد اور عورت پر لعنت ہوتی ہے جیسا کہ
ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَۃَ الْمَرْاَۃِ وَالْمَرْاَۃَ تَلْبَسُ لِبْسَۃَ
الرَّجُلِ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے اوس شخص کو کہ پہنے پہناوہ عورت کا سا اور لعنت کی اوس عورت
کو کہ پہنے پہناوا مرد کا سا سوا اسکے مردون کو زیور کا پہننا بدزیب بہی
معلوم ہوتا ہے ہان دو ایک کنٹھے موتی وغیرہ کے اگر باندہ لیے جاوین یا دو ایک
انگوٹھیان چاندی کی چھنگلیا خواہ اوسکے پاس والی اونگلی مین پہنے جاوین تو
کچھہ مضائقہ نہین لیکن بیچ اور کلمے کی اونگلی مین انگوٹھی چھلا مرد کو پہننا جائز

نہین اسی طرح اگر کبھی سب بیچ چاندی مین جڑا ہوا یا کمربند اور پٹکا چاندی کے قاب اور چپراس کا باندہ لیا جاوے تو نہ تین کے نزدیک مباح ہے اور یہ بہنا بھی نہ معلوم ہو کہ حقیقت مین مردون کا زیور تو علم و ہنر بہادری اور سپہگری ہے اور جاہر کا زیور ہتہیار ہین زیور پہننے کو گہر کی بیبیان کیا کم ہین جو خود جنس نسیس ہیچ ہے اور ناخون کی طرح زیور مین لدی دہ دئی منہی رہین اپنے مقدور کے موافق اپنی عورتون ہی کو زیور کیون نہ پہنا دین کیونکہ اللہ تعالے نے زینت و آرائش عورتون ہی کے لیے پیدا کی ہے پس جتنا چاہین اون کو زیور پہنا دین لیکن ایسا زیور کہ جسمین آواز نکلتی ہو جیسے پازیب جہانجن خلخال وغیرہ ہرگز نہ پہناوین اسلئے کہ ایسے زیور کا پہننا عورتون کو بھی منع ہے جیساکہ ابوداؤد نے روایت کیا ہے عن ال نبیان مولاۃ لھم دخلت بابنۃ الزبیر الی عمر بن الخطاب وفی رجلھا اجراس فقطعھا عمر وقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول مع کل جرس شیطان یعنی زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لونڈی آزاد کی ہوئی اونکی زبیر کی بیٹی کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لیگئی اور اوسکے پانون مین گہنگرو تھے حضرت عمر نے اونکو کاٹ ڈالا اور فرمایا کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے ہر جرس کے ساتھ شیطان ہے پس ایسے قسم کا زیور ہرگز نہ پہننا چاہیے باقی جیسا اوسکو

وضع کا چاہیے چاندی اور سونے کا زیور بنواکر عورتوں کو پہناوین سواے اسکے تانبے پیتل کانسے وغیرہ کانہ پہناوین کیونکہ ان چیزون کا زیور عورتونکو بھی پہننا منع ہے لیکن تانبے پیتل وغیرہ کے برتنون مین کہانا پینا درست ہے اور چاندی سونے کے ظروف کا استعمال مین لانا عورت اور مرد دونونکو حرام ہے بلکہ انکے برتن کہانے پینے کے لیے بنوانا بہی گناہ ہے مثلاً اگر ایسے برتن بنواکر صرف مالیت کے طور پر رکہہ چھوڑے اور ان مین کہاے پیئے نہین تو بہی گناہ سے خالی نہین اسلیے سرے ہی سے چاندی سونے کے برتن بنوانا نچاہیے خاصکر وہ برتن جو کہانے پینے کے کام مین آوین جیسے رکابی کٹورا تشتری دیگچی وغیرہ کہ ان سب مین کہایا پیا جاتا ہے ایسے برتن ہرگز نہ بنواوین مگر محدثین کے نزدیک سواے کہانے پینے کے برتنون کے اور قسم کے چاندی سونے کے برتنون وغیرہ کا برتاؤ مین رکہنا درست ہے جیسے قلمدان پاندان خاصدان عطردان چنگیر صندوق سلائی کجلوٹی سرمہ دانی چوکی پلنگ وغیرہ لیکن اکثر علما اسکو بہی خالی کراہت سے نہین کہتے اور خلاف تقوے کے سمجھتے ہین پس میرے نزدیک بہی یہی اولی و انسب ہے کہ جہانتک ممکن ہو کسی قسم کے چاندی سونے کے برتنون وغیرہ کو کسی طرح پر اپنے استعمال مین نلاوے کیونکہ جس امر مین اختلاف علما کا ہو اور بغیر اوسکے کسی طرح کا حرج بہی نہو ایسے کام سے بچنا ہی بہتر ہے علاوہ اسکے ایسی چیزونکے برتاؤ مین

کئی طرح کے نقصان ہین ایک تو تکبر اور بڑائی ظاہر ہوتی ہے دوسری ایسی چیزین اکثر برتاؤ مین نہین آتین صندوقون مین بند پڑی رہتی ہین اور سونا اوسکی سنعت مین ضائع اور برباد ہوتی ہے بالفرض اگر برتاؤ مین رکھے جاوین تو ہر وقت اوسکی حفاظت اور نگہبانی کی فکر بنی رہتی ہے اسلیے کہ ایسی چیزون کی چوری اور گم جانے کا اکثر اندیشہ رہتا ہے پس جس چیز مین سراسر نقصان ہو اور فائدہ کچھ نہو اور مسئلے مین بھی اوسکے اختلاف ہو اوسکا بنوا کر رکھنا کیا ضرور ہے

باب دہم

فضل علم سکھانے کے بیان مین

ماں باپ کو لازم ہے کہ جہان تک ہو سکے اپنے بچون کو جاہل نرکھین علم سکھانے مین نہایت کوشش کرین کیونکہ بے علمی سے طرح طرح کے نقصانات اور خرابیان دارین کی پیش آتی ہین اسلیے کہ دنیا مین تو ان پڑھ کو اولاً نوکری ملنا مشکل ہوتا ہے دوسرے اگر بڑے جدّ وجہد سے میسر بھی ہوئی تو دس پانچ روپے سے زیادہ کی نہین ہوتی اور اس قلیل آمدنی مین بیچ کی چال سے بھی اوقات بسر ہونا دشوار ہوتا ہے اور طرح طرح کی تنگی اور تکالیف سے خالی نہین ہوتا خاصکر بال بچے اور کنبے والے کو تو ایک وقت کا کھانا بھی دقّت سے نصیب ہوتا ہے پھر تکلیف کی حالتون مین علم کے نفعون اور راحتون کو سوچکر

افسوس کرنا بہی کچہہ فائدہ نہین دیتا تیسرے جو کچہہ مال واسباب میراث یا ہبہ وغیرہ مین ملجاتا ہے وہ بہی جہالت اور نادانی کے سبب سے مفت مین برباد اور تباہ ہوتا ہے علاوہ اسکے اپنے اور ماں باپ کے نام اور آبرو مین بہی بٹہہ لگتا ہے چوتہے اپنے دین و ایمان کی باتون پر بہی کچہہ اطلاع نہین ہوتی کہ جس سے انواع واقسام کے بدعات اور کبایر بلکہ شرک مین گرفتار ہوتا ہے اور عقبے مین بہی اسی جہالت کے سبب سے بمصداق خسر الدنیا والاخرۃ طرح طرح کے عذاب اور مصیبتون مین مبتلا ہوگا سواے اسکے اولاد کے بیعلم رہنے کی ماں باپ سے بہی پرسش ہوگی اسلیے کہ اونکی پرورش اور تربیت مین سعی اور کوشش کرنا والدین کو ضروری ہے اور اچہی تربیت بغیر علم سکہانے کے حاصل نہین ہوتی اس واسطے ماں باپ کو لازم ہے کہ جب بچہ پانچ چہہ برس کا ہووے اور اچہی طرح سے اوسکی زبان کہل جاوے اور صاف صاف باتین کرنے لگے تو اوسکو پڑہنے کے واسطے ضرور بٹہاوین اور اوستاد معمر دیندار خوش خلق پرہیزگار شفیق تعلیم کے طریقون سے واقفکار مقرر کرین تاکہ وہ بچے کو اس طریقے سے پڑہاوے کہ حرف شناسی و ہجے لگانے پر بہت جلد قادر ہوجاوے اور اس طرح دم دلاسے سے بتاوے کہ اوسکا جی بہی نہ گہبراوے اور کسی طرح کی وحشت اوسکے دل پر نہ آنے پاوے اور بلا ضرورت قوی کے مارے بہی نہین کیونکہ بار بار کی مار پیٹ سے بچہ بہونچکا ہوجاتا ہے پہر جو کچہہ اوسکو بتایا جاتا ہے

دو مار کی دہشت سے اوسکی سمجھہ مین نہین آتا بلکہ پہلے کا پڑہا ہوا بہی اوسکے دل سے اوتر جاتا ہے کیونکہ گہرکی اور مار کے وقت بچے کی طبیعت پریشان ہوجاتی ہے پہر رونے کے سوا کسی بات کا اوسکو خیال دو دہیان نہین رہتا اور نہ وہ تعلیم اوسکے ذہن نشین ہوتی ہے لہذا ایسا استاد بچے کی تعلیم کے لیے مقرر کرنا چاہیے کہ جہان تک ممکن ہو اوسکو نرمی اور پیار سے پڑہاوے ایسلیے پیار اور محبت کے ساتھہ تعلیم بہت جلد اثر کرتی ہے اور خوب ذہن نشین ہوجاتی ہے اور بہت مار پیٹ سے بچہ بے حیا اور ڈہیٹ بہی ہوجاتا ہے پہر اوسکی حرکت خالی دِقّت سے نہین ہوتی غرضکہ اوستاد کو چاہیے کہ اوّلاً بچے کو پیار سے سمجھاوے کہ یہ باتین خلاف وضع شرفا کے ہین تم انسے باز رہو اور سبق روزانہ خوب یاد کیا کرو اور آموختہ کا بہی اچھی طرح سے دہیان اور خیال رکھو اگر تم ایسے بیہودہ باتین اختیار کروگے اور سبق وغیرہ یاد نہ رکھوگے تو لوگ تمہین نام رکہینگے اور بیوقوف کہینگے اگر اس سے بچہ نمانے اور وہی بیہودہ حرکتین کرے اور پڑہنے مین دل نہ لگاوے تو پہر اوسکو ڈانٹ اور تنبیہ سے سمجھاوے تاکہ بچہ اوستاد کے خوف اور رعب سے اوس کام اور حرکت کو چہوڑدے اور پڑہے ہوے کو خوب دہیان سے دہراتا رہے تاکہ بہولنے سے محفوظ رہے اَحیاناً اگر تنبیہ سے بہی نمانے اور اپنی بیہودگی اور مہمل باتون سے باز نہ آئے تو پہر اوسکو مار کے سمجھاوے اور یہہ بہی چاہیے کہ یکایک بچے پر بہت محنت پڑہنے کی نہ ڈالے ابتدا

مین تو دو بد و گننے کے لیے صرف ایک گھنٹا پڑہنے کا مقرر رکہے تہوڑے دنون
کے بعد جب بچے کا دل لگجاوے تو دو گھنٹے معین کرے اسی طرح پہر تین گھنٹے
حاصل یہ کہ بچے کی طاقت اور سہار کے موافق اوس سے محنت پڑہنے کی لیتا رہے
اور اوقات پڑہنے کے بہی ایسے مقرر کرے کہ جنمین مشقت کرنا بچے کو شاق نہ گذرے
اور دو تین گھنٹے کی فرصت کہیل کود کے لیے بہی دیدیا کرے کہ اس سے بچے کا
ذہن تیز ہوتا ہے اور طبیعت بہی اوسکی ہشاش بشاش رہتی ہے پہر سبق
مین جی خوب لگتا ہے اور جلد یاد کرلیتا ہے ایسا نکرے کہ سارا دن پڑہاتا رہے
ایک دم کی بہی مہلت ندے اس لیے کہ زیادہ محنت لینے مین کئی طرح کے نقصان
ہین ایک یہ کہ تہکن کے سبب سے بچہ پڑہنے سے جی چرانے لگتا ہے دوسرے
کثرت مشقت سے دل و دماغ ضعیف ہوکر آخر کو ذہن و حافظے مین فتور آجاتا ہے
تیسرے ضعف دماغ کی وجہ سے اکثر بچے کے درد سر ہوا کرتا ہے اور مثل بیمار وںکے
رہتا ہے پہر اوسکا جی لکہنے پڑہنے مین مطلق نہین لگتا اور سبق بالکل یاد نہین
ہوتا بلکہ پچھلا آموختہ بہی بہول جاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ بچے کو دن بہر مین
دو وقت اس طور سے پڑہاوے کہ صبح کے سات بجے سے نو بجے تک آموختہ
سنکر نیا سبق پڑہاوے پہر ایک گھنٹے کی چہٹی دیدے کہ اوسمین بچہ کہانا کہالیوے
اور تہوڑا سا کہیل کود بہی لے تاکہ پڑہنے کی محنت کی تہکن کچھہ کم ہوجاوے اور
طبیعت چالاق ہوکے پڑہنے کی طرف مائل ہو اور سبق کا یاد کرنا آسان ہو پہر استاد کو

چاہیے کہ دس بجے سے بارہ بجے تک سبق یاد کراوے اور دوپہر سے دو بجے
تک بچے کو چھٹی کھیل کود کی دیدے تاکہ آمین خوب کھیل کود کے طبیعت اوسکی
شاد اور بشاش ہوجاوے پھر دو بجے سے چار بجے تک اوسکو پڑھاوے اور
اس سے زیادہ محنت پڑہنے کی بچے سے نہ لیوے اور یہی چاہیے کہ ہفتے مین
بار بار چھٹی بچے کو نہ دے صرف جمعرات کی دوپہر سے جمعے کی شام تک چھٹی دینا
کافی ہے کیونکہ جمعے کا دن مسلمانون کی عید کا ہے اور سوا اسکے اوس روز
کی چھٹی مین بچہ نہانے کپڑے بدلنے وغیرہ سے بھی فارغ ہوجائیگا اسی طرح سال مین
دونون عید دن اور شبرات اور عشرۂ محرم کی چھٹی اس قاعدے سے دینا چاہیے
کہ عید الفطر مین دو روز کی اور عید اضحی مین چار روز کی غرض سے ایام تشریق
تک اور شبرات مین دو روز کی اور عشرۂ محرم مین صرف عاشورے کی اور اگر کوئی
تقریب بچے کے گھر مین ہو تو صرف اوسی روز کی چھٹی دینا چاہیے غرضکہ جہانتک
ممکن ہو بغیر ضرورت قوی مثل بیماری وغیرہ کے کبھی بچے کو زیادہ دنون کی
چھٹی نہ دے کیونکہ بہت چھٹی دینے سے بچے کا دل پڑہنے سے اوچاٹ ہوجاتا ہے
اور طبیعت کا لگاؤ بھی علم سے کم ہوجاتا ہے اس واسطے لازم ہے کہ بغیر ضرورت
شدید کے کبھی سبق اور آموختہ اوسکا ناغہ نہونے دے کیونکہ ایک روز کے سبق
موقوف ہونے سے کئی روز تک اوسکا جی پڑہنے مین نہین لگتا ہے اور یہ بھی
چاہیے کہ پڑہتے وقت دوسرے بچے کو اوسکے پاس نہ آنے دے کہ اس سے بھی

بچے کا دہیان پڑہنے کی طرف سے ہٹ جاتا ہے اور کہیل کی طرف دل مائل ہوجاتا ہے غرضکہ جن باتون سے بچے کی طبیعت پریشان ہو اور پڑہنے سے نفرت کرے وہ باتین مکتب مین کبہی اوسکے روبرو نہونے پاوے اور یہہ بہی چاہیے کہ پڑہنے کے وقت بچے کے پاس آدمیون کا مجمع بہی نہونے دے صرف ایک یا دو عمر آدمی اوسکے پاس بیٹہے رہین تاکہ جو کچہہ ضرورت اور کام ہو وہ کردین اور بچے کی ہرطرح کی حفاظت اور نگہبانی رکہین اور ہان باپ یا اور بزرگون کو چاہیے کہ جب بچے کو پڑہوا وین لڑکا ہو یا لڑکی تو اوسکو مرد ہی سے پڑہوا وین ایسا نکرین کہ لڑکی کے لیے عورت مقرر کرین اس واسطے کہ پڑہی ہوئی صالحہ عورت کا ملنا بہت مشکل ہے اکثر عورتین مکّار اور چالاک ہوتی ہین پڑہانے کے حیلے سے اکثر شریفون کی لڑکیون کو خراب کرتے ہین سواے اس کے جتنا علم مرد کو ہوتا ہے عورت کو نہین ہوتا پس جب اپنے بچے کو اچھی طرح سے تعلیم کرنا چاہین تو عالم ہی سے پڑہوا وین تاکہ بچہ اچھی طرح سے علم سیکھے کبھہ ملّانوں سے ہرگز نہ پڑہوا وین اسلیے کہ بزرگون نے کہا ہے نیم حکیم خطرۂ جان نیم ملّا خطرۂ ایمان بس جہان تک ہو سکے اپنی اولاد کو عالم فاضل قابل کامل سے پڑہوا وین تاکہ دونون جہان کی خوبیان نصیب ہون

فصل علم دینی سکھانے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب بچے کو پڑہنے بٹھاوین تو پہلے قاعدہ بغدادی اوس قاعدے

سے جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے پڑہواوین بعد اسکے قرآن شریف ہی شروع کراوین
کیونکہ وہ کلام اللہ کا اور کتاب ایمان کی ہے اوسکی برکت سے سب علم دین اور
دنیا کے جلد حاصل ہوجاتے ہین پس مناسب ہے کہ صبح کے وقت بچے کو
قرآن مجید کا سبق دلواوین اور تیسرے پہر کسی مسائل کی کتاب کا کہ اوس سے
روزے نماز کے مسئلے بھی معلوم ہوتے رہین جب قرآن شریف ختم کر چکے تو دوسرے
کے زمانے مین ترجمہ مصنفہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ
علیہ کا پڑہواوین تاکہ لفظ لفظ کے معنی سمجھنا اور دھیان رکھنے سے کلام مجید
کے معانی اور مطالب خوب ذہن نشین ہوکر دین اسلام کی بڑی بڑی باتون
سے آگاہی اور وقفیت حاصل ہوجاوے اور آخرت کی سزا کا خوف اور
نعمتین ملنے کی امید دل مین بیٹھ جاوے اور لفظی ترجمہ پڑہنے مین ایک یہی
فائدہ ہے کہ ہر ایک لفظ کے معنی سمجھنے اور یاد رکھنے سے کلمات کلام الٰہی کے
خوب صحیح یاد ہوجاوینگے بعد اسکے عربی کے قواعد کی کتابین جیسے میزان منشعب
زُبدہ صرف میر نحومیر ماتہ عامل وغیرہ جو صرف نحو سے متعلق ہین پڑہواوین اور
ان کتب کے مطالب کو زبانی یاد کراوین تاکہ قواعد عربی زبان کے ازبر
ہوجاوین اسکے بعد حدیث کی کتابین پڑہنا چاہیین تاکہ انسان اپنے دین
وایمان سے بخوبی آگاہ ہوجاوے اور اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی سنت اور طریقے کے موافق عمل کرے تو سارے کام دین و دنیا کے اچھی طرح

ست درست ہوجاوین اور اوس پر عمل کرنے سے نجات دارین اور ترقی درجات
کو مین نصیب ہو اور حدیث شریف پڑہنے کے بعد تفسیر اور فقہ وغیرہ کی کتابین
پڑہواوین حتی الامکان علم دین ہی کی تحصیل کو سب علمون پر مقدم رکہین جب
علم دین بہ وجوہ حاصل ہوجاوے تو علم دنیوی مثل جغرافیہ سیاق انشا وغیرہ کہ
جسکا ذکر فصل آئندہ مین لکہا جاویگا سکہاوین تاکہ بچہ ان علمون سے بہی واقف
ہوجاوے حاصل یہ کہ جہان تک ہوسکے بچون کے علم سکہانے مین کسی طرح
کا قصور نکرین اور لاڑ پیار کی وجہ سے اپنی اولاد کے دین و دنیا کو تباہ نہونے دین
کیونکہ جاہل رہنے سے مرد ہو یا عورت دونون کو ہر طرح کا نقصان ہے اور
ضرر مین دونون برابر ہین یعنی جو خرابیان مردون کو بے علمی سے پیش آتی ہین وہی
عورتون کو بہی بلکہ عورتین تو بے علمی کی وجہ سے زیادہ تر بلاؤن مین مبتلا ہوتی
ہین اس لیے کہ انسان کو عقل اور تمیز سلیقہ اور ہوشیاری ہر چیز اور ہر کام کی
دو ہی سبب سے حاصل ہوتی ہے یا تو آدمی علم پڑہے کہ اس سے پوری پوری
حقیقت دین و دنیا کے نیک و بد کی معلوم کرکے اچہے برے افعال و اعمال کی
جزا سزا سے خبردار ہو اور ہر طرح کے نشیب و فراز زمانہ سے آگاہی حاصل ہو یا یہ
کہ کسی عقلمند دیندار متقی پرہیزگار نیک بخت سلیقہ شعار خوش عقیدہ باوقار کی
خدمت سے فیض یاب ہو کے زمانہ کے ہر نیک و بد کا حال سنے اور انواع
واقسام کا سلیقہ و تجربہ حاصل کرے جیسا کہ مردون کا حال ہے کہ وہ علاوہ علم

[illegible] پھرنے کے ہر طرح کے لوگون سے ملکر ہزارون باتین سنتے ہین اور
طرح طرح کا تجربہ حاصل کرتے ہین بخلاف عورتون کے کہ یہ بیچاریان پردے
کی وجہ سے سواے اپنے کنبے اور گھر والون کے کسی اور عقلمند ہوشیار سے
فائدہ حاصل نہین کر سکتین پھر ہوشیاری اور دانائی تمیز داری اور سلیقہ شعاری
کس طرح حاصل ہو اور دین و دنیا کے منافع اور مضرات پر مطلع ہو کے دارین
کی بہلائیان کیونکر نصیب ہون اسی لیے ماں باپ کو ضرور ہے کہ لڑکیون کی تعلیم اور
علم سکہانے مین نہایت سعی اور کوشش کرین تاکہ وہ ضروریات دین و دنیا سے
واقف ہو کے اپنے ضروری کامون مین کسی دوسرے کی محتاج نرہین اور جو
بعضے نادان اور احمق خیال کرتے مین کہ عورتین پڑہنے لکہنے سے شہدی اور
بدکار ہو جاتی مین انکو پڑہانا لکہانا نچاہیے سو یہ گمان محض بیجا ہے اس واسطے
کہ جن عورتون نے علم حاصل کیا اور لکہنے پڑہنے مین نام پایا اکثر ایسی ہی عورتین
خوف خدا سے باحیا اور باعصمت رہین اور دنیا مین مردون کے مثل نامور اور
مشہور ہوئین جیسے نور جہان بیگم زیب النسا بیگم ہندوستان کی بادشاہزادیون
مین دیکہو کیسی لکہی پڑہی تہین کہ آج تک انکی تصنیف کی ہوئی کتابین موجود
ہین اور انکی عفت و عصمت بہی زمانے مین مشہور و معروف ہے انکے سوا اور
ملکون مین دیکہو تو کیسی کیسی علم و قابلیت عصمت و عفت والی عورتین گذری
ہین جیسے زبیدہ خاتون خلیفہ ہارون رشید کی بی بی کہ کیسی علم و فضل والی تہین

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد شریف مین صحابہ کی بیبیان کیسی عالم متقی دیندار تہین اور بہت سی عورتین ولی ہوئی ہین کہ جنکے حالات و قصص کی علمانے کتابین تصنیف کی ہین اور اونمین انکے اتقاء پرہیزگاری اور علم وغیرہ کی کیفیت بخوبی لکہی ہے اگر انصاف سے دیکہو تو بیحیائی اور بدکاری کچہ علم وجہل پر موقوف نہین بہت سی جاہل عورتین ایسی شہدی لچی بدکار ہوتی ہین کہ فاحشہ عورتون کو بہی طاق مین بٹہاتی ہین بلکہ میرے نزدیک تو بیحیائی اور بدکاری جہالت ہی سے ہوتی ہے اور عصمت وعفت علم سے کیونکہ علم کی وجہ سے ہر عمل نیک و بد کی پاداش کا حال معلوم ہوجاتا ہے اور اوسکے خوف و رجا کے سبب سے انسان ہر فعل بد سے بچتا اور ہر نیک کام کی طرف توجہ اور میل کرتا ہے پس میری راے مین تو جہان تک ممکن ہو عورتون کو ضرور علم سکہانا چاہیے اگر زیادہ نہوسکے تو اتنا تو ضرور چاہیے کہ قرآن شریف مع ترجمہ اور اردو کتابین مسائل اور عقائد کی چہپی ہوئی پڑہا دین تاکہ وہ اپنے دین و ایمان کے ضروری احکام مثل نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ سے واقف اور خبردار ہوجاوین اور عقیدے بہی اونکے درست اور صحیح ہوجاوین کہ جسکے باعث کفر اور شرک سے بچکر عذاب دائمی آخرت سے محفوظ رہین

فصل علم دنیوی سکہانے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بچون کو حسن اخلاق کے قاعدے اور آداب جنکا بیان اچہی طرح سے

اوپر گذر چکا تعلیم کرنے اور علوم دینیہ سکہانے کے بعد دنیا کا علم بہی ضرور سکہاوین اور اس امر کا ضرور خیال رکہین کہ بچے کو اوسکی استعداد کے موافق کتابین پڑہاوین یعنی اگر بچہ بالکل نہ پڑہا ہو تو اول اوسکو الف باے فارسی جو اردو اور فارسی کی الف بے ہے اچہی طرح سے حروف شناسی اور ہجے کے ساتہہ پڑہاوین جب حروف بخوبی پہچاننے اور ہجے بغیر بتاے لگانے لگے تو کوئی سی کتاب اردو کی جسمین چہوٹے چہوٹے جملے اور سلیس عبارت ہو پڑہاوین اسی طرح فارسی کی کتابین بہی ابتدا مین سہل سہل مثل کریما مامقیمان آمدنامہ وغیرہ کے پہر اس سے کچہہ مشکل کتابین جیسے گلستان بوستان پڑہانا چاہیین جب اس سے بچے کو کچہہ استعداد آجاوے پہر اور دقیق کتابین فارسی کی جیسے انوار سہیلی سکندر نامہ وغیرہ پڑہاوین غرضکہ جیسی جیسی استعداد بچے کی زیادہ ہوتی جاوے ویسی ہی مشکل کتابین پڑہواتے جاوین لیاقت سے بڑہکر کوئی کتاب نہ شروع کراوین کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو بچہ بے ترتیب پڑہایا جاتا ہے استعداد اوسکی اچہی نہین ہوتی اور علم مین خام رہتا ہے اسلیے پڑہانے مین ترتیب کا ضرور لحاظ رکہین اور یہ بہی چاہیے کہ جو کتاب دقیق ہو اوسکا سبق صبح کے وقت مقرر کرین اور جو سلیس اور سہل ہو اوسکا تیسرے پہر کو کیونکہ اخیر وقت وحشت کا ہوتا ہے اور بچہ صبح کی محنت کرنے سے آخر وقت تہکا ہوا ہوتا ہے اور طبیعت بہی اوسکی خوش نہین ہوتی پس اوس وقت مشکل کتاب کا پڑہنا اور

سمجھنا دشوار ہوتا ہے بخلاف صبح کے کہ وہ وقت فرصت کا ہے اور بچہ بھی رات کے آرام پا لینے سے تازہ دم ہوتا ہے پس اوس وقت مشکل کتاب کا سبق جلد بچے کے ذہن مین آجاتا ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ ہر روز تھوڑا تھوڑا آموختہ بچے کو پڑھواتے رہین بلکہ ہر ہفتے مین جمعرات کا دن آموختے کے لیے مقرر کرنا چاہیے تاکہ پچھلا پڑھا ہوا یاد اور تازہ ہوتا رہے اور یہ بھی چاہیے کہ دو وقتا پڑھنے مین ایک ہی کتاب کا سبق نہ پڑھواوین بلکہ ایک کتاب کا سبق صبح کو پڑھایا جاوے تو دوسری کتاب کا دوسرے وقت اسلیے کہ اس طرح کے پڑھانے مین کئی فائدے ہین ایک یہ کہ جتنی عمر مین بچہ ایک سبق سے ایک علم پڑھیگا اوسی ہی عمر مین اوسکو دو علم حاصل ہونگے دوسرے یہ کہ اکثر دو تین گھنٹے مین سبق یاد ہو جاتا ہے پھر اوس یاد کیے ہوے کی تکرار کرنے سے دل اکتا جاتا ہے پھر اوسمین مطلق جی نہین لگتا تیسرے یہ کہ مختلف وقتون مین مختلف کتابون کے پڑھنے مین جی زیادہ لگتا ہے کیونکہ ہر کتاب مین نئے نئے مضامین اور مطالب حاصل ہونے سے جی بہت خوش ہوتا ہے اور بچہ اوسکو یاد بھی جلد کر لیتا ہے اسواسطے کہ نئے کام کا شوق زیادہ ہوتا ہے اور اوسکے کرنے مین طبیعت خوب لگتی ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ کُلُّ جَدِیدٍ لَذِیذٌ یعنی ہر نئی چیز لذیذ ہوتی ہے پس لازم ہے کہ مختلف علمون کی دو کتابین مختلف وقتون مین بچون کو پڑھواوین چاہیے ایک وقت انشا کی کتاب پڑھواوین تو دوسرے وقت حساب کی اس لیے کہ

حساب کا علم پڑھوانا ہی بچے کو نہایت ضرور ہے اور اس علم سے بہت کام
پڑتا ہے حاصل یہ کہ بچے کو ایسے علم پڑھواوین کہ جو دین و دنیا کے کارآمد ہون
اور اس قسم کی کتابین کہ جنمین جھوٹی ہوئی حکایتین اور قصے یا مضامین عشق
عاشقی کے مندرج ہون اور اون سے بچے کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو نظم
ہون یا نثر ہرگز نہ پڑھوا وین ہمچی حکایتون اور قصائد اور ایسے نظم کے پڑھوانیکا
کہ جسمین نصیحت وغیرہ نکلتی ہو مضائقہ نہین بلکہ اس طرح کے نظم کا پڑھوانا اچھا
ہے اسلیے کہ نظم دینا اثر جی لگتا ہے اور بہت نظم پڑھنے سے شعر کہنے کا سلیقہ
بھی آجاتا ہے اور اسکی مہارت ہی ایک جداگانہ علم ہے پس اسکا سکھا دینا
بھی بہتر ہے اور لڑکیون کو جب تک اونکی شادی نہو جاوے نظم کتابین پڑھنے
کی اجازت نہ دینا اسلیے کہ اسمین ایک قسم کے فسادِ اور بگاڑ کا خیال ہے مگر
ایسے نظم کو جسمین شرعی مسائل یا عقائد خواہ نصائح وغیرہ کا ذکر ہو پڑھنے کا
مضائقہ نہین لیکن اون کو زیادہ تر علم دنیوی کی کتابین نہ پڑھوانی چاہیین
ہان بعد سکھا دینے ضروری علم دین کے چند کتابین اس قسم کی پڑھاوین کہ جس
و دخط و کتابت اور گھر کا حساب وغیرہ اردو یا فارسی زبان مین لکھنا پڑھنا مین تاکہ
اونکی ضرورت کے کامون مین حرج واقع نہو کیونکہ اکثر با تین عورتون کو ایسی
شرم و حیا کی پیش آتی ہین کہ اونکو سواے اپنے خاوند کے اور ہمجنس خدمتگار
کسی ہونہ ہو تو ترتیب سے ہی ظاہر نہین کرسکتین اسی طرح خاوند کو بھی کبھی کبھی اونسے

باتون کا اپنی بی بی سے کہنا منظور رہتا ہے اور اتفاق سے وقت پر میان بی بی
پاس نہین ہوتے پس سواے لکھنے پڑھنے کے اور کسی طرح کام نہین نکل سکتا
ورنہ راز مخفی دوسرون پر بھی آشکارا ہوجاویگا اور عورتون کو علم حساب اور
سیاق کا سکھانا امور خانہ داری کے لیے بہت مفید ہے اس لیے کہ خاص
اون کے یا اونکے خاوند اور باپ بھائی کے مال مین جو بڑی محنت اور مشقت
سے کما کر لاتے ہین کوئی دوسرا شخص فریب دہی کی راہ سے اونکو بیوقوف بناکر
چوری اور خیانت نہین کر سکتا اس واسطے کہ وہ خود اپنے گھر کا حساب کتاب
لکھ پڑھ کے سمجھ سکتی ہین اور یہ لکھا ہوا اکثر وقتون مین خوب کام آتا ہے جیسے
بعضے مردون کی عادت ہوتی ہے کہ روپیہ پیسا جو گھر کے خرچ کے لیے دیتے
ہین اوسکا حساب بھی پوچھتے ہین اوس وقت حساب لکھا ہوا بڑے کام آتا ہے
کیونکہ مہینے دو مہینے تک پورے مصارف کا یاد رکھنا مشکل ہے اور اوس کی
بھول چوک مین مرد کو انواع اقسام کے شبہے ہوتے ہین ادنی ادنی یہ ہے
کہ کہین یہ روپیہ پیسا اپنے مان باپ بھائی بہن وغیرہ میکے والون کو تو نہین دیدیا
اور ایسے بیہودہ شبہون سے آپس مین ناحق کا رنج فساد پیدا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ
بڑھتے آخر کو منجر بافتراق و بربادی خان و مان ہوتا ہے اس واسطے مان باپ
کو لازم ہے کہ بعد سکھانے علوم دینیہ ضروریہ کے دنیا کا علم بھی بقدر حاجت
عورتون کو ضرور پڑھاوین کیونکہ لیاقت اور سمجھ انسان کو دو ہی وجہ سے آتی ہے

ایک اونمین سے یہ کہ کسی عالم باعمل زاہد کامل فاضل اہل کی خدمت بابرکت مین
بیٹھکے اکتساب عقل کی باتون اور ہوشیاری وسلیقہ شعاری کا کرین اور یہ طریقہ
بوجہ ضروری ہونے پردے کے ہمارے دین مین ستورات کے حق مین بالکل
مفقود ہے دوسری وجہ علم پڑہنا سوا اوسکو مردون نے لغو اور بیہودہ سمجھ رکھا ہے
پھر کون سی صورت عورتون کی حسن تربیت کی ہے جس سے وہ بیچاریان تمیزدار
اور ہوشیار ہون جیسا کہ فصل سابق مین بیان ہو چکا اور میرے نزدیک بھی
سوائے علم کے اور کوئی شکل عورتون کی تعلیم و تربیت کی نہین ہے غرضکہ
لڑکیون کو بھی علم سے محروم نہ رکھین اور ضروری ضروری علم اون کو پڑھوادین
تاکہ وہ بھی اس نعمت سے محروم نرہین اور علم حاصل کرکے نجات دارین پاوین اور
اپنے علم سے راحت اور نفع اوٹھا کر مان باپ کو دعائے خیر سے یاد کرین فقط

فصل لکھنا سکھانے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بچون کے لیے پڑہانے کے زمانے مین ایک گھنٹا لکھوانے کا
بھی ضرور اس طور سے مقرر کرین کہ جب وہ اپنا سبق اچھی طرح سمجھکے یاد کرلین
اور اوسکے بار بار دوہرانے سے اون کے دل پر کسی طرح کے آثار کاہلی
اور پریشانی کے معلوم ہون اوس وقت سبق چھڑوا کے گھنٹا بھر لکھنے مین
محنت کرادین تاکہ جتنی ماندگی اور تھکن سبق کو پڑہنے کی وجہ سے ہوئی ہو وہ
سب جاتی رہے اور وہ لکھنا اوسکے حق مین باعث تفریح کا ہو سوا اسکے

لکھنا پڑھنا دونون آپس مین لازم ملزوم ہین کیونکہ پڑھنے لکھنے کی برابر ضرورت ہوتی ہے اور بغیر لکھنا جاننے کے فرا پڑھا ہونا کچھہ کام نہین آتا پس دونونکو برابر سیکھنا چاہیے طریقہ لکھانیکا یہ ہے کہ اول حروف مفردہ یعنی الف بے تختی پر لکھواوین جب وہ حرف فی الجملہ صاف اور کرسی سے درستہ ہوجاوین تو دوسری تقطیع یعنی بابت لکھواوین اور اوسکے ساتھہ بہی ایسا ہی معاملہ کرین حاصل یہ کہ کل تقطیعون کے صاف ہونے کے بعد مرکبات یعنی ابجد اور بیت قطعات لکھواوین اسکے بعد پہر الف بے سے وصلیون پر لکھوانا شروع کراوین جب قطعات کی نوبت پہونچے تو اونکے ساتھہ بچے کا روزمرہ سبق بہی متوسط قلم سے لکھواتے رہین کیونکہ اسمین کئی فائدے ہین اول تو لکھنے سے سبق خوب دلنشین ہوجاویگا دوسرے عبارت لکھنے سے بہی کچھہ مناسبت ہوجائیگی تیسرے املا بہی فی الجملہ درست اور صحیح ہوجاویگا پہر جب بچے کو اس طرح کا لکھنا آجاوے تو مطلب بتاکر مسودہ اردو عبارت کا اوس سے لکھواوین تاکہ مضمون بنانے مین بہی کچھہ دخل ہوجاوے اسکے بعد اردو عبارت سے فارسی زبان مین مسودہ بنانا شروع کراوین تاکہ فارسی بنانے کی بہی استعداد ہوجاوے غرضکہ اس طرح کے لکھوانے سے املا انشا تصنیف وغیرہ کی بہی مہارت ہوجاویگی کیونکہ جتنے کام ہین وہ بدون سیکہے نہین آتے اگر تمام عمر لڑکے کو پڑھاتے رہین اور لکھنا نہ سکھاوین تو اوسکو لکھنا ہرگز نہ آویگا بڑے بڑے عربی اور فارسی دان ایسا بدخط لکھتے ہین کہ

جسکا پڑہنا دشوار ہوتا ہے اور اسی بدخطی اور بداملا ہونے کے سبب سے مطلب بھی اونکی عبارت کا مشکل سے سمجھ مین آتا ہے اور یہ بدخطی وغیرہ بے مہارتی کی وجہ سے ہوتی ہے انشا املاکی صحت صرف پڑہنے سے نہین ہوتی بلکہ یہ نثرنگاری فن دوسرا ہے بغیر لکہنے کی مہارت کے حاصل نہین ہوتا اور ایسا ہی بات چیت کا حال ہے کہ بدون سیکہے اچھی طرح سے نہین آتی دیکہو بعض علما کتب درسیہ بخوبی جانتے ہین مگر گفتگو مین دو چار جملے عربی فارسی کے بہی بلا تکلف صحیح موافق محاورے کے نہین بول سکتے اسی طرح تحریر مین بہی سمجہنا چاہیے کہ بڑی بڑی استعداد والے ادنی طلبہ کی جو اس فن مین مہارت رکہتے ہین تحریر مین برابری نہین کرسکتے اسلیے صاف ظاہر ہے کہ پڑہنے کا فائدہ لکہنے ہی سے خوب ظاہر ہوتا ہے پس لڑکون کے لکہنا سکہانے مین بہت کوشش کرین مگر لڑکیون کو بہت فارسی وغیرہ لکہوانے اور منشی گری سکہانے کی ضرورت نہین صرف اتنا لکہوانا کافی ہے کہ جس سے وہ اپنے مخفی امور یا خانگی حالات اپنے خاوند یا مان باپ بہائی بہن وغیرہ کو لکہہ بہیجین اور اونکی مفصل کیفیت خود معلوم کرلین یا اپنے گہر کا حساب کتاب لکہہ لین اور اپنے جملہ امور خانگی مین کسی کے لکہنے پڑہنے کی محتاج نہین اسلیے کہ بعض وقت اپنا کوئی پوشیدہ حال سواے عزیز قریب کے اور کسی پر اظہار کرنا منظور نہین ہوتا یا کوئی ایسی مخفی بات ہوتی ہے کہ وہ بجز اپنے خاوند کے اور کسی سے کہنے کی نہین ہوتی اسی طرح خاوند کو بہی کوئی ایسی مخفی بات بی بی سے کہنا

منظور ہوتی ہے کہ وہ ماں بہن سے نہیں کہہ سکتا اور اوس وقت اتفاق سے
میاں بی بی پاس نہیں ہوتے ایسے وقت میں لکھنے پڑھنے ہی سے کام نکلتا ہے
اور کسی دوسرے پر گھر کا راز نہیں کھلتا پس عورتوں کو اتنا سکھانا نہایت ضروری
ہے کہ وہ بیچاریاں اپنی خانہ داری کی حاجتوں کے لکھنے پڑھنے میں کسی دوسرے
کی محتاج نرہیں اور اپنے دین کے احکام سے واقف ہو کر نجات دارین کی پاوین
اور اپنے بزرگوں کو دعاے خیر سے یاد کریں

باب یازدہم

فصل ریاضت کے طریقوں کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جسم کی توانائی اور قوت کے لیے ورزش کرنا نہایت عمدہ بات
ہے اسلیے کہ اکثر ریاضت سے انسان قوی اور تندرست رہتا ہے اور صحت
و توانائی نعماے الٰہی میں سے ایک بڑی نعمت ہے جیسا کہ بخاری رحمہ نے
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْهِمَا كَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ یعنی
تندرستی اور فراغت ایسی دو نعمتیں ہیں کہ بہت سے لوگ اونمیں ٹوٹا پاتے ہیں یعنی
بے محل صرف کرتے ہیں اور اونکی قدر نہیں جانتے اور اسی صحت و قوت سے
بڑے بڑے سخت اور مشکل امور انصرام پاتے ہیں چنانچہ جنگ میں دشمنان دین و دولت
پر فتحیابی بلکہ تمام امور عظیمہ دنیا و عقبیٰ پر کامیابی اسی زور اور قوت کی بدولت

حاصل ہوتی ہے اور بغیر اسکے کچھ کہ رہبری نہیں ہوسکتی اسی واسطے علماے دینا
اور حکماے حکمت آئین نے قوت حاصل کرنے کے لیے ورزش اور ریاضت
کرنیکا ایما کیا ہے اور حکیموں نے فرمایا ہے کہ ورزش جو ایک قسم کی ریاضت ہے
انسان کے تمام رگ پٹھوں کو درست کردیتی ہے اور جو غذا کہائی جاتی ہے خالہضم
ہوکر جزو بدن ہوجاتی ہے اور محنت کے سبب سے سب فضول بدن کے تحلیل ہوتے
رہتے ہیں اور پارسائی بھی جو رضاے آلہی کی موجب ہے حاصل ہوتی ہے کیونکہ
ورزش کے شوقین فسق و فجور کی طرف ہرگز میل نہیں کرتے بلکہ اپنی بی بی سے
بھی کنارہ جوئی کرتے ہیں اور کثر اس شغل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں حکیموں نے
بدن کی قوت اور تیاری کے لیے طرح طرح کی ورزش کے طریقے ایجاد کیے
ہیں دو انمیں سے جو زیادہ نافع اور عمدہ ہیں اس جگہہ بیان کیے جاتے ہیں اور
اون کی خوراک اور رسوم وغیرہ کا بھی حال کہا جاتا ہے جاننا چاہیے کہ اول انمیں ڈنڈ
ہیں اور یہ کئی طرح کے ہوتے ہیں بعض قسم میں اوپر کے بدن کو زیادہ قوت
حاصل ہوتی ہے اور نیچے کے بدن کو کم اور بعض میں نیچے کے بدن کو زیادہ نفع
پہنچتا ہے اور اوپر کے جسم کو کم مگر جو طریقہ کہ حکما اور اطباے کاملین کے نزدیک
مقبول و پسندیدہ ہے یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو برابر صاف سطح زمین پر مقابل
ایک دوسرے کے رکھے اور اون کے درمیان تین میں یا ساڑھے تین بالشت کا
فصل چھوڑے اور دونوں پانوں کے بیچ میں بہ نسبت ہاتھوں کے کم فاصلہ یعنی

دو ڈہائی بالشت کا رکہے اور ہاتہہ پانون مین پانچ بالشت کا فصل رکہکے ڈوڑ
کرنا شروع کرے اور ڈوڑ کے وقت اسکی احتیاط ضرور چاہیے کہ ہاتہہ پانون
موڑنے گردن سر کو کج نکرے جو عضو جس وضع پر ہو اوسکو اپنے حال اور شکل پر رہنے
دے سر اور سینے کو آگے کی جانب زیادہ کہینچے اور موہنہ بند رکہے اور سانس کو
دیر دیر مین آہستہ آہستہ نتہنون سے باہر نکالے اور موہنہ سے سانس نہ لے اور
ڈوڑ کے شروع کے زمانے مین بہت سانس نہ روکا کرے کیونکہ زیادہ دم روکنے سے
کئی طرح کے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے اگر معدہ خالی ہو تو ڈوڑ کرنے سے پہلے
کوئی لطیف اور مقوی چیز کہالے کہ خالی پیٹ ورزش کرنے سے گلے خشک
ہو جاتے اور آنکہون مین گڑہے پڑجاتے ہین جب ورزش شروع کرے تو پہلے
روز پانچ ڈوڑ سے زیادہ نکرے پہر بقدر طاقت کے ہر روز بتدریج بڑہاتا رہے
اور جتنا تحمل ہو اونکی گنتی تک پہونچادے اور قوت کے موافق ایک بار مین جسقدر
ڈوڑ ہو سکین اوتنے کرکے کہڑا ہو جاوے پہر اپنی سانس کو درست کرے اور بازو
کی مچہلیون کو اچہی طرح سے پہیرے اور مروڑی دے اور سینے کی مشتی کرے جب
دم راست اور گرمی بدن کی دور ہو جاوے تو پہر ڈوڑ کرنا شروع کرے جب دم
پہر جاوے تو پہر بدستور سابق کہڑا ہو جاوے اور دم کو راست کرکے آرام لیلے
غرضکہ اس طور سے جسقدر ڈوڑ کرنا منظور ہون اوس قدر اپنے معمول کے موافق
پورے کرے اور ابتدا سے انتہا تک اونکی گنتی کا دل مین خیال رکہے اور فائدہ

دور کرنے مین یہ ہے کہ تمام اعضا کو اس سے طاقت اور قوت حاصل ہوتی ہے
اور دوسری قسم ورزش کی مگدر ہے اس کی دو قسمین مشہور ہین ایک رومالی
دوسرے بغلی اور یہی دو قسمین مگدر کی سب قسمون سے بہتر ہین فائدہ خاص
اس ورزش کا یہ ہے کہ اس سے ہاتھ بازو شانے گردن سینے بغل مین تیاری
اور توانائی آتی ہے اور اس ورزش مین بھی حبس دم کی رعایت ضرور ہے
اور اسکو بھی ڈنڈ کے مثل بتدریج بڑہاتا جاوے یکبارگی نہ بڑہاوے رفتہ رفتہ
ہزار دو ہزار ہاتھ تک نوبت پہونچے تو نہایت بہتر ہے عمدہ فصل ورزش کے
لیے برسات کی ہے اسلیے کہ موسم کی حرارت نہونے کے سبب سے تحمل ورزش
کی محنت و مشقت کا اچھی طرح سے ہوتا ہے اور اس موسم مین جو رطوبت زیادہ
پیدا ہوتی ہے وہ بھی ورزش سے خوب تحلیل ہوتی رہتی ہے اور گرمی مین تو
حرارت کی وجہ سے جو لوگ ریاضت کے عادی ہین وہ بھی کم کر دیتے ہین
اس لیے کہ موسم اور ورزش کی حرارت سے روح زیادہ تحلیل ہوتی ہے اور جاڑے
مین سردی کی زیادتی سے پسینا جو باعث تیاری کا ہے نہین نکلتا ورزش
کرنے والے کو عمدہ اور مقوی غذائین کھانی چاہیین جیسے مدہ یخنی یا مرغ کا
انڈا اور گلہ بکری کا اور ورزش کرنے کے وقت بھیگے ہوے چنے چابنا نہایت
مفید ہے اور خشک میوہ بھی مثل پستہ بادام فندق چار مغز کشمش وغیرہ کے جو
مقوی اعضا اور بدن کو تیار کرے کہانا چاہیے بعد اسکے گیہون کی روٹی اور

حیوان کا گوشت موافق بہوک کے کہاوے اور ترش چیزون سے احتیاط رکہے
کیونکہ اس سے قوت کو ضعف ہوتا ہے پس ہر انسان کو چاہیے کہ جس طرح ہوسکے
قوت و توانائی حاصل کرے اسلیے کہ زور و قوت ہی پر تمام امورات دین اور
دنیا کے موقوف ہین اور سب کام طاقت ہی سے بنتے ہین اس واسطے مان باپ
کو لازم ہے کہ جب لڑکے سن شعور کو پہونچین تو اونکو ورزش کرنے کے طریقے بہی
ضرور سکہادین تاکہ وہ زور و قوت حاصل کرکے سب کام دین و دنیا کے نہایت
خوش اسلوبی سے درست کرلین اور ہر طرح کے آسائش و آرام اوٹہاکے والدین کو
دعائے خیر سے یاد کرین فقط

فصل شہسواری کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ گہوڑے اور اوسکی سواری کی فضیلت قرآن مجید اور حدیث شریف
مین بہت مذکور ہے چنانچہ اللہ تعالی نے سورۂ والعادیات مین گہوڑون کے
ساتہ قسم کہائی اور چند آیتون مین انہین کے اوصاف ذکر فرمائے ہین اور
حدیث شریف مین بہی وارد ہوئے ہین جیساکہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُمْنُ الْخَیْلِ
فِی الشُّقْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ صاف سرخ رنگ کا گہوڑا
یعنی جسکو سرنگ کہتے ہین بہت مبارک ہوتا ہے اور بخاری و مسلم نے انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اَلۡبَرَکَۃُ فِیۡ نَوَاصِی الۡخَیۡلِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ گھوڑون کی پیشانیون مین برکت ہے اور سوا اسکے سب عقلا کا اسپر اتفاق ہے کہ اللہ جل شانہ نے سب جانورون مین گھوڑے کو معزز وممتاز فرمایا ہے اور انبیا علیہم السلام اور بادشاہان ذوی الاحترام کا اسکو مرکب شہیر ایا ہی ہے شرع شریف مین مردون کو گھوڑون پر سوار ہونے کی تاکید آئی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑون سے بہت محبت رکہتے تہے جیسا کہ نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَمۡ یَکُنۡ شَیۡءٌ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَعۡدَ النِّسَاۤءِ مِنَ الۡخَیۡلِ یعنی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتون کے بعد گھوڑون سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ تہی پس مردون کو اسکی سواری کے قاعدے سیکہنا نہایت ہی ضرور ہین اس واسطے کہ مردون کے لیے گھوڑے سے بہتر اور عمدہ کوئی سواری نہین ہے اگرچہ ہاتھی کی سواری خالی عظمت اور شان سے نہین ہے لیکن آدمی اس سواری پر محض بے اختیار رہتا ہے بخلاف گھوڑے کی سواری کے کہ اسمین طرح کا اختیار حاصل ہے جدہر باگ کو پہیرا اودہر دوڑا اور ہاتہی فیلبان کے قابو مین ہوتا ہے سوا اسکے چلت پہرت اور تیزی وچالاکی جو گھوڑے مین ہوتی ہے وہ ہاتھی مین کہان گھوڑے کی رفتار سات قسم کی ہوتی ہے نام انکے یہ ہین گام دوگامہ شتابگام آہستہ رابدار رختان خوشخرام پس ان سب چالون مین

شاہ گام بہت اچھی رفتار ہے کہ جس سے سوار کو کسی طرح کی تکلیف اور تکان نہین
ہوتی بلکہ نہایت آسائش اور آرام پاتا ہے ایسی چال کا گھوڑا بہت نادر ہے
بادشاہون اور سردارون کی سواری کے قابل ہوتا ہے اور دوڑ گھوڑے
کی تین طرح پر مشہور ہے ڈُلکی چہار تنگ پویا یعنی سرپٹ عمدہ انمین سے چہار تنگ ہے
کہ اوسمین سوار کو بہ نسبت ڈُلکی کے آسائش اور آرام ملتا ہے اور ڈُلکی مین نہایت
زحمت اور تکلیف ہوتی ہے اور پویے کی دوڑ مین بھی بہت تیزی کے سبب سے
سوار کو نہایت ایذا ہوتی ہے گھوڑے کی سواری کے قاعدون مین دو نکتے
بہت عمدہ ہین اول یہ کہ گھوڑا لگام ہی سے قابو مین رہتا ہے اور لگام باگ سے
بنا ہی ہوتی ہے پس ہر لحظہ دہیان اپنا باگ کی طرف رکہنا چاہیے اور اوسکو
اتنا سست اور ڈہیلا نہ چہوڑ دے کہ گھوڑا اختیار سے باہر ہو جاوے اور نہ ایسا
بہت سخت اور کہنچا رکہے کہ گھوڑا چلنے سے باز رہکر کہڑا ہو جاوے بلکہ باگ کو اعتدال
سے رکہنا چاہیے اور سوار کو یہ بھی ضرور ہے کہ نگاہ اپنی گھوڑے کے دونون کانون کے
بیچ مین رکہے اسلیے کہ اس قاعدے کے برتاوے گھوڑا ٹھوکر وغیرہ سے اور سوار
گرنے پڑنے سے محفوظ رہتا ہے اور جن گھوڑون مین تیتیاک مارنیکا عیب ہو تو سوار
کو چاہیے کہ گھوڑے کی باگ خوب مضبوط پکڑے اور فی الجملہ کہنچی ہوئی رکہے تا کہ
سر اوسکا اونچا اور بلند رہے اسلیے کہ گھوڑی کا قاعدہ ہے کہ تیتیاک مارنے کے
وقت سر نیچے کر لیتا ہے جب سر اوسکا اونچا رہیگا تو وہ ہرگز تیتیاک نہ مار سکیگا

اور بعض الف آنے کا عیب ہو تو سوار کو ضرور ہے کہ الف ہونے کے وقت ذرا
باگ کو بائین طرف جھکا کر تھوڑا سا ذرو ریوست تو دو الف ہونے سے باز رہے
اگر الف ہونے کے وقت گھوڑے کے سر گردن مونھہ پر کوڑے مارے تو بھی
اپنے عیب سے باز رہیگا اور بعض گھوڑے کو ٹھوکر کھانے کی عادت ہوتی ہے
پس اگر باگ گھوڑے کی ڈھیلی ہو گی تو ضرور ٹھوکر کھائیگا اور غافل سوار زین
سے گھوڑے کی گردن پر آرہیگا یا اوپر سے نیچے گر پڑیگا اور جو باگ چست رہیگی
تو ٹھوکر لینے سے باز رہیگا اور جو ٹھوکر بھی کھائیگا تو سوار اور گھوڑے کو کسی طرح کی
ایذا اور تکلیف ہوگی اور دونوں اوسکے صدمے اور آسیب سے امن مین رہینگے
دوسرا نکتہ گھوڑے کی سواری مین یہ ہے کہ زین پر بیٹھنے کے بعد اوسکو اپنی
دونوں رانون سے خوب مضبوط پکڑے اور اچھی طرح سے رانون کو گھوڑے کے
دونوں کوکھون پر جماے رہے اور اپنے پانون کے پنجے کو بھی ذرا گھوڑے کے
پیٹ کی طرف مائل اور پانون کا رکاب پر زور رکھے ٹیڑھا اور خمیدہ ہو کر نہ بیٹھے
سیدھا اور تنا ہوا بیٹھے تھمے اور سست چلنے کے وقت تھوڑا سا اشارہ اپنی ایڑی کا
گھوڑے کے پیٹ کی جانب کرے اور مارے پیٹے نہین بلکہ ایڑی اور ران کے
اشارے سے اپنا کام نکالے جو لوگ شہسواری کے فن مین کامل اور استاد
ہوتے ہین وہ گھوڑے کو ایڑ اور ران کے اشارے سے ایسا آشنا کر لیتے ہین
کہ وہ دوڑنا اور پھرنا اور ٹھہرنا جو کچھہ کہ مقصود ہوتا ہے اسی ایڑ اور ران کے اشارے

سے بچا لاتا ہے پھر سوار اور گھوڑا دونوں ما بیٹ کی ایذا اور تکلیف سے بچ جاتے ہیں غرض جنگ گھوڑے کی سواری میں باگ کی رعایت اور ران کی مضبوطی ہر دم ملحوظ رکھنا چاہیے تاکہ گھوڑے کی شرارت اور شوخی سے محفوظ رہے اور اوسکی نشست سے آرام اور فائدہ اوٹھاوے

فصل تفنگ اور تیر اندازی اور غلیل بازی کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ لکھنے پڑھنے کے بعد مردوں کے لیے سب ہنروں میں سے فنون سپہگری جیسے تفنگ اور تیر اندازی اور غلیل بازی وغیرہ نہایت عمدہ فن ہیں فضیلت انکی کتاب عزیز اور سنت مطہرہ سے بھی ثابت ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے قرآن مجید کے دسویں پارے سورہ توبہ کے رکوع میں ارشاد فرمایا ہے ق اَعِدُّوا لَهُم مَا اسْتَطَعْتُم مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ یعنی تیار کرو دشمنوں کے دفع کے لیے جو تم سے ہو سکے قوت اور گھوڑے باندھنا مفسرین فرماتے ہیں کہ مراد قوت سے ہر وہ چیز ہے کہ لڑائی میں دشمن پر قوت دے اور سارے ہتھیار اور کمان وغیرہ اسی قبیل سے ہیں صحیح مسلم وغیرہ میں عقبہ بن عامر کی حدیث میں وارد ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ وَاَعِدُّوا لَهُم مَا اسْتَطَعْتُم مِنْ قُوَّةٍ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ یعنی عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ نے منبر پر اس آیت شریف کو پڑھا اور فرمایا کہ خبردار ہو بیشک مراد قوت سے

تیر اندازی ہے اور اس کلمے کو تین بار فرمایا آپ کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ تیر اندازی کا
فن سارے فنون سے افضل ہے اور علم باوجودیکہ سب فنون سے اعلیٰ ہے
لیکن بعض اوقات نرے علم سے کاربراری نہیں ہوتی بلکہ فنون سپہگری کی
حاجت پڑتی ہے انپڑھ عزت دار اور شریف لوگ تمام ہندوستان میں نوکری کو بہتر اور
عمدہ جانتے ہیں اور بعض بڑے آدمی بھی فوج ہی کی نوکری کو پسند کرتے
ہیں علاوہ اسکے اکثر عالم میں جنگ وجدال کا کام پڑتا ہے اس لیے طریقے اور
قواعد لوں فنون کے جو لڑائی میں مفید ہوں اپنی اولاد کو تعلیم کرنا نہایت ضرور
ہیں تاکہ حاجت سے پہلے ہی اونکے دل کی وحشت دور ہو جاوے اور جوانمردی
و شجاعت کہ خاصکر مردوں کے حق میں بہترین صفات انسانی سے ہے اونکے
دلوں میں پیدا ہو اور اللہ جل شانہٗ بھی اونکو بہادری کے سبب سے دوست رکھے
سواے اسکے طریقے اور قواعد حرب کے سیکھنا دشمنوں کے دفع کرنے میں نہایت
مفید ہوتے ہیں اسلیے کہ آدمی کیسا ہی بہادر و شجاع ہو جب تک کہ سامان جنگ کا
اوسکے پاس نہو اور قاعدے طریقے حرب کے نہ آتے ہوں نری دلیری مردانگی
سے کچھ کام نہیں چلتا اگلے زمانے میں تلوار تبر گرز نیزہ دکنہ گوپھن خنجر جمدہر تیر وغیرہ
آلات جنگ کے تھے مگر اس زمانے میں بندوق سنگین تپنچے کرچ توپ وغیرہ کا
سارے جہان میں رواج زیادہ ہے اور حقیقت میں دشمن کے دفع کرنے اور اوسکی
ایذا سے امن میں رہنے کے لیے کوئی آلہ حرب کا بندوق اور توپ سے زیادہ بہتر نہیں

علاوہ اسکے بندوق لگانا سب فنون سپہگری مین نہایت آسان اور جلد
حاصل ہوتا ہے اس فن کے کامل لوگ کہتے ہین کہ اگر چالیس روز بندوق لگانے
کی مشق کیجاوے تو نشانہ ہرگز خطا نکرے پس ہر بہادر آدمی کو چاہیے کہ بندوق
لگانے مین کمال پیدا کرے اور خوب مشاقی بہم پہونچاوے تا کہ ضرورت کے
وقت دشمنون کے ہاتھہ سے نجات پاوے اور اونکی شرارتون اور ضرر رسانی سے
محفوظ رہے بندوق کی کئی قسمین ہین لیکن انگریزی بندوق کہ بہت مضبوط اور
ہلکی ہوتی ہے سب بندوقون مین نہایت بہتر ہے پرزے اوسکے لائق تعریف
کے ہوتے ہین اسی طرح انگریزی باروت بھی زور اور تیزی مین اور ولایتونکی
باروت پر فوقیت رکھتی ہے قاعدہ تفنگ اندازی کا یہ ہے کہ ابتدا مین مقدار
سے نصف باروت بغیر گولی اور چھرے کی بندوق مین بھر کر پٹاخے کی ٹوپی
چڑہا کے بچے کے ہاتھہ سے سرکراوین اور اس کو رنجک اوڑانا کہتے ہین جب
اس سے بچے کے دل کی جھجک جاتی رہے تو بندوق مین قاعدے کے موافق
پورا اوزان باروت کا بھر کے گولی ڈالین اور بچے کے ہاتھہ مین دیکے سکھاوین
کہ بندوق کے کندے کو اپنے دہنے شانے پر رکھے اور زور سے جما کے ایک
آنکھہ بند کرلے اور دوسری آنکھہ سے دیدبان کی راہ سے دیکھے جب مکھی
بندوق کی نشانی کے برابر ہووے اوس وقت دم روک کے بندوق سر کرے
تا کہ گولی نشانے سے خطا نکرے اس ڈہنگ پر تہوڑے دنون مشق کرنے سے مبلد

قوی سبب کہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد قدر انداز ہوجاویگا پھر نشانہ کبھی خطا نہ کریگا بخلاف تیراندازی اور غلیل بازی کے کہ قواعد اس کے بہ نسبت بندوق لگانیکے بہت مشکل ہین بڑی محنت سے یاد ہوتے ہین اور برسون کی مشق کے بعد نشانہ صحیح اور درست ہوتا ہے کہ تیر اور غلّہ بے خطا نشانے پر پہونچتا ہے لیکن لڑکونکو اگر اس فن کی بھی مشق کرائی جاوے تو نہایت عمدہ بات ہے کیونکہ تیر کمان بھی مثل تفنگ کے بہترین سلاح سے ہے اور قرآن مجید و حدیث شریف سے بھی اسکے سیکھنے کا حکم ثابت ہوتا ہے پس علاوہ مصالح دنیویہ کے سیکھنا اس کا خالی ثواب سے نہین اس واسطے چند مشہور قاعدے اس فن کے بھی لڑکون کی تعلیم کے لیے اس جگہہ لکھے جاتے ہین پہلا یہ کہ جب کوئی تیر اندازی سیکھنا چاہے تو پہلے ایک کمان نرم اور ملائم لیوے چنانچہ مبالغۃً استادون نے کہا ہے کہ نو سکھون کے واسطے کمان ایسی نرم چاہیے کہ اگر اوس پر مکھی بھی بیٹھے تو تحمل اوس کے بوجھ کی نہ ہو اور ٹیڑھی ہوجاوے خلاصہ یہ ہے کہ ابتدا مین کمان نہایت نرم ہونا چاہیے اور جس قدر ملائم ہوگی اوتنی ہی نو آموزون کو اوس کی کشش زیادہ تر آسان ہوگی دوسرا قاعدہ قبضۂ کمان کی گرفت کے طریقون مین اور وہ چار ہین اول گردشت یعنی گول مٹھی وہ یہ ہے کہ کمان کے قبضے کو بائین ہاتھ کی مٹھی مین ایسا مضبوط پکڑین کہ چارون انگلیان ملی رہین اور انگوٹھا کلمے کے انگلی پر رکھین اور شانے سے مٹھی تک ہاتھ کو تیر کے مثل سیدھا رکھین کہین

خم نہ دین دوسرا چنگل باز دیہ ہے کہ زرت انگوٹہے اور بیچ کی انگلی اور اوسکے
پاس والی سے قبضے کو پکڑین اور ہتیلی کو قبضے سے علیحدہ رکہین تیسرا بہرام شست
طریقہ اوسکا یہ ہے کہ انہین تین انگلیون سے قبضے کو مضبوط پکڑکے ہاتہہ کو
تیر کی طرح سیدہا رکہین لیکن ہاتہہ کے گٹے کو قبضے کے نیچے کی جانب تہوڑا سا
خم دین چوتہا تیر دبان یہ بعینہ بہرام شست کی طرح ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اوس مین
ہاتہہ کا گٹا قدرے نیچے کو جہکا رہتا ہے اور اسکی گرفت مین برابر رہتا ہے تیسرا
قاعدہ کمان کی شست اور سوفار تیر کی گرفت مین بیان اوسکا یہ ہے کہ انگوٹہی
اور کلمے کی انگلی کو چست رکہنا چاہیے اسلیے کہ انہین دو انگلیون سے گرفت ہوتی
ہے بیچ کی انگلی اور اوسکے پاس والی چہنگلیا کچہہ کام نہین آتین پس جب ایسا
کبادہ کہ جسکا بیان اوپر ہوچکا دستیاب ہوجاے تو قبضے کی گرفت کے طریقون
مین سے کہ جنکا ذکر پہلے ہوچکا ہے ایک طریقہ اختیار کرکے اوسکے موافق کبادے
کو پکڑین اور شست کی گرفت کے قاعدے سے جو ابہی لکہا گیا ہے شست کو
پکڑکے نہایت درستی اور نرمی سے داہنے کان کی لو تک کہینچین اور پہر آہستہ آہستہ
کمان تک اوسکو لیجائین تاکہ وہ شست اپنی جگہہ پہونچ جاے اور اس شست کے
آمد و رفت کو تیر اندازون کی اصطلاح مین ایک قلابہ کہتے ہین پہلے روز پانچ
قلابے سے زیادہ نہ کہینچین اور ہر روز ایک قلابہ بڑہاتے جاوین جب نوبت یہان تک
پہونچے کہ ایک وقت مین ایک جگہہ بیٹہہ کے سو قلابے کہینچ لین تو پہر پانچ قلابے ہر روز

زیادہ کرتے جاوین جب ہزار قلابے تک کھینچنے لگین تو اوس کبادے کو دو
دوسرا کبادہ اوس سے زیادہ سخت لیوین اور اوس کبادے کی مشق بھی ہزار
قلابے تک بہم پہونچاوین غرضکہ اسی طرح جتنی مشق زیادہ اور قوت دست
کی بڑھتی جاوے ویسے ہی کبادے ایک دوسرے سے زیادہ سخت بدلتے جاوین
جب کبادہ کھینچنے کی خوب مشق ہوجاوے اور اوسکی کشش کی اچھی طرح سے قوت
آجاوے اور سخت کمان کھینچنے کی نوبت پہونچے اوس وقت خاک تودہ جو مشہور و
معروف ہے تیار کرین اور تیر کو بس چپہ فیٹنے تک اوس پر لگاتے رہین تاکہ خوب
مشق حاصل ہوجاوے ان قواعد مذکورہ کے موافق جو شخص مشق کریگا تو
امید قوی ہے کہ فن تیراندازی مین کامل ہوجاویگا چند نکتے اور سبق لیے جو اہل
فن کے استادون سے منقول ہین بچون کے سیکھنے کے لیے اس جگہ لکھے جاتے
ہین استادون نے کہا ہے کہ کمان کا زور کماندار کے زور سے نصف بلکہ اوس سے
بھی کم چاہیے تاکہ تیر لگانے مین عجیب و غریب صنعتین ظاہر ہون اور سخت کمان
سے جو کماندار کی قوت سے قوی تر ہوگی تیر پریشان جاویگا اور کماندار ہرگز
قدر انداز نہوگا اسی طرح تیر بھی کمان کے مناسب چاہیے اس واسطے کہ اگر ہلکا تیر
سخت کمان مین لگایا جائیگا تو اوسکے ٹوٹنے کا گمان ہے اور جو نرم کمان مین بھاری
تیر لگایا جائیگا تو نشانے تک نہ پہونچ سکیگا اور مدعا حاصل نہوگا پس لازم ہے
کہ تیر کمان کے لائق ہو یعنی کمان کی سختی اور نرمی کے موافق سبک اور گران

یہی چاہیے کہ کمان کے قبضے کو خوب مضبوط و مستحکم پکڑین اور گنا ہاتھہ کا نیڑھا نہونے دین کہ یہ بہت بڑا عیب ہے اور کمان کھینچنے کے وقت اس طور سے کہڑے ہون کہ دہنا پانون بائین پانون سے آٹھہ دس گرہ آگے بڑہا رہے اور داہنے پانون کو ایسا ترچھا رکھین کہ اگر بائین پانون کی ایڑی سے ایک لکیر کھینچین تو دہنے پانون کے بیچ مین پہونچے اور اس طریق سے کہڑے ہونے مین یہ فائدہ ہے کہ دشمن کو آگے پیچھے دہنے بائین ہر طرف تیر مار سکتے ہین اور کمان کے وزن کا بھی خیال رکھنا چاہیے اس لیے کہ ایک ٹانک سے کم اور پانچ ٹانک سے زیادہ نہین ہوتی ہے اور ٹانک تیر اندازون کی اصطلاح مین پانچ سیر وزن کو کہتے ہین اور جس کمان کی شست مین پانچ سیر کا بوجھہ باندہنے کے بعد اسقدر خم ہو کہ کہینچتے وقت کمان کی نوک تک شست خم کہا جاوے ایسی کمان کو ایک ٹانک کی کہتے ہین اسی طرح پانچ ٹانک کی کمان کو بھی سمجھنا چاہیے اور ہندوستان مین اول درجے کی عمدہ اور بہتر کمان ملتان گجرات لاہور سرہند کی مشہور ہے بعد اوسکے بارہی اور فرید آباد کی کمان تحفہ اور نادر ہوتی ہے اوسکے بعد بہار پٹنے حاجی پور کی کمان بھی اچھی ہوتی ہے اور تیراندازی کے واسطے غلیل بازی سیکھنا بھی نہایت مفید ہے اور اکثر قاعدے غلیل بازی کے تیراندازی کے قواعد سے مشابہ ہین اور صورت بھی اوسکی کمان کی سی ہوتی ہے اور غلیل ہند کے محاورے مین ایسے بانس کی کھپاچ کو کہتے ہین کہ سوہن سے تراش کے کمان کے مثل بنائی جاتی ہے اور

اوسمین بجاے تیر کے غلہ رکہا جاتا ہے اور وہ غلہ گولی اور تیر کی برابر کام کرتا ہے
اور مشاق کامل کا غلہ دو سیر کے لوہے کے توے کو توڑ کے باہر نکل جاتا ہے اور
انسان اور حیوان کے حق مین تیر اور گولی کی طرح کارگر ہوتا ہے پس جو کوئی
غلیل لگانے کا شوق کرے تو چاہیے کہ ایسی مشق بہم پہونچاوے کہ اوسکی غلیل کا
غلہ لوہے مین سوراخ کرکے باہر نکل جاوے اور قاعدہ غلیل لگانیکا یہ ہے کہ
کمان کی طرح پہلے نرم غلیل سے مشق شروع کرے پہر بتدریج سخت غلیل تک
نوبت پہونچاوے اور انتہا اوسکی سختی کی یہ ہے کہ غلیل انداز کی قوت سے نصف
ہووے اور غلیل بازی مین حکمی نشانہ باز ہونا بہ نسبت تیر اندازی کے بہت
آسان ہے اور نرم غلیل کے لیے کمہاروں کی مٹی کا غلہ بنانا چاہیے اور سخت
کے واسطے غلہ بہی سخت چاہیے سخت اور بہاری غلہ بنانیکا یہ طریقہ ہے کہ لوہے
کے میل کو جو لوہاروں کے یہان بہت پڑا رہتا ہے اون وقتے مین خوب
باریک کوٹ کے کپڑچہان کرکے ایک حصہ یہ اور دو حصے کمہاروں کے یہان کی
مٹی اور تہوڑی سی پرانی روئی اوسمین ملا کے گوند کے پانی میں تین دن تک
نہائی پر گھن سے خوب کوٹین جب سب ایک ذات ہو جاوے تو پہر اوسکے
غلے انداز کے موافق بنا کے دہوپ مین خشک کر لین ایسے غلے کامل مشاق
کے ہاتھ سے دشمن کے مغز کی ہڈی بلکہ آہنی توے کو توڑتے ہین غرضکہ غلیل
بہی ہتہیار ون مین کامل ہتہیار ہے اگر پوری پوری مشق ہو جاوے تو بندوق

اور تیر کے مثل کارگر ہوگی اور مصارف مین اون دونو سے کم ہے لیکن صرف
اسقدر فرق ہے کہ غلہ کامل و مشاق کے ہاتھ سے دو سو قدم سے زیادہ غلیل
یہ کارگر نہین ہوتا تیر اور گولی تین چار سو بلکہ پانسو قدم تک دشمن کا کام تمام
کر دیتی ہے پس بلحاظ ان سب امور کے مان باپ کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو فنون
مذکورہ سابق نہایت محنت اور کوشش سے سکھاوین کیونکہ بعد علم اور خوشنویسی
کے یہ فنون بھی بہت عمدہ ہین اور مردون کو اکثر انسے کام پڑتا ہے عزت دار
اور شریف لوگ انہیں فنون مین نوکری کرنے کو بہتر اور عمدہ جانتے ہین اور اکثر
آدمی لکھنے پڑھنے کی ملازمت پسند کرتے ہین اس واسطے ایسا مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ لڑکون کو تحصیل علم ہی کے زمانے مین فنون سپہگری کی بھی تعلیم
اور تربیت کرا دین تا کہ بچے اِسین بھی ہوشیار ہو جاوین اور ایسے ہنرون کے
سیکھنے مین ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بچون کا کھیل کود اور ہوا خوری وغیرہ
مفت ہین ان فنون کے سیکھنے کے ضمن مین ہو جاویگی اور تمام دن کی محنت
کی کوفت اور تھکن بھی جاتی رہیگی اور ایک عمدہ اور بہتر فن بھی حاصل ہو جاویگا
پس کیا اچھی بات ہے کہ ایک کام کے سیکھنے مین اور فائدے بھی حاصل ہون
ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار * اور یہ بھی لازم ہے کہ بچون کو فنون
مذکورہ سکھانے کے بعد اور عمدہ عمدہ ہنرون کی تعلیم و تربیت مین مشغول کرین
کہ وہ مثل علوم کے ان فنون اور ہنرون کو بھی سیکھ لین کیونکہ بعض اوقات ترکے

علم سے کام نہین نکلتا ہنر کی ہی بہت حاجت پڑتی ہے اسی لیے اگلے
بادشاہون اور امیرون کا دستور تہا کہ باوجود بادشاہت اور دولت اپنا
کے اپنی اولاد کو سواے علوم وفنون سپہگری کے اور شریف ہنرون کی بہی
تعلیم کراتے تہے تاکہ وقت مصیبت کے کام آوین اس واسطے کہ دنیا کی ثروت
ذریعہ بالی قابل اعتبار و اعتماد کے نہین ہوتی بڑے بڑے امیر کبیر محتاج اور
فقیر ہوجاتے ہین دیکہو ابہی تہوڑے دنون کی بات ہے کہ غدر کے بعد دہلی شہر و
ہندوستان کے بڑے بڑے شہرون مین کیسے کیسے گہر دولتمندون کے بالکل
برباد ہوے اور خاندان تیموریہ کی تو یہان تک نوبت پہونچی کہ اونکو بہیک مانگنے
بہی نصیب نہین ہوتی کیونکہ بوجہ بغاوت کے سرکار انگریزی سے کوئی شخص
دروازے پر بہی خوف کے مارے اونکو ٹہرنے نہین دیتا پہر اور شرفا کا تو کیا
کیسی اور اون بیچارون نے اپنی آسودگی اور ثروت کے غرور مین کسی طرح کا
علم وفن اور ہنر بہی نہین سیکہا کہ جس سے تباہ ہونے کے بعد اپنی شکم پروری
کرتے اور اسی باعث سے آج تک کہ زمانہ بیس برس کا گذرا اونکو وہی پریشانی
ہے اور کوئی حیلہ شکم پروری کا نصیب ہوا کہ جس سے آسودگی اور اطمینان
کے ساتہ زندگی بسر کرتے اور سواے اس خاندان کے اور سب ہنر اور پیشے
والے لوگ اپنی تباہی کے بعد ہنرون کی وجہ سے پہر ویسے ہی آسودہ اور
دولتمند ہوگئے حاصل یہ کہ انسان کو لازم ہے کہ اپنی آسودگی اور ثروت کے

جانے اور خدا کی عنایت و فضل کا شکر بجا لا کر اپنے آرام اور فرصت کے وقت کو ضائع نہ کرے اور ایسے وقتوں مین کوئی فن اور کسیطرحکا ہنر ضرور سیکھ لے اور اپنی اولاد و اقارب وغیرہ کو بھی سکہا وے تاکہ اوسکی وجہ سے شکم پروری اپنی اور اہل و عیال وغیرہ کی متوسط حال سے آرام اور اطمینان کے ساتھ ہو جاوے اور کسی سے سوال کی نوبت نہ پہونچے اور کسی دوسرے کا دست نگر اور احسانمند بھی نہو اس لیے کہ غیر کا محتاج ہونا شرعًا و عرفًا مذموم ہے سعدی علیہ الرحمۃ والرضوان نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابرست ۔۔۔ رفتن بپایمردی ہمسایہ در بہشت

فصل سیف اور بانک اور پٹہے بازی وغیرہ کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ سپہگری کے فنون مین سیف بازی کا فن بھی نہایت عمدہ اور نہایت پسندیدہ ہے اسکی شرافت کے لیے اسی قدر کافی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دروازے جنت کے تلوارون کے سایون کے نیچے ہین جیسا کہ ترمذی نے ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ بِحَضْرَۃِ الْعَدُوِّ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّۃِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ یعنی ابوبکر کہتے ہین کہ مین نے اپنے باپ کو دشمن کے مقابلے مین یہ کہتے ہوئے سنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک جنت کے دروازے تلوارون کے سایون کے

تیغے نہین بس جسکے سایے مین جنت ہو اوسکی فضیلت کا کیا کہنا اور اوسکی بزرگی کا کیا پوچھنا یہ فن لڑائی کے سب ہنرون سے بہت بڑا اور مشکل ہے مگر مبتدیون کے سمجھانے کے لیے چند قاعدے جو اس فن کے اصل اصول ہین لکھے جاتے ہین اور اس مبارک فن کے اوصاف مین سے ایک یہ ہے کہ دشمن کے مقابلے مین بہت کام آتا ہے اس فن کے مشاق پر اگر سو اناڑی آدمی تیغ تبر جمدہر برچھی بھالا سان وغیرہ سے حملہ کرین تو اوسپر ہرگز غالب نہین ہو سکتے بلکہ خدا کی مدد سے وہی سب پر غالب ہوگا لیکن سیف باز تیر گولا گولی نیزے وغیرہ سے ناچار رہے کیونکہ یہ سب چیزین دور ہی سے اوسکا کام تمام کر سکتی ہین اس فن کے چار اصول ہین اول چال نشکر جسکو ہندی محاورہ مین پیترا کہتے ہین اسکے نوآموز کے لیے بڑا میدان چاہیے جب حریف سامنے آوے تو اوسکی آنکھ سے اپنی آنکھ ملاے رہے اسلیے کہ آنکھ جھپکانے مین وہ اپنا کام کر لیگا پھکیت کو لازم ہے کہ ایک جگہ پر نہ ٹھہرے اپنے جسم کو جست و چالاک پھرتی اور سرعت کے ساتھ رکھے یعنی نہایت ہوشیاری سے دشمن کی چوٹ بچا کے اپنا وار کرے دوسری درج اسکی کئی قسمین ہین بعض انمین سے جو بہتر ہین لکھے جاتے ہین اول منہوتی درج وہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ مین تلوار اور بائین مین سپر لیکر جست وخیز سے حریف کا مقابلہ کرے اور زانو ون کو کشادہ و خمیدہ دا تلوار و سپر کے دونون ہاتھون کو دو طرفہ لنبا رکھے اور تلوار کو کبھی کھڑا اور کبھی

اور اسکے قبضے کو چھیدہ رکھے کہ اوسکا سر زمین پر پہونچے اور کبھی قبضے پر
اسی طرح سپر کی گدی کو پہیرا رہے اور جو طرفہ دیکھتا رہے پہر پیترا بدل کے
دہنے بائین آگے پیچھے جائے اور جسم کو سمیٹ کر سپر اور تلوار مین چھپا کے حریف
پر چوٹ کرے اور اوسکے وار کو خالی دے بلکہ پیترا بدلکے اوسکی چوٹ کی حد سے
دور ہو جاوے تو ڈ دوسری قسم اوربیچ طرح اوسکا یہ ہے کہ پانون کے پنجون پر
کہڑا ہو کے دونون پانون کو آگے پیچھے برابر زمین پر رکھکے کمر کو ٹہڑا کرے اور
سیف و سپر کے دونون ہاتہون کو سر کے مقابل لنبا کرکے لگاتار حریف پر وار
کرے اور اوسکی چوٹون کو تڑپ کر خالی دے تیسری گاؤمکھ وبیچ بیان اسکا
یہ ہے کہ سیف و سپر کے ہاتہون کو برابر و کشادہ رکھکے گردن کو دشمن کی جانب جہکاوے
اور اون دونون ہاتہون کو حرکت دیکے خصم پر چوٹ مارے اور اوسکے وار کو خالی
دے چوتھی چورونج ڈہنگ اسکا یہ ہے کہ حریف کے مقابل میدان مین اپنے
اختیار سے کبھی قدم آگے اور کبھی پیچھے رکھے اور اپنے سارے جسم کو چست کرکے سیف و
سپر کے دونون ہاتہون کو سینے کی برابر لنبا کرکے پیترا بدلے پہر حریف پر وار
کرکے بجلی کی طرح تڑپ کے اوسکے ضرر سے دور ہو جاوے پانچوین علی مدد وبیچ
یہ وبیچ سب وبیچون سے نرالی ہے طرفہ یہ ہے کہ اسکے حرکات و سکنات مین
پہکیت کے جسم کی وضع لفظ علی کی سی ہو جاتی ہے صورت اوسکی یہ ہے کہ قبلہ رخ
کہڑے ہو کے بایان پانون اس طرح رکھے کہ اوڑہی شمال کی جانب اور انگلیان

جنوب کی طرف رہین اور دہنا پانون مغرب کی طرف اس طرح رکھے کہ ایڑی
اوسکے بائین پانون کے ٹخنے کے محاذی رہے اور پیٹھ مشرق کی طرف او
دونو پانوئمین نو دس گرہ کا فاصلہ ہووے اور داہنے ہاتھ کو جسمین تلوار ہے سینے
کے داہنی طرف بالشت بھر آگے رکھے اور سیدہی ہاتھ کے بازو کو بائین طرف
تھوڑا سا ٹہراکے تلوار کو ترچھا ہاتھ مین رکھے اور داہنے پہلو کی طرف سے دشمن
کی آنکھ سے آنکھ لڑائے رہے اور ہاتھ کے گٹے کو ملائم رکھے بائین سے تدریج
پیچ دیوے اور بائین ہاتھ کو جسمین سپر ہے سیدہا لٹکا کر حرکت دیکے کبہی سپر کو
آگے لاوے اور کبہی پیٹھ کے پیچھے لیجاوے اور دونون زانوون کو جہکا رکھے
اور سارے جسم کا بوجھ بائین پانون پر ڈالکے داہنے پانون کو سبک رکھے اور دشمن
کی آنکھ سے آنکھ لڑاکے خوب زور سے اوسپر وار کرے اور بائین پانون کو میخ
کی طرح جماکے خود کہڑا رہے اور دہنے پانون کو نرم رکھے کہ تلوار کے وقت
حریف کے آگے آجاوے پہر اوسکی چوٹ بچانے کو اوسکے بائین پانون کی برابر
آجاوے تیسرا قاعدہ چوٹون کا کہ اوسکو داو کہتے ہین اور وہ پانچ ہین اول ماتھیہ
یہ ہے کہ داہنی طرف سے دشمن کے گلے پر مارین دوسرا باہرہ وہ یہ ہے کہ بائین
طرف سے حریف کے گلے اور گردن پر مارین تیسرا کرک کہ داہنی طرف سے دشمن
کے پانون پر وار کرین چوتھا پالٹ کہ بائین جانب سے دشمن کے کولے پر مارین
یہ چوٹ مارین پانچوان سروہ یہ ہے کہ حریف کے سر پر ضرب لگادین چہنانچہ

ہول کہ خصم کے سینے یا پیٹ خواہ پیڑو پر سیدہی ضرب لگادین یہ چہہ
چوٹین اصل ہین اور شاخین اسکی بہت ہین استادون نے تینتالیس چوٹین اور
نکالی ہین اور ہر ایک کا نام علحدہ مقرر کیا ہے چوتہا قاعدہ چوٹون کی روک کا
طمانچے کی روک یہ ہے کہ جب حریف طمانچے پر تلوار مارے تو فوراً دہنے پانون کو
بائین پانون سے ملا کے سپر اور تلوار کے قبضے کو قریب طمانچے کے لائے کہ وار
دشمن کا سپر پر پڑے اور بائین پہلو سے حریف کی آنکہہ سے آنکہہ لڑائے رہے
بہاہرے کی روک کا طریقہ یہ ہے کہ جب دشمن بائین طرف سے باہری کی
چوٹ مارے تو وہہی اسی قاعدے سے روکے اور کڑک کی روک یہ ہے کہ
اگر کڑک کی چوٹ مارے پس جب میدان وسیع ہو تو بجلی کی طرح تڑپ کر پیچہے
ہٹ جاوے اور خالی دے ورنہ سیف کو کڑک کے مقابل زمین پر کہڑا کرے اور
اپنے داہنے پانون کو پیچہے ہٹاوے تاکہ اوسکا وار تلوار پر پڑے اور پالٹ کی
روک کا طرز کڑک کے مثل ہے اور سر کی روک کا دستور یہ ہے کہ داہنے پانون
کو بائین پانون کی برابر لاکر تلوار کو داہنے کندہے پر رکہکے سپر سر پر لاوے اور کمر
اور دونون زانو ون کو خمیدہ رکہے اور دشمن کی آنکہون سے آنکہین لڑاکے اوسکی
چوٹ سپر پر روکے اور ہول کی روک یہ ہے کہ جو اعلی کی طرف وار کیا ہو تو فوراً
زمین پر بیٹہہ کے تلوار و سپر سے ہول کی چوٹ کو روکے اور جو سینے اور پیٹ پر
دشمن ہول مارے تو بیتر ابدل کے دشمن کے پہلو مین بیٹہہ جاوے تاکہ اوسکی ہول خالی

جاننا تو ضرور ہے کہ اس فن زین حیتی اور چالاکی اور ہوش وحواس کا نسبت رکہنا او
اعضا کا قوی ہونا اور ہر طرف آنکہ لڑانے سے تنہا اصل اصول ہے اور مطلب
اس سے یہ ہے کہ دشمن کی چوٹ کو خالی دے یا سپر پر روکے اور اپنے وار سے
اوسکا کام تمام کرے اور ان چار اصول کے سوا پانچوان قاعدہ تلوار کے قبضے
کی گرفت کا استاذوں نے اس طرح بیان کیا ہے کہ قبضے کی تیلی کو پانچون انگلیان اپنے
پکڑین اور اون کے سرون کو آپس مین ہتیلی سے چپکائے رکہین اور انگوٹہے
کو کلمے کی انگلی پر رکہکے اس طرح قوت سے پکڑ لین کہ ہرگز اوسکو جنبش نہونے پائے
اسلیئے کہ اگر قبضہ سیف کا ہاتہ مین ڈہیلا رہیگا تو ہتیلی پر صدمہ پہونچیگا اور دشمن
کی ضرب سے قبضہ اکثر ہاتہ سے نکل جائیگا اور سب سے پہلے قبضے کی گرفت
کے قاعدے کو سیکہنا چاہیے پہر پیترے اور پیچ اور داو اور روک کے ضوابط
کو استادان فن اور ماہران کہن سے حاصل کرین اگرچہ تہوڑے سے قواعد اس فن
کے یہان بطور اختصار لکہے گئے ہین مگر بے استاد کامل کے مہارت اس فن کی
کی محال ہے اور سوا اس فن کے بانک کا فن بہی انسان کو سیکہنا نہایت
ضرور ہے کیونکہ یہ فن بہی ہر قسم کے حربے سے محفوظ رہنے کے لیے نہایت نرم
اور کارآمد ہے کامل استادون نے چہوٹے ہتیارون کی ضربات سے محفوظ رہنے
کے لیے اس فن کو اختراع کیا ہے جو شخص اس فن مین کمال رکہتا ہے وہ سوا
گولی کے تیر تلوار خنجر نیزے وغیرہ اور ہتیارون کی ضرب کو بیتی کے ہنر سے بچا

رد کر سکتا ہے اور خدا کے فضل سے دشمن کو ہلاک کر کے آپ صحیح سالم رہ سکتا ہے
بلکہ اس فن کے کامل لوگ تو نہتے ہی مسلح دشمن سے نہیں ڈرتے اور رومال موزے
جوتی وغیرہ کی اوٹ سے ایسی ایسی صنعتیں اور عجیب و غریب ہنر ظاہر کرتے ہیں
کہ آخر کو دشمن کے ہاتھ سے تمام ہتیار گر پڑتے ہیں پہر وہ تن تنہا سو آدمیوں پر
جو اس فن سے محض بیخبر اور ناواقف ہوں غالب آتے ہیں اصل اصول اس
فن کا یہ ہے کہ انسان نہایت چستی اور چالاکی اختیار کرے اور بندوں کی گرفت
کا کمال بہم پہونچاوے پس اگر اس فن کا کامل نہایت منحنی ہو اور دشمن قوی ہیکل پہلوان
مثل رستم کے اور اس فن سے محض بیخبر تو کیت اوسکو پیچ پر چڑہا کے جیسے بلی
چوہے کو پکڑ لیتی ہے گرفتار کر کے اوسپر غالب و فتحمند ہوگا اور اوس کے ہر حربے
سے انشاء اللہ تعالی محفوظ و مصؤن رہیگا آور سیف بازوں نے پٹے بازی کے
ہنر کو بھی دشمنوں کے حرب و ضرب سے محفوظ رہنے اور اونکے دفع کے لیے ایجاد
کیا ہے سیف بازی بنکیتی پٹے بازی کے فنون کو عقلمندوں نے ہاتی سے نکالا ہے
یعنی جیسے ہاتی اپنی سونڈہ کو دہنے بائیں سر پر پہراتا ہے اسی طرح پٹے باز وغیرہ
بھی اپنے دہنے بائیں پٹے وغیرہ کو پہراتے ہیں تاکہ دشمن کے قابو میں نہ آجائیں
بلکہ خود ہی اوسپر غالب رہیں آور پٹے بازی کے فن کا کمال یہ ہے کہ اس ہنر کا
مشاق ہزار جوان کی صف کو جو سیف بانک پٹے بازی کے قاعدوں سے بیخبر
اور ناواقف ہوں اکیلا توڑ کے معرکے سے اپنی جان بچا کے صحیح سالم نکل جاتا ہے

پس ہتر فا کو چاہیے کہ حریف پر غالب ہونے اور اپنی جان کی حفاظت کے
لیے ان فنون مین بہی ضرور مشاق حاصل کرین اور ایسے شریف فنون کے
سیکہنے مین جہان تک ہوسکے نہایت کشش و کوشش کرین اور اپنی اولاد کو
بھی ضرور ان عمدہ ہنرون کی تعلیم اور تربیت سے محروم نرکہین اسلیے کہ یہ تمام
فنون جنگ و حرب کے واسطے نہایت مفید اور کار آمد ہین اور لڑائی کے وقت
دشمنون کے ضرر دفع کرنے کے لیے انہین فنون سے بہت کام نکلتا ہے اور
سپہ گری کے بہت ہنر ہین چنانچہ مثل مشہور ہے کہ سپاہی کے چھتیس فن پس اگر
سب حاصل نہو سکین تو ونمین سے اعلی اور بہتر فنون کا سیکہنا تو نہایت ہی
ضرور ہے خود بہی سیکہین اور اپنی اولاد اور عزیز قریب دوست وغیرہ کو بہی
سکہا دین تاکہ ضرورت کے وقت کام آوین اور حافظ حقیقی کے فضل و کرم سے
اپنی اور اپنے اقارب وغیرہ کی جان دشمن کی ایذا سے محفوظ رہے

باب دوازدہم
فصل کہانا پکانے کے بیان مین

معلوم ہو کہ دنیا مین انسان ہو یا حیوان کسیکا کہانے سے چہٹکارا نہین
اور اسی پر زندگی کا مدار ہے پس ماں باپ کو لازم ہے کہ جب لڑکیان سات آٹھ
برس کی ہوجاوین تو پڑہنے سے چہٹی پانے کے بعد اون کو طریقے کہانا پکانے کے
ضرور سکہادین اور اون سے سالن اور سیر آدہ سیر کی پتلی روٹی اتنی ہر روز پکوایا کرین

اور جمعے کے دن چند طرح کا کہانا تکلف کا جیسے پلاؤ کباب کوفتے میٹہے چانول
زردہ مطنجن فیرنی قلیہ قورمہ بریانی بہدانی پوری کچوری پراٹہا سنبوسہ غیرہ
بہی پکوا لیا کرین اسی طرح مربے مٹہائی چٹنی اچار حلوے وغیرہ بنانے کی ترکیب
بہی لڑکیون کو بتانا اور سکہانا ضرور ہے کیونکہ انمین سے بعض چیزون سے اکثر
اور بعض سے گاہے باہے کام پڑتا ہے اور بہانداری مین تو اکثر ایسی چیزون کے
پکانے کی ضرورت ہوتی ہے پس ہر قسم کے کہانے پکانے کی ترکیبین سیکہنا اور
انکا دہیان اور خیال رکہنا ہر بہوبیٔ کے لیے نہایت ہی ضرور ہے اس واسطے
کہ کہانے کی ضرورت ہر روز دو وقتا انسان کو ہوا کرتی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے
کہ لونڈی باندی ماما وغیرہ میسر نہین ہوتین پس اگر گہر کی بی بی کو کچہ بہی پکانا
آتا ہوگا تو وہ خود پکا کر اپنا اور بچون اور خاوند کا پیٹ تو بہر دیگی نہین تو سب
بچے اور گہر والے بہوکے رہین گے اور بی بی کا نیلا پن سبہون پر ظاہر ہوگا اور
میان بہی بہوک کی جہنجہلاہٹ مین بی بی سے طعن تشنیع کی باتین کریگا اور وہ بہی
بہوک کے غصے مین میان کو سخت جواب دیگی اور آخر کو اس طرح کی باتین باعث
لڑائی اور فساد کا ہونگی اور ناحق کی رنجش آپس مین بڑہتی رہیگی غرضکہ جو عورتین کہانا
پکانا نہین جانتین وہ ہمیشہ تکلیف اور ایذا اوٹہاتی ہین اور تمام عورتین انکو نیلا
سمجہکر اون سے ہنسی اور مذاق کرتی ہین اور جو اچہا پکانا جانتی ہین اون کی اکثر
تعریفین ہوا کرتی ہین اور سب لوگ اونکو سلیقہ شعار کہتے ہین چنانچہ ایسا ہی بکہنے

اور حدیث مین آیا ہے کہ جو آدمی ہنڈیا پکی کریلے وغیرہ کوئی چیز مزے دار پکاتا ہے تو
اوس کی ہر شخص صفت کرتا ہے اگرچہ یہ چیزین کچھ ایسی عمدہ اور تحفہ نہیں کہ لائق
تعریف کے ہون لیکن مزے دار پکانے کے سبب سے سب لوگ پکانے والے
کی مدح کرتے ہین اور اوسکو سلیقہ شعار جانتے ہین اور جو کہ کھانا پکانا بھی امور
خانہ داری کا ایک جزو اعظم ہے اسلیے سیکھنا اسکا ہر عورت کو بہت ضرور ہے
اگرچہ خدمت کے واسطے لونڈیان باندیان ماما ئین کتنی ہی گھر مین موجود ہون
اس واسطے کہ زمانہ ہر آدمی کے ساتھ ہمیشہ موافق اور یکسان نہین رہتا پس
انسان کو چاہیے کہ راحت و آسائش کے زمانے مین محنت و جفاکشی سے جی
نہ چراوے اور خاصکر خانہ داری کے کام کاج نہایت کوشش اور مشقت سے
کرتا رہے اور احدیون کی طرح اپنے تئین کاہل اور سست نہ بناوے اسلیے کہ
حدیث شریف مین ایسے شخص کی جس سے کوئی کام دین و دنیا کا نہو سکے مذمت
آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے اوسط مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
إِنَّ اللهَ تَعَالَى يُبْغِضُ ابْنَ السِّتِّينَ فِي أَهْلِهِ ابْنَ عِشْرِينَ فِي مِشْيَتِهِ وَمَنْظَرِهِ یعنی
بیشک اللہ تعالی بغض رکھتا ہے ایسے شخص سے کہ وہ اپنے گھر مین تو ستر برس کی عمر
کا ہو اور اپنی چال اور صورت مین بیس برس کا یعنی جو شخص کہ گھر کا کام کاج کرنے
سے کاہل پڑا رہے گویا ستر برس کا بوڑھا ہے اور صورت شکل چال ڈھال
مین بیس برس کے جوان کے مثل ہو تو اللہ تعالی ایسے آدمی کو مبغوض رکھتا ہے

کیونکہ آدمی کا بیکار گھر مین بیٹھنا یا ایسے کام مین مشغول ہونا جسمین دین دنیا کا کوئی
نفع نہو مذموم ہے اور جو شخص کہ کوئی پیشہ یا کھیتی یا تجارت وغیرہ کرتا ہے
اللہ تعالی اوسکو دوست رکھتا ہے اوسے چاہتا ہے جیسا کہ حکیم ترمذی و طبرانی
و بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ تعالی یُحِبُّ العَبدَ المُؤمِنَ
المُحتَرِفَ بیشک اللہ تعالی دوست رکھتا ہے بندے مومن پیشہ ور کو یعنی جو شخص
کہ طلب معاش مین محنت و مشقت گوارا کرتا ہے سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے ان
دونون حدیثون کو جامع صغیر مین ذکر کیا ہے اور اوسکی شرح مین اونکو ضعیف بتایا ہے
اور کھانا تو ایسی چیز ہے کہ دنیا کیا جنت مین بھی اس سے چھٹکارا نہوگا پس کھانا
پکانے کے سب کام کاج سیکھنا ضرور ہین جیسے برتن مانجنا مصالح پیسنا اور
آگ جلانا آٹا گوندھنا روٹی سالن پکانا اور سوا اسکے بعض عمدہ نفیس کھانون کی
ترکیبین بھی سیکھنا چاہیین اور کھانا پکانے مین صرف آنچ اور آب و نمک کا دھیان
رکھنا لازم ہے اسلیے کہ کھانے کا مزہ دار ہونا انہین چیزون کی درستی پر منحصر ہے
جس کھانے کا آب و نمک درست ہوتا ہے اور گلتا بھنتا خوب ہے وہی لذیذ ہوتا ہے
اور جسکا آب و نمک درست نہو اومین کیسا ہی تکلف کرو اور کتنا ہی گھی اور میوہ اور
زعفران اور مشک وغیرہ ڈالو وہ کھانا ہرگز خوش ذائقہ نہوگا اور نہ وہ کسی آدمی
سے کھایا جاویگا اور نہ اوس سے طبیعت سیر ہوگی بلکہ ایسے کھانے سے کہ جسکا آب و نمک
ٹھیک نہو چٹنی روٹی جو آب و نمک سے درست ہو بہتر ہے کہ آدمی کی طبیعت آوے

کہاکر خوش اور سیر تو ہو جاویگی اور چونکہ کہانا پکانے کی ترکیبون سے اکثر لوگ واقف ہین اس لیے اوسکے طریقون اور قسمون کا بیان تفصیل سے نہین کہا گیا علاوہ اسکے اس فن مین بہت سی کتابین لوگون نے تالیف کی ہین اور انواع اقسام کے کہانے پکانے کی ترکیبین اونمین لکہی ہین ہر شخص اون کو دیکہکے اپنے سلیقے کے موافق پکا نا کیا بلکہ مہارت اور کمال حاصل کر سکتا ہے فقط

فصل گنگا اور بیڑہ بنانیکے طریقون مین

جاننا چاہیے کہ ہندوستان کے شہرون مین پان اور ملک مالوہ مین گنگا اور پان کہانے اور خاطرداری مین اوسکو پیشکش کرنے کا ایسا رواج ہے کہ اگر ایک لحظہ بہر کے لیے بہی کوئی کسی کے یہان جاوے تو پانچ بیڑے یا تہالی بہر گنگے سے اوسکی تواضع ضروری کرنا پڑیگی نہین تو بدنامی اور نام رکہائی ہوگی اور اس ملک مین تو گنگے پان کی تواضع کی یہان تک نوبت پہونچی ہے کہ اگر کوئی کسیکے گہر مہمان آوے تو اوسکی کہانے پینے کی اتنی فکر نہین کی جاتی جس قدر اوس کے پان گنگے کا خیال رکہا جاتا ہے اس لیے کہ اگر اوسکی اس تواضع مین کسی طرح کا قصور ہو جاتا ہے تو وہی آن کے ندینے کا گلہ شکوہ کرتا ہے کہ فلان شخص کے یہان گئے تہے کسی نے ایک تل گنگا یا دو پان بہی نہ دیے اور جو کہانے پینے مین کسی طرح کا قصور ہوتا ہے تو کوئی بہی اس قدر اوسکی شکایت نہین کرتا اور سوا تواضع و خاطرداری کے اس شہر کے مرد اور عورت چار برس کے بچے سے لیکر بوڑہے

آپ خود بہی اس قدر پان اور گٹکا کہانے کی عادی ہین کہ گہڑی بہر بہی اوس سے
خالی مونہہ نہین رہ سکتے علاوہ اسکے کہانا اسکا خالی کئی فائدون سے نہین
ایک یہ کہ اسکے کہانے سے مونہہ خوب صاف ہوجاتا ہے دوسرے زردہ یعنی
تنباکو پیٹ کے نفخ اور درد وغیرہ کو مفید ہوتا ہے تیسرے مسوڑہون اور دانتونکے
درد کو دور کرتا ہے اور اونکی مضبوطی کا فائدہ بخشتا ہے چوتہے مونہہ کی بدبو بہی
اس سے جاتی رہتی ہے پانچوین پان کی دہڑی سے چہرہ بہی خوبصورت
معلوم ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ اسکے کہانے مین بہت سے فائدے ہین اس واسطے
مان باپ کو لازم ہے کہ لڑکیون کو بیڑے اور گٹکا بنانے کے طریقے بہی ضرور
سکہاوین تاکہ حاجت کے وقت اسکے بنانے مین دوسرے کے محتاج نہ رہین
ترکیب گٹکا بنانے کی یہ ہے کہ چہالیا کتر کے اوسکی دہول اور ردی کو نکال ڈالین
اور سیر بہر عمدہ گول چہالیا کتری ہوئی مین آدہ سیر کتہا ڈہلا ہوا کہ دہول اور
ردی سے صاف ہو ملاوین اور پاؤ بہر چکنی ڈلی اور آدہ پاؤ لونگ کتری ہوئی
اور زیادہ کہانے والے پون پاؤ لونگ اور پاؤ بہر چہوٹی الایچی اور چہٹانک
چہٹانک جوز جاوتری ڈالین اور پون پاؤ بادام کی گری کتر کے ملا دین اس قدر
مصالحہ سیر بہر چہالیا کے گٹکے کو کافی و وافی ہے اور ایسا گٹکا نہایت عمدہ
ہوتا ہے اور جو ان چیزون مین سے کوئی چیز نہ ڈالی جاوے یا اس وزن سے
کم مصالح ملایا جاوے تو وہ گٹکا اچہا نہین ہوتا اور اوسکے کہانے سے زبان اور

سکتی چہل جاتے ہین اور زبان نہیہ جاتی ہے اور اگر گنگا مین زیادہ تکلف
کرنا چاہین تو پہلے کتری ہوئی چہالیا کو زعفران اور تخم برنجاسف مین رنگ
دہوپ مین سکہالین پہر سب مصالح اوس انداز سے کہ جو اوپر لکہا گیا آونین
ملاوین اور اوس سے زیادہ نہ ڈالین نہین تو گنگا خراب ہو جائیگا اور اگر اوس
بہی زیادہ تکلف منظور ہو تو اول چہالیا کو کیوڑے مین بسالین پہر زعفران عشر
شکر مین رنگ کے سایے مین خشک کرلین جب سوکہہ جاوے تو اوسمین
کیوڑے کا بسا یا ہوا کتہا ملا کے وہی سب مصالح اوسی وزن سے ملاوین اور
جو جی چاہے تو سب مصالح کو سونے چاندی کے ورقون مین منڈہ لین یا
اگر تہوڑے سے پتے بہی کتر کے ملاوین تو وہ نہایت ہی تکلف کا ہو جاویگا
اور ترکیب گنگا کہانے کی یہ ہے کہ طلب کے وقت حاجت کے موافق گنگا
لیکر انداز سے اوسمین چونا ملا کر خوب ملین جب چونا اور گنگا ایک ذات ہو جاوے
تو اوسمین کہانے کا تنبا کو جسکو ہمارے یہان زردہ کہتے ہین انداز کے موافق
ملاوین اور اس طرح کے گنگا کہانے سے مونہہ کو کچہہ ایذا اور تکلیف نہین ہوتی ہے
اور جیسے ملا گنگا کہایا جاتا ہے تو اوس سے مونہہ کو تکلیف ہوتی ہے کلا اور زبان
چونے سے کٹ جاتی ہے پہر کہانا کہانے مین نہایت ایذا ہوتی ہے اور ملا ہوا
گنگا کہانے مین یہ فائدہ ہے کہ چونا مونہہ کو نہین لگتا اسلیے کہ ملنے سے وہ کیسانا
ہو جاتا ہے کہین زیادہ کہین کم نہین رہتا کہ جس سے مونہہ کٹنے کا اندیشہ ہو

اور اوسپر سے چونا کہانے مین ہمیشہ مونہ پہٹنے کا اندیشہ رہتاہے غرضکہ جب گنگا کہاوے تو ملکر کہاوے بغیر ملے کبہی نہ کہاوے اور گنگا کہانے کا رواج ہمارے ہی ملک مین ہے ہندوستان کے شہرون کے لوگ اسکا بنانا اور کہانا نہین جانتے وہان پان ہی کہایا جاتاہے اور بعض اوقات مین گوٹا کہ جسمین بہناہوا دہنیا اور چہالیا اور چکنی ڈلی اور باریک کترا اور رنگاہوا کہوپرا اور چہوٹی الایچی اور پستے بادام کی ہوائی ملاتے ہین کہایا جاتاہے اگرچہ یہ بہی بجاے خود مزے دار ہوتاہے مگر جیسا عمدہ گنگا ہمارے ملک مین طیار ہوتاہے ویسا شاید کہین نہ بنتا ہو اور نہ ہمارے ملک کا ساخوش ذائقہ پان کہین کہایا جاتاہے اسلیے کہ ہندوستان کے شہرون مین اگرچہ گلوری بڑے تکلف سے بنائی جاتی ہے لیکن پہر بہی ہمارے یہان کے بیڑے کے مثل خوش ذائقہ نہین ہوتے اور اسکے سوا اوسکے بنانے مین محنت بہی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اول سفید کتہا تلاش کرکے پانی مین بہلوکر کئی بار بکٹہاپن دور کرنے کے لیے اوسکے پانی کو بدلنا پہر پکاکے اور کپڑ چہان کرکے گاڑہا گاڑہا صافی مین پہیلاکے کنڈے کی راکہہ پر بچہاکر متعدد دفعتون مین بکٹہاپن دور کرنے اور رنگ کاٹنے کے لیے پانی چہڑکنا تاکہ وہ کتہا گلوری مین لگانے کے قابل ہوجاوے خالی دشواری سے نہین دوسرے گیلے کتہے کے بیڑے مین یہی دقت ہے کہ ہر وقت آرام دان پاندان پٹاری وغیرہ ساتہہ رکہنا پڑتاہے کیونکہ اگر بہت سے بیڑے بناکر خاصدان وغیرہ مین

رکھ لیے جاوین تو کتھا یہ کہ تمام پانون کو بدشکل اور خراب کر دیتا ہے اور
ڈلی کے بھیگ جانے سے پان کا مزا بھی بُرا ہو جاتا ہے سوائے اسکے ایسے
پان کی پیک بھی نہایت رقیق اور چپچپی ہوتی ہے غرضکہ گیلے کتھے کا پان باوجود
زیادتی مشقت کے بدمزہ ہوتا ہے بخلاف ہمارے یہان کے بیڑے کے کہ وہ
نہایت خوش ذائقہ ہوتا ہے اور علاوہ اسکے محنت بھی اوسکے بنانے مین کم پڑتی
ہے اس واسطے کہ کتھا بھگونے اور بار بار اوسکے پانی بدلنے اور پکا کر راکھہ پر
ڈالنے وغیرہ کی کچھہ وقت اور ضرورت نہین ہوتی اور نہ ہر وقت پاندان پٹاری
کے بوجھہ اوٹھانے کی تکلیف ہوتی ہے اس لیے کہ بہت سے بیڑے بھیگی چھالی
مین لپیٹ کے اگر خاصدان مین رکھ لیے جاوین تو دن بھر کو کافی ہون گے اور
خوبی ترکیب اور بندش کے سبب سے اتفاقاً اگر دوسرے روز بھی کھائے جاوین
تو اوسکے ذائقے مین کسی طرح کا تغیر متمیز نہوگا ترکیب بیڑا بنانے کی یہ ہے کہ پہلے
عمدہ اور اچھی ذات کے پان جیسے بہلوا دولانگیری ڈھونڈھوا کر منگوا وین کرنج
اور کپوری کہ بُری قسم کے ہوتے ہین ہرگز نہ لیوین پھر اون کو ستھرے پانی مین
دھو کر کسی صاف پاکیزہ کپڑے سے پونچھہ ڈالین تا کہ مٹی اور کراہت وغیرہ سب
دور ہو جاوے اور جہان کہین سڑے گلے ہون اوسکو اور اونکے کنارون کو
قینچی سے کتر کے صاف اور خوبصورت کر لین پھر جتنے پانون کا بیڑا بنانا منظور ہو اوکو
اس ترکیب سے جوڑ کر بنا لین کہ اول دو پان اولٹے رکھین پھر سے پان رکھنے

منظور ہون اونپر سیدہی رنگکے اوپر کے پان پر چونا اس اندازسے لگادین کہ جگہ برابر ہو کہین کم اور کہین زیادہ نہو اور چونے مین روا وغیرہ بہی نہو کیونکہ اس سے بہی مونہہ پہٹ جاتاہے پہر اوسپر سوکہا باریک پیسا ہوا کتہا بڑبڑ کے پان کو صافی وغیرہ ترکپڑے پر اولٹ دین تاکہ کتہا اوسکی تری سے سیل کر پان پر خوب جمجاے پہر جب وہ بہیگ جاوے تو پان کو اولٹ کے اوسکے چونے کو دیکہہ لین اگر سفیدی چونے کی معلوم ہو تو پہر دوسری بار ویسا ہی کتہا چہڑک کے اوسکو جمنے کے لیے ترکپڑے پر اولٹ دین جب وہ جم جاوے اور رنگت اوسکی سنہری سیاہی مارنے لگے تو اوسمین چہالیا الائچی بادام زردہ وغیرہ ڈالکر بطریقۂ معروف اوسکو موڑلین اور لونگ لگاکر قینچی سے کتر اور صاف کر کے کسی صافی مین لپیٹکر خاصدان وغیرہ مین رکہدین اس طرح کے بنے ہوے بیڑون مین ایک یہ بہی عمدگی ہے کہ وہ ایک روز تک چندان متغیر نہین ہوتے اور گیلے کتہے کے تازے بیڑون سے زیادہ خوش رنگ اور خوش ذائقہ ہوتے ہین

فصل سینا سکہانے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ مان نانی دادی قرابت والی عورتون کو لازم ہے کہ لڑکیان جب پڑہنے سے فراغت پاوین تو اونکو سواے پکانا سکہانے کے دو ایک گہنٹے سینے کے اقسام جیسے تیپچی لڑہیاون اور بخیا وغیرہ بہی ضرور سکہاوین تاکہ حاجت کے وقت کسی دوسرے کی محتاج نہ رہین اور ابتدا مین کوئی پرانا موٹا کپڑا دیکر تیپچی

بھرنا بتاوین اور جب تک اونکے ہاتھ صاف نہو اور دہرنا اور دہر والے اودسکو
سلواتے رہین جب فی الجملہ سیون تیلیچی کی صاف اور سیدہی آنے لگے تو پہلے
سیدے سادے کپڑے جیسے لنگی دستارچہ تہیلی وغیرہ سلواوین جب اونکے
ہاتھ خوب صاف ہو جاوے تو بچیا اوڑہنا لڑہیا دن وغیرہ کے بتانے مین
محنت اور کوشش کرین جب اس قسم کے سینے مین فی الجملہ ہاتھ درست ہو جاوے
تو پھر اینچ پینچ کے کپڑے جیسے تورہ پوش بٹوا تلیدانی جھولنا ٹوپی وغیرہ سلاوین
پھر اوسکے جھول دینے اور گوٹ وغیرہ لگانے کے طریقے اور باریکیان
بتاوین جب ایسے کپڑے اچھی طرح بے تکلف سینے لگین تو خرد اون لڑکیون اور
چھوٹے بچون کے کپڑے مثل کرتے پائجامے اوڑہنی وغیرہ کے اونسے سلواوین
اسکے بعد چولی انگرکھا انگیا وغیرہ مشکل کپڑے سلواوین غرضکہ طرح طرح کے کپڑے
سینے کے طریقے بتاوین اور انکی قطع و برید کے قاعدے بھی ضرور سکھا دین
اسلیے کہ سینے آسی سے کام پڑتا ہے اور بہ نسبت سینے کے مشکل بھی ہے اسکے
سوا جس کپڑے کی قطع و برید اچھی ہوتی ہے وہ سڈول اور خوشنما ہوتا ہے اور
اوسکا پہننے والا بھی خوش وضع اور طرحدار معلوم ہوتا ہے علاوہ اسکے جو شخص
قطع و برید کے ضوابط اور باریکیون سے بخوبی واقف ہوگا خدا چاہے تو اوسکا
کوئی کپڑا خراب نہوگا اور نہ اوسکے کپڑے کے ٹکڑے پارچے بیکار اور چھوٹ جاینگے
اس واسطے ہر انسان خاصکر عورتون کو لازم ہے کہ ہر طرح کے لباس خصوصا

اپنے اور بچون کے کپڑون کا قطع کرنا ضرور سیکھین تاکہ حاجت کے وقت دوسرونکی منت نہ کرنی پڑے دیکہو اکثر بیوقوف عورتین اپنے کپڑے قطع کرانے کے لیے دوسرون کے پاس لیے پہرتی ہین اور اونکی کیسی کیسی خوشامد اور سماجت کرتی ہین علاوہ اسکے اپنے آپ کو خیلا اور احمق کہلواتی ہین عقلمند اور سلیقے والی عورتین ہنسی اور مذاق کی راہ سے اونکو مسخرہ بناتی ہین پس اگر تہوڑا سا بہی خیال کر کے کپڑون کا قطع کرنا سیکہہ لین تو کاہیکو کسی کی خوشامد درآمد کی نوبت پہونچے اور کیون خیلا اور احمق کہلاوین اور قطع کرنا کچہہ ایسا مشکل کام نہین کہ سیکھنے کے بعد بہی نہ آوے بلکہ تہوڑی سے غور وفکر سے بخوبی آسکتا ہے البتہ مردانے کپڑون مین توانگرکہے اور زنانے کپڑون مین انگیا کی قطع دشوار ہے مگر یہ بہی چندان مشکل نہین ذرا سا دہیان رکہنے سے سب طرح کے کپڑون کا بیونتنا آجاتا ہے پہر لوگ اوسکو تمیز دار اور سلیقہ شعار جانتے ہین اور جب لڑکیان ہر طرح کے کپڑون کا بیونتنا اور سینا پرونا سیکہہ جاوین تو اوس وقت گوٹے کا کام بہی جیسے انٹوجہنکی لہر گوکہرو چنپا کلی وغیرہ سکہاوین کیونکہ ہندوستان مین اسکے پہننے کا بہت رواج ہے اور جب اس کام سے بہی خوب واقف ہو جاوین تو اونکو ادنی اور اعلی کشیدے اور زردوزی وغیرہ بنانے کا کام بہی سکہا دین کیونکہ اسکے سیکھنے مین بہی کئی فائدے ہین ایک یہ کہ اس طرح کے کام مین بہت جی لگتا ہے اور طبیعت خوش رہتی ہے اور ہر طرح کے دنیا دی رنج والم اس دہندے سے بہل جاتے ہین

دوسرے یہ کہ اکثر عورتوں کی عادت ہے کہ گھر میں خالی بیٹھی ہوئی لوگوں کے گھر کے اچھے برے ذکر کیا کرتی ہیں اور ناحق گناہ میں گرفتار ہو کر اپنی تھوڑی بہت نیکیوں کو ضائع اور برباد کرتی ہیں اور گناہ بے لذت سے اپنی نیکیوں کا اجر اور ثواب کھوتی ہیں غور سے دیکھو تو یہ سب بری باتیں بیکار بیٹھے رہنے سے ہوتی ہیں اور جو نیک بیبیاں کہ فرائض و نوافل اور گھر کے ضروری کام کاج سے فارغ ہو کے اپنی فضول اوقات کو ایسے عمدہ ہنروں میں صرف کرتی ہیں لوگوں کی غیبت اور برائی سے جو بڑا گناہ ہے محفوظ رہتی ہیں تیسرے جو عورتیں ایسے کاموں سے واقف ہوتی ہیں خدا کے فضل سے وہ کسی کی محتاج نہیں رہتیں بلکہ ہمیشہ نہایت فراغبالی اور اطمینان سے بسر کرتی ہیں جو تمہ اونکے خاوند بھی انہیں ہنروں کی وجہ سے بہت خوش رہتے ہیں اور باہم اتفاق و محبت بھی خوب ہوتا ہے اور کبھی جھگڑا اور فساد کہ جو شرعاً و عرفاً مذموم ہے واقع نہیں ہوتا اس لیے عورتوں کو لازم ہے کہ جب گھر کے ضروری کاموں سے فارغ ہوں تو پڑھنے لکھنے سینے وغیرہ کے دھندوں میں لگی رہیں کیونکہ پڑھنے لکھنے کے بعد سینے سے بہتر کوئی شغل نہیں اس واسطے کہ سینے پرونے کا کام تو ایسا نفیس اور عمدہ ہے کہ انسان اپنے گھر میں امیروں کی طرح مسند تکیہ لگائے بیٹھا رہتا ہے علاوہ اس کے اس ہنر کی وجہ سے اکل حلال بھی اچھی طرح سے آبرو کے ساتھ پیدا کر سکتا ہے اور اکل حلال کا حاصل کرنا کچھ غریب ہی پر منحصر نہیں ہے بلکہ امیروں کو بھی ہاتھ کی

مزدوری سے معاش پیدا کرکے کہانا چاہیے دیکہو بڑے بڑے بادشاہ جو متقی اور پرہیزگار تہے وہ اپنے ہاتہہ ہی کے کسب سے کہانے پینے کا صرف اوٹہاتے تہے چنانچہ شاہجہان بادشاہ کہ بڑے دیندار تہے اپنے ہاتہہ سے ٹوپی وغیرہ سیکر اوسکی اجرت سے اپنا کہانا پینا کرتے تہے اور اونکے بیٹے عالمگیر بادشاہ جو بڑے عالم اور متشرع تہے اپنے ہاتہہ سے قرآن شریف لکہکر اوسکی اجرت سے اوقات بسر کرتے تہے بادشاہ کیسے اکثر پیغمبر علیہم السلام اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اور صلحای امت رحمہم اللہ بہی ریاضت اور کسب سے اپنی گذر اوقات کرتے تہے چنانچہ حضرت داود علیہ السلام زرہ بناتے تہے اور حضرت ادریس علیہ السلام خیاطی اور کتابت کا پیشہ کرتے تہے اور حضرت موسی علیہ السلام بکریان چراتے تہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے ننہیال مین نجاری کا پیشہ ہوا کرتا تہا اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بزازی کا پیشہ کرتے تہے غرضکہ انسان کسی طرح کے کسب اور پیشے کو جو شرعاً ممنوع اور معیوب نہو برا اور حقیر نہ سمجہے بلکہ اوسکے حیلے سے اپنی معاش حاصل کرتا رہے اور میرے نزدیک خاصکر عورتون کے لیے کوئی پیشہ آسان اور آبرو کا سینے کے ہنر سے بڑہکر نہین ہے پس ناوان احدی ہو ہر عورتون کے کہنے کے موافق کہ ہم سینا سیکہکر کیا کرینگے جو اللہ سکو آٹہہ دس آنے کپڑا خریدنے کو دیگا وہ دو چار پیسے سلائی کے بہی دیدیگا مزدوری کرنے سے کیا حاصل خیال کرکے ایسے اچہے ہنر کے سیکہنے مین

ہرگز دریغ نہ کرین بلکہ ہمیشہ اپنے اوقات عزیزہ کو علم و ہنر کے سیکھنے مین صرف کرتی رہین اور اپنی اولاد کو بھی علم و ہنر سکھاتے رہین تاکہ دونو نکو نعمتین دو نو جہان کی نصیب ہون

فصل کپڑے رنگنے کی ترکیبون مین

جاننا چاہیے کہ شرع سے عورتون کے حق مین رنگین لباس پہننے کا جواز بلکہ حکم نکلتا ہے اور اکثر ان کو رنگین لباس پہننے کا ذوق شوق بھی ہوتا ہے اس واسطے مان یا نانی دادی وغیرہ کو چاہیے کہ جس طرح لڑکیون کو سب گھر کے کام کاج سکھاتے ہین اسی طرح کپڑے رنگنے کی ترکیبین بھی ضرور ان کو بتادین اسلیے کہ عورتون کو اس سے بہت کام پڑتا ہے اور اکثر اوقات اسکی حاجت ہوتی ہے اور مزدوری دیکر رنگانے مین مفت کا نقصان ہے پس اگر خود انکو رنگنا آتا ہو اور گھر مین اپنے کپڑے رنگ لیا کرین اور یہ دام جو بازار کی رنگائی مین صرف ہوتے ہین کسی اور گھر کی ضرورت کے وقت کام آجاوین تو کیا اچھی بات ہے سوا اسکے جو عورتین طرح طرح اور رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا جانتی ہین جیسے سرخ جماسی نارنجی گلابی پیازی شنجرفی فالسائی اودا نافرمانی بادامی کپاسی کافوری کاسنی خشخاشی دہانی سردئی انگوری آبی آسمانی سنہری چمپئی آتشی گل شفتالو عنابی پستئی کاکریزی سبز مونگیا طاؤسی شربتی صندلی اگرئی وغیرہ اور ان رنگون کی ترکیبون اور طریقون سے خوب واقف ہین وہ عورتین سلیقہ شعار تمیزدار کہلاتی ہین اور گھر

اون کی تعریف ہوتی ہے علاوہ اس کے رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا اور
اونکی کنہون سے خبردار ہو کے کمال حاصل کرنا یہ بھی بجاے خود ایک ہنر ہے
اور ہر فن مین جو شرعًا و عرفًا مذموم نہو مہارت پیدا کرنا خالی نفع سے نہین اگر گھر
کے ضروری کامون سے اتنی فرصت نہ ملی کہ اس فن مین کمال پیدا ہو تو اتنا
ضرور جاننا چاہیے کہ تھوڑی سی بکار آمد ترکیبین رنگ نکالنے اور ایک رنگ سے
دوسرا رنگ بنانے اور اون کے مرکب کرنے کی سیکھ لین اور یہ بھی معلوم کر لین
کہ کس چیز کے رنگ سے کس طرح کے رنگ کا کپڑا رنگا جاتا ہے اور کن رنگون کو
باہم ملانے سے کیا رنگ پیدا ہوتا ہے اور کن کن چیزون کا رنگ کپڑا رنگنے مین کام
آتا ہے اور کس چیز کے ملانے سے رنگ مین صفائی اور آب و تاب زیادہ ہوتی ہے
پس جتنی ترکیبین اور رنگنے کے طریقے اور اونکی باریکیان مجھے یاد ہین اونمین سے بقدر
ضرورت کے عورتون کے سیکھنے کے لیے یہان لکھے جاتے ہین جاننا چاہیے کہ
پہلی وہ چیزین بیان کیجاتی ہین کہ اونکے رنگ رنگنے مین کام آتے اور اونمین
کپڑے رنگے جاتے ہین تفصیل اونکی یہ ہے کسم ہلدی نیل زعفران ٹیسو تن ہارسنگار
ان سب چیزون مین سے اکثر ایسی ہین کہ اونمین ترشی دینا ضرور ہے اس لیے کہ
اونکے رنگ بغیر ترشی ملائے اچھے و صاف نہین ہوتے چنانچہ کسم اور ہلدی کا رنگ
خالص ہو یا دوسرے کے ساتھہ ملایا جاوے بغیر ترشی دیے اچھا نہین ہوتا اور رنگ
مین آب و تاب خوب نہین آتی اور ترشی لیمون کی ہو یا امچور خواہ املی کے سب سے

رنگت مین صفائی آتی ہے اور رنگ کہلتا ہے لیکن لیمون کی ترشی سے رنگ
نہایت صاف اور باآب وتاب ہوتا ہے بخلاف املی وغیرہ کے کہ اسکی ترشی
دینے سے ویسی صفائی اور آب وتاب نہین آتی علاوہ اسکے ایسی ترشی سے
رنگ مین تہوڑی سی سیاہی اور کچہہ ملگجاہٹ بہی آجاتی ہے اور لیمون دینے
سے چمک اور صفائی زیادہ ہوتی ہے زعفران ٹسو نیل ہارسنگار کے رنگون مینا
ترشی دینے کی کچہہ ضرورت نہین اور ترکیبان سب چیزون کے رنگ نکالنے
کی یہ ہے کہ ٹیسو ہارسنگار ان تینون کا رنگ جوش دینے سے نکل آتا ہے
لیکن اتنا فرق ہے کہ ٹیسو اور ہارسنگار کے فقط پہول جوش دیے جاتے ہین اور
ٹسن کے پہولون کو ملکر اوسکے بیجون کو جوش دیتے ہین اور زعفران کے جوش
دینے کی حاجت نہین نقطرات کو پانی مین بہگو دینا کافی ہے صبح کو اوسکا رنگ
خود بخود نکل آتا ہے نیل اور ہلدی سے رنگ نکالنے کی کوئی خاص ترکیب نہین
صرف اون کو پیسکر پانی مین بہگو دینا کافی ہے لیکن نیل کو خوب پیسنا چاہیے اسلیے
کہ ورد را نیل چہاننے کے بعد بہی لائق رنگنے کے نہین ہوتا کیونکہ صافی مین سے
اوس کے روے نکل آتے ہین پہر اوس مین رنگنے سے کپڑے مین ایسے دہبے پڑجاتے
ہین کہ دور ہونا اونکا مشکل ہوتا ہے اس واسطے نیل کی پسائی گہٹائی مین بہت مبالغہ
کرنا چاہیے اور کسم کے رنگ نکالنے کی یہ ترکیب ہے کہ اول اوسکو گوٹ کے چہانی
کے کپڑے مین رکہکر اوس کپڑے کے چارون سرون کو جہولی کی طرح لٹکن میں باندہ کر

پہر اوسمین پانی ڈالتے رہین تاکہ اوسکی زردی نکل آوے اور اس زرد پانی کو ضائع
نکرین کسی برتن مین حفاظت سے رہنے دین اسلیے کہ یہ بہی کئی رنگون مین کام آتا ہے
جب اوس کی زردی جسے پیلاک بہی کہتے ہین نکل چکے تو پہر پانی ڈالکر اوسکو خوب
دہوئین جب اوسمین سے صاف نسوت پانی ٹپکنے لگے تب اوسکا دہونا موقوف
کرین اور اس دہوون کو بہی جسے ڈہل کہتے ہین ضائع نہ کرین کسی برتن مین رہنے
دین کیونکہ یہ بہی اکثر رنگون مین کام آتا ہے غرضکہ جب کسم کی زردی یعنی پیلاک اور
ڈہل بالکل نکل جاوے اور دہلکر خوب صاف ہوجاوے تو اوسکو اوسی کپڑے مین
باندہکر پتہر وغیرہ کسی وزنی چیز سے دباکر رکہدین جب اوسکا تمام پانی نچڑ جاوے تو
سیر بہر کسم پیچھے چار پیسے بہر دیسی سجی پسی ہوئی اس طرح سے اوسمین ملاوین کہ کسم اور
سجی دونون ایک ذات ہوجاوین پہر اوس کپڑے مین رکہکے اوسی طرح سے لٹکن
مین جہولی کی طرح باندہکر تہوڑا تہوڑا پانی ڈالتے رہین اور ایک برتن اوس کے
نیچے رنگ لینے کے واسطے رکہدین جب اول رنگ جسے چہیہا کہتے ہین اور وہ نہایت
سرخ اور گہرا ہوتا ہے نکل آوے تو اوسکو علیحدہ برتن مین رکہہ چہوڑین پہر دوسرے
رنگ کو جو کچھہ رقیق اور ذرا کم رنگ ہوتا ہے اور تیسرے کو بہی جو نہایت رقیق اور
بہت کم رنگ پیازی سا نکلتا ہے ان دونون کو جدا جدا برتنون مین رکہہ لیں پس
اگر گہرا رنگ جیسے سرخ گلنار وغیرہ رنگنا منظور ہو تو اول کپڑے کو زردی اور
ڈہل مین رنگ کے پچھلے رنگ مین جو بہت رقیق اور ہلکا نکلتا ہے اوس کو ڈالدین جب

کپڑا اوس سب رقیق رنگ کو جذب کرے تو اوسکو پیچ کا رنگ جو اول سے کم اور
پہلے سے تیز ہوتا ہے جذب کرا دین اسکے بعد پہلے رنگ مین جسے جینمک کہتے ہین
اوسکو ڈال دین جب اوس کو بہی خوب پی لے اور کپڑے کا رنگ اندازپر آجاوے
تو ترشی اور کلپ دیکر اوسکو درست کرلین سرخ اور گلنار عباسی اور خالسائی
اور نافرمانی یہ سب رنگ بہی اسی ترکیب سے رنگے جاتے ہین لیکن عباسی اور
خالسائی اور نافرمانی مین پیلک اور ڈہل نہین دیا جاتا صرف کسم کا رنگ ہی
دیا جاتا ہے اور جب سرخی کسم کی ایک اندازپر آجاوے تو اوس کپڑے مین جسے
اودا خالسائی نافرمانی عباسی رنگنا منظور ہو تہوڑا سا نیل بہی دیدین لیکن اودے
خالسائی نافرمانی مین نیل زیادہ دیا جاتا ہے اور عباسی مین بہت کم اور نیل دینے
کے بعد ترشی اور کلپ بہی دیدین تا کہ اوسکا رنگ صاف اور چلدار ہوجاوے
جاننا چاہیے کہ صرف کسم سے دو تین ہی رنگ رنگے جاتے ہین جیسے گلابی پیازی
سرخ لیکن اکثر رنگون مین اسکا میل دیا جاتا ہے جیسے کاسنی بادامی خشخاشی
آتشی شنجرفی سنہری چنپئی گل شفتالو وغیرہ اس لیے کہ یہ سب رنگ شہاب
ہی سے رنگے جاتے ہین اور تہوڑا بہت میل ہلدی اور نیل کا بہی دیا جاتا ہے
کاسنی خشخاشی گل شفتالو مین تو شہاب کا رنگ دیکر تہوڑا سا میل نیل کا بہی دیتے
ہین اور سنہری چنپئی بادامی آتشی شنجرفی مین شہاب کے ساتہ تہوڑا سا ہلدی کا میل
بہی کر دیتے ہین اور سرخ گلنار نارنجی مین شہاب زیادہ دیا جاتا ہے اور ہلدی کا بہت

تہوڑی اسیطرح عباسی مین شہاب بہت دیا جاتا ہے اور نیل نہایت کم اور
اور فالسائی اور نافرمانی مین شہاب بہت صرف ہوتا ہے اور نیل نسبت
عباسی کے زیادہ اور جتنے گہرے رنگ رنگے جاتے ہین جیسے سرخ گلنار
عباسی اور نافرمانی فالسائی وغیرہ ان سب مین کسم کا زیادہ خرچ ہوتا ہے
یعنی اگر ان رنگون مین ایک جوڑا رنگا جاوے تو سیر بہر کسم صرف ہوگا اور زردی
ہلدی مین سوا سے زرد کے اور نیل مین سوا سے نیلے کے اور دوسرا رنگ
نہین رنگا جاتا ہان اگر اوسمین کسی اور رنگ کا میل دیا جاوے تو اور رنگ بہی
رنگ سکتے ہین مثلاً اگر ہلدی کے رنگ مین نیل کا میل دیدین تو اوس سے سبز
دہانی انگوری کپاسی کافوری پستئی وغیرہ رنگ بنجاتے ہین یا ہلدی مین اگر شہاب
کا میل دیا جاوے تو اوس سے بادامی سنہری آتشی وغیرہ رنگ جو اوپر مذکور ہو چکے
رنگے جاتے ہین اسی طرح نیل مین شہاب دینے سے کاسنی شہتوتی وغیرہ رنگ
کہ اونکا بہی ذکر اوپر ہو چکا ہے رنگ جاتے ہین اسی طرح ٹسن اور ٹیسو اور ہارسنگار
کے رنگون کو بہی سمجہنا چاہیے یعنی جتنے رنگ ہلدی کے میل سے رنگے جاتے
ہین اوتنے ہی ان چیزون کے میل سے بہی مثلاً اگر شہاب مین ان کے رنگون کا
میل دیا جاوے تو جو رنگ ہلدی اور شہاب سے رنگے جاتے ہین وہ اس سے
بہی رنگے جاوینگے اسیطرح اگر نیل کا میل ان رنگون مین دیا جاوے تو جو رنگ
نیل اور ہلدی سے بنتے ہین وہی انسے بہی طیار ہوجاتے ہین غرضکہ ان چیزون کا

رنگ ہلدی کے رنگ کا کام کرتا ہے اور یہی یاد رہے کہ اکثر رنگ شہاب
ہلدی نیل ہی سے رنگے جاتے ہین اور بعضے ایسے ہین کہ اونمین ان رنگون کا کچھ
صرف نہین جیسے صندلی اگرئی کاکریزی وغیرہ کہ انمین شہاب نیل ہلدی بالکل
نہین دیجاتی اسلیے کہ صندلی اور اگرئی کی زمین گیرو یا تن یا آم کی چھال سے
باندہتے ہین پہر صندل مہندی وغیرہ خوشبودار مصالح سے رنگتے ہین اور کاکریزی
وغیرہ ڈال کے رنگ سے رنگا جاتا ہے اور انگریزی رنگون سے کپڑا رنگنے مین
یہ نقصان ہے کہ اول تو یہ رنگ ایسا کچا ہوتا ہے کہ پانی کی بوند پڑتے ہی کپڑے
مین سفید دہبا پڑ جاتا ہے دوسرے اس رنگ مین خدا جانے کیا چیز تیزاب سی
ملی ہے کہ اوسکے رنگے ہوے کپڑے پہننے سے بدن مین خارش ہوکر دانے
نکل آتے ہین اور جہان جہان بدن سے وہ رنگ چھو جاتا ہے وہ سنگین ہو جاتا ہے
پس اس رنگ مین ہرگز کپڑے نہ رنگنا چاہیین

باب سیزدہم

فصل بلوغ کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بلوغ کی تین نشانیان ہین اول پندرہ برس کی عمر کو پہنچنا دوسرے
احتلام ہونا تیسرے موے زہار کا اگنا دلیل اول کی حدیث متفق علیہا ابن عمر
رضی اللہ عنہما کی ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عُرِضْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
اٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَامَ اُحُدٍ وَاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشَرَۃَ سَنَۃً فَرَدَّنِیْ ثُمَّ عُرِضْتُ عَلَیْہِ عَامَ الْخَنْدَقِ

وَاَنَا ابنُ خَمسَ عَشرَةَ سَنَۃً فَاَجَازَنِي فَقَالَ عُمَرُ بنُ عَبدِ العَزِيزِ هٰذَا فَرقٌ بَينَ
المُقَاتِلَۃِ وَالذُّرِّيَّۃِ یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ کہا اونہون نے
سامنے کیا گیا مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یعنی جہاد مین جانے کیلئے
جنگ احد کے سال مین یعنی تیسری برس ہجرت سے اور مین اوس وقت چودہ
برس کا تہا پس پہیر دیا مجہکو یعنی ہمراہ نہ لیگئے مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جہاد مین صغر سنی کے سبب سے پہر روبرو کیا گیا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے جنگ خندق کے سال مین اور مین اوس وقت پندرہ برس کا تہا پس
اجازت دی آپ نے مجہکو یعنی جہاد مین جانے کی اس واسطے کہ پندرہ برس بلوغ
کی حد ہے پس کہا عمر بن عبد العزیز نے کہ یہ عمر لڑنے والون اور لڑکون کے درمیان
مین فرق کرنے والی ہے یعنی عمر بن عبد العزیز نے یہ حدیث سنکر کلام مذکور فرمایا
مراد اونکی اس سے یہ ہے کہ جب لڑکا پندرہ برس کا ہو تو مجاہدین کی جماعت مین
داخل کیا جاوے اور جوانون مین اوسکا نام لکہا جاوے اور جو اس عمر کو نہ پہونچے
وہ لڑکون مین شمار کیا جاوے اور دلیل دوسری اور تیسری نشانی کی حدیث صحیح
عطیہ قرظی کی ہے عَن عَطِيَّۃَ قَالَ عُرِضنَا عَلَی النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
يَومَ قُرَيظَۃَ فَكَانَ مَن اَنبَتَ قُتِلَ وَمَن لَم يُنبِت خُلِّيَ سَبِيلُہٗ وَكُنتُ مِمَّن لَم يُنبِت
فَخُلِّيَ سَبِيلِي وَفِي لَفظٍ فَمَن كَانَ مُحتَلِمًا اَو اَنبَتَ عَانَتَہٗ قُتِلَ وَمَن لَا تُرِكَ یعنی عطیہ
قرظی سے روایت ہے کہ کہا اونہون نے پیش کیے گئے ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر بنی قریظہ کی لڑائی کے دن پس جس کی ناف کے نیچے بال اوگے تھے وہ مارا گیا
اور جس کے نہین اگے تھے وہ چھوڑ دیا گیا عطیہ کہتے ہین اور تھا مین اون لوگون مین
سے کہ جن کے موے زہار نہین اگے تھے پس مین چھوڑ دیا گیا روایت کیا اس
حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے اور اسی حدیث
کی ایک روایت مین وارد ہے پس جسکو احتلام ہوتا تھا یا جسکے موے زہار اگے
تھے وہ مارا گیا اور جو ایسا نہ تھا وہ چھوڑ دیا گیا روایت کیا اسکو امام احمد اور نسائی نے
پس پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ پندرہ برس کی عمر کو پہونچنا مرد اور عورت دونوکے
لیے اعلی مدت بلوغ کی ہے اور یہی مذہب جمہور کا ہے خواہ اور علامتین بلوغ کی
ظاہر ہون یا نہون اور ادنی مدت بالغ ہونے کی مرد کے لیے بارہ برس اور عورت
کے واسطے نو سال ہین یعنی اگر اس عمر مین وہ دعوے بلوغ کا کرین اور کہین کہ ہم
بالغ ہو گئے تو انکے قول کی تصدیق کرنا ضرور ہے اور اون دونون پر احکام
شرع شریف کے بالغون کے مثل جاری کرنے چاہیین اور دوسری نشانی بلوغ
کی یعنی احتلام مع انزال ہی مرد وعورت دونون مین مشترک ہے اور بعض کے نزدیک
مرد کے ساتھہ خاص ہے اور تیسری علامت یعنی انبات مردون کے ساتھہ
خاص ہے جیسے حیض عورتون کے ساتھہ غرضکہ شرع مین بلوغ کی یہی نشانیان
ہین جب انمین سے کوئی علامت لڑکا لڑکی مین ظاہر ہو تو ماں باپ اور قرابت
والون کو لازم ہے کہ اون کی شادی بیاہ کی جلد فکر کرین اسلیے کہ شرع شریف

مین جیسے بچون کی پرورش کی تاکید آئی ہے اسی طرح بلوغ کے بعد اون کے نکاح کردینے کا بھی حکم آیا ہے اور اس کار خیر مین جہان تک ہو سکے عجلت کرین اس لیے کہ بسبب تاخیر کے اگر اولاد گناہ مین مبتلا ہو جاویگی تو وہ معصیت نہین کے نامۂ اعمال مین لکھی جاویگی جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کیا ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنْ اِسْمَہٗ وَاَدَبَہٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْہُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ یعنی کہا ابو سعید خدری اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس شخص کے یہان لڑکا پیدا ہو تو چاہیے کہ اچھا نام رکھے اوسکا اور اوسکو خوب ادب سکھاوے یعنی احکام شریعت اور آداب معیشت کے کہ دنیا و آخرت مین مفید ہون اوسکو تعلیم کرے پھر جب وہ بالغ ہو جاوے تو چاہیے کہ اوسکا نکاح کردے اس لیے کہ اگر وہ بالغ ہوگیا اور اوسکا نکاح نہ کیا اور اوس سے کوئی گناہ سرزد ہوا یعنی زنا یا اوسکے مقدمات ظہور مین آئے پس اوسکا گناہ اوسکے باپ ہی پر ہے یعنی اس واسطے کہ یہ گناہ باپ ہی کے قصور سے سرزد ہوا کہ اوسنے اپنے لڑکے کا بالغ ہونے کے بعد نکاح کیا اسی طرح لڑکی کے حق مین بھی وارد ہوا ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان مین روایت کیا ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِی التَّوْرٰیۃِ مَکْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتِ ابْنَتُہٗ

اِثْنَتَیْ عَشَرَةَ سَنَةً وَلَمْ یُزَوِّجْهَا فَاَصَابَتْ اِثْمًا فَاِثْمُ ذٰلِكَ عَلَیْهِ یعنی حضرت عمر اور انس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا توراۃ مین لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ برس کی عمر کو پہونچ جاوے اور وہ اسکا نکاح نکرے یعنی باوجود میسر آنے کفو کے پھر اوس بیٹی سے کوئی گناہ ہوجاوے یعنی زنا وغیرہ تو اسکا گناہ اوسکے باپ پر ہے پس ان دونو حدیثون سے واضح ہے کہ حتی الامکان اولاد کے بالغ کے بعد اونکے نکاح کرنے مین کسی طرح کی غفلت نہ کرین ورنہ دنیا کی رسوائی کے سوا آخرت کے مواخذے مین بھی گرفتار ہونگے

فصل ستر اور پردے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ دین اسلام مین جن اعضا کا چھپانا مرد اور عورت دونون پر فرض ہے تفصیل اونکی یہ ہے کہ مرد کا ستر ناف کے نیچے سے گھٹنون کے نیچے تک ہے پس سوا اوسکی بی بی یا لونڈی کے اور کسیکو مرد ہو یا عورت اس ستر کا دیکھنا بے ضرورت قوی کے درست نہین اسی طرح ستر عورت کا عورت کے لیے ناف کے نیچے سے زانو تک ہے یعنی بغیر ضرورت قوی کے اور کسی عورت کو بھی اس ستر کا دیکھنا درست نہین اور آزاد عورت کو سوا اپنے خاوند کے اور محرمون سے پیٹ اور پیٹھ اور ناف سے زانو تک چھپانا ضرور ہے پنڈلی اور بازو اور چہرہ اور ہمراوسکا محرم کے حق مین ستر نہین یعنی ان اعضا کا دیکھنا محرم کو درست ہے اور اجنبی مرد سے سارا بدن چھپانا ضرور ہے یہان تک کہ سر کے بال بھی ستر مین داخل

ہین انکا دیکھنا بھی غیر مرد کو منع ہے ضرورت قوی کے وقت صرف چہرہ اور دونون ہاتھہ اور دونون قدمون کا دکھانا اجنبی مرد کو جائز ہے اسی طرح ان عضا مین سے کسیکے عضو پر اگر وہو کے سے کسی نامحرم کی نگاہ جا پڑے تو شرعاً اہین کچھہ گناہ نہین ہے اور جاننا چاہیے کہ سب مسلمانون کی عورتون کو پردہ کرنا بہت ضرور ہے اس لیے کہ احادیث صحیحہ سے ترغیب پردہ کرنے کی ثابت ہے جیسا کہ ترمذی مین وارد ہوا ہے عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا عورت ستر ہے پس جب کہ اپنے پردے سے نکلتی ہے تو اچھا کر دکھاتا ہے اوسکو شیطان مردون کی نظر مین حاصل اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ جس طرح ستر مگاہ کو چھپاتے ہین اسی طرح عورت کو بھی پردے مین رہنا چاہیے اور جیسا ستر کا کھولنا برا ہے ویسا ہی بے پردے عورت کا لوگون کے سامنے آنا مذموم ہے اور جیسا کہ بیہقی کے شعب الایمان مین وارد ہوا ہے عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ یعنی حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مجھے یہ بات پہنچی کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ دیکھنے والے کو اور اوس کو جسکی طرف دیکھا گیا یعنی جو قصداً کسی اجنبی عورت یا اوس کے ستر

کی طرف دیکھتے اوسپر آپ نے اللہ تعالی کی لعنت فرمائی اسی طرح دکھانے والے پر بھی حکم لعنت کا فرمایا ہے پس ان احادیث کے بیان سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ کرنے کی نہایت تاکید فرمائی اور ترغیب دلائی ہے اگرچہ پردہ کرنا ازواج مطہرات کے حق مین فرض تھا اور امت کی بیبیون کے حق مین مستحب کا خواہ مخواہ بدون ضرورت شدید کے بے پردہ اپنے تئین مردون کو دکھانا اور نفس نادیار رکھنا اور خلوت وجلوت مین غیر مرد کے سامنے ہو جانا اور اوسکو اپنے کامون مین شریک رکھنا اس خیال سے کہ پردہ فرض نہین صرف ستر کو چھپانا فرض ہے یہ سب گناہ کبیرہ مین داخل ہے علاوہ اسکے کسی روایت قوی یا ضعیف سے جواز بے پردگی کا ثابت نہین ہوتا بلکہ جہان دیکھو وہان پردے کی خوبیان اور اوسکے منافع اور بے پردگی کی خرابیان اور اوس کے نقصانات مذکور ہین خصوصًا اس اخیر زمانہ پر آشوب مین کہ سوائے فتنہ وفساد اور بد بینی اور بد افعالی کے اچھے کامون کی طرف اکثر لوگون کو خیال وتوجہ نہین ہے بلکہ اکثر بد وضع لوگ شب وروز اسی دہیان مین رہتے ہین کہ فلان شخص کی بہن یا بیٹی خواہ بی بی بہت طرحدار اور خوبصورت ہے اوس سے کسی طرح محبت وآشنائی پیدا کرنی چاہیے اور وقت اور موقع پاکے اوسکو اپنے قابو مین لانا چاہیے چنانچہ ہزارہا فریب اور صدہا مکر وحیلے بناکے اون بیچاریون کو اپنے دام تزویر مین پھانسنا چاہتے ہین شیطان تو انسان کے بہکانے کی گھات ہی مین لگا ہے

اونکو ہی کچھ خیال اپنی عزت اور اپنے بزرگون کی آبرو کا نہین رہتا پس شیطان ملعون سکے اغواسے اونکے پہندے مین پہنسکر وہ نوجوان مین اپنا مونہہ کالا کرتے ہین اور طرح طرح کی ذلت ورسوائی اور گناہون مین گرفتار ہوتی ہین اور اکثر اس زمانے مین کشت وخون وغیرہ بہی اسی آشنائی کے باعث سے ہوا کرتا ہے اور غالبًا یہ سب فتنہ اور فساد بے پردگی ہی کی وجہ سے برپا ہوتے ہین اسی واسطے سب مسلمان شریف لوگ پردے کو عورتون کے لیے نہایت پسند کرتے ہین پس مان باپ کو چاہیے کہ جب لڑکیان چہہ سات برس کی عمر کو پہونچین تو اونکو باہر پہرنے سے روکین اور غیر مردون سے پردہ کرنے کی تاکید کرین تاکہ بچپن ہی سے اونکو پردہ کرنے کی عادت پڑے اور زندگی بہر شرم وآبرو کے ساتھہ شرفا کی طرح اپنے گہر مین خوش واتفاقی کے ساتھہ گذران کرین اور ہر طرح کی تہمت اور رسوائی اور ذلت وغیرہ سے بچکر کونین کی نعمت حاصل کرین

فصل اون رشتے دارون اور مذہب والون کی بیان مین جن سے نکاح درست نہین

جاننا چاہیے کہ شرع مین عورتون سے نکاح حرام ہونے کی دو وجہین مذکور ہین ایک نسب دوسرے مصاہرت یعنی نکاح کے سبب سے رشتہ داری اور یہ سب پندرہ عورتین ہین بارہ انمین سے ہمیشہ کو حرام ہین کہ اونسے کبہی نکاح درست نہین اور تین ایسے ہین کہ بی بی کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد اونسے نکاح درست

ہوجاتا ہے اول یعنی نسب کی جہت سے جو سات عورتین ہین ایسے کہ حرام ہین تفصیل
اون سب کی اور جو مصاہرت کی وجہ سے حرام ہین اونمین سے چہ کی کلام مجید
کی اس آیت شریف مین جو چوتہے پارے کے اخیر مین واقع ہوئی ہے مذکور ہے
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ
وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ
نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ
لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ
وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا یعنی
حرام کی گئین تمپر تمہاری مائین اور تمہاری بیٹیان اور تمہاری بہنین اور تمہاری
پہوپیان اور تمہاری خالائین اور تمہارے بہائیون اور بہنون کی بیٹیان یعنی
بہتیجیان اور بہانجیان اور وہ مائین تمہاری جنہون نے تمکو دودہ پلایا ہے
اور دودہ شریک بہنین اور تمہاری بیبیون کی مائین اور ربائب یعنی تمہاری
بیبیون کی بیٹیان اور خاوند سے جو تمہاری گودیون مین ہین تمہاری ان بیبیون
سے جن سے تم نے صحبت کی ہے پس اگر نہین صحبت کی تم نے اونسے تو نہین کچہ گناہ
تمپر اور تمہارے بیٹون کی بیبیان جو تمہاری صلب سے ہین اور یہ کہ اکہٹا کرو تم
دو بہنون کو مگر جو آگے ہو چکا بیشک اللہ بڑا بخشنے والا ہے نہایت مہربان پس اس
آیت مین تیرہ عورتون کا ذکر آیا ہے اور باقی وہ عورتین جن کی حرمت حدیث شریف

سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہین ایک بی بی کی پہوپی اور دوسری اوسکی خالا سب
سب پندرہ عورتین ہوئین انہین سے صرف تین عورتین ایسی ہین کہ جن سے نکاح
ہمیشہ کو منع نہین ایک وقت خاص تک حرام ہے وہ یہ ہین بی بی کی بہن اور
پہوپی اور خالا کہ بی بی کے ساتھہ جمع کرنا اونکا منع ہے اور اوسکے مرنے یا طلاق
دینے کے بعد نکاح اونسے جائز ہے جاننا چاہیے کہ یہ جو رشتے اوپر مذکور ہوئے
جن کے سبب سے نکاح حرام ہے بعض اونمین سے تین طرح پر ہین حقیقی علاتی اخیافی
حقیقی خود ظاہر ہے علاتی اوسے کہتے ہین جسکا رشتہ باپ کی طرف سے ہو جیسے
بہائی اور بہنین کہ جنکا باپ ایک ہوا اور مائین دو ایسے ہی پہوپی اور خالا بہی علاتی
ہوتی ہین اور اخیافی وہ ہین جنکا رشتہ مان کی طرف سے ہو جیسے بہائی اور
بہنین دوسرے باپ سے کہ مان سب کی ایک ہو اور باپ دو پہوپیان اور
خالائین بہی اخیافی ہوتی ہین اور یہ علاتی اور اخیافی رشتے بہی نسب ہی مین داخل ہین
یعنی جو ناتے وار حقیقی رشتے کے سبب سے حرام ہین وہ علاتی اور اخیافی ہونے سے
بہی حرام ہوتے ہین اور جیسے ان رشتون کی عورتین حرام ہین ویسے ہی ان رشتون کے
مرد بہی حرام ہین یعنے انسے نکاح باہم درست نہین تفصیل اون مردون کی جن سے
نکاح عورتون کو حرام ہے یہ ہے سگا یا سوتیلا خواہ رضاعی بیٹا اور باپ اور سگا
بہائی اور سگا دادا ماما اور سگا سسر اور بہائی کا بیٹا یعنی بہتیجا سگا ہو یا سوتیلا اور بہن
کا بیٹا یعنی بہانجا سگا اور سوتیلا اور باپ کا بہائی یعنی چچا سگا ہو خواہ سوتیلا اور

ایسا ہی ماں کہ بہائی یعنی ماموں یہ سب محرم ہین انسے نکاح جائز نہین اور
نسبی رشتون مین دادا نانا اور اون کے باپ یعنی پردادا پرنانا وغیرہ جتنے اوپر
کے ہون اصول کی وجہ سے سب حرام ہین اور فروع کی وجہ سے پوتا پڑپوتا
نواسا کنواسا وغیرہ جتنے نیچے درجے کے ہون سب حرام ہین یگے ہون یا سوتیلے
اور انکی بیبیان یعنی دادی نانی پردادی پرنانی حقیقی ہون یا سوتیلی یہ سب
حرام ہین اصول کی وجہ سے اور فروع کے سبب سے پوتے پڑپوتے نواسے
کنواسے کی عورتون سے بہی نکاح حرام ہے اسلیے کہ یہ سب بیٹون کے حکم مین
ہین اور بیٹے حقیقی ہون یا لکی اولکی ازواج سے نکاح درست نہین ایسا ہی حال
خاوند کے رشتہ دارون کا ہے یعنی جو مرد اپنے نسب کے اصول او فروع کی وجہ
حرام ہین وہی خاوند کے نسب سے عورت پر حرام ہین اور ایسا ہی مردون پر بی بی
کے اصول او فروع کی عورتین یعنی اوسکی دادی نانی وغیرہ اصول کی وجہ سے اور
بی بی کی اولاد یعنی اوسکے پوتے پڑپوتے نواسے کنواسے جو اوسکے اور خاوند
سے ہون یہ سب اس دوسرے خاوند پر حرام ہین عورت کے فروع کے سبب
سے جتنے نیچے درجے کے ہون اسلیے کہ انکے خاوند اولاد کے حکم مین ہین اور انسے
سے نکاح حرام ہے ان بی بی کی وہ لڑکی جو دوسرے خاوند سے ہو شوہر کے
اوس بیٹے پر جو دوسری عورت سے ہو حرام نہین یعنی اوس لڑکی کا نکاح اوسکے
درست ہے اور ایسا ہی حال رضاعت کا سمجہنا چاہیے مگر دودہ کی وجہ سے حرمت

اوس وقت ثابت ہوتی ہے کہ دودہ پینے کی مدت مین پیا ہو یعنی دو ڈہائی
برس کی عمر مین اس سے زیادہ عمر مین پینا معتبر نہین اور یہ بھی شرط ہے کہ پانچ بار
چہاتی چوسی ہو اور دودہ پیٹ مین گیا ہو اسلیے کہ خالی چہاتی کا چوسنا معتبر نہین
اور رضاعت رضیع کے اقرار سے ثابت ہوتی ہے اور دو عادل مردون خواہ
ایک مرد یا دو عورتون کی گواہی سے مگر حدیث شریف کے موافق ایک ہی عورت
کی گواہی ثبوت رضاعت مین کافی ہے جیسا کہ بخاری کی اس حدیث سے ثابت
ہے عَنْ عُقْبَةَ بْنِ حَارِثٍ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ اِبْنَةً لِاَبِیْ اِهَابِ بْنِ عَزِیْزٍ فَاَتَتْ
اِمْرَاَۃٌ فَقَالَتْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِیْ تَزَوَّجَ بِهَا فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا اَعْلَمُ
اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِیْ وَلَا اَخْبَرْتِنِیْ فَاَرْسَلَ اِلٰی اٰلِ اَبِیْ اِهَابٍ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوْا مَا
عَلِمْنَا اَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ
فَسَأَلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَكَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ فَفَارَقَهَا
عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی روایت ہے عقبہ حارث کے بیٹے سے یہ کہ تحقیق
نکاح کیا اوسنے ابو اہاب بن عزیز کی بیٹی سے پہر آئی ایک عورت اور کہا اوسنے
کہ بیشک دودہ پلایا ہے مینے عقبہ اور اوس عورت کو کہ نکاح کیا ہے عقبہ نے
اوس سے یعنی وہ عورت دودہ شریک بہن ہے عقبہ کی اور نکاح اونکا باطل ہے
پس عقبہ نے اوس عورت سے کہا مین نہین جانتا کہ تحقیق تونے دودہ پلایا ہے مجھکو
اور نہ خبر دی تونے مجھکو یعنی پہلے اس سے اس امر کی پس بہیجا عقبہ نے یعنی ایک شخص کو

ابی اہاب کے گھر والون کی طرف پھر پوچھی اوس شخص نے اوس نے یعنی یہ بات کہ دودھ پلایا ہے تمہارے لڑکی کو اس عورت نے پس کہا اونھون نے نہین جانتے ہم کہ دودھ پلایا ہو اس عورت نے ہماری لڑکی کو پس سوار ہو کر چلے عقبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مدینے مین اور پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یعنی حکم اس نکاح کا پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس طرح اپنے نکاح مین رکھے گا تو اسکو اس حال مین کہ تحقیق کہا گیا ہے کہ دودھ شریک بہن ہے تیری پس جدا کردیا اوس عورت کو عقبہ نے اور نکاح کیا اوسنے سوا اوسکے اور خاوند سے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رضاعت کے ثبوت مین ایک عورت کا کہنا ہی کافی ہوتا ہے جاننا چاہیے کہ دودھ پلائی ماں کے حکم مین ہے اور اوسکا خاوند باپ کے حکم مین ہے اور اولاد اس رضاعی ماں کی خواہ اسی بی بی سے ہو یا دوسری سے حنفی مذہب وغیرہ مین بہن بھائی کے حکم مین ہو جاتی ہے غرضکہ حکم دودھ اور نسب کا ایک ہے سب اصول اور فروع مین اور جس طرح شیرخوار پر رضاعت کے سبب انا کے اور اوسکے خاوند کے رشتہ دار شامل ہوتا ہوتی نواسا نواسی کے حرام ہین اسی طرح انا اور اوسکے خاوند پر شیرخوار کے یہ سب رشتے دار حرام ہین جو کہ رضاعت کا حکم شرع شریف مین مثل نسب کے ہے اس لیے اسکا بہت لحاظ رکھین اور ہرگز اس باب مین غفلت نہ کرین بلکہ جن عورتون سے اولاد کو دودھ پلوایا ہو اور جن بچون کو خود پلایا ہو اونکو اور اون کے

رشتے دارون کو خوب یاد رکھین تاکہ دہوکے سے نکاح محرمات کے ساتھ نہو جاوے
اور مان باپ کی پہوپی اور خالہ حقیقی ہون یا علاتی خواہ اخیافی ان سب سے ہی تمام
عمر کو نکاح حرام ہے اور چچی اور مامی اور بہاوج سے انکے خاوندون کے
مرجانے یا طلاق کے بعد نکاح درست ہے اور اسی طرح بہو یا اور خالو کے ہی بعد
مرجانے یا طلاق خالہ اور پہوپی کے نکاح صحیح ہے اور معاذ اللہ جس عورت سے
مرد نے زنا کیا اوسکی مان اسپر حرام ہے اور وہ زانیہ زانی کے باپ دادا بیٹے
پوتے پر حنفیہ کے نزدیک حرام ہے اور جس شخص نے اپنی لونڈی سے صحبت کی
اوس لونڈی کی مان ہمیشہ اسپر حرام ہے اور اوسکی بہن جبتک کہ لونڈی کو اپنے
اوپر حرام نکرے حلال نہین مثلاً آزاد کردے یا بیچ ڈالے یا کسیکو بخش دے یا
کسی سے اوسکا نکاح کردے اور جس مرد کے نکاح مین آزاد عورت ہو اوس کو
لونڈی سے نکاح کرنا درست نہین مگر اوسکی طلاق یا وفات کے بعد درست ہی اور
آزاد عورت کے نکاح پر قادر ہوتے ہوے لونڈی سے نکاح کرنا مکروہ ہے اور
غلام کا نکاح بے اذن مالک کے نہین ہو سکتا ہے اور جس عورت کو طلاق دی ہو
جبتک وہ عدت مین ہو اوسکی بہن سے نکاح نہین ہو سکتا بعد عدت گذرنیکے
درست ہے اور جو عورت عدت مین ہو اوس سے نکاح جائز نہین بلکہ اس عدت
مین صریح پیغام نکاح کا دینا ہی منع ہے اشارۃً اگر اس طرح کی بات چیت کرے کہ
جس سے اوس عورت کو یہ امر معلوم ہو جاوے کہ اس شخص کا ارادہ نکاح کا ہے تو یہ جائز ہے

اور عدت طلاق کی تین حیض ہین اور وفات کے چار مہینے دس دن اور اگر حاملہ ہو
تو طلاق اور وفات کی عدت کا زمانہ جننے تک ہے یعنی بچا پیدا ہونے سے
عدت پوری ہو جاتی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی ان آیتون سے واضح ہے
وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ
وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاۗءِ
اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا
اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ
یعنی اور جو لوگ مر جاوین تم مین سے اور چھوڑ جاوین اپنی بیبیان انتظار دیوین
وہ اپنی جانون کو چار مہینے اور دس دن پھر جب پہونچ چکین وہ اپنی عدت کو تو نہین
گناہ تم پر اوس چیز مین جو وہ اپنے حق مین کرین موافق دستور کے اور اللہ خبردار ہے
اوس چیز کے ساتھ جو تم کرتے ہو اور گناہ نہین تم پر اوس چیز مین جو پردے مین کہو
پیغام نکاح کا عورت کو یا چھپا رکھو اپنے دلون مین معلوم ہے اللہ کو کہ تم البتہ
اونکا دھیان کروگے لیکن وعدہ نہ کر رکھو اونسے چھپ کر مگر یہی کہ کہدو ایک بات
جسکا رواج ہے اور نہ باندھو گرہ نکاح کی جبتک پہونچ چکے حکم اللہ کا اپنی مدت
کو اور جان رکھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دل مین ہے تو اوس سے ڈرتے رہو

اور جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل والا یعنی عورت ایک خاوند سے جیوتی ہے
اور عدت مین ہے تب تک کسی اور کو روا نہین کہ اوس سے نکاح باندہ لے
یا بساف وعدہ کر رکھے مگر دل مین نیت رکھے کہ یہ فارغ ہوگی تو مین نکاح کرونگا
یا اوسکو پردے مین سنا رکھے تا اس سے پہلے کوئی اور نہ کہہ بیٹھے پر وہ یہ کہ ایک بات
کہدے مروج سی مثلا عورت کو کہے کہ تجھکو ہر کوئی عزیز کر لیگا یا کہے کہ مجھکو ارادہ
نکاح کا ہے یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ
یعنی اے نبی جب تم طلاق دو عورتون کو تو اونکو طلاق دو اونکی عدت پر یعنی جنکی عادت
تین حیض ہین طلاق حیض سے پہلے دو کہ سارا حیض گنتی مین آوے اور اوس پاکی
مین نزدیکی نہ کی ہو اور گنتی رہو عدت وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ
حَمْلَهُنَّ یعنی اور جن کے پیٹ مین بچا ہے اونکی عدت یہ کہ جن لوین پیٹ کا بچا
اور جو اتفاقا ایسی عورت سے نکاح ہو گیا جسکو دوسرے سے حمل زنا کا تہا تو نکاح
درست ہے مگر بچہ جننے سے پہلے صحبت کرنا درست نہین اور جو خود زانی ہی نے
نکاح کیا تو نکاح اور صحبت دونون درست ہین اور زانی اور زانیہ اور مشرک اور
مشرکہ سے نکاح کرنا حرام ہے جیسا کہ اس آیۂ کریمہ سے ظاہر ہے الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا
زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
یعنی زنا کرنیوالا نہین نکاح کرتا مگر زنا کرنے والی یا بت پرست عورت کو اور زنا
کرنی والی عورت کو نہین نکاح کرتا مگر زنا کرنیوالا یا بت پرست اور حرام کیا گیا ہے

یہ ایمان والون پر پس آیت سے تو صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ زانی اور زانیہ اور
مشرک اور مشرکہ سے نکاح کرنا حرام ہے گو جو کہ اس آیۂ شریفہ کی شان نزول مین
سنی مین بہت اختلاف ہے بعض کہتے مین منسوخ ہے بعض فرماتے ہین خاص
لوگون کے حق مین نازل ہوئی ہے اسی لیے علماء رحمہم اللہ تعالی یہ فرماتے ہین
کہ اگر انہون نے توبہ کرلی ہو تو اون سے نکاح درست ہے اور مولانا شاہ عبد القادر
صاحب مرحوم اس آیت کے فائدے مین یہ ارشاد فرماتے ہین ف مرد اگر بدکار
ہو تو پارسا نہ بیاہ دلاوے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے دو واسطے ایک
یہ کہ اوسکا کفو نہین اوسکو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ
لگ جاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت بدکار نہین درست جبتک
بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے فقط رافضی یا خارجی مرد
یا عورت اوسکا نکاح سنی سے نہین ہو سکتا اور محمدیون کا نکاح اہل کتاب کی
عورتون اور پارسیون سے جائز ہے رافضی اور خارجی عورتون سے جب تک
وہ سنی نہو جاوین نادرست یعنی اہل کتاب کی عورتون اور پارسیون کا نکاح بغیر
مسلمان ہونے کے مسلمان مرد سے ہو سکتا ہے رافضیہ اور خارجیہ کا نہین
ہو سکتا اور اسی طرح نکاح بت پرست سے آزاد ہو یا لونڈی درست نہین سورج
چاند تارے وغیرہ کے پوجنے والے بت پرستون مین داخل ہین پس ان سب سے
بھی نکاح کا منع ہے اور متعہ کرنا حرام ہے متعہ اوس نکاح کو کہتے ہین کہ جسکی میعاد

مقرر کی جاوے یعنی یہ کہا جاوے کہ اس عورت کو ایک مہینے یا ایک سال تک اپنے نکاح مین رکھونگا پھر چھوڑ دونگا جیسا کہ آج کل رافضی کرتے ہین پس ایسا نکاح کرنا حرام ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک مین متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور شغار کرنا بھی حرام ہے شغار یہ ہے کہ مثلاً زید عمرو سے یہ کہے کہ تو اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح بغیر مہر کے مجھ سے کردے اور مین اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح بے مہر کے تجھ سے کردون سو یہ حرام ہے

فصل ترغیب نکاح اور منگنی کی شرطون کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ نکاح کرنا انبیا علیہم السلام کے عمدہ طریقون مین سے ہے جیسا ترمذی نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْحَیَاءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاکُ وَالنِّکَاحُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزین رسولون کے طریقون سے ہین حیا اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح اور بخاری شریف مین عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین عورتون سے نکاح کرتا ہون سو جو کوئی میرے طریقے سے مونہہ پھیرے وہ مجھ سے نہین یعنی وہ میرے طریقے مین نہین ہے اس حدیث شریف سے شادی بیاہ کرنے کی تاکید شدید معلوم ہوتی ہے علاوہ اسکے کئی جگہہ قرآن مجید اور حدیث شریف مین نکاح کا ذکر

بعینہ امر مذکور ہے اوس سے حکم نکاح کرنے کا سمجھا جاتا ہے غرضکہ جو شخص کہ
اسباب جماع یعنی قوت اور مہر دینے کی قدرت اور عورت کے نان نفقے کی قدرت
رکھتا ہو اوسکے لیے تو نکاح کرنا نہایت ہی ضرور ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم نے
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ
احصن للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء یعنی
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے گروہ جوانون کے جو کوئی طاقت
رکھے تم مین سے اسباب جماع کی یعنی نفقے اور مہر کی پس چاہیے کہ وہ نکاح کرے
بیشک نکاح بہت جھکانے والا ہے نگاہ کو یعنی اوسکے سبب سے اجنبی عورت
پر نظر نہین پڑتی اور نہایت روکنے والا ہے شرمگاہ کو یعنی حرامکاری سے بچاتا ہے
اور جو شخص کہ اسباب جماع کی طاقت نہ رکھے پس اوسکو چاہیے کہ روزے رکھے تحقیق
روزہ رکھنا اوسکے لیے خصی کرنا ہے یعنی جیسے فوطے کوٹنے سے شہوت جاتی
رہتی ہے ایسے ہی روزے رکھنے سے جاتی رہتی ہے پس جو شخص صحبت کرسکتا ہو
اور روٹی کپڑے وغیرہ کا خرچ جو بی بی کو شرع شریف میں دینا فرض ہے دے سکتا ہو
تو اوسکو چاہیے کہ ضرور ہی نکاح کرے مجرد نہ رہے اسلیے کہ باوجود قدرت کے بے نکاح
رہنے کی شرع میں ممانعت آئی ہے جیسا کہ طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اربعۃ لعنوا

فِي الدُّنيَا وَالآخِرَةِ وَاَمَّنَتِ المَلٰئِكَةُ رَجُلٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ ذَكَرًا فَاَنَّثَ نَفسَهُ وَتَشَبَّهَ بِالنِّسَاءِ وَامرَأَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ اُنثٰى فَتَذَكَّرَت وَتَشَبَّهَت بِالرِّجَالِ وَالَّذِي يُضِلُّ الاَعمٰى وَرَجُلٌ حَصُورٌ وَلَم يَجعَلِ اللّٰهُ حَصُورًا اِلَّا يَحيٰى بنَ زَكَرِيَّا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار آدمی لعنت کیے گئے ہین دنیا و آخرت مین اور فرشتون نے آمین کہی ایک وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے مرد بنایا اور اوسنے اپنے تئین عورت بنایا اور عورتون کے مشابہ کیا دوسرے ایسی عورت جس کو عورت بنایا اور اوسنے اپنے تئین مرد اور مشابہ مردون کے تیرایا تیسرا وہ شخص کہ بہکاتا ہے اندہے کو چوتہا وہ شخص جو عمر بہر بن بیاہا رہے اور اللہ تعالیٰ نے سوائے یحییٰ بن زکریا کے کسی کو حصور نہین بنایا اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ بے نکاح رہنا بری بات ہے اگر آزاد بی بی کے مصارف کا تحمل نہین ہوسکتا تو لونڈی ہی سے نکاح کرے جیساکہ اس آیت شریف مین آیا ہے وَمَن لَم يَستَطِع مِنكُم طَولًا اَن يَنكِحَ المُحصَنٰتِ المُؤمِنٰتِ فَمِن مَا مَلَكَت اَيمَانُكُم مِن فَتَيٰتِكُمُ المُؤمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعلَمُ بِاِيمَانِكُم بَعضُكُم مِن بَعضٍ فَانكِحُوهُنَّ بِاِذنِ اَهلِهِنَّ وَاٰتُوهُنَّ اُجُورَهُنَّ بِالمَعرُوفِ مُحصَنٰتٍ غَيرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخدَانٍ یعنی جو کوئی نہ رکہے تم مین سے مقدور اسکا کہ نکاح مین لاوے بیبیان ایمان والیان پس اون چیزسے کہ مالک ہوے تمہارے داہنے ہاتہ تمہاری ایمان والی لونڈیون سے اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے ایمان کو تم آپس مین ایک ہو پس بیاہ لو اون کو

اونکے مالکون کے حکم سے اور دو اونکے مہر موافق دستور کے قید مین آتیان نہ مستی نکالتیان اور نہ یار کرتیان چپ کر یعنی فرمایا میکو مقدور نہو آزاد عورت سے نکاح کرنے کا اور صبر بین ڈرتا ہو کہ اوس سے حرام ہو جاوے تو درست ہے کہ کسی کی لونڈی سے نکاح کرے مالک کے اذن سے اور چھپی یاری سے منع فرمایا تو نکاح مین شاہد لازم ہوے پس اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت بغیر نکاح کے نہ رہین اس لیے کہ بے نکاح رہنا پیغمبرون کی سنت کے بھی خلاف ہے دیکھو اکثر نبیون کی بیبیان تھین اور اولاد بھی ہوئی چنانچہ اسکا ذکر قرآن شریف مین بہت جگہہ آیا ہے جیسے سورۂ رعد کے اخیر رکوع مین اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً یعنی بیشک بھیجے ہم نے کتنے رسول تجھسے پہلے اور دی تھین اونکو بیبیان اور اولاد غرضکہ نکاح کی خوبیان اور اونکے فائدے کتاب و سنت مین بہت مذکور ہین چنانچہ بعض کا ذکر اس جگہہ کیا گیا اور بے نکاح رہنے مین باوجود مخالفت قرآن و حدیث اور طریقے پیغمبران کے دینی و دنیوی بھی بہت سے نقصان ہین چنانچہ نکاح کرنے سے طرح طرح کے مرض جوشش اور مناخون وغیرہ کے پیدا ہوتے ہین جیسے پھنسی پھوڑے دنبل خنزیر اور بی بی والے اکثر ایسے امراض سے محفوظ رہتے ہین اسی لیے اطبا نے لکھا ہے کہ صحبت کرنا بھی ایک طرح کا تنقیہ ہے اور سوا اسکے نکاح نکرنے سے اکثر بے احتیاط

لوگ زنا اور اغلام وغیرہ مین مبتلا ہوجاتے ہین کہ جس سے علاوہ گناہ عظیم کے سوزاک اور آتشک وغیرہ مین گرفتار ہوکر عمر بھر طرح طرح کی ایذا اور تکلیفین اوٹھاتے ہین اور اکثر مرد و عورت ایسے ہی مرضون کی بدولت اولاد سے کہ اصل مقصود نکاح سے یہی ہے محروم اور بے نصیب رہتے ہین اور بیچاری بیبیون کو بھی اپنی شامت اعمال سے ان مرضون مین مبتلا کرکے عمر بھر کی تکلیف اور غم مین گرفتار کرتے ہین لہذا مان باپ کو چاہیے کہ بلوغ کے بعد ہی اپنی اولاد کی شادی بیاہ کی فکر کرین جیسا کہ فصل بلوغ مین گذر چکا پس جہان کہین اپنی اولاد کی بات ٹھیراوین تو ان شرطون کا ضرور خیال رکھین ایک یہ کہ عورتین اوس جرگے کی چاہنے والیان ہون اپنے خاوندون کو دوسرے یہ کہ جننے والیان ہون بانجھ نہون اور یہ مضمون حدیث شریف سے جو ابوداؤد اور نسائی مین ہے ثابت ہوتا ہے عن معقل بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کرو تم اوس عورت سے کہ بہت دوست رکھے اپنے خاوند کو اور بہت جننے والی ہو اس لیے کہ تحقیق مین فخر کرونگا تمہاری بہتایت کے سبب سے اور امتون پر یعنی جبکہ یہان اپنی اولاد کی شادی مقرر کرین تو اوسکے کنبے والی عورتون مثل خالہ پھوپی چچی بہن وغیرہ کو تلاش کرلین کہ وہ جننے والیان ہین یا بانجھ کثیر الاولاد ہین یا نہین تیسرے عورت کی دینداری اور

آسودگی اور خوبصورتی اور شرافت کا بھی خیال رکھیں مگر دینداری کو سب پر مقدم سمجھیں جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث متفق علیہ میں آیا ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنکح المرأۃ لاربع لمالھا ولحسبھا ولجمالھا ولدینھا فاظفر بذات الدین تربت یداک یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کیجاتی ہے عورت چار چیز کے سبب سے بسبب اسکے مال اور جمال کے اور حسب اور دین کے پس کامیاب ہو دیندار عورت کے ساتھ خاک میں آلودہ ہوں تیرے دونو ہاتھ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کو حسب و مال اور جمال پر مقدم کیا ہے اور اسی طرح تقدیم دین اسلام کی قرآن مجید کی اس آیت شریف سے بھی ثابت ہوتی ہے ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن ولامۃ مؤمنۃ خیر من مشرکۃ ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم اولئک یدعون الی النار واللہ یدعوا الی الجنۃ والمغفرۃ باذنہ ویبین آیاتہ للناس لعلھم یتذکرون یعنی نکاح میں نہ لاؤ شرک والی عورتیں جب تک ایمان نہ لاویں اور البتہ لونڈی ایمان والی بہتر ہے شرک کرنیوالی بی بی سے اگرچہ خوش لگے تمکو اور نکاح نہ کردو شرک والوں کو جب تک ایمان نہ لاویں اور البتہ غلام ایمان لانے والا بہتر ہے شرک کرنے والے میاں سے اگرچہ خوش لگے تم کو یہ لوگ بلاتے ہیں آگ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے

بہشت اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور بتاتا ہے اپنے حکم لوگون کو شاید وہ چوکس ہوجاوین پس اس آیت سے بہی دین کو سب شروط پر مقدم رکھنا ثابت ہوا اسلیے ہر ایماندار کو لازم ہے کہ دین ہی کو سب شرطون پر مقدم سمجھے اور ہر حال مین اوسی کو ترجیح دے چوتہے یہ کہ حتی المقدور اپنی شادی کنواری لڑکی سے کرے کہ اوس سے زیادہ حظ حاصل ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بہی کنواری لڑکی سے نکاح کرنے کو پسند فرمایا ہے جیسا کہ بخاری و مسلم مین آیا ہے عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِی غَزْوَۃٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا وَکُنَّا قَرِیْبًا مِنَ الْمَدِیْنَۃِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ حَدِیْثُ عَھْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبِکْرًا اَمْ ثَیِّبٌ قُلْتُ بَلْ ثَیِّبٌ قَالَ فَھَلَّا بِکْرًا تُلَاعِبُھَا وَتُلَاعِبُکَ یعنی جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ کہا اونہون نے ہم ساتہہ تہے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک لڑائی مین پہر پہر جب ہم پہرے اور مدینے کے قریب پہونچے مینے عرض کیا یا رسول اللہ تحقیق مین نیا بیاہا ہوا ہون یعنی اگر حکم ہو تو مین پہلے سے گہر چلا جاؤن فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نکاح کیا ہے تو نے مینے کہا ہان فرمایا کنواری ہے یا خاوند کر چکی ہے مینے کہا کنواری نہین ہے بلکہ خاوند کر چکی ہے فرمایا کنواری سے کیون نہ نکاح کیا کہ کہیلتا تو اوس سے او کہیلتی وہ تجہسے پس اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جہان تک ہوسکے کنواری ہی سے نکاح کرے کہ این

بہت فائدے ہیں پانچوین شرط یہ کہ لڑکی کو نکاح سے پہلے دیکھ لیوین تاکہ اوسکا حسن و قبح بخوبی معلوم ہو جاوے اور جو نکاح کرنے والا خود ہی دیکھ لے تو بہت اچھا ہے کیونکہ شرع شریف مین بھی اسکی اجازت آئی ہے چنانچہ احمد و ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے قال خطبت امرأة فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هل نظرت الیها قلت لا قال فانظر الیها فانه احری ان یؤدم بینکما یعنی کہا مغیرہ بن شعبہ نے کہ ارادہ کیا مینے منگنی کا ایک عورت سے پس فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا دیکھ لیا ہے تو نے اوسکو مینے کہا نہین فرمایا پس دیکھ لے تو اوسکو اسلیے کہ بہتر دیکھ لینا بہت اچھا ہے آپس مین ہمیشہ الفت و محبت رہنے کے لیے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے سے اپنی منگیتر کو دیکھنا بہتر ہے اور نکاح سے پہلے تحفہ وغیرہ منگیتر کے یہان بھیجنا شرعا درست ہے اسلیے کہ یہ باعث زیادتی محبت کا ہے چھٹے یہ کہ عورت کی خوش خلقی اور خوش مزاجی کا بھی ضرور خیال رکھنا چاہیے کیونکہ بدمزاج عورت سے بیحد رنج اور تکلیف ہوتی ہے اور تمام عمر بے لطفی سے گذرتی ہے خاصکر جبکہ مرد نیک اور بی بی بدمزاج ہو تو نہایت ہی خرابی اور تباہی سے زندگی بسر ہوتی ہے اور وہ گھر گھر نہین رہتا بلکہ دوزخ کا نمونہ بنجاتا ہے جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین ؎

زن بد در سرای مرد نکو ہم درین عالمست دوزخ او

ساتوین اوسکی سلیقہ شعاری کا بھی دھیان رکھیں کیونکہ نکاح کے فائدوں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ گھر کا بندوبست خوب ہو پس اگر عورت بے سلیقہ ہوگی تو زندگی بھر گھر کی تباہی اور بربادی رہیگی آٹھوین یہ کہ جہان کہیں بات ٹھیرا لینا اوس خاندان کی عورتون کا چال چلن بھی ضرور دریافت کرلین کہ اوس کنبے کی عورتین کیسی ہین اگر دیندار باحیا شرم والی نیکبخت غریب مزاج اپنے خاوندون کو ہر حال مین عزیز اور دوست رکھتی ہون اور اپنی سسرال والون کو سچی جانی ہالی اور ہر حال مین اونکی شریک اور سب طرح سے اونکی فرمانبردار اور مطیع ہون اور طلاق لینے کو جہانتک ہوسکے برا اور معیوب جانتی ہون اگرچہ طلاق مباح ہے لیکن اللہ تعالی کو بہت ناپسند ہے پس ایسے گھرانے کی لڑکی سے بلاتکلف منگنی کرلین نوین یہ کہ اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ جو لوگ اپنی بیٹی یا بہن بھانجی یا بھتیجی کو منگنی کے وقت یا اوسکے بعد سسرال والون کے سامنے کردین اور اونسے پردہ نہ کراوین یا لڑکیون کی شادی کا خود ہی بے سبب قوی کے بیجا تقاضا کرین یا اپنی معاش کا بندوبست لڑکیون کے واسطے سے چاہین یا کنواری لڑکیون کو شہر بشہر کسبیون کی طرح اپنے ساتھہ بیاہ کے واسطے لیے پھرین اور تمام خرچہ لڑکیون کی شادی کا سسرال والون ہی پر رکھین اور اپنی طرف سے ایک حبہ بھی نہ اوٹھاوین بلکہ کچھہ لینے ہی کی امید رکھین اور جب شادی کا پیغام بھیجا جاوے تو فوراً منظور اور قبول کرلین ذرا بھی تامل اور تاخیر نہ کرین تو ایسے

اب جن سے مینے نکاح کیا ہے وہ میرے ہم عمر ہین اسلیے جیسی اب مین خوش رہتی
ہون ویسی خوشی جوانی مین کبھی مجھکو نصیب نہین ہوئی اور وہ تمام جوانی میری
رنج وغم ہی مین گذر گئی اور دوسرا نقصان اس طرح کی شادی مین یہ ہے کہ
چہوٹی عمر والے کی قوت کم ہوجاتی ہے اور اوسکی سب طاقت بڑی عمر والی
مین آجاتی ہے پہر کم عمر والا جلد بوڑہا اور ضعیف ہوجاتا ہے پس مان باپ کو لازم
ہے کہ ہم عمری کا ضرور دہیان رکہین اور یہہ ہی چاہیے کہ اولاد کی شادی
چہوٹی عمر مین نہ کردین کیونکہ کم عمری مین شادی کرنے سے کئی طرح کے ضرر ہین
خاصکر عورت کا تو چہوٹی عمر مین شادی کرنے سے نہایت ہی نقصان ہے
کیونکہ اگر مرد عورت کے بلوغ سے پہلے قربت کریگا تو عورت کو طرح طرح کے
مرض مثل بیکلی اور صلابت رحم اور سختی وغیرہ کے پیدا ہونے کا خوف ہے اور ان
امراض سے اولاد کا ہونا مشکل اور دشوار ہوجاتا ہے اور بعض لڑکیون کا بدن
بلوغ کے پہلے صحبت کرنے سے پک جاتا ہے اور کسی کا بدن باہر نکل آتا ہے کہ پہر
تمام عمر وہ خاوند کے کام کی نہین رہتی سوا ان نقصانون کے ایک خرابی
یہ ہے کہ چہوٹی عمر مین قربت کرنے سے عورت کو خواہش زیادہ ہوجاتی ہے اور
ایسی عمر مین شادی کرنے سے ایک یہہ ہی نقصان ہے کہ اولاد قوی اور زبردست
نہین ہوتی دیکہو سب ولایتون کے لوگ کبھی چہوٹی عمر مین اپنی اولاد کی شادی
نہین کرتے تو اونکی اولاد کیسی قوی اور زبردست ہوتی ہے بخلاف ہندیون کے

کہ یہ لوگ اکثر چھوٹی عمر مین شادی کردیتے ہین اور اسی کو اچھا سمجھتے ہین علاوہ اسکے
کم عمری کی شادی مین ایک اور بڑا نقصان یہ ہے کہ بچون کی کم عمری کے سبب
اونکے چال چلن سے آگاہی اور وقفیت نہین ہوسکتی کہ وہ کیسے ہونگے لائق یا
نالائق چنانچہ کئی جگہہ سننے اور دیکھنے مین آیا ہے کہ ماں باپ نے اچھا خاندان دیکھکر اور لڑکے
کو لائق سمجھکے اپنی لڑکی کی شادی قبل البلوغ کے کردی پھر وہ لڑکا جوانی مین ایسا
نالائق نکلا کہ سواے رنڈی بازی وغیرہ کے کبھی بی بی کی طرف متوجہ نہوا اور نہ
اوسکا کوئی حق ادا کیا لڑکی بیچاری عمر بھر سیکے مین رہی اور تمام جوانی رنج وغم مین
بسر کی ماں باپ بھی اپنی لڑکی کو طرح طرح کی تکالیف وایذا مین مبتلا دیکھکے تمام
عمر جلتے رہے اور کم سنی مین شادی کرنے سے یہی نقصان ہے کہ ماں باپ
کے سبب بخوبی اولاد تعلیم و تربیت نہین پا سکتی اس لیے کہ پھر وہ اپنے شغل اور
کھیل کود مین مصروف رہتے ماں باپ کی تعلیم پر بخوبی خیال نہین کرتے اور ماں
باپ سے جدا ہوجانے کے سبب سے نڈر ہوجاتے ہین اور والدین بھی بسبب
شادی ہوجانے کے بچون سے بیخبر رہتے ہین اسواسطے اونکو کچھہ سلیقہ اور تمیز خانہ داری
کا حاصل نہین ہوتا جس سے اپنے گھر کا کاروبار سنبھالین اور لونڈی غلام نوکر وغیرہ
پر اپنی حکومت رکھین اور رعب جمائین بلکہ وہ خود بسبب اپنی کم عمری کے سب سے
دبے رہتے ہین اور اسی وجہ سے اکثر تمام مال و اسباب ونکا تباہ اور برباد
ہوجاتا ہے اتفاقاً اگر کچھہ باقی بھی رہا تو خود شادی وغیرہ نہین چھوڑتے اور وہ

اپنی کم عمری اور نادانی کی وجہ سے خوشامد کرنیوالون ہی کو اپنا دوست اور
خیر خواہ جانتے ہین اور نصیحت کرنے والون کو دشمن سمجھتے ہین غرضکہ چھوٹی عمر مین
شادی ہونے سے بہت نقصان ہین مصلحت اور بہتری اسی مین ہے کہ بچون کی
شادی بلوغ کے بعد جب اونکو خوب عقل اور سمجھہ آجاوے اوسوقت کرین دیکھو
انگریز کیسے عقلمند اور ہوشیار ہین کہ وہ کبھی اپنے بچون کی شادی کم عمری مین نہین کرتے
بلکہ تمام زمانہ اونکے لڑکپن کا علم ہی کی تحصیل مین صرف کراتے ہین اسکے سبب
سے ہر فن مین وہ کیسے ہوشیار اور ہر علم مین یگانہ روزگار ہوتے ہین پھر کیا کیا
دانائی اور عقلمندی کے کام کرتے ہین بخلاف ہندوستانیون کے کہ تمام عمر اونکی
جہالت مین گذر جاتی ہے اور سوا کہانے پینے سونے اور لوگون کی برائی اور
عیب جوئی کے کوئی فن اور ہنر نہین آتا شب و روز بیفائدہ اور بیہودہ باتون مین بسر
کرتے ہین یہانتک کہ نماز روزہ جو ہر مسلمان پر فرض عین ہے اوسکا کیا ذکر عقبے کا
خیال اور گناہ و ثواب کا لحاظ بھی کبھی نہین کرتے اور آخرت کا خیال کیونکر دل
مین آوے اس لیے کہ اللہ تعالی کا پہچاننا اور اوسکے احکام سے آگاہ ہونا علم پر
موقوف ہے جیساکہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین ع کہ بی علم نتوان خدا را شناخت
اور اونکو علم کی طرف کچھہ رغبت نہین اور نہ مان باپ اسکا کچھہ خیال کرتے ہین کہ
ہماری اولاد کسی قدر علم حاصل کرے یا کوئی ہنر سیکہہ لے بلکہ شادی کی ایسی
جلدی کرتے ہین کہ قرآن شریف بھی پورا نہین پڑہواتے اور نماز روزے کے

مسایل سے واقف ہوتے ہیں بلکہ جہاں سات آٹھہ برس کی لڑکی ہوئی ماں
باپ خود ہی گھبرانا اور شادی کی جلدی کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ کہیں اسکی جلد
شادی ہو جاوے تو ہم فارغ ہو جاویں بعضے جاہل مسلمان تو ہندؤں کی رسم کے
ایسے پابند ہیں کہ وہ اپنی اولاد کی چھوٹی ہی عمر میں شادی کر دیتے ہیں اور اسکو
ثواب جانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اگر لڑکی جوان ہو جاویگی تو ثواب شادی کا نہیں
ملیگا سو یہ کہنا انکا محض غلط ہے اور بالکل خلاف شرع شریف کیونکہ حضرت فاطمہ
رضی اللہ تعالی عنہا کی شادی تو بہت بڑی عمر میں ہوئی تھی ایک روایت سے
اٹھارہ برس کی عمر میں شادی ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسری سے بائیس برس
کے سن میں ہاں شرعًا نابالغ کی شادی کرنا منع نہیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالی عنہا کی شادی سات برس کی عمر میں ہوئی تھی اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی
کسی مصلحت سے اپنی اولاد کی شادی کم عمری میں کر دے تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن
شرع شریف سے اسکی کچھ تاکید اور فضیلت ثابت نہیں ہوتی کہ جس سے ضروری
کم عمری میں شادی کر دیجاوے گو مرد کو نابالغ لڑکی سے قربت کرنا شرعًا منع ہے
اگرچہ نکاح درست ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ تمام دنیا کی مصلحتوں کو چھوڑ کر خواہ مخواہ
ہندؤں کی طرح اپنی اولاد کی شادی کم عمری میں کر کے خود بھی مصیبت اور
تکلیف میں گرفتار ہوں اور اولاد کو بھی مبتلا کریں آمین ثم آمین فقط

باب چہاردہم

فصل نکاح کی شرطون کے بیانمین

جاننا چاہیے کہ اگر لڑکی بالغ ہو تو خود اوسکا راضی ہونا شرعًا نکاح مین معتبر ہے
اور جو نابالغ ہو تو اوسکے ولی کو اختیار ہے یعنی باپ بھائی چچا وغیرہ جو شرع شریف
مین اوسکے وارث ہین اونکی رضامندی شرط ہے بغیر اونکے رضامندی کے
نابالغ لڑکی کا نکاح نہین ہو سکتا بلکہ اگر وہ چاہین تو خود اپنے اذن سے بغیر
پوچھے اوسکا نکاح کردین کچھ حاجت لڑکی سے اذن لینے کی نہین ہے اسی لیے
اوسکی شادی کا پیام اوس کے وارث ہی کو دینا چاہیے اور بالغ لڑکی سے اجازت
لینا ضرور ہے کہ اوسکا نکاح بغیر اوسکے اذن کے نہین ہو سکتا اور چپ رہنا یا
ہنس دینا یا رو دینا منظوری کے حکم مین ہے یعنی اگر بالغ لڑکی نکاح کی اطلاع
کے وقت چپ ہو رہے یا خوشی سے ہنس دے یا بے آواز کے رو دے جبتک
انکار نکرے یہ سب منظوری مین داخل ہین ان صورتون مین نکاح ہو جاتا ہے اور اوسمین
کچھ خلل نہین آتا جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث سے جو ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ
سے مروی ہے ثابت ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
لَا تُنْکَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
وَکَیْفَ اِذْنُھَا قَالَ اَنْ تَسْکُتَ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ
نکاح کی جاوے جوان بیوہ عورت یا طلاق والی یہان تک کہ طلب کیا جاوے
امر اوسکا اور نہ بیاہی جاوے جوان کنواری عورت یہان تک کہ اذن لیا جاوے

اون سے کہا صحابہ نے یا رسول اللہ کس طرح ہے اوسکا اذن یعنی کنواری کا اسلیے
کہ وہ بہت حیا کرتی ہے فرمایا یہ کہ چپ رہے یعنی انکار نہ کرے غرضکہ جوان لڑکی
سے اوسکے نکاح کی اطلاع کر دینا ضرور ہے بلکہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک تو
بالغ لڑکی کا نکاح اوسی کی رضامندی پر موقوف ہے کچھ وارث کی حاجت نہیں
جیسا کہ ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے قال
اِنَّ جَارِيَةً بِكْرًا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ اَنَّ اَبَاهَا
زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنی کہا
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہ تحقیق آئی ایک کنواری بالغہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پس بیان کیا اوس نے یہ کہ اوسکے
باپ نے اوسکا نکاح کر دیا اور وہ ناخوش تھی پس اختیار دیا اوسکو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یعنی یہ اختیار دیدیا کہ چاہے نکاح باقی رکھے یا فسخ کر ڈالے
پس اس سے معلوم ہوا کہ جوان عورت پر وارث کو جبر نہیں پہونچتا اگرچہ وہ کنواری
لیکن یہ جبر نکرنا جب تک ہے کہ وہ اپنے کفو یا اپنے کفو سے معزز مین شادی
کرے جیسے شیخ یا پٹھان کی لڑکی سید سے راضی ہو تو ایسی صورت مین اوسکے
وارثا کی رضامندی شرط نہیں اور جو عورت اپنی قوم سے کم درجے کی قوم مین
راضی ہو جاوے اور وارث اوسکے بسبب حقارت اور ذلت کے اس نکاح سے
ناخوش ہوں تو ایسے موقع میں ولی کی رضامندی بھی ضرور ہے اور کم سے کم

بغیر ایک ولی کے نکاح نہین ہو سکتا اور اگر ولی نابالغ ہو یا غیر مسلمان تو بے ولی
بھی نکاح درست ہے اس لیے کہ جوان مرد کو خود ہی اپنے نکاح کا پیغام دینا
تھا جیا بالغہ لڑکی کو درست ہے اور مرد و عورت دونون کو چاہیے کہ کسی شخص
کو واسطے وکالت نکاح کے مقرر کرین اگرچہ دونون کی طرف سے ایک ہی آدمی ہو
لیکن وکیل کے ساتھ دو گواہون کا ہونا بھی ضرور ہے اگر دو مرد گواہی
کے لیے نہ مل سکین تو ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی کافی ہے اگر بے گواہ
نکاح درست نہین جیسا کہ ترمذی کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَغَايَا
اللَّاتِيْ يُنْكِحْنَ اَنْفُسَهُنَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ وَالْاَصَحُّ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ یعنی
روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ بیشک فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے کہ زنا کرنیوالیان ہین وہ عورتین کہ نکاح کرتی ہین اپنا بے گواہون کے
اور طریقہ نکاح کا یہ ہے کہ نکاح پڑھانے والے کو چاہیے کہ پہلے خطبہ پڑھے پیچھے
ایجاب و قبول کرائے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ
رَسُوْلُهٗ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ
اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا
رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ

رَبَّنَا یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا آور آزاد مرد کو
چار آزاد عورتون کا اپنے نکاح مین جمع کرنا درست ہے اس سے زیادہ کا جائز
نہین اگر کوئی اومین سے مرجاوے یا کسی کو طلاق دیدے تو پھر اور بی بی کرنا درست
ہے اور شرعی لونڈیون کی کچھ حد مقرر نہین ہے جتنی چاہے رکھے اور جس شخص
کے نکاح مین دو یا تین خواہ چار آزاد عورتین ہون اوسکو چاہیے کہ اپنی بیبیون
کی باری و نفقہ وغیرہ کے حقوق مین برابری کرے یعنی اون کے گھرون مین رات کو
باری باری سے رہے کسی کے گھر زیادہ اور کسی کے یہان کم نہ رہے ہان اگر کوئی
بی بی خوشی سے اپنی باری کی رات معاف کرے تو پھر مرد کو اختیار ہے چاہے
جس بی بی کے گھر رہے عدل نہ کرنے سے گنہگار ہوگا اور باری کے برتاؤ
مین صرف رات کا رہنا شرط ہے دن کو جہان جی چاہے وہان رہے اور جس
بی بی کے گھر رات کو رہے اوس سے صحبت کرنا بھی باری مین داخل نہین یعنی
صحبت نہ کرنے سے اس مرد پر کچھ گناہ نہین حاصل یہ کہ جو مرد عورتون کے
نان و نفقہ وغیرہ مین انصاف کر سکے اوسکو دو یا تین خواہ چار عورتون سے نکاح
کرنا درست ہے نہین تو ایک ہی کافی ہے جیسا کہ سورۂ نساء کے پہلے رکوع کی
اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی
فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا

فَوَاحِدَۃً اَوْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا یعنی اگر ڈرو تم یہ کہ نہ انصاف
کروگے عورتون کے حق مین پس نکاح کرو جو خوش لگین تم کو عورتون سے دو
دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو تم یہ کہ نہ عدل کروگے تو ایک ہی عورت
سے نکاح کرو یا جس کے مالک ہوے داہنے ہاتھہ تمہارے یعنی لونڈیان یہ بہت
نزدیک ہے اوس سے کہ نہ بے انصافی کرو اور شرعی غلام کو دو عورتون سے
زائد کا نکاح مین جمع کرنا آزاد ہون وہ عورتین یا لونڈیان درست نہین اور شرعی
لونڈی غلام وہ ہین کہ مسلمان کافرون سے جہاد کرکے اونکے اہل وعیال کو پکڑ کے
دار الاسلام مین لے آئین یا ایک ملک کے کافر دوسرے ملک کے کافرون سے
لڑین اور اونکے اہل وعیال کو پکڑ کے مسلمانون کے ہاتھہ بیچڈین پس یہ اور ان کی
اولاد شرعی لونڈی غلام ہین اور ایسے ہی لونڈیون سے بغیر نکاح کے صحبت کرنا
درست ہے اور نہین کی تعداد صحبت کے لیے شرع مین کچھہ مقرر نہین جتنی چاہے
اپنے تصرف مین رکھے اور جو لوگ قحط سالی مین اپنی اولاد بیچ ڈالتے ہین یا کسی
اور کی اولاد چراکر دوسرے ملک مین فروخت کردیتے ہین یا لاوارث بچے لیکر
پال لیتے ہین اور اون کو اپنا لونڈی غلام سمجھتے ہین سو یہ شرع شریف مین ہرگز
لونڈی غلام نہین بلکہ سب آزاد ہین انپر کوئی حکم لونڈی غلام ہونے کا شرعاً
جاری نہین ہوسکتا اور جائز ہے مسلمان مرد کو جمع کرنا شرعی لونڈی اور اوسکی
مالکہ کا اپنے نکاح مین اور مسلمان مرد کو نکاح کرنا اہل کتاب یعنی یہود اور نصاری

یا آتش پرست کی عورتوں سے آزاد ہوں یا لونڈیاں جائز ہے اگرچہ وہ اپنے ہی
دین پر رہیں اور مرد اپنے دین پر لیکن مسلمان عورت کا نکاح اہل کتاب کے
مرد سے ہرگز نہیں ہو سکتا اور بہتر تو یہ ہے کہ مسلمان مرد بھی اہل کتاب کی
عورتوں سے نکاح نکریں جب تک کہ وہ محمدی نہو جاویں اور خاصکر دار الحرب
میں تو کتابیہ سے نکاح کرنا مکروہ ہے پس جہاں تک ممکن ہو اپنے ہی دین کی عورتوں
نکاح کریں اور دین والیوں سے نکریں منہ بولے بالک اور اوسکی بی بی سے نکاح کرنا
درست ہے اس لیے کہ متبنٰے متبنے کرنیوالے کا شرعًا بیٹا اور وارث نہیں ہوتا
اور نہ اوسکی بی بی اوسکی بہو ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی ان آیات کریمہ
سے جو سورۂ احزاب کے پہلے رکوع میں واقع ہوئی ہیں صاف ظاہر ہے
وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۤءَكُمْ اَبْنَاۤءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ
وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ یعنی اور نہیں کیا تمہارے لے بالکوں کو تمہارے بیٹے
یہ بات ہے اپنے سونہہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سوجھاتا ہے
راہ یعنی کفر کی وقت جو کوئی جورو کو ماں کہتا تو ساری عمر وہ اوس سے جدا ہو جاتی
اور جو کسی کو بیٹا کر بولتا تو سچا بیٹا ہو جاتا اللہ تعالی نے یہ دونوں حکم بدل دیے
جورو کو ماں کہنا پارۂ قد سمع اللہ میں مذکور ہے اور لے پالک کا حکم آگے آتا ہے اِن
دو کے ساتھ تیسری بات یہہ بھی سنا دی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتیری ہیں اونپر
عمل نہیں ہو سکتا جیسے مستقل مرد کو کہتے اسکے دو دل ہیں جیتی جیسے کے دیکھو تو

اِلّٰہی کے دو دل تہین اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا
اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَا اَخْطَاْتُمْ
بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا یعنی پکارو لے پالکوں کو
اونکے باپ کا کرکے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے ہان پہر اگر نہ جانتے ہو تم
اونکے باپون کو تو تمہارے بہائی ہین دین مین اور رفیق ہین تمہارے اور
گناہ نہین تمپر جس چیز مین تم چوک جاؤ پر وہ جو دل سے ارادہ کیا اور ہے اللہ
بخشنے والا مہربان یعنی اگر بہول کر مونہہ سے نکل جاوے لے پالک کو کہ وہ فلانے
کا بیٹا ہے تو اسمین گناہ نہین مگر جانکر کسیکے بیٹے کو اور کا بیٹا کہنا نہ چاہیے کہ یہ گناہ
کی بات ہے اور جب یہ آیت شریف نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا اور پہلے وہ آپ کی لے پالک
حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بی بی تہین پہر اون سے طلاق ہوکے اللہ تعالی کے
حکم سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح مین آئین اسکا پورا پورا حال
قرآن مجید اور حدیث شریف مین لکہا ہے پس لازم ہے کہ سب مسلمان لے پالکونکو
اپنا بیٹا اور وارث نہ جانین اور نہ اونکی بیبیون کو بہو سمجہین بلکہ شرع مین وے غیر ونکی
طرح اجنبی ہین اونکا کوئی حق اور حصہ نہین مسجد اور مجمع مین نکاح کرنا اعلان کے
لیے مستحب ہے اور شوال کے مہینے کو نکاح کے لیے برا نہ جانین کیونکہ حضرت عائشہ
رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح اور رزفاف اسی ماہ مین ہوا تہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا

کا نکاح اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا زفاف بھی دونوں عید دون کے
بیچ مین ہوا تھا پس یہ مہینا نکاح کے لیے بہت ہی مبارک ہے اسکو ہرگز برا
نہ جانئین اگر خاص کر یہ برا ہوتا تو ایسے مبارک لوگون کا نکاح اس مہینے مین کیوں
ہوتا اور اس مہینے کی کیا خصوصیت ہے بلکہ کسی ماہ اور تاریخ اور وقت اور دن
کو کسی امر کے لیے بد اور نحس نجاننا چاہئے کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے
ہین کسی مین برائی اور نحوست نہین ہے قرآن مجید اور حدیث شریف سے کسی دن
اور ماہ وغیرہ کی برائی نہین ثابت ہوتی جس سے وہ برے سمجھے جاوین بلکہ ایسی
باتون کا خیال کرنا شرک مین داخل ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد اور عورت کو
شرک اور کفر اور بدعت وغیرہ سے بچاوے اور اپنے حفظ و امان مین رکھے
اس زمانہ مین اکثر جاہل اور ناواقف لوگ شادی بیاہ مین بہت سا روپیہ
واہیات اور مزخرفات رسمون اور بیہودہ کامون اور منہیات مین خرچ کرتے
ہیں اور اسکو اپنا فخر اور نام آوری سمجھتے ہین اگر اپنے پاس نہین ہوتا تو قرض و دام
لیکر اپنے دل کی خواہشین جو خلاف مرضی خدا اور رسول ہین پوری کرتے ہین پھر قرض
کی ادائی مین زندگی بھر طرح طرح کی تکلیف و ایذا مین گرفتار رہتے ہین اسلیے
ضروری ہے کہ شادی وغیرہ مین اپنے مقدور کے موافق خرچ کرین قرض لیکر اوڑانا بُرا
کیونکہ قرض لینے مین بہت سے نقصان ہین ایک یہ کہ اس سے آدمی اکثر زیر بار
اور تنگدست ہو جاتا ہے دوسرے سود دینے کے سبب سے گناہ کبیرہ مین گرفتار

ہوجاتا ہے تیسرے زندگی مین اگر قرض ادا نہو سکا اور اوسکے وارثون نے بہی اوسکی طرف سے ادا نکیا یا خدا نخواستہ نیت مین فساد آگیا یعنی ارادہ قرض ادا کرنے کا نہوا تو یہ قرض دوزخ مین داخل ہونیکا باعث ہوگا کیونکہ قرآن مجید اور حدیث شریف مین قرضدار کے بارے مین بہت سخت وعیدین آئی ہین کہ تفصیل اونکی تفسیر وحدیث کی کتابون مین موجود ہے چوتہے نکاح کرنیوالا ابتدا کرتے ہی قرضدار ہو جاتا ہے یعنی عورت کا مہر اوسکے ذمے واجب ہو جاتا ہے پہر اگر شادی کے لیے بہی قرض لیگا تو دو قرضون کی ادائی مین نہایت تکلیف ہوگی اور تفصیل دین مہر کی مہر کی فصل مین آویگی

فصل اولیاے نکاح کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ شرع مین ولی قرابت کی راہ سے بالغ عاقل وارث کو کہتے ہین اگرچہ فاسق غیر متہتک[1] ہو اور ولایت چار چیزون سے ثابت ہوتی ہے ایک قرابت سے اسمین عصبات اور ذوی الارحام داخل ہین دوسرے ملک سے جیسے مالک ہونا مولی کا اپنے غلام لونڈی کو تیسرے ولا سے چوتہے امامت سے اور ولایت دو قسم ہے ایک جبری دوسرے استحبابی جبری جاری کرنا حکم کا ہے غیر پر چاہے وہ مانے یا نمانے اور یہ ولایت نابالغ لڑکی کے لیے ہے ثیبہ ہو یا مجنونہ خواہ لونڈی کہ انکا نکاح بدون اجازت ولی کے نہین ہو سکتا اور استحبابی یہ ہے کہ بالغہ عورت اپنا اختیار اپنے ولی کے سپرد کر دے اگرچہ ثیبہ ہو تاکہ بے شرم نہ کہلاوے

[1] یعنی بیباک نہو

اور ولی کا ہونا نابالغ لڑکی اور دیوانی اور لونڈی کی صحت نکاح کی شرط ہے
عاقلہ بالغہ عورت کے نکاح کے واسطے شرط نہیں اوسکا نکاح بدون رضا ولی
کے بہی ہو سکتا ہے اور باکرہ بالغہ پر ولی کو جبر نہیں پہونچتا اور ترتیب اولیا کی
نکاح میں اس طرح پر ہے کہ اول درجہ عصبات کا ہے اور عصبہ وہ ہے کہ اگر عورت
ہو نے اور کسی وارث کے سب مال لیلوے اور حصے دار کے ساتہ باقی مال
اوس کو ملے جیسے باپ اور بہائی عینی ہو یا علاتی دادا چچا پردادا وغیرہ اور بیٹا
پوتا پرپوتا وغیرہ اور جو عصبات میں سے کوئی نہو تو ولایت ماں کے لیے ہے
پہر دادی پہر بیٹی پہر پوتی پہر نواسی پہر پوتی کی بیٹی یعنی پر پوتی پہر نواسی کی
بیٹی یعنی کنواسی کے لیے یعنی جہاں تک نیچے درجے کی ہوں پہر نانا پہر سگی
بہن پہر سوتیلی بہن جس کا باپ ایک ہو یعنی علاتی پہر ماں کی اولاد جن کو
اخیافی کہتے ہیں مرد ہوں یا عورت پہر ان سب قسم کی بہنوں کی اولاد کو اگر
انہیں سے کوئی نہو تو ولایت ذوی الارحام کو ہے اس طرح کہ اول پہپیوں کو
پہر ماموؤں کو پہر خالاؤں پہر چچا کی بیٹیوں کو اور اسی ترتیب سے ان سب
کی اولاد کو یعنی پہلے پہپیوں کی اولاد پہر ماموؤں کی پہر خالاؤں پہر چچازاد
بہنوں کی اولاد کو اگر انمیں سے بہی کوئی نہو تو والی مولی الموالاۃ ہے یعنی جسکے
ہاتہ پر نابالغ لڑکے کا باپ اسلام لایا اور وہ اوسکے باپ کا وارث ہو گیا
پس یہ مولی الموالاۃ کو اوسکے نکاح کرنے کی ولایت پہونچتی ہے اگر یہ بہی نہو تو ولایت

حاکم کو ہے پھر اوس شخص کو ہے جسکو حاکم نے قاضی بنا کے نابالغون کے نکاح کی اجازت دی ہو پھر قاضی کے نائبون کو اور انہین سے ایک ولی کا ہونا کافی ہے جو کوئی ہو اور ولایت نکاح مین یہ شرط ہے کہ ولی آزاد عاقل بالغ مسلمان ہو اس لیے کہ غلام اور دیوانے اور بچے اور کافر کو ولایت نہین ہے اسی طرح مسلمان کو کافر پر ولایت نہین مگر مسلمان آقا کو اپنی کافر لونڈی پر یا مسلمان بادشاہ خواہ اوسکے نائب کو بسبب عام کی وجہ سے کافر پر ولایت ہو سکتی ہے اور وصی کو مطلقا ولایت نہین ہے ہان اگر قریب کا رشتہ دار ہو یا حاکم تو یہ بصورت نہونے کسی قریب کے ولی ہو سکتا ہے یہ سب تقریر موافق مذہب حنفیہ کے ہے علمای محدثین فرماتے مین کہ نکاح عورت کا بدون ولی کے باطل ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ یعنی ابو موسی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے مین کہ آپ نے فرمایا نہین ہے نکاح بغیر ولی کے اور جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ نُکِحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّہَا فَنِکَاحُہَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُہَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُہَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِہَا فَلَہَا الْمَہْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِہَا فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ

ولی فمن لا ولی لہ یعنی بتحقیق فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو عورت بغیر اذن ولی کے اپنا نکاح کرے پس نکاح اوسکا باطل ہے پس نکاح اوسکا باطل ہے پس نکاح اوسکا باطل ہے پھر اگر صحبت کی اوس عورت سے تو اوسکے لیے مہر ہے اس سبب سے کہ فائدہ اوٹھایا اوسکی شرمگاہ سے پھر اگر ولی آپس میں جھگڑیں تو بادشاہ اوسکا ولی ہے جسکے واسطے کوئی ولی نہیں سوا اسکے اور بہت حدیثیں ہیں جن سے صحیح ہونا عورت کے نکاح کا بدون ولی کے ثابت ہوتا ہے چنانچہ حاکم کہتے ہیں کہ اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات یعنی بی بی عائشہ اور ام سلمہ اور زینب رضی اللہ عنہن سے روایت ہے پھر اونہوں نے تیس صحابی بیان کیے یعنی اس باب میں تیس صحابی سے روایت ہے پس ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اعتبار ولی کا نکاح سے اور نکاح باندہنے والا سوائے اوسکے اور کوئی نہو اور جو عورت اپنا نکاح بغیر اذن ولی کے کرے اوسکا نکاح باطل ہے

فصل مہر کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ مہر واجب ہے اس لیے کہ قرآن شریف میں وارد ہے وآتوا النساء صدقاتهن نحلة یعنی اور دے ڈالو عورتوں کو مہر اونکے خوشی سے اور فرمایا فلا تاخذوا منه شيئا یعنی تو نہ پھیر لو اوس میں سے کچھہ اور فرمایا وکیف تاخذونه وقد افضى بعضكم الى بعض واخذن منكم ميثاقا غليظا یعنی اور کیونکر

اوسکو لے سکو اور پہونچ چکے ایک دوسرے تک اور لے چکین تم سے عہد گاڑھا
یعنی جب مرد عورت تک پہونچا تو اوسکا تمام مہر لازم ہوا اب بغیر اوسکے چھوڑے
نہین چھوٹتا اور عہد گاڑھا یہ ہے کہ حکم شرع سے عورت مرد کے قبضے مین آئی
ورنہ اوسکا مال نہین اور فرمایا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوهُنَّ اِذَا اٰتَيْتُمُوهُنَّ
اُجُورَهُنَّ یعنی اور گناہ نہین تمپر کہ نکاح کر لو ان عورتون سے جب اونکو دو
اونکے مہر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کبھی کوئی نکاح بدون مہر کے
جائز نہین رکھا اور مہر ہی سے نکاح اور زنا مین تمیز ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالی
نے ارشاد فرمایا ہے اَنْ تَبْتَغُوا بِاَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ یعنی یہ
کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید مین لانے کو نہ مستی نکالنے کو یعنی زبان سے
ایجاب و قبول درمیان مین آوے اور مال دینا قبول کرو یعنی مہر پس قرآن مجید اور
حدیث شریف سے مہر کا واجب ہونا ثابت ہے اور مہر کی دو قسمین ہین ایک معجل
اسمین بعض علما کے نزدیک دخول سے پہلے کچھ دینا ضرور ہے اس لیے کہ ابوداود
اور نسائی مین ہے کہ عبد الرحمن بن ثوبان نے ایک صحابی سے
روایت کی ہے اِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا تَزَوَّجَ فَاطِمَةَ
بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهَا اَرَادَ اَنْ يَدْخُلَ
بِهَا فَمَنَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰى يُعْطِيَهَا شَيْئًا فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيْسَ لِيْ شَيْءٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَعْطِهَا

دِرْعَكَ فَاَعْطَاهَا دِرْعَهٗ ثُمَّ دَخَلَ بِهَا یعنی جبکہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا تو اونہوں نے
چاہا کہ اون سے ہمصحبت ہون پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا
اون کو صحبت کرنے سے یہان تک کہ کچھہ دیوین حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو
پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس کچھہ نہین ہے
آپ نے اون سے فرمایا کہ تو اپنی زرہ اوسکو دیدے پس حضرت علی نے اپنی زرہ
اونکو دیدی بعد صحبت کی اون سے اور مہر اونکا چار سو مثقال چاندی کا تہا جس کے
ڈیڑہ سو روپے کلدار ہوتے ہین پس اوسمین سے کسی قدر دینے کا حکم فرمایا
اس سے معلوم ہوا کہ صحبت سے پہلے عورت کو اوسکے مہر مین سے کچھہ دینا
ضرور ہے لیکن مختار یہ ہے کہ دخول سے پہلے عورت کو اوسکے مہر مین سے کچھہ دینا
مستحب ہے واجب نہین اس لیے کہ ابو داود اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کی ہے قَالَتْ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اَنْ اُدْخِلَ امْرَاَۃً عَلٰی زَوْجِھَا قَبْلَ اَنْ یُّعْطِیَھَا شَیْئًا یعنی فرمایا حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے کہ حکم دیا مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ داخل کرون
مین ایک عورت کو اوسکے شوہر پر پہلے اس سے کہ وہ اوسکو کچھہ دیوے اور اس
مہر معجل مین یہی شرط ہے کہ جب عورت یا اوسکے ورثہ زر مہر طلب کرین تو فورًا اونکو
دینا چاہیے اور اوسکی ادائی مین تاخیر نکرے اور حاکم بہی ایسے مہر کی ادائی مین

مہلت نہین دلاسکتا دوسری قسم مہر کی وہ ہے کہ طلب کے وقت اوس کی
ادائی مین مہلت ہوسکتی ہے اور حاکم بھی اوسکی ادائی قسطون کے ساتھہ کراسکتا
ہے اور اسکو مہر مؤجل کہتے ہین مہر کی کمی اور زیادتی کی کوئی حد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر نہین فرمائی کہ اوس سے گھٹانا بڑہانا منع ہو
اسلیے کہ قلت کے بارے مین ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْطٰی فِیْ صَدَاقِ
اِمْرَاَتِہٖ مِلْأَ کَفَّیْہِ سَوِیْقًا اَوْ تَمْرًا فَقَدِ اسْتَحَلَّ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا جسنے دیا اپنی بی بی کے مہر مین دونو ہاتہہ بھر کر ستو یا کھجور
پس تحقیق حلال کرلیا اوس نے اوس عورت کو یعنی اپنے اوپر اور احمد اور
ابن ماجہ اور ترمذی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ امْرَاَۃً
مِنْ بَنِیْ فَزَارَۃَ تَزَوَّجَتْ عَلٰی نَعْلَیْنِ فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ اَرَضِیْتِ عَنْ نَفْسِکِ وَمَالِکِ بِنَعْلَیْنِ قَالَتْ نَعَمْ فَاَجَازَہٗ یعنی بنی فزارہ
کے قبیلے مین سے ایک عورت نے دو جوتیون پر نکاح کیا پس فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تو اپنے جان و مال سے بعوض دو جوتیون کے
راضی ہوگئی اوس نے کہا ہان تو جائز رکھا آپنے اوسکا نکاح اسی طرح اور حدیثونسے
بھی ثابت ہوتا ہے کہ قلت مہر کی کوئی حد معین نہین اور کثرت مہر کی بھی کوئی
حد شرع شریف سے ثابت نہین ہوتی اسی لیے اللہ تعالی نے وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ

مسلمانو ارشاد فرمایا ہے یعنی اور دیکھیے سوا ایک کو ڈھیر مال لیکن بہت بھاری
مہر باندھنا مکروہ ہے جیسا کہ طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب الایمان
میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَؤُنَۃً یعنی بہت بڑی
برکت والا نکاح وہ ہے کہ کم محنت میں یعنی مہر اور خرچ کم ہو پس اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ کم مہر باندھنا موجب برکت کا ہے گو لاکھوں کروڑوں کے مہر کی
صریح مخالفت نہیں آئی مگر بہتر اور افضل یہی ہے کہ اپنے مقدور کے موافق
مہر باندھے اور جہاں تک ہو سکے کم کرے اور اوسکی ادائی کی نیت رکھے کیونکہ
اگر نکاح کے وقت ادا کرنے کی نیت نہو گی تو نکاح ہی نہوگا ابن ماجہ نے ابوعجفا
سلمی سے روایت کیا ہے قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا تُغَالُوْا
صَدَاقَ النِّسَآءِ فَاِنَّھَا لَوْ کَانَتْ مَکْرُمَۃً فِی الدُّنْیَا اَوْ تَقْوٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَانَ
اَوْلَاکُمْ وَاَحَقَّکُمْ بِھَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَصْدَقَ امْرَاَۃً
مِنْ نِسَآئِہٖ وَلَا اُصْدِقَتِ امْرَاَۃٌ مِنْ بَنَاتِہٖ اَکْثَرَ مِنِ اثْنَتَیْ عَشْرَۃَ اُوْقِیَّۃً
یعنی فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہ زیادہ کرو عورتوں کا مہر اسلیے کہ یہ زیادہ
مہر باندھنا اگر دنیا میں عزت یا اللہ کے نزدیک تقوے کی بات ہوتی تو محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے زیادہ لائق اور بہت حقدار تھے اوسکے ساتھ آپ نے
اپنی بیبیوں میں سے کسی بی بی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں باندھا اور نہ آپکی

اساجنراد یون ہین سے کیسیکا اس سے زیادہ مہر باندہا گیا سوائی اسکے مہرکی کمی مین ایک یہ فائدہ ہے کہ جب مہر کم ہو گا تو جو شخص ارادہ نکاح کا کریگا اوسپر مشکل نہوگا اور لوگ بہت نکاح کرینگے اور فقرا کو بھی نکاح پر قدرت ہوگی اور بڑ کثرت نسل کی جو بڑا مقصود نکاح سے ہے اور ہین آویگی بخلاف اسکے کہ جب مہر بہت ہوگا تو سوا سے مال والون کے اور کوئی نکاح پر قادر نہوگا اور محتاج لوگ جو بہت ہین بے نکاح رہین گے پہر وہ کثرت جسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رغبت دلائی ہے حاصل نہوگی اور جس عورت کو کسی وجہ سے بغیر صحبت کے طلاق دیجاوے تو جتنا مہر نکاح کے وقت مقرر ہوا ہو اوسکا آدھا عورت کو دینا فرض ہے اور جس عورت کا مہر کسی سبب سے نکاح کے وقت مقرر نہوا اور نکاح ہوگیا اور صحبت بھی کسی وجہ سے نہین ہوئی اور خاوند مر گیا تو ایسی صورت مین اوس عورت کو مہر مثل دلایا جائیگا یعنی اوس عورت کے باپ کی طرف سے جو جو عورتین رشتہ دار ہین اونکے مہر کے موافق مہر دینا لازم ہوگا مثلا جو مہر اوسکی پہوپیون اور بہنون اور چچا کی بیٹیون کا ہوگا وہی اوس عورت کو بھی دلایا جائیگا جیسا کہ ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا شَيْئًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْاَشْجَعِيُّ فَقَالَ

قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی بروع بنت واشق امرأۃ
منا بمثل ما قضیت ففرح بھا ابن مسعود یعنی علقمہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت کرتے ہین کہ وہ ایک شخص کے حکم سے پوچھے گئے کہ اوس نے
ایک عورت سے نکاح کیا اور اوس کے لیے کچھ مہر مقرر نکیا اور نہ اوس سے
صحبت کی یہان تک کہ وہ مرگیا پس فرمایا ابن مسعود نے یعنی مہینا بھر کے بعد
اجتہاد کرکے کہ اوس عورت کے واسطے مہر ہے مانند مہر اوسکی قوم کی عورتونکے
یعنی مہر مثل دینا ہوگا نہ کم نہ زیادہ اور اوسپر عدت وفات کی ہے یعنی
وفات کی عدت پوری کرے اور اوسکے لیے میراث ہے یعنی اوسکو ترکہ
بھی ملیگا پہر معقل بن سنان اشجعی کھڑے ہوے اور کہا کہ جیسا تم نے حکم کیا ہے
ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بروع واشق کی بیٹی کے حق مین کہ
ایک عورت تھی ہم مین سے حکم فرمایا پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات
سے خوش ہوے اور بعد نکاح کے مہر کا زیادہ کرنا درست ہے جیسا کہ اس
آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے ولا جناح علیکم فیما تراضیتم بہ من
بعد الفریضۃ ان اللہ کان علیما حکیما یعنی گناہ نہین تمپر اوس چیز مین کہ تم
اوسکے ساتھ رضامند ہو بعد مقرر کرنے کے تحقیق اللہ جاننے والا ہے حکمت والا
اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کے بعد اگر اللہ تعالی مرد کو آسودہ اور غنی کردے اور
بی بی اپنے مہر مین زیادہ کرنا چاہے اور خاوند بھی اوسپر رضامند ہو تو بشرط

دونوکی رضامندی سے مہر مین زیادتی ہوسکتی ہے سواے اسکے غنا تیا جتنا
مال چاہے دے مثلا ایک خزانہ بی بی کو بخشدے لیکن اولی وافضل
ہمارے نزدیک یہی ہے کہ مہر کم ہی مقرر کرے تاکہ اوسکا اداکرنا دشوار نہو اور
کسی طرح کی ناخوشی دل مین نہ آوے اور بھاری مہر کی کراہت سے بھی
محفوظ رہے اور خوشی خوشی جلدی سے مہر اداکر کے سبکدوش ہوجاوے اسلیے
کہ مہر بھی حقوق عباد سے ہے بغیر اداکرنے یا بی بی سے معاف کرانے کے
اوس سے رہائی نہین ہوسکتی اور اسکی معافی مین عورت ہی کو اختیار ہے
چاہے معاف کرے یا نہ کرے اوسپر کسی کو جبر نہین پہونچتا اور نہ کوئی اوسکی طرف
سے عفو کرسکتا ہے اور جبتک مہر ادا نہو تمام ورثہ مرد کے اوسکی میراث سے محروم
رہتے ہین ایک حبہ بھی کسیکو نہین ملسکتا البتہ مہر ادا ہونے کے بعد جو مال بچے
اومین سے ورثہ کو ترکہ ملیگا اور مہر ایسا بڑا حق ہے کہ اگر عورت خاوند سے یہ کہے
کہ جبتک تو میرا مہر نہ دیگا مین تجہسے ہم بستر نہونگی تو وہ عورت ہم بستر نہونے سے
گنہگار نہوگی اور اگر عورت مرگئی اور اوس نے مہر معاف نہ کیا تو اوسکے ورثہ مہر
کے مستحق ہین اونکو مرد کے مال مین سے بقدر دین مہر کے دلایا جاویگا غرضکہ
دین مہر سے بغیر اداکرنے یا معافی کے کسی طرح خلاصی نہین ملتی پس چاہیے کہ
اپنی استعداد کے موافق تہوڑا مہر باندہین اور جلدی سے اداکر کے دنیا و آخرت
کے مواخذے سے نجات پاوین

فصل آداب صحبت کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب کسی مرد کی شادی ہو اور دولہن بیاہ کے گھر میں لاوے تو پہلے اوسکا ماتھا پکڑ کے یہ دعا پڑھے اللھم انی اسئلک من خیرھا وخیر ما جبلتھا علیہ واعوذبک من شرھا وشر ما جبلتھا علیہ اور یہ دعا ابوداؤد وغیرہ نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے فائدہ اس دعا کے پڑھنے کا یہ ہے کہ حق تعالی اسکی برکت سے عورت کی برائی کو دور کرتا ہے اور بھلائی کو پہنچاتا ہے اسی طرح اگر کوئی لونڈی غلام یا کوئی جانور سواری کا خریدے تو اوسکا بھی ماتھا پکڑ کے یہی دعا پڑھے اور شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ بعض علما یہ فرماتے ہیں کہ جب دولہن کو گھر میں لاوے تو سنت یہ ہے کہ اوس کے دونو پانون دھو کر اوس پانی کو گھر کے کونون میں چھڑک دے اس عمل سے اللہ تعالی اوسکے گھر میں برکت دیگا اور خاوند کو چاہیے کہ صحبت سے پہلے ہمیشہ یہ دعا پڑھ لیا کرے تاکہ اسکی برکت سے شیطان دور رہے اور اولاد نیک بخت پیدا ہو بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا یعنی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ دور رکھ ہم کو شیطان سے اور دور رکھ شیطان کو اوس سے جو تو ہم کو دے اس دعا کو ترمذی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور صحبت کرتے وقت قبلے کی طرف منہ نکرے اور شرعۃ الاسلام میں یہ لکھا ہے کہ قربت کے بعد

پیشاب کر لیا کرے نہیں تو کے لیے مرض مین گرفتار ہونے کا خوف ہے کہ علاج کرنا اوسکا مشکل ہوگا اور فقیہ ابو اللیث نے یہ بھی لکھا ہے کہ قربت کے بعد طہارت کر لیا کرے کہ اس سے بدن کو تندرستی حاصل رہتی ہے لیکن ٹھنڈے پانی سے طہارت نکرے کیونکہ اس سے تپ کا اندیشہ ہے حیض اور نفاس کے دنون مین صحبت نہ کیا کرے اسلیے کہ ایسی حالت مین قربت کرنا حرام ہے سواے اسکے اکثر سوزاک وغیرہ کے مرض مین مبتلا ہوجاتا ہے اور نفاس کی حالت مین صحبت کرنے سے طرح طرح کے نقصان عورت کے رحم کو بھی پہونچتے ہین اور حیض کی آمد کے قریب زمانے مین بھی صحبت نکرے کیونکہ اوس وقت لہو مین جوشش اور حرارت ہوتی ہے اگر اوس زمانے مین حمل رہجائیگا تو بچہ بدصورت بدخلق سانولا پیدا ہوگا پس چاہیے کہ ایام سے فارغ ہونے کے بعد عورت سے صحبت کیا کرے اور حمل رہنے کے لیے ہر مہینے مین دو ہفتہ مشہور ہین ہفتۂ اول حیض سے فارغ ہونے کے بعد ہفتۂ آخر قریب حیض کے مگر قربت کے لیے ہفتۂ اول بہتر ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ دن مین صحبت کرنے سے دختر کا حمل رہتا ہے اور شب مین لڑکے کا اور قنیہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ کھڑے ہوکر صحبت کرنا بدن کو ضعیف کرتا ہے اور پیٹ بھرے پر قربت کرنے سے بچہ کند ذہن پیدا ہوتا ہے اس واسطے ضرور ہے کہ جب صحبت کرنا چاہے تو ایسے وقت کرے کہ کھانا معدے سے نیچے اوتر جاوے

اور خالی پیٹ بھی صحبت نکرے عورت اور مرد دونون کو چاہیے کہ قربت
کے وقت بالکل ننگے نہو جایا کرین چادر وغیرہ اوڑہ رہا کرین اس لیے
کہ ابن ماجہ نے عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اتی احدکم اهله فلیستتر ولا یتجرد
تجرد العیرین یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبکہ تم میں سے ایک
تمہارا اپنی بی بی کے پاس یعنی اوس سے صحبت کرے تو چاہیے کہ پردہ کرے
اور ننگا نہو مثل ننگے ہونے دو وحشی گدہون کے اور فقیہ ابو اللیث نے بستان
مین یہ لکھا ہے کہ ننگے ہونے سے اولاد بیحیا پیدا ہوتی ہے اس واسطے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالکل ننگے ہونیسے منع فرمایا ہے اور یہ بھی
بستان مین لکھا ہے کہ صحبت کے وقت بہت باتین نہ کیا کرے کیونکہ اس سے
بچے کے گونگے پیدا ہونے کا خوف ہے مگر اسکی کوئی صحیح سند نہین ہے اسی لیے
بعض علما فرماتے ہین کہ جماع کے وقت کلام کرنا ایک قسم کی حسن عشرت ہے جسکی
ترغیب حدیثون مین وارد ہوئی ہے اور شرعۃ الاسلام مین لکھا ہے کہ قربت کے
وقت عورت کی شرمگاہ کو نہ دیکھے کیونکہ اس سے بچے کے اندہے پیدا ہونیکا
اندیشہ ہے اسکی بھی کچھ اصل نہین ہے اور بستان مین لکھا ہے کہ جب کسی مرد
کو بے صحبت کیے حاجت نہانے کی ہوجاوے تو وہ بے نہائے بی بی کے
پاس نہ جاوے کیونکہ اس سے بچہ دیوانہ یا بخیل پیدا ہوتا ہے اور صحبت کی کثرت

نہ چاہیے کیونکہ بہت صحبت کرنے سے مرد اور عورت دونوں ضعیف اور
ناتوان ہوجاتے ہین سواے اسکے دونون کی عمر بہی کم ہوجاتی ہے اسلیے
بہتر یہ ہے کہ ہفتے مین ایک دوبار اور بہت سے بہت ایک دن درمیان
دیکر صحبت کیا کرین اس سے زیادہ صحبت کرنے مین بہت نقصان ہوتے
ہین سب سے بڑا یہ ہے کہ حمل کو مانع ہوتی ہے اور عورت کو چاہیے کہ صحبت
سے فارغ ہونے کے بعد تہوڑی دیر تک چت لیٹی رہے اور اپنے پانون کسی اونچی
چیز پر مثل تکیے وغیرہ کے کچہہ دیر تک رکہے رہے تا کہ اگر حمل رہا ہو تو اپنی جگہہ پر ٹہہر جاوے

باب پانزدہم

فصل عورتون کے دوسرے نکاح کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے نماز روزے حج زکوٰۃ وغیرہ کے احکام
قرآن شریف مین سب مسلمانون کے لیے مقرر فرمائے ہین اسی طرح بیوہ عورتون
اور طلاق والیون کے نکاح کر دینے کا حکم بہی اپنی کتاب عزیز مین بیان فرمایا ہے
جیساکہ دوسرے پارے کے چودہوین رکوع مین ارشاد ہوا ہے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ
النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا
بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی اور جب طلاق دی
تم نے عورتون کو پہر پہنچ چکین وہ اپنی عدت تک تو اب نہ روکو انکو کہ نکاح

کرلین نزد اپنے خاوندون سے جب باہم راضی ہو جاوین آپس مین موافق دستور کے
یہ نصیحت ملتی ہے اوسکو جو کوئی تم مین یقین رکہتا ہے اللہ پر اور پچہلے دن پر
اسمین سنوار زیادہ ہے تمکو اور ستہرائی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے
پس اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جس عورت کو طلاق ہو جاوے تو
اوسکو تین حیض یا تین ماہ کے بعد کہ یہی عدت شارع نے طلاق والی کے لیے
معین کی ہے اپنا نکاح ثانی کرنیکا اختیار ہے کسی وارث کو اوسکا منع کرنا نہین ہو سکتا
کیونکہ اللہ تعالی نے عورت کے اولیا کو صاف حکم دیا ہے کہ جو عورت نکاح ثانی
کرنا چاہے اوسکو نہ روکو بلکہ اونکو رغبت دلائی ہے کہ نکاح ثانی کر دینے مین تمہارے
لیے بہت سنوار اور نہایت ستہرائی ہے اور ایک طرح کی تنبیہہ بہی فرمائی یعنی یون
ارشاد کیا کہ یہ حکم اوسکے لیے ہے جو اللہ پر اور پچہلے دن پر یقین رکہتا ہے
اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اس حکم کو نہ مانے اور اوسپر عمل نکرے بلکہ اس کو ننگ
وعار سمجہے تو وہ شخص منافق ہے سچا مسلمان نہین اور اسی طرح مین نکاح ثانی کے
باب مین یہ آیت بہی وارد ہوئی ہے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ
اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ
یعنی اور جو لوگ مر جاوین تم مین سے اور چہوڑ جاوین عورتین وہ انتظار دیوین
اپنی جانون کو چار مہینے دس دن کا پہر جب پہونچ چکین وہ اپنی عدت کو تو تم پر

گناہ نہین جو وہ اپنے حق مین کرین موافق دستور کے اور اللہ کو تمہارے کامون کی
خبر ہے پس اس آیت شریف سے بھی معلوم ہوا کہ بیوہ عورت کو اوس کی
عدت گذرنے کے بعد نکاح ثانی کرنے کا اختیار حاصل ہے اوسکے ورثہ
مین سے میکے کے ہون یا سسرال کے کسی کو ممانعت نکاح کی نہین پہنچتی
اور اٹھارہوین پارے سورۂ نور کے چوتھے رکوع مین صراحت سے ارشاد فرمایا ہے
وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ
يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ یعنی اور بیاہ دو تم رانڈون کو اپنے اندر
اور جو نیک ہون تمہارے غلام اور لونڈیان اگر وہ مفلس ہون گی اللہ انکو
غنی کر دیگا اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا ہے سب جانتا پس اس آیت
مین اللہ تعالی نے بیوہ عورتون کے والیون کو صاف یہ حکم فرمایا کہ اونکا
دوسرا نکاح کر دو اور اسی سے نکاح ثانی کی بہت بڑی تاکید سمجھی جاتی ہے
اس لیے کہ اول تو اللہ تعالی نے اس آیت شریف مین صیغہ امر کا جو وجوب
پر دلالت کرتا ہے ارشاد فرمایا اور دوسرے یہی فرمایا کہ جو مفلس ہونگے اللہ انکو
غنی کر دیگا یعنی نکاح ثانی ایسا عمدہ فعل ہے کہ اللہ تعالی اوس کی برکت سے
محتاجی دور کر دیگا تیسرے من فضلہ کے لفظ سے یہ ثابت ہوا کہ بیوہ عورتونکے
نکاح ثانی کرنے سے پروردگار کی عنایت خاص متوجہ ہوتی ہے اور اس
آیت سے بھی جو سورۂ تحریم کے پہلے رکوع مین ہے فضیلت نکاح ثانی کی

ثابت ہوتی ہے عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْکَارًا

یعنی ابھی اگر نبی چھوڑدے تم سب کو اوسکا رب بدلے مین دے اوسکو عورتین تم سے بہتر حکم بردار یقین رکھتیان نماز مین کھڑی رہتیان توبہ کرتیان بندگی بجا لاتیان روزہ دار بیاہیان اور کنواریان یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی بیبیون مین کسی بات پر کچھ گفتگو ہوئی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیبیون سے رنجیدہ ہوے تھے اللہ پاک نے آپ کی بیبیون کی چشم نمائی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تم اللہ کے رسول کی اچھی طرح اطاعت نہ کروگی تو وہ تمہارے بدلے مین اوسکو بہتر سے بہتر بیبیان عنایت کریگا جنمین وہ صفتین ہونگی جو بیان ہوئین اور اونکی صفتون مین یہ بھی صفت بیان فرمائی کہ وہ بیاہیان ہون اور ظاہر ہے کہ بیاہیان نہین ہوسکتین جبتک اونکا دوسرا نکاح حلال نہو پس اس آیت سے بھی دوسرے نکاح کا حلال ہونا ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو صفتین اللہ کے نزدیک اچھی ہین مثل کنواری کے بیوہ مین بھی پائی جاتی ہین اور عزت وشان مین اللہ پاک کے نزدیک کنواریان اور بیاہیان دونون برابر ہین بلکہ اس آیت شریف سے بیاہیون کی فضیلت کنواریون پر زیادہ ثابت ہوتی ہے اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے کنواریون سے پہلے بیاہیون کا ذکر

فرمایا اوجود یکہ کنواریوں کا درجہ بیاہیوں سے پہلے ہے علاوہ اسکے
بیاہیاں کنواریوں سے خوب تجربہ کار اور زیادہ عقل والیاں ہوتی ہیں
اور اکثر حاملہ بھی جلد ہو جاتی ہیں جب ان آیتوں سے بیوہ کے دوسرے
نکاح کرنے کا حکم اور اوسکی فضیلت ثابت ہوئی تو سب مسلمانوں کو چاہیے
کہ اپنی رانڈوں کو نکاح ثانی کی ترغیب دیا کریں اور ہمیشہ اوسکے کرنیکی
خوبیاں اور نہ کرنے کی برائیاں جو قرآن مجید اور حدیث شریف سے
ثابت ہیں اونکے سامنے بیان کیا کریں تاکہ وہ اوسکو عیب نہ سمجھیں اور برا
نہ جانیں اور جب کفو ملجاوے تو بلا تامل نکاح ثانی کردیں جیسا کہ ترمذی نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ لَا یُؤَخَّرْنَ اَلصَّلٰوۃُ اِذَا اٰنَتْ وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ
وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدَتْ لَھَا کُفْوًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا تین چیزیں نہ دیر کیجاویں نماز جب کہ آجاوے یعنی وقت اوسکا اور جنازہ
جب حاضر ہو جاوے اور رانڈ جب کہ پاوے تو اوسکے لیے کفو اور اسی مضمون
کی اور بھی کئی آیتیں اور حدیثیں ہیں اختصار کے لیے اسی قدر پر کفایت کیگئی
اس واسطے کہ عمل کرنے کو ایک ہی آیت بس ہے اور اس باب میں تو متعدد
آیتیں اور بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں پھر اپنی ہوائے نفسانی اور جہالت
و نادانی کے پیرو ہو کے قرآن مجید اور حدیث شریف کے حکموں سے منہ موڑنا

بت پرستون کی رسم کے موافق بیوہ اور طلاق والیون کو نکاح سے روکنا
اس بات کو اچھا سمجھنا اور جس عورت نے موافق حکم خدا اور رسول کے
دوسرا نکاح کر لیا ہو اوسکو ذلیل و خوار جاننا صریح قرآن شریف کی آیتونکا
جھٹلانا اور سنت نبوی سے مونھہ پھیرنا ہے اور کلام الہی کے ایک حرف کا بھی
جھٹلانا اور اوس سے انکار کرنا بالاتفاق کفر ہے پس اولوالعزم مسلمانونکو
لازم ہے کہ بیوہ اور طلاق والیون کو نکاح ثانی سے نہ روکین دیکھو سوا
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے اور سب بیبیان خاص آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے نکاح مبارک مین دو دو تین تین نکاح کے بعد آئی تھین
چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا جو سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ
تعالی عنہا کی ماں اور سب بیبیون مین افضل ہین دو نکاح کے بعد آپ کے
نکاح سے مشرف ہوئی اسی طرح حضرت حفصہ اور حضرت زینب حضرت میمونہ
اور حضرت ام سلمہ حضرت سودا اور حضرت جویریہ حضرت ام حبیبہ اور حضرت صفیہ
رضی اللہ عنہن سب سے دو دو تین تین نکاح کے بعد آپکے نکاح مین آئی تھین
علاوہ اسکے سوا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے اور صاحبزادیون کا خود ہی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا نکاح کر دیا تھا اور ام کلثوم حضرت
فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی کے چار نکاح ہوئے ہین پھر ان بیبیون سے
زیادہ کون شریف اور صاحب عزت و عفت ہے جو اپنی پارسائی اور عزت کی

وجہ سے نکاح ثانی کو برا کہتے اور دوسرا نکاح کرنے والی کو بیحیا اور ذلیل وخوار
جانتے پس ایمان والون کو لازم ہے کہ اپنی جہالت ونادانی کو چھوڑ کے
قرآن شریف کے حکمون اور سنت نبوی کے مطیع ہون اور ہندؤن کی رسم کو
نہ اختیار کرین اور بیچورا کی امت نہ بنجاوین اس لیے کہ سوا ہندؤن کے اور
سب اہل کتاب کے نزدیک نکاح ثانی درست ہے بلکہ کسی دین اور کسی امت
مین سوای ہندوستان کے اس امر کو معیوب بہی نہین جانتے اور جو اسکو برا جانتے
ہین وہ لوگ ویسا ہی پہل پاتے ہین اس واسطے کہ بیوہ اور مطلقہ عورتون کو
بے نکاح گہر مین بٹہا کر طرح طرح کی آفتون اور مصیبتون اور انواع واقسام کی
بےغیرتیون اور بےشرمیون اور رسوائی اور ذلتون مین گرفتار ہوتے ہین اور
وہ بیچاریان بہی اپنا تپا مار کے ورنا کی جان پر صبر کر کے چپ بیٹہی رہتی ہین اور
ہر طرح کی مصیبت اوٹہاتی ہین یا شیطان کے اغوا سے چوری چھپے
زنا وغیرہ مین مبتلا ہو جاتی ہین اور اکثر حمل رہجاتا ہے پہر وہ اسکو گرانا چاہتی
ہین اور گرانے کے صدمے سے یا تو خود ہی مرجاتی ہین نہین تو زہر وغیرہ
کہا کر اپنی جان مفت گنواتی ہین یا کوئی وارث غیرت کی راہ سے اونکو مار کے
آپ دائم الحبس رہتا ہے اور جو بعض عورتین اپنی جان نہین دیتین تو بچے کا تو
ضرور ہی خون کرتی ہین اس لیے کہ کوئی اسقاط کراتی ہے اور کوئی زندہ بچے
کو مار کے پہینکدیتی ہے اور جو خوف خدا اور محبت کی وجہ سے مارتی نہین تو بچے کو

زندہ جاوید اور دھوکہ کتنی بہوتی ہے اور رنڈیان اسمین قوی تر بنتی ہین
اس لیے کہ حمل گرانا یا بچہ ہونا ایسا نہین ہے کہ گھر مین کانون کان کسیکو خبر
نہو بلکہ اونکے وارثہ خود اس فعل بد مین اونکی مدد کرتے ہونگے کیونکہ ایسے
کام اکیلی عورت سے نہین ہو سکتے جبتک کہ کوئی اور معاون ہو اور غیر کو کیا
غرض ہے کہ ایسے بے کام مین مدد کرے پس اس سے معلوم ہوا کہ خود اپنی پریشانی اور
اونکی تکلیف کے باعث ہوتے ہین اس واسطے کہ وہ بیچاریان دنیا مین تو
اسقاط اور بچہ چھپانے کی اندیشہ ہنگتی ہین اور آخرت مین زنا اور خون وغیرہ
کا عذاب اپنے ذمے لیتی ہین اور وارثہ دنیا مین تو اونکی عیب پوشی اور
آبرو اور جان بچانے کی فکر مین پریشان اور سرگردان رہتے ہین اور آخرت
مین خدا اور رسول کی نافرمانی اور اپنی دیوثی کی جوابدہی مین گرفتار ہونگے
پھر نہین معلوم کہ بیوہ اور طلاق والیون کو نکاح ثانی سے روکنے مین کیا
مصلحت ہے اور کنواریون کی اس قدر خوشی خوشی جلدی شادی کرنی نہین
کر اونکو پورا بالغ بھی نہین ہونے دیتے کیا نفع ہے باوجودیکہ کنواری لڑکی
دنیا کی کسی لذت سے واقف نہین ہوتی اور نہ کسی طرح کا اوسنے حظ نفس اوٹھایا
وہ تو اپنے مان باپ کے گھر خوش و خرم رہتی ہے وارثہ زبردستی اوسکا نکاح
کر دیتے ہین اور کیسا کیسا سامان جہیز وغیرہ کا اوسکے واسطے تیار کرتے ہین
اور کیا کیا آرائش اوسکی شادی مین کیجاتی ہے یہانتک کہ ہزارہا روپیہ

مفت مین خرچ ہوتا ہے اگر روپیہ پاس نہو تو قرض دام لیکر یا بھیک مانگ کے
اوسکی شادی کیجاتی ہے بیوہ اور طلاق والی کو اگرچہ کیسی ہی جوان ہو
گھونٹ گھونٹ کر بٹھاتی ہین اور طرح طرح کی تخلیفین بیٹھنے کے لیے اوسکو
دیتے ہین اور عمر بھر ذلیل و خوار سمجھتے ہین کپڑے اور زیور وغیرہ سے لیتا تنگ
رکھتے ہین کہ چوڑیان اور رنگین کپڑے تک نہین پہننے دیتے اور ہر
ہین اوسکو ذلیل اور حقیر کرتے ہین یعنی عزیز دن ہی کی شادی مین منہ نہ دیکھو
کہتے ہین کہ یہ چیز دولہہ دولہن کی ہے اسکو بیوہ ہاتھ نہ لگاوے گویا اوسکی
بدبختی محفل مین ہر ایک کو جتاتے ہین اور دوست بنکر ہر طرح سے ستاتے
ہین ان بیچاریون کے واسطے تو اس قدر تنگی اور آپ چار پر بھی قناعت
نہین کرتے پانچ پانچ سات سات حرمین کر لیتے ہین اور جو کوئی عورت
اونمین سے مرجاوے تو آپ تیسرے ہی روز اپنے نکاح کا پیغام بھیجتے ہین
اور اون غریبون کو جو ہر طرح کی لذت اور دنیا کے مزے سے واقف ہو چکی ہین
ناحق نکاح سے روکتی ہین وہ بیچاریان بھی وارثون کی جان پر صبر کرکے
گھرمین چپ بیٹھی رہتی ہین اور اپنے دین اور دنیا اور جوانی کو خاک مین
ملاتی ہین اور وارثون کی خوشی کے لیے زبردستی اپنے جی کو مار کے ظاہر
مین لوگون سے کہتے ہین کہ اب ہمارا جی نکاح کو نہین چاہتا ہمکو مرد کی خواہش
نہین انصاف سے دیکھو تو یہ بات اونکی صرف وارثون کی رضامندی کے لیے ہے

ورنہ بھی تو خاوند ہی کو چاہتا ہے اور غور کرنا چاہیے کہ اگر اونکا خاوند زندہ اور
موجود ہوتا تو پچاس ساٹھ برس تک اون سے صحبت کرتا رہتا اور دو بچے ہوتا تین
اتفاقاً اگر خاوند بسبب کسی بیماری کے اونکے ساتھ صحبت کرنے سے باز رہتا
تو اوسکا شکوہ و شکایت کرتی رہتین بخلاف بیوہ کے کہ اگر بارہ برس کی عمر
مین ہی رانڈ ہوجاوے تو یہی کہتی ہے کہ مجھے مرد کی خواہش نہین ہے سو یہ
کہنا اوسکا محض وارثون کی خوشی یا اونکی تعلیم کے سبب سے معلوم ہوتا ہے اسلیے
کہ خاوند کے ہوتے ہوے تو بڑی عمر تک صحبت سے سیری نہونا اور اوسکے
مرجاتے ہی اگرچہ چھوٹے ہی سن کی ہو مرد کی خواہش نرہنا اسکے معنی کسی
عاقل کی سمجھ مین نہین آتے اور ایک قوی دلیل اس امر پر کہ بیوہ اور مطلقہ کا
جلد نکاح کردینا بہتر ہے اوسکو ٹھہا نہ رکھنا چاہیے یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالی
نے سال بھر عدت بیوہ کی معین فرمائی تھی جیسا کہ دوسرے پارے کے
پندرہوین رکوع کی اس آیت سے ظاہر ہے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ
يَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ
یعنی او جو لوگ کہ مرجاوین تم مین سے اور چھوڑ جاوین عورتین وصیت کر دین
اپنی عورتون کے لیے خرچ دینا ایک برس کا نہ نکالدینا پھر اوسی پارے کے
چودہوین رکوع مین اس بڑی مدت کو منسوخ فرماکے چار مہینے دس دن مقرر
فرماے پیراوس سے ثابت ہے کہ بیاہی عورت چار مہینے دس دن سے زیادہ

سب جو دیکھے نہین رہ سکتی کیونکہ اللہ تعالی سب کا خالق ہے وہی اپنی مخلوق
کی بھلائی برائی کو خوب جانتا ہے اور کو خبر ہے کہ اس سے اتنا ضبط
ہو سکیگا زیادہ غیر ممکن ہے اسی واسطے سال بھر کی مدت کو منسوخ فرما کے چار مہینے
دس دن کی عدت مقرر فرمائی لہذا سب ایمان والون اور ایمان والیون کو لازم
ہے کہ جن مصلحتون سے کنواری لڑکیون کا جلد نکاح کر دیتے ہین انھین مصالح
سے عدت کے بعد اپنی رضامندی اور خوشی سے بیوہ اور طلاق والیون کا
بھی جلد نکاح ثانی کر دیا کرین اس لیے کہ یہ سب مصلحتین جیسے اولاد ہونا اور
لڑکی کے نان نفقہ اور دکھ بیماری اور اوسکے نیک و بد سے مان باپ کا بے فکر
ہو جانا جیسے کنواری کے واسطے نکاح کا باعث ہوتے ہین اسی طرح بیوہ اور
طلاق والیون کے واسطے بھی ہین پس وارثون کو چاہیے کہ انکا نکاح ثانی
بہت جلد کر دیا کرین تاکہ قطع نسل نہ ہو اور امت محمدی کی کثرت ہو اور آپ
بھی دنیا کی مصیبتون اور آخرت کے مواخذے سے نجات پاوین —

فصل ولیمے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ ولیمہ اوس کھانے کو کہتے ہین کہ نکاح کے بعد مرد کی طرف
سے کھلایا جاتا ہے اور یہ دعوت شرعًا جائز ہے اکثر علما کے نزدیک سنت
ہے اور بعض کے نزدیک مستحب اور بعضون نے اسکو واجب کہا ہے اور وقت
اسکا بعضون نے بعد صحبت کے کہا ہے اور بعضون نے بعد عقد کے اور

بعضوں کا یہ قول ہے کہ عقد اور صحبت دونوں کے بعد چاہیے اور ولیمہ اپنے مقدور کے موافق کرے اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ رَاٰی عَلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَۃٍ فَقَالَ مَا ھٰذَا قَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَۃً عَلٰی وَزْنِ نَوَاۃٍ مِّنْ ذَھَبٍ قَالَ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف پر نشان زردی کا یعنی اونکے بدن یا کپڑے پر زعفران لگی ہوئی تھی پس فرمایا یہ کیا ہے عبدالرحمن نے کہا تحقیق مینے نکاح کیا ایک عورت سے گٹھلی بھر سونے پر آپ نے فرمایا اللہ تجھے برکت دے ولیمہ کر یعنی کھانا پکا کر لوگوں کو کھلا اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو اور جو اتنا بھی نہو سکے تو جس قدر میسر ہو اوسی پر کفایت کرنا چاہیے جیسا کہ اس حدیث بخاری میں وارد ہوا ہے عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی بَعْضِ نِسَآئِہٖ بِمُدَّیْنِ مِنْ شَعِیْرٍ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا شیبہ کی بیٹی سے روایت ہے اونہوں نے کہا ولیمہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض بیبیوں کا دو مد جو سے اس سے معلوم ہوا کہ اگر مقدور نہو تو تھوڑا ہی سا کھانا پکا کر کھلا دے زیادہ کی کچھ ضرورت نہیں مگر ولیمے کی سنت کو ضرور ادا کرے

پہر بہتر نہین اور جو مقدور رکہتا ہو تو جتنا چاہے کہانا کہلاوے زیادہ
کی کچھہ ممانعت نہین ہے لیکن اسراف نکرے اور اپنی ناموری کے واسطے
قرضدار نہو جاوے و کسیکی دعوت قبول کرنا واجب ہے اور دعوتین کا
کرنا شرعا درست ہے اونکا قبول کرنا سنت ہے جہان تک ہوسکے اس
دعوت کو رد نکرے بلکہ جب کوئی اس دعوت مین بلاوے تو ضرور ہی جاوے
ہان اگر کوئی بات اوس جگہہ خلاف شرع ہو جیسے ناچ گانا بجانا سہرا وغیرہ تو
پھر وہان جانا جائز نہین اور نکاح مین پہلے دن کہانا کہلانا اور قبول کرنا اوسکا
واجب ہے یا سنت موکدہ ہے بحسب اختلاف علما کے اور دوسرے دن کا
کہانا سنت و مستحب ہے اور تیسرے دن کا اس لیے ہوتا ہے کہ لوگ تعریف
کرین جیسا کہ ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال
رسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ طَعَامُ اَوَّلِ یَوْمٍ حَقٌّ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّانِی
سُنَّۃٌ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَۃٌ وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہانا پہلے دن کا حق ہے اور کہانا دوسرے دن کا
سنت ہے اور کہانا تیسرے دن کا سنانا ہے اور جو کوئی سناوے سناویگا اللہ
اوسکو یعنی مشہور کریگا اوسکو رسوا اور فضیحت کریگا کہ اوسنے سنانے دکھانے کے
لیے کیا تہا اور طریقہ دعوت مین جانیکا یہ ہے کہ جو شخص پہلے بلاوے
اوسکے ہان پہلے جاوے پہر جسکا گہر نزدیک ہو اوسکے یہان جاوے

فصل بیان بی بی کے حقوق اور آپس مین اچھا برتاؤ کرنے کے بیان مین

ایمانداز عورتوں کو چاہیے کہ امور شرعیہ مین اپنے خاوندوں کی نہایت اطاعت
کرین اور اونکو خوب راضی رکھین جہانتک ہو سکے اونکی ناخوشی اور نا
مرضی باتوں سے بچین اس لیے کہ خدا اور رسول کی فرمانبرداری کے بعد
عورت کو خاوند ہی کی تابعداری کا حکم ہے اس باب مین اگرچہ بہت حدیثیں
وارد ہوئی ہین مگر تھوڑی سی اس جگہہ لکھی جاتی ہین عن ابی ہریرة رضی اللہ
عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دعا الرجل امرأته
الی فراشه فابت فبات غضبان لعنتها الملائكة حتی تصبح متفق علیه
وفی روایة لهما قال والذی نفسی بیده ما من رجل یدعو امرأته الی
فراشه فتابی علیه الا کان الذی فی السماء ساخطا علیها حتی یرضی
عنها یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونھون نے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنے بچھونے کی طرف
بلاوے پس وہ انکار کرے یعنی بغیر عذر شرعی کے اور خاوند خفا سو رہے تو صبح
تک فرشتے اوس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہین روایت کیا اس حدیث کو بخاری
اور مسلم نے اور انہین دو کی ایک روایت مین یہی آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے
نہین ہے کوئی مرد کہ بلاوے اپنی عورت کو اپنے بچھونے کی طرف پھر وہ انکا

کرے او پر اگر خفا ہو تا ہے اوس عورت پر وہ جو آسمان مین ہے یہان تک
کہ راضی ہو خاوند اوسکا اوس سے وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْمَرْاَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَہَا وَصَامَتْ شَہْرَہَا
وَاَحْصَنَتْ فَرْجَہَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَہَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شَاءَتْ
رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہون نے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جس وقت عورت اپنی
پانچون نمازین پڑھے یعنی اوقات طہارت مین اور روزے رکھے ماہ رمضان
کے یعنی ادا و قضا اور اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھے یعنی حرام سے اور اپنے خاوند
کی فرمانبرداری کرے یعنی ہر چیز مین اوسکی فرمانبرداری چاہیے پس چاہیے
کہ داخل ہو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے روایت کیا اسکو ابو نعیم نے
کتاب حلیہ مین وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ
اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِہَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اگر مین کسیکو حکم کرتا سوا اسے خدا کے کسیکو
سجدہ کرنیکا تو البتہ عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے روایت
کیا اسکو ترمذی نے وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُہَا عَنْہَا رَاضٍ

ممنوع ہے اور نہ کہے کہ برا کرے تجھکو اللہ یعنی اوسکے فعل کو برائی کی طرف نسبت
نکرنا اوسکو گالی ندے اور جدا نہو اوس سے مگر گھر مین یعنی اگر عورت سے
جدا رہنے مین کوئی مصلحت ہو تو اوسکے بچھونے سے جدا ہو جاوے نہ یہ کہ اوسکو
کسی گھر مین چلا جاوے روایت کیا اسکو احمد اور ابو داود اور ابن ماجہ نے وعن
عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
ان من اکمل المؤمنین ایمانا احسنہم خلقا والطفہم باہلہ رواہ الترمذی
یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے بیشک کامل تر مومنون کا ایمان مین وہ ہے کہ جسکا خلق سب سے
اچھا ہو اور اپنی بی بی کے ساتھ بہت نرمی کرتا ہو یعنی اپنے اہل عیال پر
بہت مہربان ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے پس ان حدیثون سے معلوم
ہوا کہ مردون کو چاہیے جیسا آپ کہائین پہنین ویسا ہی بی بیونکو
بہی کہلائین پلائین پہنائین اور مارپیٹ بغیر امر شرعی کے نہ کیا کرین بلکہ
جہان تک ممکن ہو اونکے ساتھ خوش خلقی اور نرمی اور اتفاق اور حسن سلوک
سے زندگی بسر کرین بدمزاجی اور سختی نہ کیا کرین جیسا کہ ترمذی اور دارمی
اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خیرکم خیرکم لاہلہ وانا خیرکم
لاہلی یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ بہتر تم مین کا بہتر تمہارا ہے

اپنے اہل کے لیا ور مین تم سب سے بہتر ہون اپنے اہل کے لیے پس
اس سے معلوم ہوا کہ سب سے بہتر اللہ تعالی اور خلق کے نزدیک وہ شخص
ہے جو اپنے اہل کے ساتھہ بھلائی اور سلوک کرتا ہے پس انسان کو لازم ہے
کہ ہمیشہ اپنی بی بی کے ساتھہ پیار اور محبت کا برتاؤ رکھے اور ادنی ادنی باتوں مین
جو خلاف مرضی اوس سے ظہور مین آوین ندا وجہا کرے بلکہ اکثر طرح دیتا ہے
کیونکہ اکثر عورتون کے مزاج مین غصہ اور جہالت بہت ہوتی ہے مرد بھی
اگر اونکے ساتھہ بدمزاجی کرے تو کجی کی وجہ سے جو اونکی خلقت مین ہے بہت
جلد برائی کی طرف مائل ہو جاتی ہین اور اونکے دل مین کینہ اور دشمنی بیٹھہ جاتی
ہے اسی سبب سے باہم اتفاق نہین رہتا پھر مفت مین گھر کی تباہی ہوتی
ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے عَنْ
اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ
اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا
بِالنِّسَاءِ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا اونھون نے
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ قبول کرو عورتون کے حق مین
وصیت بھلائی کی اس لیے کہ بیشک عورتین پیدا کی گئی ہین پسلی سے کہ وہ
ٹیڑھی ہے اور مقرر بہت ٹیڑھی چیز پسلی مین اوپر کی جانب ہے پس اگر جاہے

تو کہ اوسکو سیدھا کرے تو توڑ دیگا اوسکو اور اگر چھوڑ دے اوسکو اپنے حال پر تو
ہمیشہ ٹیڑھی رہیگی پس قبول کرو وصیت کو عورتون کے حق مین ف
عورتین پسلی سے پیدا کی گئی ہین یعنی حضرت حوا کہ سب عورتون سے پہلے
اور سب کی اصل ہین حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے اوپر کی جانب سے
پیدا ہوئی ہین اور وہ بہت ٹیڑھی ہوتی ہے اور پسلی کا حال یہ ہے کہ اگر
اوسکو سیدھا کرنا چاہین تو ٹوٹ جاویگی اور جو اوسکو اپنی حالت پر رہنے دیا تو
ہمیشہ ٹیڑھی رہیگی اسی طرح عورتون کا حال ہے کہ وہ اصل خلقت مین
بد احوال اور کج اخلاق واقع ہوئی ہین مرد اگر چاہین کہ اچھی طرح اونکو سیدھا
کرین اور ہر بات مین اپنی طبیعت کے موافق کرلین تو یہ ممکن نہین اسلیے کہ
اونکی درستی مین اگر زیادہ درستی کیجاوے تو طلاق کی نوبت پہنچیگی پس بہتر
یہ ہے کہ جب تک کوئی ایسا امر اونسے سرزد نہو کہ اونکی وجہ سے کسی گناہ مین
گرفتار ہونے کا خوف ہو تب تک اونکی کجی سے درگذر کرتے رہین اور دنیا
کے کامون مین بہت غصہ وغیرہ اونپر نہ کیا کرین بلکہ اکثر اونکے ساتھہ خوش خلقی
اور نرمی اور دلجوئی سے پیش آوین اور ہر امر مین کج خلقی اور ترش روئی اور بد مزاجی
نہ کیا کرین دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ازواج مطہرات کے
ساتھہ کیسا عمدہ برتاؤ فرماتے تھے اور کس قدر اونکی باتون کی برداشت کرتے
تھے اس باب مین بہت سی حدیثین صحاح کی کتابون مین وارد ہین ایک ان مین سے

یہ ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ
نِسَائِهِ فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ
الَّتِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ
الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَةِ
ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ الطَّعَامَ الَّذِيْ كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ غَارَتْ اُمُّكُمْ
ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰى اُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِّنْ عِنْدِ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا فَدَفَعَ
الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ اِلَى الَّتِيْ كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَاَمْسَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِيْ بَيْتِ
الَّتِيْ كُسِرَتْ فِيْهِ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اونہوں نے
تہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی بی بی کے پاس پس اور کسی بی بی نے
ایک رکابی مین کہانا بہیجا توجن بی بی کے گہرمین آپ تشریف رکہتے تہے
اونہون نے خادم کے ہاتہہ پر مارا تو رکابی اوسکے ہاتہہ سے گرکے ٹوٹ گئی
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے ٹکڑے جمع کیے پہر اکٹہا کرنے لگے اون
ٹکڑون مین اوس کہانے کو جو رکابی مین تہا او کہنے لگے تمہاری مان نے
غیرت کی پہر خادم کو روک رکہا یہان تک کہ لائی گئی رکابی اون بی بی کے
پاس سے جن کے گہرمین آپ تہے پہر سالم رکابی اون بی بی کے پاس
بہیجدی جنکی رکابی ٹوٹ گئی تہی اور ٹوٹی رکابی کو اون بی بی کے گہر
مین رہنے دیا جن کے گہرمین وہ ٹوٹی تہی روایت کیا اس حدیث کو بخاری

ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ اپنی بیبیوں کے ساتھ کس طرح حلم سے پیش آتے تھے اور کس قدر اونکی باتوں کا تحمل فرماتے تھے اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی بیبیوں کے ساتھ نہایت حلم اور بردباری سے زندگی بسر کریں اور ہنسی دل لگی اور خوش طبعی کے ساتھ پیش آیا کریں تاکہ بیبیاں اون سے راضی و خوش رہیں اور حدیث شریف سے بھی اوسکی اجازت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ قَالَتْ فَسَابَقْتُهٗ فَسَبَقْتُهٗ عَلٰى رِجْلَيَّ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهٗ فَسَبَقَنِيْ قَالَ هٰذِهٖ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ بیشک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھیں اونھوں نے کہا پس دوڑی میں آپ کے ساتھ اپنے پانوں پر پس آگے بڑھ گئی میں آپ سے پھر جب میں موٹی ہو گئی تو دوڑی آپ کے ساتھ پس آپ مجھسے آگے نکل گئے آپ نے فرمایا کہ یہ میرا آگے بڑھجانا بدلے اوس آگے نکلجانے کے ہے یعنی کہ پہلے تو مجھسے آگے بڑھ گئے تھے پس اس حدیث شریف سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن خلق اور مہربانی کرنا اپنی بیبیوں پر صاف ظاہر ہے غرضکہ ان حدیثوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو امور خلاف شرع نہوں اور اونمیں کسی طرح کی رسوائی اور بدنامی اور گناہ حاصل نہو

ایسی باتون مین اونہین کی خوشی کو مقدم جانین اور جہان تک ممکن ہو اپنی بیبیون کو خوش و خرم اور راحت و آرام کے ساتھہ رکھین اور زندگی بھر نرمی اور خوش خلقی کے ساتھہ برتاؤ کیا کرین تاکہ روز بروز آپسمین محبت و الفت بڑھتی رہے اور کسی طرح کی رنجش و بےلطفی درمیان مین نہ آوے اور دونون کی زندگی آرام چین سے بسر ہوجاوے اور میان بی بی کے حقوق کا بیان علحدہ رسالے مین لکھا گیا ہے اوسکے دیکھنے سے مفصل حال معلوم ہوگا

فصل نان نفقے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ حد نفقے کی کسی آیت یا حدیث مین نہین آئی ہے فقط قید معروف کی ارشاد فرمائی ہے معروف کے یہ معنی ہین کہ جو برتاو نان نفقے کا اوسکے شہر قوم قبیلے محلے مین مشہور و معمول و مروّج و دستور ہے اوسکے موافق دیوے اوسمین کمی نکرے باوجود قدرت کے مقدار معروف مین کوتاہی کرنا منظور نرکھے یہ مطلب نہین ہے کہ جتنا بی بی مانگے اوتنا ہی اوسکو دے اور نان نفقہ دینے مین اعتبار شوہر کی مقدرت و حال کا ہے جسقدر اوسکو مقدور ہو اوسمین قصور نکرے عورت کی امیری غریبی کو کمی بیشی نان نفقہ مین کچھہ دخل نہین ہے مثلا ایک شخص کی دو بیبیان ہین ایک غریب دوسری مالدار ہے تو اسکو چاہیے کہ نان نفقے مین دونو کو برابر رکھے ایک کو دوسری پر فضیلت نہ دے ورنہ خلاف عدل ہوگا جسکا شارع نے ارشاد فرمایا ہے اور نان و نفقے سے مراد

روٹی کپڑا دینا مراد نہیں بلکہ عورت کے رہنے کا مکان دینا بھی مرد پر واجب ہے اسکے سوا اور سب ضروری حاجتوں کا مثل پان زردے وغیرہ کے بھی خیال رکھنا چاہیے اور دوا وغیرہ بھی نفقے مین داخل ہے اور جو مرد نان نفقہ عورت کو نہ دیوے اوسکی اطاعت بھی عورت پر واجب نہیں یعنی اگر وہ اپنے خاوند کی تابعداری نہ کرے تو اوسپر کچھ گناہ نہیں اور مصارف نان و نفقے کے تو مرد پر یہان تک ضروری ہین کہ اگر خاوند بالکل نہ دیوے یا دینے مین کچھ تنگی کرے تو عورت کو بقدر اپنی حاجت اور ضرورت کے شوہر کے مال سے چھپا کر لینا بھی درست ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان ہند ابنت عتبۃ قالت یا رسول اللہ ان ابا سفیان رجل شحیح ولیس یعطینی ما یکفینی وولدی الا ما اخذت منہ وھو لا یعلم فقال خذی ما یکفیک وولدک بالمعروف؛ یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ مقرر کہا ہند عتبہ کی بیٹی نے اے رسول اللہ کے تحقیق ابوسفیان یعنی میرا خاوند ایک کنجوس اور لالچی آدمی ہے نہیں دیتا مجھکو اسقدر خرچ کہ کفایت کرے مجھے اور میری اولاد کو یعنی جو اوس سے ہے مگر کافی ہوتا ہے مجھے اوسکا دیا ہوا اور وہ چیز کہ لون مین اوسکے مال سے اس حال مین کہ وہ نجانے یعنی اوس سے چھپا کر لیلون پس فرمایا آپ نے کہ لیلے اسقدر مال جو کفایت کرے تجھے اور تیری

اولاد کو موافق دستور کے یعنی اوسط درجے کے خرچ کو کافی ہو اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو اپنی حاجت اور اولاد کی ضرورت کے موافق ہر طرح سے روٹی کپڑے کے مصارف کا لینا خاوند کے مال سے درست ہے اور نان نفقہ نہ دینے کی صورت مین اگر عورت چاہے تو خاوند سے اوسکی تفریق بھی ہو سکتی ہے یعنی حاکم بجبر اوسکو جدا کرا سکتا ہے اور نان نفقہ بی بی کا اوسکے خاوند پر جب تک واجب ہے کہ وہ اوسکے نکاح مین ہے اور رجعی طلاق والے کا بھی واجب ہے جب تک وہ عدت مین ہے ہان بائنہ کی زمانہ عدت کا اوسپر لازم نہین اور بائن وہ ہے جسکو ایک یا دو طلاق رجعت کی نیت سے دیے ہون پھر عدت مین رجوع نہ کی ہو یا ایک بینونت یعنی جدائی کی نیت سے دی ہو یا جسکو تین طلاق دیے ہون اور رجعی مطلقہ اوسے کہتے ہین جسے ایک یا دو طلاق رجعت کی نیت سے دیے ہون پس جب تک تیسری طلاق نہ دے یا عدت کا زمانہ نہ گذر جاوے وہ عورت اوسکے نکاح مین ہے اس مدت کا نان نفقہ شوہر کو دینا چاہیے اور موت کی عدت مین نفقہ دینا لازم نہین مگر جب کہ مطلقہ بطلاق بائن اور بیوہ حمل سے ہون تو اونکو ولادت تک نفقہ دینا چاہیے چھوٹی اولاد کا نان نفقہ باپ پر اور محتاج اولاد کا زردار والدین پر اور محتاج مان باپ کا آسودہ اولاد پر اور شرعی لونڈی غلام کا روٹی کپڑا مالک پر واجب ہے یعنی ان لوگون مین سے اگر کسی کو نفقہ نہ دیگا تو گنہگار ہوگا اور باقی قرابت والونکا

النفقہ اسپر واجب نہیں اگر اسکو بطریق صلہ رحم کے دیوے تو خالی ثواب سے نہیں ہے

باب شانزدہم

فصل طلاق کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ الطلاق ابغض مباحات ہے یعنی اللہ تعالی کو مباح چیزوں میں سے طلاق دینا بہت ناپسند ہے جیسا کہ ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہے ابوداود میں ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابغض الحلال الی اللہ الطلاق یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ بیشک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ناپسند حلال چیزوں میں کی اللہ کے نزدیک طلاق ہے اور دارقطنی میں ہے عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا معاذ ما خلق اللہ شیئا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق ولا خلق اللہ شیئا علی وجہ الارض ابغض الیہ من الطلاق یعنی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا فرمایا مجھسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ای معاذ نہیں پیدا کی اللہ تعالی نے کوئی چیز روے زمین پر یعنی مستحبات میں سے کہ بہت پیاری ہو اوسکی طرف آزاد کرنے سے یعنی بردے کا آزاد کرنا اللہ تعالی کو نہایت پسند ہے

اور نہین پیدا کی اللہ تعالی نے کوئی چیز روے زمین پر یعنی حلال چیزون مین سے کہ بہت بری ہو اوسکے نزدیک طلاق دینے سے پس ان دونون حدیثون سے ناخوشی اللہ تعالی کی طلاق سے اور اوسکا ابغض مباحات ہونا ثابت ہوا اسلیے مردون کو چاہیے کہ ہرگز طلاق دینے کا ارادہ نکرین اور ادنی ادنی قصور اور ذرا ذرا سی باتون پر برہم ہوکے مفارقت کو گوارا نکرین بلکہ حتی المقدور عورتون کی خطاؤن سے درگذر کرتے رہین جیساکہ اللہ تعالی نے پانچوین پارے کے تیسرے رکوع مین ارشاد فرمایا ہے وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا یعنی اور جن عورتون کی بدخوئی کا ڈر ہو تمکو تو اونکو سمجہاؤ اور جدا کرو سونے مین اور مارو پہر اگر تمہارے حکم مین آوین تو نہ تلاش کرو اونپر راہ الزام کی بیشک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا یعنی اللہ تعالی نے مرد کا درجہ اوپر بنایا تو عورت کو چاہیے اوسکی فرمانبرداری کرے اور اگر کوئی عورت بدخوئی کرے تو پہر پہلی بار سمجہا دے دوسری مرتبے جدا سووے لیکن اوسی گہر مین پہر آخر درجے مین مارے بہی لیکن منہہ پر نہ مارے اور نہ ایسا کہ ضرر پہنچے عورت کو پہر اگر بظاہر عورت مطیع ہو جاوے تو کرید نہ کرے اوسکی تقصیرون پر اللہ سب پر حاکم ہے باقی ہر تقصیر کی ایک حد ہے مارنا آخر کا درجہ ہے فقط پس اس آیت شریف سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بدخو عورت کو پہلی ہی بار طلاق نہ دیجے

بلکہ جب ان تینون امرون سے اوسکا حال تنگ ہو جاوے تو مجبوری سے اوسکو چھوڑ سکتا ہے اور ان تین امرون مین سے ایک بات سے بھی جب تک کام چلے تو طلاق نہ دینی چاہیے اس لیے کہ بے ضرورت شدید کے مرد کا طلاق دینا یا عورت کا طلاق چاہنا حرام ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ سَاَلَتْ زَوْجَہَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْہَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ یعنی ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونھون نے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت بغیر ڈر کے یعنی بدون ضرورت شدید کے اپنے خاوند سے طلاق چاہے تو اوسپر جنت کی بو حرام ہے روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے یعنی جبکہ حشر کے میدان مین مقربان الٰہی کو جنت کی خوشبو پہونچیگی تو یہ عورتین بسبب اس معصیت کے اوس سے محروم رہین گی پس عورتون کو چاہیے کہ اس وعید کا لحاظ کرکے بلا ضرورت اپنے خاوندون سے طلاق نچاہین اور اونسے بدخوئی نہ کیا کرین اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورتون کو منافق فرمایا ہے جیسا کہ نسائی کی حدیث مین وارد ہے عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ

مِنَ الْمُنَافِقَاتُ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونھون نے
کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتین اپنے خاوندون کی نافرمانی
کرنے والیان اور اونسے خلع چاہنے والیان وہین منافق پس عورتون کو
چاہیے کہ بدون سخت ضرورت کے خلع چاہنے سے بچتی رہین تاکہ منافقون مین
ذکنی جاوین اور مردون کو بھی لازم ہے کہ حتی الامکان طلاق دینے سے
پرہیز کرتے رہین اسلیے کہ مباحات مین اللہ تعالی کے نزدیک اس سے
بڑھکر کوئی ناپسند چیز نہین ہان اگر ایسی ہی ضرورت شرعی پیش آوے کہ بدون
طلاق کے چارہ نہو تو مجبوری کی حالت مین مکلف مختار کو شرعًا طلاق
دینا جائز ہے اور طلاق کے مقدمے مین نہایت احتیاط کرنا چاہیے اسلیے
کہ ہنسی سے بھی واقع ہوجاتی ہے اور نیت کے ساتھہ اشارے سے بھی
پڑجاتی ہے اسی طرح اگر کسیکو اپنی طرف سے طلاق کا مختار کردے اور وہ
بدون اسکی اطلاع کے اسکی عورت کو طلاق دیدے یا اپنی بی بی ہی کو طلاق
کا اختیار دیدے اور وہ خود طلاق کو اختیار کرلے تو ان صورتون مین طلاق
واقع ہوجاویگی اور جب کسی شخص کو طلاق دینے کی ضرورت پیش آوے تو
چاہیے کہ سنت کے موافق طلاق دے اور اسکی کئی شرطین ہین ایک یہ کہ
حائضہ نہو وجہ اسکی یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی بی بی کو حیض
کی حالت مین طلاق دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونپر خفا ہوے

دوسرے یہ کہ نفاس مین نہو اس لیے کہ سنی طلاق طہر مین ہوتی ہے اور نفاس طہر نہین تیسرے یہ کہ ایسے طہر مین طلاق دی ہو کہ اوسمین صحبت نہ کی ہو چوتھے یہ کہ ایسے طہر مین طلاق نہ دی ہو کہ اوس سے پہلے کے حیض مین طلاق دیچکا ہے یا اوس حمل مین جواب ظاہر ہوا ہے پس جو طلاق حیض یا نفاس مین دیگئی یا ایسے طہر مین کہ اوسمین صحبت کی ہے یا ایسے طہر مین کہ اوس سے پہلے کے حیض مین طلاق دیچکا ہے یا اوس حمل مین جو ظاہر ہوا ہے طلاق دے تو اس طرح کا طلاق دینا حرام ہے اور اسکے وقوع مین علما کا اختلاف ہے اصح عدم وقوع ہے اور طلاق سنی مین شرائط مذکورہ کے معتبر ہونے کی دلیل یہ حدیث بخاری و مسلم کی ہے عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما انہ طلق امرأۃ لہ وھی حائض فذکر ذلک عمر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتغیظ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم قال لیراجعہا ثم یمسکہا حتی تطہر ثم تحیض فتطہر فان بدا لہ ان یطلقہا فلیطلقہا طاہرا قبل ان یمسہا فتلک العدۃ التی امر اللہ ان تطلق لہا النساء وفی روایۃ مرہ فلیراجعہا ثم لیطلقہا طاہرا او حاملا یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ طلاق دی اونھون نے اپنی بی بی کو حیض کی حالت مین پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اسکا ذکر کیا تو آپ اس کام کے

سبب سے خفا ہوئے پھر فرمایا کہ عبداللہ اوس عورت کی طرف رجوع کرے
یعنی شانیون کے کہ لینے اوسکو اپنے نکاح کی طرف پھیر لیا اور یہ اس لیے
فرمایا کہ حیض مین طلاق دینے کے گناہ کا تدارک ہوجاوے پھر اوس عورت
کو اپنے پاس روک رکھے یہان تک کہ وہ پاک ہو پھر حائضہ ہو پھر پاک ہوجاوے
یعنی دوسرے حیض سے پھر اگر اوسکا طلاق دینا چاہے تو پاکی مین صحبت
کرنے سے پہلے اوسکو طلاق دیدے پس یہ وہ عدت ہے جسپر اللہ تعالی نے
اس آیت شریف مین عورتون کو طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے یا ایہا النبی
اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن واحصوا العدۃ واتقوا اللہ ربکم معنی
اے نبی جب تم طلاق دو عورتون کو تو اونکو طلاق دو اونکی عدت پر اور
گنتے رہو عدت اور ڈرو اللہ سے جو رب ہے تمہارا یعنی عدت پر طلاق دینا
یہ ہے کہ طلاق والی کے لئے مدت عدت کی تین حیض ہین پس حیض سے
پہلے طلاق دینا چاہیے تاکہ سارا حیض گنتی مین آوے اور اوس پاکی مین
قربت نہ کی ہو اور جو شخص سنت کے موافق تین طلاقین دینا
چاہے تو تین طہر مین تین طلاقین دے ایک ہی بار تینون نہ دے
اس لیے کہ یہ جائز نہین اور جو کسی شخص نے خلاف سنت تینون طلاقین
ایک ہی دفعہ دین تو صحیح یہ ہے کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسی طرح ایک
طہر مین دو یا دو طہر مین تین طلاق دینا خلاف سنت ہے اور دینے والا اوسکا

گنہگار اور بعض علما کے نزدیک اس طرح کی طلاق مین رجوع کرنا واجب ہے
اور رجعی طلاق مین دو طلاق تک رجوع کرنا ممکن ہے جیسا کہ قرآن شریف
مین آیا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ یعنی
طلاق دو بار ہے پہر رکہنا موافق دستور کے یا رخصت کرنا نیکی سے یعنی
دو طلاق تک مرد عورت سے رجوع کرسکتا ہے اور جب تین طلاق دیدے
تو وہ بی بی اوسکے نکاح مین نہین رہ سکتی اور نہ وہ مرد پہر اوس سے نکاح
کرسکتا ہے ہان عدت گذرنے کے بعد اگر وہ عورت دوسرے مرد کے
نکاح مین آوے اور وہ دوسرا خاوند نکاح اور صحبت کے بعد اوس عورت
کو طلاق دے اور اوس طلاق کی عدت بہی پوری ہو جاوے تب پہلا
خاوند اوس سے نکاح کرسکتا ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے
وَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ
يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ یعنی پہر اگر اوسکو طلاق دیا تو اب اوسکو حلال نہین
وہ عورت اسکے بعد جب تک نکاح کرے کسی خاوند سے اوسکے سواے پہر اگر
وہ شخص یعنی دوسرا شوہر اوسکو طلاق دے تو گناہ نہین ان دونو پر کہ پہر
مل جاوین اگر خیال کرین کہ ٹہیک رکہینگے قاعدے اللہ کے اور یہ قاعدے
باندہے ہوئے اللہ کے بیان کرتا ہے واسطے جاننے والون کے یعنی تیسری طلاق

کے لیے پھر نہین سکتے بلکہ دونون کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہین بندھ سکتا جبتک بیچ مین اور خاوند کی صحبت نہ ہو چکے اور دوسرے نکاح مین مرد کا صحبت کرنا اوس عورت سے ضرور ہے ایسا نہ کرے کہ دوست آشنا کی خاطرداری کے لیے نکاح کرکے بغیر صحبت کے طلاق دیدے اسلیے کہ وہ عورت بے نکاح اور طلاق سے پہلے خاوند پر حلال نہین ہوسکتی اور جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاق دے پھر کسی دوسرے سے کہے کہ تو اس عورت سے نکاح کرکے بعد صحبت کے اسکو طلاق دیدینا سو یہ امر ہرگز درست نہین اگرچہ حنفیہ کے نزدیک صحبت ہونے کی صورت مین تو پہلے خاوند پر حلال ہوجاویگی مگر حدیث شریف مین ان دونو آدمیون پر لعنت آئی ہے جیسا کہ ترمذی مین آیا ہے عَنْ عَلِیٍّ رض قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونھون نے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنے والے پر اور اوس شخص پر جسکے لیے حلالہ کیا گیا لعنت فرمائی ہے پس آدمی کو چاہیے کہ ایسا کام کیون کرے کہ لعنت کا طوق گردن مین پڑے بلکہ جہان تک ممکن ہو طلاق دینے سے نہایت پرہیز کرے اس لیے بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی غصے مین طلاق دے بیٹھتا ہے اور آخر کو نادم اور پشیمان ہوتا ہے پھر ندامت کچھ فائدہ نہین دیتی پس عاقل کو چاہیے کہ اگر ایسی ہی ضرورت پیش آوے تو ایک یا دو طلاق دیدے تین نہ دے اسلیے کہ

تین طلاق کے بعد پھر عورت سے رجوع نہیں ہو سکتی پھر طرح طرح کی مشکل
اور دشواری ہوتی ہے اور شرع میں آزاد عورت کے لیے تین طلاق کی حد
مقرر ہے اور لونڈی کے واسطے دو کی یعنی جس طرح آزاد عورت تین طلاق
کے بعد نکاح سے خارج ہو جاتی ہے اسی طرح لونڈی دو طلاق کے بعد نکاح
سے باہر ہو جاتی ہے اور جو حکم آزاد عورت کے لیے تین طلاق کے بعد مقرر
ہیں وہی حکم لونڈی کے واسطے دو طلاق کے بعد ہیں اور جو شخص بغیر صحبت کے
عورت کو طلاق دے اوسکو لازم ہے کہ آدھا مہر اوسکا دیدے جیسا کہ قرآن
مجید کی اس آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے وَاِن طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ
اَن تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّا اَن يَعْفُونَ
اَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَاَن تَعْفُوا اَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ
بَيْنَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ یعنی اور اگر طلاق دو اونکو ہاتھ لگانے
سے پہلے اور ٹھیرا چکے ہو اونکا حق تو لازم ہوا اوسکا آدھا جو کچھ ٹھیرا لیا تھا مگر یہ
کہ درگذر کریں عورتیں یا معاف کرے جسکے ہاتھ گرہ ہے نکاح کی اور تم مرد درگذر کرو تو
قریب ہے پرہیزگاری سے اور نہ بھلا دو بڑائی کرنی آپس میں تحقیق اللہ جو کرتے ہو سو
دیکھتا ہے یعنی اگر مہر ٹھیر چکا تھا پھر بن ہاتھ لگائے طلاق دے تو آدھا مہر دینا لازم
ہوا لیکن جو عورتیں بالکل مہر معاف کردیں تو پھر کچھ دینا لازم نہیں اور اگر مرد درگذر کرے
جو سمجھا تھا نکاح رکھنا اور توڑنے کا اوسے اختیار ہے اور خوشی سے عورت کے حوالے کرے تو بہتر

اور انسب ہے کیونکہ اللہ تعالی نے مرد کو بڑائی دی ہے اور اوسکو مختار کیا نکاح رکھنے اور توڑنیکا پس اوسکو چاہیے کہ مہر دینے میں اپنی بڑائی کرے یعنی پورا مہر دے اور جس عورت کو بدون صحبت اور بغیر مقرر کرنے مہر کے طلاق دے تو اوسکو کچھہ مہر دینا لازم نہیں لیکن موافق اپنے مقدور کے کچھہ خرچ دینا ضرور ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ یعنی گناہ نہیں تمپر اگر طلاق دو تم عورتونکو جب تک کہ نہ ہاتھہ لگایا ہو اونکو یا نہ مقرر کیا ہو کچھہ اونکا حق اور اونکو خرچ دو وسعت والے پر اوسکے موافق ہے اور تنگی والے پر اوسکے موافق جو خرچ دستور ہے لازم ہے نیکی والون پر پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایسے حال مین مہر دینا لازم نہیں لیکن مرد کو اپنے مقدور کے موافق اوس عورت کے ساتھہ کچھہ سلوک کرنا ضرور ہے اگر زیادہ نہو سکے تو ایک جوڑا کپڑا اپنی حیثیت کے لائق اوس عورت کو دیکے رخصت کر دے اور یہ دینا مکارم اخلاق اور حسن سلوک سے ہے اسی لیے اللہ تعالی نے لفظ محسنین کا ارشاد فرمایا ہے یعنی اگرچہ صحبت نہیں ہوئی اور مہر مقرر نہوا مگر احسان ہر حال نہایت عمدہ چیز ہے اور اللہ احسان کرنے والون کو دوست رکھتا ہے ان اللہ یحب المحسنین

فصل خلع اور ایلاء اور ظہار اور لعان کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ خلع طلاق نہیں بلکہ نکاح کا فسخ کرنا ہے اس لیے کہ اللہ تعالی

نے پہلے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ فرمایا کے
بعد افتدا ریعنی خلع کا ذکر کیا پھر اسکے پیچھے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ
حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ ارشاد فرمایا اگر خلع کو جو اِلَّآ اَنْ یَّخَافَآ اَلَّا یُقِیْمَا
حُدُوْدَ اللّٰهِ الخ سے مراد ہے طلاق کہین تو وہ طلاق کہا اوسکے بعد عورت
پہلے خاوند پر بغیر دوسرے نکاح اور صحبت اور طلاق کے حلال نہین
ہوسکتی چوتھے طلاق ہوگی اور طلاق تین ہوتے ہین نہ چار دوسری
وجہ یہ ہے کہ ربیع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک
مین خلع کیا تو آپ نے اوسکو ایک حیض تک عدت مین بیٹھنے کا حکم دیا
اس سے معلوم ہوا کہ خلع طلاق نہین ہے اس لیے کہ اگر طلاق ہوتا تو آپ
اوسکو تین حیض کی عدت کا حکم فرماتے نہ ایک کا پس جو عورت کسی وجہ شرعی
خلع کرنا چاہے تو مرد کو اوس سے کچھ مال دلوانا یا اوسکے مہر سے کچھ معاف
کرانا چاہیے اس لیے کہ خلع تھوڑے بہت مال پر جائز ہے مگر جو مال عورت
کو مرد کی طرف سے ملا ہے اوس سے زیادہ نہ دلوانا چاہیے اور خلع بدون رضا
شوہر نہین ہوسکتا مگر نہ راضی ہونے کی صورت مین بشرطیکہ کسی طرح سے باہم
اتفاق ممکن نہو تو بایجاب حاکم خلع ہوسکتا ہے جیسا کہ بخاری شریف مین آیا ہے
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةَ ثَابِتِ بْنِ قَیْسٍ اَتَتِ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ مَآ اَعْتِبُ

عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَّلَا دِيْنٍ وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً

یعنی روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ستقر آئی عورت ثابت بن قیس کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پھر کہا ای رسول خدا کے غصہ نہین کرتی مین ثابت بن قیس پر اوسکی خلق اور نہ دین مین لیکن مین برا جانتی ہون کفر کو اسلام مین یعنی مین اوسکی بدخلقی اور دین کے نقصان کی وجہ سے اوس سے جدائی نہین چاہتی لیکن میری طبیعت اوس سے خوش نہین اور مجھے اوس سے طبعی نفرت ہے سو مین ڈرتی ہون کہ اوسکی نافرمانی جو خلاف مقتضاے اسلام ہے کہین مجھ سے ظہور مین نہ آوے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا پھیر دیگی تو اوسپر اوسکا باغ یعنی جو اوس نے تجھے مہر مین دیا تہا وہ بولی ہان پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت سے فرمایا کہ تو اپنا باغ لیلے اور اوسکو ایک طلاق دیدے جو کہ اس حدیث شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلع کرانا عورت سے مرد کو باغ دلاکر صاف ظاہر ہے اس لیے حاکم کو چاہیے کہ جب کوئی عورت بوجہ کسی امر شرعی کے اپنے خاوند سے جدائی چاہے اور آپسمین کسی طرح اتفاق ممکن نہو تو مصلحتہ عورت سے مرد کو کچھ مال دلا کر یا اوسکا مہر

معاف کرا کے خلع کرا دے اور ایک طلاق دلوا دے اسکے بعد اگر وہ دونو
آپسمین راضی ہوجاوین اور نکاح کرنا چاہین تو انکا نکاح ہو سکتا ہے حلالہ
کی ضرورت نہین ہے اور ایلا شرع مین اوسے کہتے ہین کہ خاوند قسم کہاوے
کہ مین اپنی سب یا بعض بیبیون کے پاس نجاؤنگا پہر اگر چار مہینے سے کم
کی مدت ٹہیرائی تو اوس زمانہ کے پورے ہونے تک حبار ہے اس لیے
کہ صحیحین وغیرہ مین آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض بیبیون
سے ایک مہینے کا ایلا کیا تہا پہر اوسکے بعد اونکے پاس تشریف لیگئے
اور جو چار مہینے سے زیادہ کی مدت مقرر کرے تو اوسکے گذرنے کے بعد
خاوند کو اختیار رہے چاہے بی بی سے میل کرلے یا طلاق دیدے جیسا کہ
دوسرے پارے کے بارہوین رکوع مین آیا ہے لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ
نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَاِنْ عَزَمُوا
الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یعنی جو لوگ قسم کہا رہتے ہین اپنی عورتون سے
اون کو فرصت ہے چار مہینے پہر اگر ملگئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور
اگر ٹہیرایا رخصت کرنا تو اللہ سنتا ہے جانتا پس اس آیت شریف سے معلوم
ہوا کہ چار مہینے گذرتے ہی طلاق واقع نہین ہوتی بلکہ اس مدت کے بعد
خاوند مختار ہے جب طلاق دیگا تو واقع ہوگی جیسا کہ امام بخاری نے ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ یُوْقَفُ حَتّٰی

يُطَلِّقَ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنی جب چار مہینے گذر جاوین تو توقف کیا جاوے یہان تک کہ خاوند طلاق دے اور اوسپر طلاق واقع نہ ہوگی یہان تک کہ طلاق دیوے اور ذکر کی گئی یہ بات حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت ابوالدردا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اور بارہ صحابیون سے اور چار مہینے گذرنے کے بعد جو شوہر نے رجوع نہ کی تو اسمین علما کا اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ اس مدت کے گذرنے سے فوراً طلاق واقع نہین ہوتی بلکہ توقف کیا جاوے چاہے مرد رجوع کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے یا طلاق دیدے ورنہ حاکم طلاق دلا دے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک چار مہینے گذرتے ہی بائن طلاق واقع ہوگی اور سعید بن مسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمن رحمہما اللہ کے نزدیک طلاق رجعی ہوگی اور ایلا کی مدت مین بھی علما کا اختلاف ہے جمہور کے نزدیک چار مہینے سے کم کا ایلا نہین ہوتا اور دلیل اونکے اوپر کی آیت شریف ہے مگر وہ اونکے مدعا کے مفید نہین اسلیے کہ آیت مین توقیت نہین ہے بلکہ اوسمین اوس مدت کا بیان ہے کہ جس کے بعد ایلا کرنے والا رجوع کرے یا طلاق دے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک مہینے کا ایلا کیا پھر اوسکے بعد اپنی بیبیونپر

اور جو بردہ نپاوے تو ساٹھہ مسکینون کو کہانا کہلاوے اور جو یہہ بھی نہ ہوسکے
تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکہے پہر خاوند کو اپنی بی بی کے پاس جانا
حلال ہے اور کفارہ دینے مین اسی ترتیب کا لحاظ رکہنا چاہیے دلیل
اسکی یہ آیت ہے جو قد سمع الله کے پہلے رکوع مین ہے وَالَّذِينَ يُظٰهِرُونَ
مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا
ذٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ
مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا
ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ
یعنی اور جو مان کہہ بیٹھین اپنی عورتون کو پہر وہی کام چاہین جسکو کہا ہے
یعنی یہ لفظ کہا ہے صحبت موقوف کرنے کو پہر چاہین صحبت کرنی تو آزاد کرنا
ایک بردہ پہلے اس سے کہ آپسمین ہاتہہ لگاوین اس سے تمکو نصیحت ہوگی
اور الله خبر رکہتا ہے جو کچھہ تم کرتے ہو پہر جو کوئی نپاوے تو روزے
دو مہینے کے لگاتار پہلے اس سے کہ آپسمین چہوین پہر جو کوئی نہ کرسکے
تو کہانا دینا ہے ساٹھہ محتاج کا یعنی اگر پکا کر کہلاوے تو سالن روٹی
دو وقتہ پیٹ بہر کہلاوے اگر اناج دے تو ہر ایک کو دو سیر گیہون یہہ
اس واسطے کہ حکم مانو الله کا اور اوسکے رسول کا اور یہ حدین باندہی ہین الله
کی اور منکرون کو دکہہ کی مار ہے اور اسی ترتیب کو آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم

نے سلمہ بن صخر کے قصے میں بیان فرمایا ہے عن ابی سلمۃ رضی اللہ عنہ
ان سلمان بن صخر ویقال لہ سلمۃ بن صخر البیاضی جعل امرأتہ
علیہ کظہر امہ حتی یمضی رمضان فلما مضی نصف من رمضان
وقع علیہا لیلا فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکر ذلک
لہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتق رقبۃ قال لا
اجدہا قال فصم شہرین متتابعین قال لا استطیع قال اطعم ستین
مسکینا قال لا اجد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لفروۃ
ابن عمرو اعطہ ذلک العرق وہو مکتل یاخذ خمسۃ عشر صاعا
او ستۃ عشر صاعا لیطعم ستین مسکینا رواہ الترمذی وقال
ھذا حدیث حسن ورواہ ابو داؤد وابن ماجۃ والدارمی
عن سلیمان بن یسار عن سلمۃ بن صخر نحوہ قال کنت امرأ اصیب
من النساء ما لا یصیب غیری وفی روایتہما اعنی ابا داؤد والدارمی
فاطعم وسقا من تمر بین ستین مسکینا یعنی روایت ہے ابو سلمہ
رضی اللہ عنہ سے کہ سلمان بن صخر نے اور انکو سلمہ بن صخر بیاضی بھی کہتے
ہیں اپنی بی بی کو اپنے اوپر اپنی ماں کی پیٹھ کے مثل ٹھیرایا یہاں تک
کہ رمضان گذر جاوے یعنی یہ کہا کہ رمضان بھر تک تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ
کے مانند حرام ہے پھر جب آدھا مہینا رمضان کا گذر چکا تو واقع ہوئے سلمان

اپنی عورت پر ایک رات یعنی اوس سے صحبت کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوکے یہ حال بیان کیا تو آپ نے اونسے فرمایا کہ ایک بردہ آزاد کر سلمان نے کہا مجھے اوسکی قدرت نہین آپ نے فرمایا تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھ یعنی اس مدت مین کبھی روزہ ناغا نکر اور رات کو بھی عورت سے صحبت نکر سلمان نے کہا مین روزے نہین رکھ سکتا یعنی کثرت شہوت کے سبب دو مہینے تک نہین رک سکتا آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلا اونھون نے کہا مجھے اسکا مقدور نہین پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروہ بن عمرو صحابی سے فرمایا کہ یہ کھجورون کی زنبیل سلمان کو دیدے تاکہ یہ ساٹھ محتاجون کو کھلا دے اور زنبیل ایک گھڑا ٹوکرا کھجور کے پتون کا بنتا ہے اومین پندرہ یا سولہ صاع سماتے ہین روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابو داود اور ابن ماجہ اور دارمی نے سلیمان بن یسار سے اونھون نے سلمہ بن صخر سے مثل اسکے روایت کیا ہے سلمہ نے کہا مین ایک ایسا مرد تھا کہ صحبت کرتا تھا عورتون سے اسقدر کہ نہ جماع کرتا تھا مجھ ایسا اور کوئی اور ابو داود اور دارمی کی روایتین ہے پس کھلا وسق بھر کھجور ساٹھ محتاجون کو اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ظہار کرنیوالا محتاج ہو اور روزہ بھی نہ رکھ سکتا ہو تو امام کو چاہیے کہ مسلمانون کے

صدقات سے اوسکی اعانت کرے اور ظہار کرنے والا اگر محتاج ہو تو
اپنے اوپر اور اپنے اہل وعیال پر اوس کفارے میں صرف کر سکتا ہے
اس لیے کہ اس حدیث کے ایک روایت مین لفظ مسکینا کے بعد
بھی آیا ہے ثم استعن بسائرہ علیک وعلی عیالک یعنی سکینون کے
کہلانے کے بعد جو بچے اوسکو اپنے اور اہل وعیال کے صرف مین لا اور
جو ظہار کا ایک وقت مقرر کرے تو ظہار نہین جاتا مگر اوس وقت کے
گذر جانے سے اور ظاہر قرآن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کفارہ عود
ہی سے واجب ہوتا ہے تو ظہار موقت کے وقت گذر نیکے بعد صحبت کا
ارادہ کرنا عود نہوگا پس کفارہ اوسمین واجب نہوگا اور جو کفارے کا موجب
قول منکر اور زور ہو تو ظہار مطلق اور موقت دونوںمین کفارہ واجب ہوگا
اس لیے کہ ظہار کرتے ہی قول منکر وقوع مین آچکا اور جو ظہار موقت مین وقت
گذر جانے سے پہلے صحبت کرلے اور مطلق مین کفارہ دینے سے آگے
تو پہلی صورت مین مرد کو چاہیے کہ وقت مقرر کے گذرنے تک اور دوسری
صورت مین کفارہ دینے تک پھر صحبت نکرے جیسا کہ اس حدیث سے
ثابت ہوتا ہے عن عکرمة عن ابن عباس ان رجلا ظاھر من
امرأته ثم غشیھا قبل ان یکفر فاتی النبی صلی الله علیه وآله وسلم
فذکر ذلك له فقال ما حملك علی ذلك قال یا رسول الله رأیت

بِبَيَاضِ حِجْلِهَا فِي الْقَمَرِ فَلَمْ أَمْلِكْ نَفْسِي أَنْ وَقَعْتُ عَلَيْهَا فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهُ أَنْ لَا يَقْرَبَهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ مُسْنَدًا وَمُرْسَلًا وَقَالَ النَّسَائِيُّ الْمُرْسَلُ أَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنَ الْمُسْنَدِ

یعنی روایت ہے عکرمہ سے اونہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ظہار کیا پہر کفارہ دینے سے پہلے اوس سے صحبت کر لی پہر اوسنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکے یہ حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کس چیز نے تجہے اس کام پر آمادہ کیا اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ مین چاندنی مین اوسکی پازیبون کی سفیدی دیکہتے ہی اوسپر واقع ہونے سے اپنے نفس کو نہ روک سکا یہ سنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنس دیا اور اوسکو حکم دیا کہ کفارہ دینے سے پہلے اوس سے قربت نکرے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور نقل کی ترمذی نے مثل اسکے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ابوداود اور نسائی نے مانند اسکے مسند اور مرسل نقل کیا اور کہا نسائی نے مرسل نزدیک ہے ساتہہ صحت کے مسند سے اور جو کفارہ دینے سے پہلے صحبت کر لیگا تو جمہور کے نزدیک ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور یہی حق ہے اور ظہار غلام کا آزاد کے ظہار کے مثل ہے اور روزہ غلام کے لیے ظہار کے

کفارے مین آزاد کی طرح بالاتفاق دو مہینے کے ہین اور ظہار بی بی سے
ہوتا ہے لونڈی سے ابتدا نہین ہوتا اگرچہ بقا صحیح ہے اور لعان اصل
مین ایسی مضبوط قسمون کو کہتے ہین جو خاوند کو تہمت کی حد سے بری اور
زنا کا لوث عورت پر ثابت کرتی ہین اور عورت پر اوسکے سلب سے
تنگی اور سختی کی جاتی ہے اور جو خاوند انکار کرے تو اوسے تہمت کی حد
ماری جاتی ہے اور ایسی ہی قسمین ہین کہ عورت کو تہمت سے بری کرتی ہین
اور جو انکار کرے تو اوسیپر تہمت کی حد ماری جاتی ہے پس جب مرد اپنی
عورت کو زنا کی تہمت لگا دے اور وہ اوسکا اقرار نکرے اور خاوند اپنے
تہمت لگانے سے نہ پہرے تو مرد لعان کرے یعنی چار بار گواہی
دے کہ بیشک وہ سچا ہے اور پانچوین بار یہ کہے کہ لعنت خدا کی
اوس مرد پر اگر وہ جھوٹا ہے پہر عورت گواہی دے چار بار کہ بیشک
مرد جھوٹا ہے اور پانچوین بار کہے کہ غضب اللہ کا ٹوٹ پڑے اوس
عورت پر اگر مرد سچا ہے اور دلیل اس کی یہ آیت شریف ہے جو سورۂ نور
کے پہلے رکوع مین مذکور ہے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَ
لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاۤءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ
شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ
اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ یعنی اور جو لوگ عیب لگا دین اپنی جورووں کو

اور نہون اون کے پاس گواہ سوا اپنی جانون کے تو ایسے
کسی کی گواہی یہ کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام کی مقرر یہ
شخص سچا ہے اور پانچوین بار یہ کہ اسکی پھٹکار ہو اوس شخص
پر اگر وہ ہو جہوٹا اسی طرح اسکے بعد عورت سے پانچ مرتبہ گواہی لینا چاہیے
کہ یہ گواہی زنا کی حد کو عورت سے دفع کرتی ہے جیسا کہ اس آیت سے معلوم
ہوتا ہے ویدرؤا عنہا العذاب ان تشہد اربع شہادات باللہ انہ لمن
الکاذبین والخامسۃ ان غضب اللہ علیہا ان کان من الصادقین یعنی
اور عورت سے یون ٹلتی ہے مار کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کی نام کی
مقرر وہ شخص جہوٹا ہے اور پانچوین بار یہ کہ اللہ کا غضب آوے اس عورت
پر اگر وہ شخص سچا ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عویمر عجلانی
اور اونکی بی بی اور ہلال بن امیہ اور اونکی عورت کے درمیان مین لعان
کا حکم فرمایا تہا اور جب مرد عورت لعان کر چکین تو حاکم کو چاہیے کہ اون
دونو مین جدائی کرا دے پہر یہ عورت اوس مرد پر ہمیشہ کو حرام ہو جاویگی
جیسا کہ دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت
کی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال المتلاعنان اذا تفرقا
لا یجتمعان ابدا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جن
میان بی بی کے درمیان مین لعان ہو وہ جدا ہونے کے بعد کبھی جمع

نہ ہونگے یعنی اون دونون مین باہم نکاح ہرگز جائز نہوگا اور مرد جس قدر
مہر دیچکا ہے وہ بھی اوسکو واپس نہ ملیگا جیسا کہ اس حدیث متفق علیہ سے
ثابت ہوتا ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم قال للمتلاعنین حسابکما علی اللہ احدکما کاذب لا
سبیل لک علیہا قال یا رسول اللہ مالی قال لا مال لک ان کنت صدقت
علیہا فھو بما استحللت من فرجہا وان کنت کذبت علیہا فذاک ابعد
وابعد لک منہا یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت مرد لعان کرنے والون سے کہ حساب
تمہارا اللہ پر ہے ایک تم دونون مین سے جھوٹا ہے یعنی نفس الامر مین اور ہم
ظاہر کے موافق حکم کرتے ہین تیرے لیے کوئی راہ نہیین اس عورت پر
یعنی کسی طرح جائز نہیین کہ تو اس عورت کے ساتھ رہے بلکہ تجھپر ہمیشہ
کو حرام ہوگئی اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مال یعنی میرا مہر دیا ہوا کیا
جاتا رہیگا فرمایا نہیین کچھ مال تیرے لیے یعنی تیرا مہر دیا ہوا کچھ پھر نہیین سکتا
اس لیے کہ دو حال سے خالی نہیین جو تو اوسپر سچ بولتا ہے تو وہ مال ادا ہی
شرمگاہ کے حلال کرنے کے بدلے مین ہے اور جو جھوٹ بولتا ہے تو
پھیر لینا مہر کا اوس سے بہت دور ہے اور بہت دور ہے تیرے لیے یعنی
جب صدق کی حالت مین نہ پھیر سکا تو کذب مین بطریق اولی نہیین پھرنا چاہیے

اور لعان کا بچا یعنی لعان کے وقت اگر عورت حاملہ ہو تو وہ عورت
ہی کو ملیگا مرد کو نہ ملیگا جیسا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاعَنَ
بَیْنَ رَجُلٍ وَّامْرَاَتِہٖ فَانْتَفٰی مِنْ وَّلَدِھَا فَفَرَّقَ بَیْنَھُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ
بِالْمَرْاَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص اور اوسکی بی بی کے درمیان میں لعان کا حکم
فرمایا پس وہ شخص اوس عورت کی لڑکی سے دور ہوا یعنی ملاعنت کے
سبب سے لڑکی کا نسب اوس شخص سے منقطع ہو گیا پھر آپ نے اون
دونوں میں جدائی کر دی اور لڑکی کو عورت کے ساتھ ملا دیا نقل کی یہ بخاری اور
مسلم نے اور جب عورت زنا کا اقرار نہ کرے اور مرد تہمت لگانے سے باز نہ آئے
تو حاکم کو چاہیے کہ مرد اور عورت دونو کو نصیحت کرے جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں
وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شوہر کو نصیحت کی اور یہ بات
فرمائی کہ مقرر عذاب دنیا کا آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا ہے پھر
عورت کو نصیحت کی اور ایسا ہی فرمایا اور جو عورت زنا کا اقرار کرلے تو
ثبوت ہونے کی صورت میں اوسے بیاہ والے زانی کی حد ماری جائیگی اور
جو مرد جھوٹ بولنے کا اقرار کرے تو اوسپر تہمت کی حد لازم آئیگی پس اے
مسلمان ایماندار کو چاہیے کہ ان سب باتوں سے نہایت احتیاط رکھے تاکہ

فصل عدت کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ عدت کی تین قسمین ہین ایک طلاق کی دوسری خلع کی
تیسری وفات کی پس حاملہ طلاق والی کی عدت جننے تک ہے جیسا کہ
سورۂ طلاق کے پہلے رکوع مین اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے ق
اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ یعنی اور جن کے پیٹ مین
بچا ہے اونکی عدت یہ ہے کہ جن دیوین پیٹ کا بچہ اور جس مطلقہ عورت
کو حیض آتا ہو اوسکی عدت تین حیض ہین جیسا کہ سورۂ بقر کے اٹھائیسوین
رکوع مین آیا ہے وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ یعنی
اور طلاق والی عورتین انتظار کرواوین اپنے تئین تین حیض تک اور جو
زن حاملہ ہو نہ اوسے حیض آتا ہو جیسے نابالغ لڑکی یا وہ بوڑھیا جسے حیض
نہین آتا یا ایسی عورت جسکا حیض کسی بیماری کے سبب سے آنے کے
بعد منقطع ہو گیا تو ان سب کی عدت تین مہینے ہین جیسا کہ سورۂ طلاق
کے پہلے رکوع مین واقع ہوا ہے وَالّٰٓئِیْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ
اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ يَحِضْنَ یعنی اور جو عورتین
ناامید ہوئین حیض سے تمہاری عورتون مین اگر تم کو شبہہ رہگیا تو اونکی
عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی جنکو حیض نہین آیا اور خلع والی کی

عدت ایک حیض ہے جیسا کہ خلع کی فصل مین گذرا اور جس عورت کا خاوند
مرجاوے اور حاملہ نہو تو اوسے چاہیے کہ چار مہینے دس دن عدت مین
بیٹھے جیسا کہ سورۂ بقر کے تیسوین رکوع مین وارد ہوا ہے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ
مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا یعنی
اور جو لوگ مرجاوین تم مین اور چھوڑ جاوین وہ بیبیان انتظار کروادین
اپنے تئین چار مہینے اور دس دن اور جو حاملہ ہو تو بچا جننے تک عدت
مین رہے جلدی پیدا ہو یا دیر مین جیسا کہ سورۂ طلاق کی آیت مین گذرا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو خوب کھولکر بیان
فرمادیا ہے چنانچہ اس مقدمے کی حدیثین صحیحین مین موجود ہین اور جو عورت
وفات کی عدت مین ہو اوسے چاہیے کہ کسی طرح کی زینت اور آرائش نکرے
یعنی مسی نہ ملے رنگا اور گوٹہ لگا ہوا کپڑا اور زیور وغیرہ نہ پہنے مہندی کی
سرمہ نہ لگاوے جیسا کہ بخاری ومسلم کی حدیث مین وارد ہوا ہے عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحِدُّ امْرَاَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ
فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا
اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا اِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِّنْ
قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ زَادَ اَبُوْ دَاوُدَ وَلَا تَخْتَضِبُ یعنی روایت ہے ام عطیہ
رضی اللہ عنہا سے اونہون نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

سوگ نکرے کوئی عورت کسی مردے پر زیادہ تین دن سے مگر خاوند پر چار
مہینے دس دن اور نہ پہنے یعنی عدت مین رنگین کپڑا مگر کپڑا عصب کا اور نہ سرمہ
لگاوے اور نہ خوشبو ملے مگر جبکہ پاک ہووے حیض سے تو کچھ استعمال کرنا
قسط یا اظفار کا درست ہے اور زیادہ کیا ابو داود نے اور نہ رنگے یعنی
بالون کو اور ہاتھون کو مہندی سے غرضکہ جس عورت کا شوہر مرجاوے
اوسے سب آرائش کی چیزون کا برتنا وفات کی عدت مین منع ہے اور
سوگ سواے عدت وفات کے طلاق وغیرہ کی عدت مین نہین ہے
اس لیے کہ اسمین کوئی دلیل وارد نہین ہوئی اور نہ عورتون نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک
مین اسکو کیا پس جو اوسکے وجوب کا مدعی ہو اوسکو چاہیے کہ دلیل پیش
کرے اور علماے حنفیہ کے نزدیک جس عورت کو تین طلاقین دی ہون یا
ایک بائنہ اوسپر سوگ واجب ہے رجعی طلاق والی پر نہین اور جو عورت وفات
کی عدت مین ہو اوسے یہی چاہیے کہ جس گہر مین خاوند کے مرنے یا اوسکی
موت کی خبر آنے کے وقت تھی اوسی مین عدت پوری ہونے تک رہے
کہین باہر نجاوے اور نہ کسی کی شادی غمی مین شریک ہو جیسا کہ فریعہ
کی حدیث مین کہ جسکو امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے وارد ہے قالت
خرج زوجي في طلب اعلاج لہ ادركهم في طريق القدوم فقتلوہ

أتاني نَعيُه وأنا في دارٍ شاسعةٍ من دور أهلي فأتيتُ النبيَّ صلى الله
عليه وآله وسلم فذكرتُ ذلك له فقلتُ إنّ نعيَ زوجي أتاني في دارٍ
شاسعةٍ من دور أهلي ولم يدع نفقةً ولا مالاً ورثتُه
وليس المسكن له فلو تحوّلتُ إلى أهلي وإخواني لكان أرفق بي في
بعض شأني قال تحوّلي فلمّا خرجتُ إلى المسجد أو إلى الحجرة دعاني
أو أمر بي فدعيتُ فقال امكثي في بيتك الذي أتاك فيه نعي زوجك
حتّى يبلغ الكتاب أجلَه قالت فاعتددتُ فيه أربعة أشهر وعشرًا
وفي بعض ألفاظه أنّه أرسل إليها عثمان بعد ذلك فأخبرتُه فأخذ
بہ یعنی فریعہ کہتی ہیں کہ میرا شوہر اپنے غلاموں کو ڈھونڈنے گیا تھا
قدوم کی راہ میں انکو پایا انہوں نے اسکو مار ڈالا جب اسکی موت کی خبر
پہنچی تو میں اپنے میکے کے محلہ سے ایک دور گھر میں تھی پھر میں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوکے یہ حال بیان کیا
اور کہا کہ میرے خاوند کی موت کی خبر آئی ہے اور میں ایک ایسے گھر میں ہوں
کہ دور ہے میکے کے محلے سے دور ہے اور میرے خاوند نے نہ نفقہ چھوڑا
اور نہ کچھ مال کہ میں اوسکی وارث ہوتی اور نہ وہ اوسکا گھر ہے سو اگر میں
اپنے میکے والوں اور اپنے بھائیوں کے پاس جا رہوں تو مجھے آسانی
ہوگی آپ نے فرمایا جا رہو پھر جب میں مسجد یا حجرے کی طرف پہنچی تو آپ نے

مجھے بلایا یا میرے بلانے کا حکم دیا پھر مین بلائی گئی آپ نے فرمایا کہ تو اوسی
گھر مین رہ جسمین تجھے تیرے خاوند کے مرنے کی خبر پہونچی یہان تک
کہ کتاب اپنی مدت کو پہونچ جاوے یعنی عدت تمام ہو جاوے فریعہ
کہتی ہین کہ مین نے اوسی گھر مین چار مہینے دس دن تک عدت پوری کی
اور اسی حدیث کے بعض الفاظ مین یہی وارد ہوا ہے کہ اسکے بعد حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے فریعہ کے پاس آدمی بھیجا فریعہ نے یہی قصہ
بیان کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسکے قول پر اعتماد کیا
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو عورت وفات کی عدت مین ہو اوسے
چاہیے کہ جس گھر مین اوسکا خاوند مرا یا اوسکے مرنے کی خبر پہونچی ہو
اوسی مین عدت گذرنے تک رہے اوس سے باہر نجاوے اور یہی صحیح
ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے یہی مروی ہے کہ بسبب کسی عذر
کے عورت کو اوس گھر سے نکلنا جائز ہے جیسا کہ علمای حنفیہ کہتے ہین
کہ وفات کی عدت والی رات دن مین نکلے اور اکثر رات اپنے گھر مین
رہے اور یہی کہتے ہین کہ رجعی اور بائنہ طلاق والی جس گھر مین طلاق
واقع ہوئی ہے اوسی مین عدت پوری کرے اور اوس گھر سے باہر نجاوے
اور لونڈی کی عدت آزاد عورت کے مثل ہے اور یہی قول قوی ہے
اور بعض علما کے نزدیک اوسکی عدت دو حیض ہین مگر جو حدیثین انکی دلیل

ہین اونمین علماے محدثین نے کلام کیا ہے اور اونکو ضعیف ٹہیرایا ہے

فصل اون امور کے بیان مین جن سے
بدون طلاق کے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

جاننا چاہیے کہ نکاح ٹوٹنے کے کئی سبب ہین ایک اونمین سے کفر یا ارتداد ہے جیسے میان بی بی دونو کافر تھے ایک اونمین سے مسلمان ہوگیا تو کفر کی حالت کا نکاح ٹوٹ جائیگا یا میان بی بی دونون مسلمان تھے عیاذا باللہ ایک اونمین سے مرتد ہوگیا اور دوسرا مسلمان رہا تو اس صورت مین بہی نکاح ٹوٹ جائیگا ہان اگر دونو یکبارگی کافر ہوجاوین پہر ساتہہ ہی اسلام لاوین تو نکاح اونکا بدستور قائم رہیگا اور جو میان مسلمان اور بی بی یہودی یا نصرانی ہو پہر مجوسی ہوجاوے تو حنفیہ کے نزدیک نکاح ٹوٹ جائیگا لیکن صحیح یہ ہے کہ مجوسیہ کتابیہ کے حکم مین ہے یعنی جیسے مسلمان کا نکاح یہودی نصرانی عورت کے ساتہہ صحیح ہے ایسے ہی مجوسیہ سے بہی درست ہے عورت کا مجوسی ہوجانا نکاح کو مضر نہین اور جو میان بی بی دونون مجوسی تھے ایک اونمین سے دار الحرب مین مسلمان ہوگیا تو تین حیض یا تین مہینے کے بعد جس قسم کی عدت کی وہ عورت مستحق ہو اوسکا نکاح ٹوٹجاویگا اور یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک طلاق اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک فسخ ہے اور اہل حدیث کے یہان مجوسیہ کتابیہ کے

حکم میں ہے یعنی اوسکا نکاح نجائیگا مگر یہ حکم مجوس اور یہود اور نصاری کی عورتوں کے لیے ہے انکے مردوں کے واسطے نہیں یعنی اگر یہودیہ یا کتابیہ مسلمان ہو جاوے اور انکے مرد اپنے دین پر قائم رہیں تو یہ عورتیں اونکے نکاح میں رہینگی دوسرا سبب نکاح ٹوٹنے کا ملکیت جیسے میاں بی بی کا یا بی بی میاں کی مالک ہوگئی تو اس صورت میں نکاح جاتا رہیگا یہ قول علمای حنفیہ کا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ زرے ایک دوسرے کے مالک ہونے سے نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ اوس کے اختیار پر موقوف رہتا ہے تیسرا یہ کہ نکاح کے بعد مرد کا نامرد ہونا ثابت ہوا یا برص جذام وغیرہ ان جیسا نکلا تو ان علیوں کے سبب سے نکاح کا فسخ جائز ہے چوتھا یہ کہ کسی عورت نے بغیر ولی کی اجازت کے غیر کفو کے ساتھ جس سے اوسکے خاندان کو عار لاحق ہوتا ہے اپنا نکاح کر لیا تو اس صورت میں وارثوں کو پہونچتا ہے کہ اوسکا نکاح فسخ کرادیں اور محدثین کے نزدیک سرے ہی سے یہ نکاح منعقد نہوا پانچواں یہ کہ میاں بی بی میں سے کسی نے ایسا امر کیا جس سے مصاہرت کی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسے میاں نے بی بی کے اصول اور فروع سے زنا کیا یا شہوت کی کوئی بات کی مثلا بوسہ لیلیا یا مساس کر لیا ایسے ہی بی بی نے میاں کے اصول فروع سے کوئی بات شہوت کی کی تو اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک نکاح جاتا رہا لیکن

محدثین کے نزدیک نہین گیا جیسا رضاع جیسے ایک شخص کی دو جورئین
ہین ایک بڑی دوسری چھوٹی بڑی نے دو برس کے اندر چھوٹی کو
دودھ پلایا تو چھوٹی کا نکاح ٹوٹ جاویگا ساتوان کفار کی رسمون کو شادی
بیاہ مین برتنا اور انکو اچھا جاننا اور انکے کرنے مین نفع اور نکرنے مین
ضرر سمجھنا سو ایسی رسمون کے کرنے سے زوجیت کا علاقہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ
سید آدم بنوری رح اپنی کتاب مین نقل کرتے ہین کہ نکاح مین بعض چیزین
کفر ہین اور بعض مین کفر کا خوف ہے اور بعضی بدعت ہین پہر جو کوئی
انکو برتے تو زوجیت کا علاقہ درمیان ہین سے جاتا رہتا ہے اور وہ
نکاح اسلام کا نہین رہتا اور جو بچہ اس نکاح سے پیدا ہوتا ہے اوسکا
نسب بہی ثابت نہین ہوتا ایک کنگنا باندہنا کہ صریح کفر ہے بنانیوالا اور
اس فعل سے راضی ہونیوالا دونون کافر ہوجاتے ہین دوسرے جلوہ دینا
کہ طرح طرح کی فضیحتون اور رسوائیون پر مشتمل ہوتا ہے تیسرے دولہکے
سر پر پان پہنانا اور عورتون کا آنچل ڈالنا اور دولہن کے سر پر دستار
رکہنا فعل لعنت کا موجب ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم نے اوس مرد کو جو اپنے تئین عورت کے شکل بناوے اور اوس عورت
کو جو مرد سے مشابہت پیدا کرے دونو کو ملعون فرمایا ہے چوتہے دولہن
کے انگوٹہے کو دودہ پانی سے دہوکے دولہہ کو پلانا یہ رسم گبرون کی ہے

اسمین کفر کا خوف ہے پانچوین بسری کی ڈلیان عورت کے بدن پر رکھنا
اور دولہ کا اوٹکوا اپنے موہنہ سے اوٹھانا اس فعل مین باوجود فسق اور
آتش پرستون کی رسم ہونے کے چوپایون کے ساتھہ بھی مشابہت ہے
چھٹے جلوے کے وقت سرخ ڈورا دولہ کے گلے مین ڈالنا اور مشاطہ کا اوسکو
تخت پر لٹا کر اوسکے ہر ایک عضو یہان تک کہ ستر کو بھی ناپنا اور عورتون کا
ان افعال کو دیکھکر ہنسنا یہ سب کام لعنت کے ہین ساتوین مسجع مقفی گالیان
دینا سجا اور محراب شملہ اور دستار کی اہانت کرنا اور ان چیزون کی اہانت
کرنا کفر ہے آٹھوین دولہہ کا دولہن کے گرد سات بار پہرنا یہ کفار کی رسم ہے
ہے اور اسمین کفر کا خوف ہے نوین دولہن کی شرمگاہ کو شربت سے دہوکر
اوسمین دولہن کو پیشاب کرانا پہر اوسے دولہہ کو پلانا اسمین بھی خوف کفر
کا ہے دسوین مرد کی آنکھہ مین کاجل لگانا یہ باتفاق مکروہ ہے گیارہوین
دولہ کو چاندی کا طوق یا عورتون کا لباس پہنانا یہ بھی بدعت سیئہ ہے
یہان تک مید آدم کا مضمون تمام ہوا اور آرسی مصحف کی رسم جو ہندستان
کے دیار مین مروج ہے اسکی بھی کوئی اصل شریعت محمدیہ سے ثابت نہین
ہوتی یہ بھی بدعت ہے اسکو چھوڑنا چاہیے اسکے سوا اور بہت سی خرافات
رسمین ہین جنکو جاہل لوگ شادی وغیرہ مین کرتے ہین جیسے صندل
سے ڈھول کو چھاپنا اور دولہہ پر سرخ ناڑا باندہنا رتجگا کرنا اور اوسمین بیہریان

بھرنا اور رتھ کے لڈو اور رکھہ بنانا اور اوسپر پہولون کا سہرا باندہنا اور
صندل کے چھاپے لگانا بی بی کا کونڈا بہرنا اور اوسپر پہول ڈالنا اور
سرخ رومال سے اوسکو چہپانا اور مرد کی چھاپون سے اوسکا بچاؤ کرنا اور
دو خصمی اور حمل والی کو اوسکے کہانے سے روکنا سوہاگنون کا کونڈا کرنا
اور اونکو آمین اور ٹہنیان اور ٹربانا اور چوڑیان پہنانا لگن رکہنا باہمن
سے ساعت پوچہنا ساچق کے دن سیوے اور شیرینی سے مٹکیان بہرنا
اور اونکو کاغذ کے تختون پر رکہکے روشنی آتش بازی باغ بہاری باجونکے
ساتہہ دولہن کے گہر لیجانا دولہن کے گہر سے مہندی کے ساتہہ کاغذ
کی مہندی لانا اور سبز مہندی گوندہکر اوسکی چوک بناکے اوسکو پنی وغیرہ
سے منڈہنا اور اوسپر چار بتیان روشن کرکے مالیدے اور لڈوسے خون
بہرکے باغ بہاری کے تختون اور روشنی کے ساتہہ سالی کے ہمراہ دولہہ
کے گہر اوسکو بہیجنا پہر وہان پہونچکے دولہہ کو چوکی پہ بٹہانا اور اوسکی سر پر
پہول وغیرہ کا سہرا باندہکے اوسکے ہاتہہ پانون مین مہندی لگانا اور
ملیدے کے سات نوالے دولہ کو کہلانا اور ڈومنیون سے مہندی گوانا
کنگنا باندہنا بت بہرنا تیل چڑہانا مول مین لال ناڑا باندہنا دولہن کے
سر پایٹیون کی ارپل باندہنا اور آمین بیٹہنے کی جگہہ سیر و دسیر گیہون
رکہکے اوسپر مسند بچہا کر دولہ کو بٹہانا اور ڈومنیون سے بہرا سہاگ گوانا۔

برات کی رات دولہہ کو سنوار کے اوسکے سر پر سہرا باندہنا اور دولہہ کی
بہن کا آکے اوسکی آنکہہ مین کاجل لگانا پہر اپنا نیگ لینا دولہن
کے گہر جاکے دولہہ سے چکی پسوانا انگلین چہدوانا دولہہ کا جوتا اوسکی
سالی سے چہپوانا دولہن کے گہر پہنچکے دہنگانے کی رسم کرنا کلس کا پیسہ
دینا نکاح کے بعد دولہہ دولہن کے پانون جوڑکر مہندی لگانا پہر ایسی قدرت
ڈومنیون سے ٹونے کروانا اور سمدہنون کو چہڑیان مارنا اور انگہیگا لیان
کروانا رخصت کے وقت دولہہ سے پانی کٹوانا دولہن کے سر کا ازبل
دولہہ کے ایک ہاتہہ سے کہلوانا دولہہ کے ایک ہاتہہ سے سہاگ پڑی کا
تیج ہل بٹے پر پسوانا دولہن کے پانجامے مین دولہہ سے ازاربند ڈلوانا
دولہن کی جوتی دولہہ کے سر سے چہوانا اوسکے بعد جلوہ دلانا بات چہونا
اس کا دولہہ کے کان مین آکے سہاگ لگانا دولہہ دولہن کے سر پر
رخصت کا سہرا باندہنا دولہن کے بہائی سے اوسکے دوپٹے کے پانو
بندہوانا رخصت کے وقت دولہن کے غسل کے پانی کا شربت
منہ سے دولہہ کو پلانا دولہن کو گہر پہنچانے کے بعد بکرا منگا کے ذبح کرنا
اور اسکا خون دولہن کے پانون کے انگوٹہون مین لگانا دولہن کے ہاتہہ
سے ... چہڑانا اور اوسکے پانون پر پانون رکہکے زنار توڑنا دولہن کا
تو پہر گہرا ... دولہا کے موتہہ سے انگنا دولہن کے ہاتہہ سے دولہہ کو

کہیر کہلوانا سہج کو بجا گوانا اور لوگون سے بہیک مانگ کے بلجا کا پلوان
پکانا پہر دولہن کے میکے سے باجون کے ساتہہ تنبول آنا اور دولہہ کا
سلام کے لیے سسرال جانا نکاح کے چوتہے دن چوتہی کرنا اور دولہن
کی گود میوے سے بہرنا پہر اُن سے وہ میوہ اور پہولون کی گیندین دولہن
کے ہاتہہ سے دولہہ کی طرف اور دولہہ سے دولہن کی طرف سات بار
پہکوانا تالاب یا ندی پر جاکے خواجہ خضر کا دودہ دلیا کرنا اور چہوٹی چہوٹی
ناوین بناکے اونپر رنگ برنگ کی اوڑہنیان ڈالنا پہر اونہین روشن کرکے
دولہہ دولہن کے سہرے اور پہولون کو رکہکے دریا مین بہانا اور دولہہ دولہن
کے آنچل جوڑکر باندہنا اور اونکو دریا کے کنارے پر لیجاکے اکہٹا کہڑا کرنا
بیاہ کے بعد دولہن کے پہلے حیض مین میکے سے جوڑے کا جانا اور دولہن
کی گود میوے اور شیرینی سے بہرنا اور ڈومنیون سے کہچڑیان اور پالنے گوانا
پہر اونکو کچی کہچڑی کے خوان بہر کے دینا اور جب لڑکی حمل سے ہو تو پانچوین
ساتوین نوین مہینے پچہاسا ستواسا نوماسا کرنا اور اس تقریب مین میکے سے
جوڑے کا آنا اور جیسے اول حیض مین کیا تہا ویسے ہی سب باتین ان
مہینون مین بہی کرنا اور زچا کو جوڑا پہناکے مسند پر بٹہانا اور زرد کپڑے پر
روپیہ رنگکے دودہ کا دیکہنا اور نواسے کی گود بہرائی مین زچا کو جوڑا پہناکے
دائی کے سامنے لٹانا اور اوسکے ہاتہہ سے زچا کے پیٹ پر تیل ملوانا اور

بچہ پیدا ہونے سے چھٹے روز چھٹی کرنا اسکا بیان چھٹی کی فصل مین گذر چکا دوبارہ
لکھنے کی ضرورت نہین یہ سب رسمین جو بیان ہوئین بعض انمین سے صریح
کفر ہین اور بعض مین کفر کا خوف ہے اور بعض بدعت ہین یہ ساری
بلا کفار کے میل جول سے مسلمانون مین پہیلگئی اور بے علمی کی وجہ سے
جاہل مرد اور عورتون نے ان کو دین ٹہیرالیا بلا تکلف شادی بیاہ وغیرہ
مین انکو خوشی خوشی کرتے ہین اور انکے کرنے کو مبارک سمجھتے ہین یہ
نہین جانتے کہ کفر و شرک و بدعت مین گرفتار ہوکے ایمان سے ہاتھ
دہوتے ہین اور ابدالآباد کا عذاب اپنے سر لیتے ہین اور نکاح کا رشتہ
میان بی بی سے توڑتے ہین اور اولاد کو بے نسب بناتے ہین یعنی جب
نکاح ہی نرہا تو پہر نسب کہان بلکہ اولاد زنا کی ٹہیری یہی وجہ ہے کہ اکثر
اولاد صالح اور لائق نہین پیدا ہوتی اس لیے کہ حرام کی اولاد سے خیر و
برکت کی امید معلوم پس سب مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیے کہ جن افعال
او ر رسوم سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا اوسمین کسیطرح کا فتور آتا ہے انکو خوب سمجھ لین اور
اون سے پرہیز کرتے رہین تاکہ دنیا کی رسوائیون اور آخرت کے عذاب سے نجات پاوین

باب ہفتدہم

فصل بیماری اور مصیبت وغیرہ پر صبر کرنے اور اوسکے اجر کے بیان مین

مسلمانون کو چاہیے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اپنی صحت و عافیت کی دعا مانگا کرین

اس لیے کہ تندرستی سے بڑھکر دنیا مین کوئی نعمت نہین تمام دین و دنیا
کے کام اسی پر موقوف ہین اگر دنیا بھر کی نعمتین آدمی کے پاس موجود
ہون اور ایک صحت نہو تو سب ہیچ ہین اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم آپ بھی اللہ جل شانہ سے عافیت چاہتے تھے اور امت کو
بھی عافیت کی دعا مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے مگر آدمی تندرستی کی قدر
صحت و عافیت کے دنون مین نہین سمجھتا جب کسی مرض وغیرہ مین مبتلا
ہوتا ہے اوس وقت اوسکی خوبی اور عمدگی کی بخوبی قدر کھلتی ہے کہ ذرا سے
دکھ درد مین گھبرانے اور شکوہ شکایت کرنے لگتا ہے اور تھوڑی سی
ایذا سے بیتاب ہو جاتا ہے انصاف سے دیکھیے تو اکثر صحیح رہتا ہے
اور بیمار کم ہوتا ہے اور صحت کے زمانے مین اس نعمت عظمی کا کبھی شکر
ادا نہین کرتا بخلاف بیماری کے کہ تھوڑی سی ایذا اور تکلیف سے بھی
ناشکری کرنے لگتا ہے اور اوسکا تحمل نہین ہوتا پس انسان کو چاہیے کہ
جب کبھی بیمار یا کسی رنج و غم مین گرفتار ہو تو راضی برضا ہو کے
اوس پر صبر کرے جزع فزع نکرے اور کسی طرح کی خفگی اور رنج و ملال دل مین
نلاوے اس لیے کہ مسلمان کو بیماری و رنج و الم کی جو تکلیفین پہونچتی ہین
اور وہ اونکو اللہ تعالی کی طرف سے سمجھکر اونپر صبر کرتا ہے تو اس سے
اوسکے گناہ جھڑتے ہین اور اجر کے درجے بڑہتے ہین چنانچہ بخاری نے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یصب منہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالی بھلائی کرنا چاہتا ہے
تو اوسکو کسی مصیبت وغیرہ مین گرفتار کرتا ہے اور بخاری ومسلم میں ہے
عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم قال ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ہم ولا حزن
ولا اذی ولا غم حتی الشوکۃ یشاکھا الا کفر اللہ بھا من خطایاہ
یعنی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا نہین پہنچتا مسلمان کو کوئی رنج اور
نہ کوئی دکھ اور نہ کوئی فکر اور نہ غم اور نہ کوئی ایذا اور نہ الم یہانتک کہ
اوسے کانٹا چبھویا جاتا ہے مگر دور کرتا ہے اللہ تعالی اسکے سبب سے
اوسکے گناہ حاصل یہ کہ جب مسلمان کو کسی طرح کا رنج وملال یا کوئی صدمہ
اور تکلیف پہونچے اور وہ اوسپر صبر کرے تو اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے
اوسکے چھوٹے چھوٹے گناہ بخشدیتا ہے اور صحیح مسلم مین بروایت جابر
رضی اللہ عنہ وارد ہوا ہے قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم علی ام السائب فقال مالک تزفزفین قالت الحمی لا بارک اللہ
فیھا فقال لا تسبی الحمی فانھا تذھب خطایا بنی آدم کما یذھب الکیر

خبث الحدید یعنی جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ام السائب کے پاس تشریف لائے پہر فرمایا کہ تجہے کیا ہوا ہے
کہ تو کانپتی ہے اوسنے عرض کیا تپ ہے نہ برکت دے اللہ اوس مین پس
آپ نے فرمایا نہ برا کہہ تپ کو اس لیے کہ بیشک وہ بنی آدم کے گناہ اسطرح
دور کرتی ہے جیسے بہٹی لوہے کے میل کو ابن ابی الدنیا نے حسن
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ کَانُوا یَرْجُوْنَ فِی حُمّٰی لَیْلَۃٍ کَفَّارَۃً
لِمَا مَضٰی مِنَ الذُّنُوْبِ یعنی حسن کہتے ہین کہ امید رکہتے تہے یعنی صحابہ
ایک رات کی تپ مین کہ وہ گذرے ہوے گناہون کے لیے کفارہ ہے
اور ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات کی تپ
سال بہر کے گناہ مٹا دیتی ہے پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ جب آدمی
کسی مرض یا مصیبت مین گرفتار ہو تو اوسکو برا نہ کہے بلکہ اوسپر صبر کرے
اس لیے کہ اللہ تعالی صبر کرنے کے سبب اپنی رحمت واسعہ کے اوسکے
گناہ معاف کرتا ہے اور آخرت مین بڑے بڑے مرتبے عنایت فرماویگا
اور اوسکی رحمت تو اپنے بندون پر اسقدر ہے کہ جب کوئی اونہین کے سبب
بیماری یا سفر کے اپنے نوافل اور اوراد و وظائف کے ادا کرنے سے
معذور رہتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے اوسکے نامۂ اعمال
مین ویسا ہی ثواب لکہتا ہے جیسا کہ صحت و حضر مین اوسکے لیے لکہتا تہا

چنانچہ یہی مضمون بخاری شریف مین آیا ہے عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اذا مرض العبد او سافر کتب لہ مثل ما کان یعمل مقیما صحیحا یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے یعنی اور اوسکے سبب سے اپنے نوافل اور وظائف اوا نہین کرسکتا تو لکھا جاتا ہے اوسکے لیے مانند اوس چیز کے کہ عمل کرتا تھا گھر مین تندرست یعنی بے شبہ ہے اوسکو نفل اور وظیفے پڑہنے کا ثواب ملتا ہے اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان العبد اذا کان علی طریقۃ حسنۃ من العبادۃ ثم مرض قیل للملک الموکل بہ اکتب لہ مثل عملہ اذا کان طلیقا حتی اطلقہ او اکفتہ الی رواہ فی شرح السنۃ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ بیشک بندہ جس وقت عبادت کی کسی نیک راہ پہ ہوتا ہے پہر بیمار ہوجاتا ہے یعنی اور وہ عبادت نہین کرسکتا تو کہا جاتا ہے یعنی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اوس فرشتے سے جو اوسکے ساتھہ معین ہے یعنی کہ لکھہ اوسکے واسطے مانند اوسکے عمل کے جس وقت وہ تندرست تہا یہان تک کہ صحیح سالم کردون مین اوسکو یا ملالون اوسکو اپنی طرف یعنی مرجاوے اور ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ
اَوِ الْمُؤْمِنَۃِ فِیْ نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ وَوَلَدِہٖ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ وَمَا عَلَیْہِ مِنْ خَطِیْئَۃٍ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ ہوتی رہتی ہے
بلا ایماندار مرد یا عورت کی جان اور مال اور اولاد میں یہان تک کہ وہ
اللہ سے ملاقات کرتا ہے یعنی مرجاتا ہے اس حال میں کہ اوسپر کوئی گناہ
نہین یعنی بلاؤن کے سبب سے اوسکے سب گناہ بخشدیے جاتے ہین
اور امام مالک نے بھی مثل اسکے روایت کی ہے اور امام احمد اور ابو داود
رحمہا اللہ نے محمد بن خالد سلمی سے روایت کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ السُّلَمِیِّ
عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ
الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃٌ لَمْ یَبْلُغْہَا بِعَمَلِہٖ ابْتَلَاہُ اللّٰہُ فِیْ جَسَدِہٖ
اَوْ فِیْ مَالِہٖ اَوْ فِیْ وَلَدِہٖ ثُمَّ صَبَّرَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ حَتّٰی یُبْلِغَہُ الْمَنْزِلَۃَ الَّتِیْ سَبَقَتْ
لَہٗ مِنَ اللّٰہِ یعنی محمد بن خالد سلمی اپنے باپ سے اور وہ اونکے دادا سے
روایت کرتے ہین کہ کہا اونہون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ بیشک بندہ جب مقدر ہوتا ہے اوسکے لیے اللہ تعالی کی طرف سے ایسا
مرتبہ کہ نہین پہونچ سکتا وہ اوسکو اپنے عمل سے تو مبتلا کرتا ہے اوسکو اللہ
اوسکے بدن یا مال خواہ اولاد میں پھر اوسکو اوسپر صبر عطا کرتا ہے یہان تک
کہ پہونچاتا ہے اوسکو اللہ اوس رتبے پر جو مقدر ہوا تھا اوسکے واسطے اللہ کی

طرف سے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبتون پر صبر کرنا ایسی عمدہ
چیز ہے کہ آدمی جس درجے کو طاعت و عبادت سے نہین پہونچ سکتا وہ
اسکے سبب سے اوس مرتبے کو پہونچ جاتا ہے حاصل یہ کہ ہر مسلمان کیا مرد کیا عورت
کو چاہیے کہ کسی طرح کے رنج و غم ایذا و تکلیف و کہہ درد مین ہرگز نہ گھبرا وے
اور جزع فزع اور شکوہ شکایت ہی نکرے بلکہ اپنے مالک حقیقی کی رضا پر
راضی رہے اور ہر وقت اپنے گناہون سے توبہ کرے اور استغفار کرتا رہے
تاکہ اسکی برکت سے اللہ تعالی جلد صحت و عافیت عطا فرما دے اور شغل خیر کی توفیق بخشے

فصل بیمار کی خدمت اور اوسکی خبر گیری کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بیمار کی خدمت کرنا اور ہر وقت اوسکے حال کی خبر رکھنا
عمدہ بات اور ثواب کا کام ہے اور والدین کی خدمتگزاری اور فرمانبرداری
خصوصا بیماری مین اونکی تیمارداری نہایت ہی اجر کی بات بلکہ باعث نجات
ہے اس لیے کہ ماں باپ اولاد کی جنت و نار ہین جیسا کہ ابن ماجہ نے
ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ یعنی ایک آدمی نے
عرض کیا یا رسول اللہ کیا حق ہے ماں باپ کا اپنی اولاد پر فرمایا وہ دونون
تیری جنت و دوزخ ہین یعنی اونکی فرمانبرداری سے جنت نصیب ہوتی ہے
اور اونکی نافرمانی سے دوزخ ملتی ہے اور یہ کیون نہو اونکی اطاعت تو

اولاد پر فرض ہے دیکھو اللہ تعالی نے سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع
کے شروع مین اپنی عبادت کے ساتھہ ہی والدین کے ساتھہ بہلائی
کرنا ارشاد فرمایا ہے وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ
اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا
اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ
الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ
نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا یعنی
اور حکم دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو اوسکے سوا اور مان باپ سے
بہلائی اگر کبہی پہونچ جاوے تیرے سامنے بڑہاپے کو ایک یا دونون تو نہ کہہ
اونکو ہون اور نہ جہڑک اونکو اور کہہ اونکو بات ادب کی اور جہکا اونکے
آگے کندہے عاجزی کرکے پیار سے اور کہہ اے رب اونپر رحم کر جیسا
پالا اونہون نے مجہکو چہوٹا تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی مین ہے
جو تم نیک ہوگے تو وہ رجوع لانے والون کو بخشتا ہے یعنی اگر دل مین آوے
کہ پورے ہے مان باپ سے یہ معاملہ نباہنا مشکل ہے تو فرمادیا کہ جسکی نیت نیکی
پر ہے اگر خطا کرے اور پہر رجوع لاوے تو اللہ بخشنے والا ہے پس ان آیتون سے
ثابت ہوا کہ مان باپ کے ساتھہ احسان و سلوک سے پیش آنا اولاد پر
فرض ہے اسلیے کہ جس طرح ان آیتون مین اور جیسے امر کے ارشاد فرمائی گئی

اسی طرح بالوالدین سے پہلے لفظ احسنوا امر کا صیغہ مقدر ہے اور امر وجوب
کے واسطے ہوتا ہے سو اولاد کو چاہیے کہ سب کامون مین جو خلاف شرع
نہون اونکی فرمانبرداری کو مقدم جانے اور سعادت دارین کا موجب نجات
سمجھے خاصکر ماں باپ مین سے جب کوئی بیمار ہو جاوے تو اولاد کو
چاہیے کہ ہر وقت اونکی خدمت مین حاضر رہے اور انکے علاج معالجے اور
کہانے پینے اور اوٹھانے بٹھانے کا خوب ہی نہایت خیال رکھے تا کہ
کسی طرح کی ایذا اور تکلیف اونکو نہونے پاوے اور جس طرح سے خدمت
کرنے مین اونکی خوشی اور رضامندی معلوم ہو اوسی طرح سے اونکی خدمتگزاری
کرتی رہے اور ہرگز کوئی بات ایسی نکرے کہ اونکو ناگوار گذرے یا اونکے
دل کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے اس لیے کہ ماں باپ کی ناخوشی سے اللہ تعالے
ناخوش ہوتا ہے جیسا کہ ترمذی نے روایت کیا ہے عن عبد اللہ بن عمرو
عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال رضی الرب فی رضی الوالد
وسخط الرب فی سخط الوالد یعنی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا رضامندی اللہ کی والد کی
رضامندی مین ہے اور ناخوشی اللہ تعالی کی باپ کی ناخوشی مین ہے
اس حدیث شریف مین نرے باپ کا ذکر آیا ہے اور ماں بھی اسی حکم مین داخل
ہے بلکہ اوسکا حق تو باپ سے بھی زیادہ ہے جیسا کہ اور حدیثون سے ثابت

ہوتا ہے اور جو والدین اپنی آسودگی یا اس سبب سے کہ اولاد کو خدمت
کرنے مین تکلیف ہوگی زیادتی عطوفت ورافت کی راہ سے اوس سے خدمت
نلین اور اوسکو خدمت کرنے سے منع کرین تو بھی اوسکو لازم ہے کہ اونکی بیماری
کی حالت مین ہمیشہ حاضر رہے تاکہ جب وہ کسی کام کے لیے اشارہ کرین یا حکم
دین تو فورًا اوسکو بطیب خاطر بجا لاوے اور دوا غذا وغیرہ کا تو خود ہی نہایت
اہتمام رکھے نرے آدمیون پر نہ چھوڑے اس لیے کہ ہر آدمی سے اوسکی احتیاط
ہونا مشکل ہے اور ماں باپ کے سوا خاوند کی خدمت بی بی کو اور بی بی کی
خدمت خاوند کو کرنا بہت ضرور ہے یعنی انمین سے جب ایک بیمار ہو تو دوسرے کو
چاہیے کہ اوسکی بیمارداری اچھی طرح کرے اور کسی کام اور خدمت مین دریغ
اور کوتاہی نکرے اور نہ اوسکے کرنے مین اپنی حقارت سمجھے بلکہ اوسکی خدمت
رغبت اور خوشی سے کرے اسلیے کہ یہ خدمت میان بی بی کے حقوق مین داخل
ہے اور عزیز و اقارب کی بیماری وغیرہ مین تیمارداری اور خبرگیری صلہ رحم
سے ہے جتنا جو عزیز قریب ہو اوتنا ہی اوسکا ہر حال مین شریک و معاون
رہے اور غیرون کے ساتھ بیماری مین سلوک کرنا اور اونکی ہر طرح سے خبر لینا
موجب اجر و ثواب کا ہے اور بیمار کی خدمتگزاری مین ان امور کا ضرور خیال
رکھنا چاہیے ایک یہ کہ بہت آہستہ سے اوسکو اوٹھاوے بٹھاوے لٹاوے
تاکہ کسی طرح کی ایذا و تکلیف اوسکو نہ پہونچے اسواسطے کہ بیماری کی وجہ سے سارا

بدن اور سب قوی ضعیف ہو جاتے ہین ذرا سے صدمے سے بہت تکلیف
پہونچتی ہے دوسرے یہ کہ بیمار کے پاس کسیکو شور غل نکرنے دے اور نہ کوئی چیز
ایسے زور سے پہینکے کہ اوسکے کہٹکے اور دہمک سے اوسکو ایذا پہونچے
تیسرے اوسکی دوا اغذا وغیرہ مین دیر اور غفلت نکرے جو وقت اسکا مقرر ہو
اوسی وقت کہلا پلا دے چوتہے اکثر وقت مریض کے پاس موجود رہے اور
اوسکے قریب بیٹہکے اوسکے اشارے کا دہیان رکہے تاکہ بیمار کو چیخنا چلانا
نہ پڑے اور اشارے سے اوسکا کام نکلجاوے پانچوین یہ کہ اگر کسی ضرورت
کے واسطے آپ کہین جاوے تو کسی دوسرے معتبر ہوشیار خیر خواہ آدمی کو
اوسکے پاس چہوڑجاوے تاکہ وہ اوسکی خبر گیری کرتا رہے اور اوس کو
کسی طرح کی تکلیف ہونے پاوے غرضکہ بیمار کی خدمت نہایت غور و فکر
سے کرے اور جو کوئی بیمار عزیز ہو یا غیر اپنے گہر آجاوے تو اپنے مقدور
کے موافق اوسکی دوا علاج وغیرہ مین مدد کرے اور حتی الامکان اوسکی خدمت
سے بہی دریغ نکرے اور تندرست ہونے تک آرام و چین سے اوسکو اپنے یہان
رکہے جب تک وہ رہے اچہی طرح سے اوسکی خاطرداری اور تشفی کرتا رہے
اور کام کاج سے فراغت پانے کے بعد ہر روز دو ایک بار اوسکے پاس جابیٹہے
اوسکی تسلی اور تسکین کیا کرے تاکہ بیماری کی ایذا سے اوسکا دل نہ گہبراے
بلکہ ہر طرح سے اوسکی دلجمعی ہوجاے اور وہ یہی نہ سمجہے کہ میرا یہان کا رہنا

کہ وہ اسے بار ہے اور میرے رہنے سے اوسکو تکلیف پہونچتی ہے غرضکہ
بیمار کی خدمتگزاری اور خاطرداری وغیرہ مین کسی طرح کی کوتاہی یا بے پروائی
اور کج خلقی اور بد دماغی ہرگز نہ کرے بلکہ جو شخص جس طرح کی خدمت کے قابل
ہو اوسکے استحقاق اور اپنے مقدور کے موافق اوسکی خبر گیری کرتا رہے
اسلیے کہ بیمارون کی تیمارداری وغیرہ مین سعی اور کوشش کرنا نہایت اجر
کی بات ہے یہ نہ خیال کرے کہ یہ یگانہ ہے یا بیگانہ بلکہ ہر ایک کے دکھ درد مین
جس طرح سے ہوسکے بلا تامل شریک ہو جایا کرے یعنی خدمتگزاری اور
خاطرداری اور روپے پیسے وغیرہ سے جو ممکن ہو اوسکی مدد کرے کیونکہ بیمار
کی خبر گیری مین کئی فائدے ہین ایک یہ کہ دکھ درد موت زندگی ہر آدمی
کے ساتھ لگی ہوئی ہے دنیا مین اس سے کوئی خالی نہین پس اگر انسان
کسی کی دکھ بیماری مین شریک ہوگا تو دوسرا بھی اسکی مصیبت مین کام
آویگا اور جو وہ کسی کے مصیبت وقت کام نہ آویگا تو اوسکا بھی کوئی پرسان
حال نہوگا گو کیسا ہی عزیز و قریب ہو دنیا مین تو اکثر خوش خلقی اور ملنساری
ہی سے کام نکلتے ہین یہ ایسی عمدہ چیز ہے کہ اس سے غیر بھی یگانہ ہو جاتا
ہے دوسرے یہ کہ کسی کو نفع پہونچانے اور اوسکی تکلیف کے وقت کام آنیسے
آخرت مین عمدہ عمدہ درجے ملین گے تیسرے یہ کہ ایسے شخص سے اکثر لوگ
راضی اور خوش رہتے ہین حاضر و غائب اوسکو وعائے خیر سے یاد کرتے ہین

پس ہر انسان کو چاہیے کہ جہان تک ہو سکے دوسرے کے مصائب ور انداز اور تکالیف کے وقت کام آوے اور اونکے دفع کرنے کی تدبیر اور راحت و آرام پہونچانے کی فکر کرے اس لیے کہ حدیث حسن مین وارد ہوا ہے خَیْرُ النَّاسِ اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ

فصل عیادت کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ بیمار کی عیادت کرنا اسلام کے ایسے حقون مین سے ہے جنھین آپسمین ایک کو دوسرے کے ساتھ برتنا چاہیے جیسے بھوکے کو کھانا کھلانا سلام کا جواب دینا دعوت قبول کرنا مردے کو نہلانا کفن پہنانا جنازے کے ساتھ جانا اور مثل اسکے اور عیادت کی فضیلت مین اگرچہ بہت حدیثین وارد ہوئی ہین مگر تھوڑی سی اس جگہہ لکھی جاتی ہین جیساکہ صحیح مسلم مین ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ لَمْ یَزَلْ فِیْ خُرْفَۃِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ ہمیشہ بہشت کی میوہ خوری مین رہتا ہے یہان تک کہ پھر آوے یعنی وہ بیمار پرسی کے لیے جانے سے جنت اور اوسکے میوے کے کھانے کے لائق ہو جاتا ہے اور ترمذی اور ابوداود مین آیا ہے عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے اونہون نے کہا سنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ نہین عیادت کرتا ہے کوئی مسلمان کسی مسلمان کی اگلے دن مین یعنی دوپہر سے پہلے مگر ستر ہزار فرشتے اوسکے لیے رحمت ومغفرت کی دعا کرتے ہین یہان تک کہ وہ شام کرے اور نہین عیادت کرتا ہے پچھلے دن مین یعنی دوپہر کے بعد مگر رحمت ومغفرت مانگتے ہین اوسکے واسطے ستر ہزار فرشتے یہان تک کہ صبح کرے اور ہوتا ہے اوسکے لیے جنت مین ایک باغ اور ابن ماجہ مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد ہوا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا نَادٰى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ بیمار کی عیادت کرتا ہے تو پکارتا ہے آسمان سے ایک پکارنیوالا یعنی فرشتہ کہ خوشی ہو تجھکو یعنی دنیا وآخرت مین اور اچھا ہو تیرا چلنا دنیا یا آخرت مین اور بناوے تو جنت مین ایک مکان یعنی بہشت مین تجھے بڑا مرتبہ نصیب ہو اور امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من عاد مریضا لم یزل یخوض
الرحمۃ حتی یجلس فاذا جلس اغتمس فیہا یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ ہمیشہ
دریای رحمت مین پیٹہا رہتا ہے یہان تک کہ بیٹھ جاوے یعنی بیمار کے
پاس پہر جب بیٹھ جاتا ہے تو رحمت مین ڈوب جاتا ہے پس ان حدیثون
سے معلوم ہوا کہ بیمار پرسی نہایت عمدہ چیز اور بڑے اجر کی بات ہے مسلمان
کی عیادت کرنے مین تو بہت ہی ثواب ملتا ہے اور غیر دین والون کی
بیمار پرسی بہی شرعاً جائز اور خالی ثواب سے نہین جیسا کہ بخاری کی اس
حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے عن انس رضی اللہ عنہ قال کان غلام
یہودی یخدم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فمرض فاتاہ النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یعودہ فقعد عند راسہ فقال لہ اسلم فنظر الی ابیہ و
ہو عندہ فقال اطع ابا القاسم فاسلم فخرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم وہو یقول الحمد للہ الذی انقذہ من النار یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے اونہون نے کہا ایک یہودی کا لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
کیا کرتا تہا اور وہ بیمار ہو گیا پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے
لیے اوسکے پاس تشریف لائے اور اوسکے سر کے نزدیک بیٹھ گئے اور اوسے
فرمایا کہ مسلمان ہو جا اوسنے اپنے باپ کی طرف دیکہا اور وہ اوسکے پاس تہا

اوسکے باپ نے کہا ابو القاسم کا کہا مان لے پس وہ مسلمان ہو گیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لے آئے کہ سب تعریف اوس اللہ کے لیے ہے جس نے اوسکو آگ سے بچا لیا یعنی اسلام لانیکے سبب سے پس اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ کافر کی عیادت کرنا درست ہے اگرچہ مجوس اور رفاق کی عیادت جائز ہونے میں علما کا اختلاف ہے لیکن ٹھیک بات یہی ہے کہ اونکی بیمار پرسی میں بھی کچھ مضائقہ نہیں کافر کی عیادت جائز ہونے کے سوا اس حدیث شریف سے اور بھی کئی باتیں سمجھی جاتی ہیں ایک یہ کہ ذمی کافر سے خدمت لینا درست ہے دوسرے یہ کہ جب بیمار کی عیادت کو جاوے تو اوسکے سر کے پاس بیٹھے تیسرے اگر بیمار کافر ہو تو اوسکو اسلام کی ترغیب دے علاوہ اسکے اور آداب عیادت کے بہت ہیں ایک اونمیں سے یہ کہ بیمار کے پاس بہت نہ بیٹھے جلد اوٹھ کھڑا ہو جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم العیادۃ فواق ناقۃ وفی روایۃ سعید بن المسیب مرسلا وافضل العیادۃ سرعۃ القیام رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ افضل زمانہ عیادت کا مقدار اوس زمانے کی ہے کہ درمیان دو دفعہ دوہنے اونٹنی کی اور سعید بن مسیب کی روایت میں مرسلا وارد ہوا ہے کہ بہترین عیادت کی وہ عیادت ہے کہ اوسمیں جلد اوٹھ کھڑا ہو اس کو بیہقی نے

شعب الایمان مین نقل کیا ہے ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ عیادت مین بہت نہ بیٹھنا چاہیے مگر جس شخص کے بیٹھنے سے بیمار کو تشفی اور تسکین ہوتی ہو یا وہ اوس شخص سے خدمت لینے مین کسی طرح کا تکلف نہ کرتا ہو تو اوس کو بیمار کے پاس زیادہ ٹھیرنا چاہیے تاکہ اوسکا دل بہلے اور راحت و آرام پہونچے دوسرا ادب یہ ہے کہ بیمار کی سامنے تسلی کی باتین کرے جیسا کہ ترمذی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخلتم علی مریض فنفسوا لہ فی اجلہ فان ذلک لا یرد شیئا ویطیب بنفسہ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تم عیادت کے لیے بیمار کے پاس آؤ تو طمع دو اوسکو زندگی کی یعنی یون کہو کہ رنجیدہ نہو کچھ ڈر نہین ابھی اچھا ہو جائیگا اللہ تیری عمر مین برکت دے اس لیے کہ یہ کہنا تقدیر کی بات کو نہین پھیرتا اور بیمار کے دل کو خوش کر دیتا ہے تیسرا یہ ہے کہ مریض کے پاس شور غل نہ مچاوے جیسا کہ رزین کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال من السنۃ تخفیف الجلوس وقلۃ الصخب فی العیادۃ عند المریض قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما کثر لغطہم و اختلافہم قوموا عنی یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اونہون نے کہا سنت سے ہے کم بیٹھنا اور کم غل کرنا عیادت مین نزدیک بیمار کے کہ حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب
بہت ہو غل اور اختلاف صحابہ میں اوٹھ کھڑے ہو میرے پاس سے
چوتھا ادب یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کی عیادت کو جاوے تو اوس کے
لیے شفا کی دعا مانگے اور یہ دعا جو صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالی عنہا سے مروی ہے پڑھے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكٰى مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَهٗ بِيَمِيْنِهٖ
ثُمَّ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ
شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ جب
کوئی آدمی ہم میں سے بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا
دہنا ہاتھ اوس پر پھیرتے پھر فرماتے دور کر بیماری کو اے پروردگار آدمیوں کے
اور شفا دے تو ہی شافی ہے نہیں کوئی شفا مگر تیری شفا دہ شفا کہ نہ چھوڑے
کسی بیماری کو اور اس دعا کے سوا چار دن قل پڑھکے مریض پر دم کرے جیسا کہ
بخاری ومسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے قَالَتْ
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ
وَمَسَحَ بِيَدِهٖ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ كُنْتُ اَنْفُثُ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ
الَّتِيْ كَانَ يَنْفُثُ وَاَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ
قَالَتْ كَانَ اِذَا مَرِضَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ یعنی حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوتے تو دم کرتے اپنے اوپر معوذات اور پھیرتے اپنے اوپر ہاتھ اپنا یعنی جہان تک پہنچ سکتا ہاتھ بدن مبارک پر پس جب بیمار ہوے اوس بیماری مین کہ وفات کیے گئے اوسمین تو مین دم کرتی تھی حضرت پر معوذات وہ معوذات کہ حضرت دم کرتے تھے اور پھیرتی ہین ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یعنی اسطرح کہ مین معوذات پڑہتی اور حضرت کے ہاتھون پر دم کرتی اور اون کے دونو ہاتھ اونکے بدن مبارک پر پھیرتی اور مسلم کی ایک روایت مین یہ آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ جب کوئی آپ کے گھر والون مین سے بیمار ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دم کرتے اوس پر معوذات ف معوذات سے مراد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہین لفظ جمع باعتبار آیتون کے کہا یا اقل جمع کے دو ہین یا دو سورتین ہیں اور تیسری قل ہو اللہ ان تینون کو معوذات کہنا تغلیباً ہے اور سنتہ یہی بات ہے بعض نے کہا قل یا بھی اسمین داخل ہے اور بیمار کے حق مین عیادت کے وقت یہ دعا پڑہنا بہی جو ابوداود اور ترمذی مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے صحت کے لیے نہایت مفید ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من مسلم یعود مسلما فیقول سبع مرات اسأل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک الا

شیئی الا ان تکون قد حضر اجلہ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین کوئی مسلمان کہ پوچھے
بیمار مسلمان کو پھر کہے سات بار سوال کرتا ہون مین اللہ بزرگ رب عرش عظیم
سے کہ شفا دے تجھکو مگر وہ شفا دیا جاتا ہے مگر یہ کہ حاضر ہو اجل اوسکی یعنی
یہ مرض لاعلاج ہے اگر اوسکی موت نہین آئی ہے تو اس دعا کے پڑھنے سے
مرض الموت کے سوا اوسکی سب بیماریان جاتی رہتی ہین پس ان حدیثون سے
معلوم ہوا کہ بیمار کی عیادت کے بعد اوسکے لیے دعا کرنا بھی ضرور ہے
اور جو مناسب ہے تو بیمار سے اپنے واسطے بھی دعا کرا لے کیونکہ اوسکی دعا
اکثر قبول ہوتی ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخلت علی مریض
فمرہ یدعو لک فان دعاءہ کدعاء الملئکۃ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تو کسی بیمار کے پاس جاوے
تو اوس سے کہہ کہ وہ تیرے لیے دعا کرے اسواسطے کہ اوسکی دعا فرشتون
کی دعا کے مثل ہے پانچوان ادب یہ ہے کہ جب بیمار کی عیادت کے لیے جاوے
تو کہے لا بأس طہور ان شاء اللہ تعالی یعنی کچھہ ڈر نہین اگر اللہ چاہے تو
یہ مرض تیرے گناہون کو دور کر دیگا اور تو پاک صاف ہو جاویگا جیسا کہ بخاری
نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ان النبی صلی اللہ علیہ

وَآلِہٖ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی اَعْرَابِیٍّ یَعُوْدُہٗ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰی مَرِیْضٍ یَعُوْدُہٗ
قَالَ لَا بَأْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ فَقَالَ لَا بَأْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ قَالَ کَلَّا
بَلْ حُمّٰی تَفُوْرُ عَلٰی شَیْخٍ کَبِیْرٍ تُزِیْرُہُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ
سَلَّمَ نَعَمْ اِذًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گنوار کے پاس
عیادت کے واسطے تشریف لائے اور آپ جب کسی بیمار کے عیادت کے
لیے تشریف لیجاتے تو فرماتے لاباس طہور ان شاء اللہ تعالی پس آپ نے
یعنی حسب عادت یہی کلمہ فرمایا اوس گنوار نے کہا ہرگز یون نہین بلکہ تپ
ہے کہ بڈھے پر جوش مارتی ہے یہ تپ اوسکو قبرون سے ملادیگی
یعنی مار ڈالیگی پس آپ نے فرمایا ہان اب یون ہی ہوگا عیادت کے
وقت ان لفظون کے کہنے کے سوا اس حدیث شریف سے اور کئی باتین
معلوم ہوئین ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس گنوار کے کفران
نعمت پر خفا ہوے اس لیے کہ آپ نے تو بیماری کا ثواب اور صبر و شکر
کا طریقہ بتلایا اور اوس نے اس نعمت کی قدر نجانکے کفران کیا سو آپ کو غصہ آگیا
اور فرمایا کہ اب یون ہی ہوگا جیسا تو کہتا ہے اسواسطے کہ کفران نعمت کی سزا
محرومی کے سوا اور کچھ نہین ہے اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کبھی کفران نعمت
نکرے ورنہ وہ اوس نعمت سے محروم رہیگا دوسرے یہ کہ ادنی ادنی آدمی
کی عیادت کرنے مین کسی طرح کی حقارت نہ سمجھے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم بسبب کمال تواضع اور خلق کے جو آپ کے مزاج مبارک مین تھا
ایک ادنی گنوار کی بیمار پرسی کے واسطے تشریف لیگئے چنانچہ ادب یہ ہے کہ
بیمار کے پاس ایسی باتین نکرے کہ جس سے اوسکو غصہ آوے یا کسی طرح کا
رنج پہونچے اور اوسکے سامنے روئے پیٹے بھی نہین کہ اوس سے وہ ہراسان
ہو بلکہ ہمیشہ اوسکو تشفی دیتا اور بہت دلاتا رہے تاکہ اوسے فرحت ہوے
ہر مسلمان ایماندار کو چاہیے کہ موافق حدیث شریف اور سنت نبوی کے
بیمارون کی عیادت کرے تاکہ مستحق اجر کثیر کا ہو

فصل موت کی آرزو کرنیکی ممانعت مین

مسلمانون کو چاہیے کہ قضای الہی سے جب کسی رنج وغم یا دکھہ بیماری مین
مبتلا ہون تو ہرگز اپنے لیے موت کی تمنا نکرین اس لیے کہ حدیث شریف
مین اسکی ممانعت آئی ہے جیسا کہ بخاری شریف مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنَّیٰ اَحَدُکُمُ
الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَاِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّہٗ یَسْتَعْتِبُ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ آرزو کرے ایک
تمہارا موت کی اگر وہ نیک کار ہے تو شاید نہ یادہ نیکی کرے یعنی زندگی
کے بڑہنے سے اور جو وہ بدکار ہے تو شاید کہ وہ اللہ تعالی کی رضامندی
چاہے یعنی توبہ کرے اور لوگونکی اونکی حق اداکرے اور صحیح مسلم مین بھی حضرت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یتمنی احدکم الموت ولا یدع بہ من قبل ان یاتیہ انہ اذا مات انقطع املہ وانہ لا یزید المؤمن عمرہ الا خیرا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ آرزو کرے ایک تمہارا موت کی یعنی دل سے اور دعا نہ مانگے مرنے کی یعنی زبان سے پہلے اس سے کہ اوسکو موت آوے بیشک جبکہ وہ مرجاتا ہے تو اوسکی امید منقطع ہو جاتی ہے یعنی زیادہ بھلائی کرنے کی اور بیشک نہیں زیادہ کرتی مومن کو اوسکی عمر کی درازی مگر بھلائی کو اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تمنوا الموت فان ھول المطلع شدید وان من السعادۃ ان یطول عمر العبد ویرزقہ اللہ عزوجل الانابۃ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ آرزو کرو مرنے کی اسلیے کہ جانکنی کی دہشت سخت ہے اور بیشک نیک بختی سے ہے یہ کہ زیادہ ہووے عمر بندے کی اور نصیب کرے اوسکو اللہ عزوجل رجوع کرنا اپنی فرمانبرداری کی طرف حاصل ان سب حدیثوں کا یہ ہے کہ کسی دنیاوی تکلیف اور مصیبت کے پہونچنے سے کبھی اپنے واسطے موت نہ مانگے بلکہ جہاں تک ہوسکے صبر کرکے اپنے مولائے حقیقی کی رضا پر راضی رہے کیونکہ جو مقدر میں لکھا ہے وہ ضرور ہی ہوتا ہے چاہے صبر کرے یا نہ کرے مگر صبر کرنے سے مصیبت آسان ہو جاتی ہے

اور اجر کثیر ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف
میں آیا ہے اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی ملتا ہے ٹھہرنے
والوں ہی کو ان کا نیگ آن گنتی اور وارد ہوا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ یعنی
بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور بے صبری سے مصیبت
کی ایذا اور تکلیف نہیں ٹلتی ہے اور اجر سے محرومی نصیب ہوتی ہے پھر صبر کے
اجر کو مفت ہاتھ سے دینا کون سی عقلمندی کی بات ہے ہاں اگر ایسی ہی موت
کی آرزو کرنے کی ضرورت پیش آوے تو اس طرح کہے جیسا کہ بخاری و مسلم
میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهٗ فَاِنْ كَانَ لَابُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ
اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہرگز نہ آرزو کرے کوئی
تم میں کا مرنے کی اس ضرر سے کہ اس کو پہنچے یعنی دنی ہو یا مالی پس اگر ہے
ضرور آرزو کرنے والا موت کی تو چاہیے کہ کہے اے اللہ زندہ رکھ مجھ کو
جب تک کہ زندگی میرے لیے بہتر ہے یعنی ضرر سے اور موت دے مجھ کو
جس وقت کہ مرنا میرے واسطے بہتر ہو یعنی جہت سے اس حدیث سے اگرچہ
ضرورت شدید کے وقت ان لفظوں کے کہنے کی اجازت ثابت ہوتی ہے
لیکن اگر یہ بھی نہ کہے تو اولیٰ و افضل ہے اس واسطے کہ موت کسی کے اختیار

مین نہین کہ جب چاہے آجاے اوسکا تو ایک وقت مقرر ہے اوس سے پہلے ہرگز نہین آسکتی دوسرے یہ کہ موت کی آرزو دنیا کے رنج وغم انیا اور تکلیف سے چھٹکارا پانے کے لیے کیجاتی ہے اور انجام کا حال اسد ہی کو معلوم ہے کہ مرنے کے بعد وہان کیا معاملہ ہوگا راحت پاویگا یا تکلیف خدانخواستہ موت کے بعد اگر کسی طرح کے عذاب مین گرفتار ہوا تو ایسی مصیبت مین پڑیگا کہ دنیا کی سب تکلیفون اور مصیبتون کو بھول جاویگا اور یہ آرزو کریگا کہ کاش دنیا مین اور زندہ رہتا اور اچھے کام کرتا تو اس بلا مین نہ مبتلا ہوتا مگر یہ آرزو اوس وقت کچھ فائدہ نہ دیگی اور جو اسد تعالی کے فضل وکرم سے اوس عالم مین اچھا معاملہ ہوا تو بھی موت کی تمنا کرنے کے سبب سے جو خلاف شرع ہے کسی نہ کسی طرح کی تکلیف مین مبتلا ہونیکا خوف ہے تیسرے یہ کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہان جسقدر نیک عمل کریگا اوتنا ہی وہان ثواب پاویگا دنیا کی چند روزہ زندگی کو کتنی ہی بلا ومصیبت سے کٹے غنیمت جانے جہان تک اچھے کام ہوسکین کرتا ہے اور موت تو خود ہی آنے والی ہے پھر اوسکی تمنا کرنے مین کیا فائدہ پس ایمان والون کو چاہیے کہ دکھہ درد اور انواع تکلیف سے گھبرا کے ہرگز موت کی تمنا نکرین اور نہ کبھی کسی طرح کا شکوہ و شکایت زبان پر لاوین بلکہ ہرحال مین اپنے مالک کی رضا پر راضی اور شاکر رہین اور اپنے جینے مرنے کو اوسی کی خوشی اور رضا پر چھوڑ دین آپ اسکے

کو دخل دینے مرنے کو جینے سے ہرگز بہتر نہ سمجھین اور ہر وقت اپنے گناہوں سے توبہ اور استغفار کرتے رہین تاکہ خاتمہ بخیر ہو اور آخرت کی خوبیاں نصیب ہون

باب پنجم

فصل موت کے علامات اور نزع کے حالات اور اوس وقت کی تدبیرون کے بیانمین

جاننا چاہیے کہ موت ایسی چیز ہے کہ کسی ذی روح کو اوس سے چھٹکارا نہین انسان اگرچہ کتنی ہی مدت تک عیش و آرام سے زندگی بسر کرے آخر کو موت اوسے نہ چھوڑیگی پس ہر مسلمان ایماندار مرد اور عورت کو لازم ہے کہ جب بیماری طول کھینچے اور امید زندگی کی منقطع ہو جاوے تو اپنے چھوٹے بڑے گناہون سے توبہ کرے اور اللہ تعالی سے اونکی مغفرت چاہے اس لیے کہ اللہ تعالی اپنے بندے کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے اور دروازہ توبہ کا کہلا ہے بند نہین جب بندہ صادق دل اور خلوص نیت اپنے مالک کی طرف رجوع کرتا ہے تو وہ اپنے فضل و کرم سے اوسکی توبہ قبول فرماتا ہے اور اوسکے گناہون سے درگذر کرتا ہے اور یہ بھی ضرور چاہیے جو بندون کے حق اوسکے ذمے ہون جیسے قرضہ یا امانت یا غصب وغیرہ اونکو فوراً ادا کرے یا اونکے مالکون سے معافی چاہے اس واسطے کہ حقوق عباد سے بدون ادائی یا معافی کے خلاصی نہین ہو سکتی اور جو اوس وقت کسی وجہ سے

یہ ضرور ہے کہ تو اپنے وارثوں کو وصیت کر جاوے تاکہ وہ اوسکی طرف سے
ادا کر دین اور یہی مریض پر واجب ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھ جو
رب العالمین اور ارحم الراحمین ہے نیک گمان رکھے اس لیے کہ اللہ
پاک کے ساتھہ حسن ظن رکھنا دخول جنت کا باعث ہے جیسا کہ حدیث شریف
مین وارد ہوا ہے عن انس قال دخل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی
شاب وھو فی الموت فقال کیف تجدک قال ارجو اللہ یا رسول اللہ وانی
اخاف ذنوبی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یجتمعان
فی قلب عبد فی مثل ھذا الموطن الا اعطاہ اللہ ما یرجو وامنہ مما یخاف
رواہ ابن ماجہ والترمذی وقال ھذا حدیث غریب یعنی روایت ہے انس
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ داخل ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جوان پر
اور وہ جانکنی کی حالت مین تھا پس آپ نے فرمایا تو کس طرح پاتا ہے اپنے آپکو
یعنی تو اپنے دل کو اس وقت کس طرح پاتا ہے آیا رحمت الہی کا امیدوار ہے
یا اوسکے غصے سے ڈرتا ہے اوسنے کہا مین امید رکھتا ہون اللہ تعالی سے
اے رسول خدا کے یعنی مین اپنے کو اوسکی رحمت کا امیدوار پاتا ہون اور ساتھ
اسکے بیشک مین اپنے گناہون سے ڈرتا ہون پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے نہین جمع ہوتے خوف و امید بندے کے دل مین بیچ مانند
اس وقت کے مگر دیتا ہے اوسکو اللہ وہ چیز کہ امید رکھتا ہے یعنی رحمت اپنی

اور اوسکو امن مین رکھتا ہے اور جس چیز سے کہ ڈرتا ہے یعنی عذاب سے
اسکو ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب
ہے اور بیمار کے عزیز و اقارب وغیرہ جب اوسکی زندگی سے مایوس
ہو جاوین اور موت کی نشانیان اوسپر ظاہر ہو جاوین مثلاً ناک کا بانسا ٹیڑھا
ہو جاوے کنپٹیان بیٹھ جاوین اور منہ کی موٹائی پچک جاوے یا پاؤن ایسے
سست ہو جاوین کہ کھڑے کرنے سے بھی کھڑے نہو سکین سارے بدن
کی جلد لٹک پڑے تو اونکو چاہیے کہ اوسکی اس غیر حالت کو دیکھکے اپنے
تئین سنبھالین اور دل کو مضبوط رکھین اور اوسکے پاس بلبلاکے روئین پیٹین
نہین اور نہ کوئی ایسی بات اوسکے سامنے کہین جس سے اوسکو ہراس اور
زندگی سے مایوسی پیدا ہو اور ایسی حالت مین اوسکو دوا پلانے وغیرہ کی تکلیف
نہ دین خصوصاً وہ دوائین جنکا کھانا پینا شرعاً منع ہے جیسے افیون وغیرہ تو ہرگز
نہ کھلائین پلائین اور پرہیز سے بھی اوسکو معاف رکھین بلکہ جو وہ مانگے او
دین اور تسکین کے لیے شربت انار مین کیوڑا ملاکے پلادین اور آب زمزم جو
نہایت متبرک اور ہر بیماری کا علاج ہے اگر میسر ہو تو اوسکے حلق مین ڈالتے
رہین اور اوسکا مونہہ قبلے کی طرف کر دین اس طرح سے کہ سر شمال کی طرف
اور پاؤن جنوب اور مونہہ قبلے کی سمت ہو جاوے اس لیے کہ ہندوستان کا
قبلہ مغرب کی طرف ہے حاکم اور بیہقی نے ابو قتادہ سے روایت کیا ہے

إِنَّ الْبَرَاءَ بْنَ مَعْرُوْرٍ أَوْصَى أَنْ تُوَجَّهَ إِلَى الْقِبْلَةِ إِذَا احْتُضِرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ أَصَابَ الْفِطْرَةَ یعنی برا بن معرور نے وصیت کی
کہ اونکا مونہہ قبلے کی طرف کردین جبکہ موت کا وقت قریب آجاوے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہونچگیا اسلام کے طریقے کو
یعنی اسلام کا یہی طریقہ ہے لیکن اس امر مین اختلاف ہے کہ قبلہ رخ کس طرح
کرین علمای حنفیہ کہتے ہین کہ قبلے کی طرف اس طرح سے چت لٹاوین کہ مونہہ
اور پانون سب قبلے کی طرف ہوجاوین اور محدثین یہ کہتے ہین کہ داہنی
کروٹ پر لٹاوین اور یہی اولی ہے اس واسطے کہ قبر مین اسی طرح لٹاتے ہین اور
سونے والے کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح سونے کا حکم
فرمایا ہے جیسا کہ روضۂ ندیہ مین اسکی تحقیق مذکور ہے اور سورۂ یسین پڑھکر
اوسکو سنائین جیسا کہ احمد و ابو داود و نسائی و ابن ماجہ وغیرہ نے معقل
بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِقْرَؤُا سُوْرَةَ يٰسٓ عَلٰى مَوْتَاكُمْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا پڑھو تم سورۂ یسین کو اپنے مردون پر مراد مردون سے ایسی جگہ وہ
ہین جنپر موت کے آثار ظاہر ہوں یا مرے ہوں اور اخیر وقت مین اوسکے
پاس ایسی باتین جس سے اوسکی طبیعت دنیا کی طرف مائل ہو اور آخرت کا خیال
جاتا رہے ہرگز ہرگز نکرین بلکہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہین حدیث شریف

کا شغل رکھین درود استغفار وغیرہ پڑہتے رہین اور کلمۂ شہادت یعنی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ بلند آواز سے اوسکو سناتے رہین تا کہ وہ بھی خود پڑہنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اسی پر اوسکا حسن خاتمہ ہو حدیث صحیح مسلم مین بروایت ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما وارد ہوا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تلقین کرو اپنے مردون کو لا الٰہ الا اللہ کی اس سے یہی مراد ہے کہ مرے کو سناؤ نہ یہ اوس سے کہو کہ تو پڑہ اس لیے کہ معاذ اللہ اگر وہ انکار کر بیٹھے گا تو اوسمین کفر کا خوف ہے اور ابو داؤد مین معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم من کان اخر کلامہ لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو شخص کہ ہووے آخر کلام اوسکا لا الٰہ الا اللہ وہ بہشت مین داخل ہو گا ارحم الراحمین اپنی رحمت واسعہ سے ہم سب مسلمانون کا خاتمہ بخیر فرماوے آمین

فصل اس امر کے بیان مین کہ دم نکلنے کے بعد کیا کرنا چاہیے

میت کے عزیز قریب وغیرہ کو لازم ہے کہ دم نکلنے کے بعد اوسکی آنکھون کو بند کر دین جیسا کہ امام احمد اور ابن ماجہ وغیرہ نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اذا حضرتم

موتاكم فأغمضوا البصر فإن البصر يتبع الروح وقولوا خيرا فإنه يؤمن
على ما قال أهل البيت يعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب
تم اپنے مردوں کے پاس حاضر ہو تو اونکی آنکھیں بند کر دو اس لیے کہ
بیشک آنکھ روح کا پیچھا کرتی ہے یعنی اوسکی بینائی جاتی رہتی ہے اور
اچھا کہو اس واسطے کہ جو کچھ گھر والے کہتے ہیں اوسپر آمین کہی جاتی ہے اور
صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے قالت دخل
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على أبي سلمة وقد شق بصره فأغمضه
ثم قال إن الروح إذا قبض تبعه البصر فضج ناس من أهله فقال لا تدعوا على
أنفسكم إلا بخير فإن الملائكة يؤمنون على ما تقولون ثم قال اللهم اغفر
لأبي سلمة وارفع درجته في المهديين واخلفه في عقبه في الغابرين واغفر
لنا وله يا رب العالمين وافسح له في قبره ونور له فيه یعنی وہ کہتی ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو سلمہ کے پاس تشریف لائے اور اونکی
آنکھیں ٹہیر گئی تھیں پس آپ نے اونکو بند کر دیا پھر فرمایا بیشک جب روح
قبض کی جاتی ہے تو بینائی جاتی رہتی ہے ساتھ اوسکے پس اون کے گھر
کے لوگ چلائے یعنی حضرت کے فرمانے سے سمجھ گئے کہ اونکا انتقال ہوگیا
پھر آپ نے فرمایا نہ دعا کرو اپنی جانوں پر مگر ساتھ بھلائی کے یعنی واویلا اور
بد دعا نکرو اسلیے کہ بیشک جو تم کہتے ہو فرشتے اوسپر آمین کہتے ہیں یعنی تمہاری دعا پر

بھلی ہویا بسی پہر آپ نے فرمایا اے اللہ ابوسلمہ کو بخشدے اور بلند کر اوسکا درجہ
ادن لوگون مین کہ سیدہی راہ دکہائے گئے ہین اور کارساز ہوجا تو اوسکے
پس ماندون مین جوکہ باقی ہین باقی رہے ہوے لوگون مین اور اے
پروردگار عالمون کے ہماری اور اوسکی مغفرت کر اور وسعت دے
اوسکی قبر مین اور اوسکے لیے وہان روشنی کر اس حدیث شریف سے مرنے
کے بعد آنکھون کا بند کرنا ثابت ہوا اسکے سوا اور چند باتین بہی معلوم ہوئین
ایک یہ کہ چیخنا چلانا اور واویلا کرنا منع ہے دوسرے اوس وقت اپنے اور
مردے کے لیے دعای خیر کرنی چاہیے اس واسطے کہ یہ وقت بہی دعا کے
قبول ہونیکا ہے اور بعد آنکھہ بند کرنے کے مردے کو کسی صاف پاک
کپڑے سے ڈہانک دین جیسا کہ بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدٍ حِبَرَۃٍ یعنی وہ کہتی ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم وفات کیے گئے تو آپ یمن کی چادر سے ڈہانکے گئے پہر تجہیز
تکفین مین جلدی کرین جیسا کہ ابوداود نے حصین بن وحوح سے روایت
کیا ہے اَنَّ طَلْحَۃَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ
فَقَالَ اِنِّیْ لَا اَرٰی طَلْحَۃَ اِلَّا قَدْ حَدَثَ بِہِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِیْ وَعَجِّلُوْا فَاِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ لِجِیْفَۃِ
مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَہْرَانَیْ اَہْلِہٖ یعنی طلحہ بن براء بیمار ہوے پس نبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم عیادت کے لیے اونکے پاس تشریف لائے پس فرمایا کہ بیشک میں نہیں گمان کرتا طلحہ کو مگر اوسپر موت ظاہر ہوگئی تم اون کے مرنے کی مجھے خبر کر دینا میں تا کہ میں آؤن اور اوسپر نماز پڑھوں اور جلدی کرو یعنی تجہیز تکفین اور دفن وغیرہ میں اس لیے کہ بیشک مسلمان مردے کے لیے لائق نہیں کہ روک رکھا جاوے درمیان اہل کے گھر والوں کے پس ان حدیثوں سے مردے کی آنکھیں بند کرنا اور چادر سے اوسکو چھپا دینا اور اوسکی تجہیز تکفین میں جلدی کرنا ثابت ہوا اور مردے کے مونہ کو اور پاؤن کے دونوں انگوٹھوں کو ملا کے باندہنا شرع سے ثابت نہیں البتہ اوسکا بوسہ لینا حدیثوں سے درست معلوم ہوتا ہے یعنی اگر کوئی اپنے عزیز و قریب یا دوست آشنا کی پیشانی وغیرہ کا اوسکے مرنے کے بعد بوسہ لیلے تو جائز ہے جیسا کہ ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل عثمان بن مظعون وھو میت وھو یبکی حتی سالت دموع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی وجہ عثمان یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا اس حال میں کہ وہ میت تھے اور آپ روتے تھے یہاں تک کہ آپکے آنسو عثمان کے چہرے پر بہے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے

قالت ان ابا بکرٍ قبّل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وھو میّت یعنی وہ کہتی ہین کہ مقرر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بوسہ لیا اور آپ میت تھے پس ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد مسلمان کا بوسہ لینا اور بدون آواز کے اوسکے غم مین رونا جائز ہے مگر چیخنا چلانا پیٹنا سر کھسوٹنا کپڑے پھاڑنا واویلا کرنا شرع مین منع ہے اور اس باب مین سخت وعید وارد ہوئی ہے مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیے کہ جب کسی طرح کی مصیبت و تکلیف مین مبتلا ہون تو اوسپر صبر و شکر کرین اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا کرین اس لیے کہ جو لوگ مصیبت کے وقت اس آیت شریف کو پڑھتے ہین اونکی تعریف اللہ تعالی نے قرآن مجید مین بیان فرمائی ہے جیسا کہ دوسرے پارے کے تیسرے رکوع مین ارشاد ہوا ہے وبشّر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوات من ربھم و رحمۃ و اولئک ھم المھتدون یعنی ور خوشی سنا ثابت رہنے والون کو کہ جب ان کو پہونچے کچھ مصیبت کہین ہم اللہ کا مال ہین اور ہم کو اوسی کی طرف پھر جانا ایسے لوگ اونہین پر شاباشین ہین اونکے رب کی اور مہربانی اور وہی ہین راہ پر اور حدیث شریف مین بھی ایسے لوگون کی شرح آئی ہے جیسا کہ مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

ما من مسلم تصیبه مصیبة فیقول ما امره الله به انا لله وانا الیه راجعون
اللهم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منها الا اخلف الله له خیرا منها فلما
مات ابو سلمة قلت ای المسلمین خیر من ابی سلمة اول بیت هاجر الی رسول الله
صلی الله علیه واله وسلم ثم انی قلتها فاخلف الله لی رسول الله صلی الله علیه و
اله وسلم یعنی بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے نہین کوئی مسلمان کہ پہونچے اوسکو مصیبت یعنی تھوڑی ہو یا
بہت پس کہے وہ چیز کہ حکم کیا اوسکو اللہ نے یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون یا اللہ
الہی تو مجھے ثواب دے بسبب میری مصیبت کے اور بدلا دے واسطے میرے
بہتر اوس سے یعنی اور چیز سے کہ میرے ہاتھ سے گئی اس مصیبت مین تو بدلا
دیتا ہے اللہ تعالی اوس کے لیے بہتر اوس سے پس جبکہ ابو سلمہ کا انتقال
ہوا تو مینے کہا ابو سلمہ سے بہتر کون مسلمان ہوگا اول صاحب خانہ کہ ہجرت کی
طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر مینے یہ کلمے کہے پس پایا اللہ تعالی
نے مجھے ابو سلمہ کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یعنی حضرت کے
نکاح مین آئی اور امام احمد اور ترمذی نے ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم اذا مات
ولد العبد قال الله تعالی لملائکته قبضتم ولد عبدی فیقولون نعم فیقول
قبضتم ثمرة فؤاده فیقولون نعم فیقول ماذا قال عبدی فیقولون حمدك واسترجع

فیقول اللہ ابنوا لعبدی بیتا فی الجنۃ وسموہ بیت الحمد یعنی ابو موسی رضی اللہ عنہ
کہتے ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کسی بندے یعنی
مومن کا فرزند مرتا ہے تو فرماتا ہے اللہ جل شانہ اپنے فرشتون یعنی ملک الموت
اور اونکے فرمانبردارون سے کہ قبض کی تمنے روح فرزند بندہ میرے کی پس وہ کہتے
ہین کہ ہان پہر اللہ تعالی فرماتا ہے کہ قبض کیا تم نے میوہ اوسکے دل کا تو
کہتے ہین کہ ہان پہر فرماتا ہے اللہ تعالی کہ کیا کہا میرے بندے نے وہ کہتے
ہین کہ تیری تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا پس فرماتا ہے اللہ تعالے
کہ بناؤ میرے بندے کے لیے ایک بڑا گہر بہشت مین اور نام رکہو اوسکا بیت الحمد
اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم قال یقول اللہ تبارک وتعالی ابن آدم ان صبرت واحتسبت عند الصدمۃ
الاولی لم ارض لک ثوابا دون الجنۃ یعنی روایت ہے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے
وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے کہ اللہ تعالی ارشاد کرتا ہے اے بیٹے آدم کے اگر تو صبر کرے یعنی
بلا پر اور ثواب چاہے پہلے صدمے کے وقت تو نہین راضی ہوتا مین تیرے لیے
ثواب کا سوای بہشت کے یعنی اوسکے بدلے مین بہشت ہی مین داخل کرونگا
اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور امام احمد رح نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین

بیان فرط کا

فرط اوس شخص کو کہتے ہین جو کہ پہلے سے منزل پر جاکے پانی گھاس وغیرہ رسد
بنانے کے لیے تیار کرے اسی لیے جو بچہ کہ قبل بلوغ کے مرجاتا ہے اوسکو
فرط کہتے ہین کیونکہ وہ پہلے سے جاکے ماں باپ کے واسطے بہشت کی نعمتوں کی
درستی کرتا ہے پہر شفاعت کرکے اونکو جنت مین لیجائیگا اس باب مین چند
حدیثین صحاح وسنن مین وارد ہوئی ہین کچھہ بیان ہی لکھی جاتی ہین بخاری و
مسلم نے باتفاق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یموت لمسلم ثلاثة من الولد فیلج النار الا تحلة القسم
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین مرتے تین فرزند کسی
مسلمان کے پہر وہ داخل ہو آگ مین مگر واسطے کہولنے قسم کے اس سے معلوم
ہوا کہ جس مسلمان کے تین بچے مرجاوین وہ دوزخ مین نجاویگا مگر بقدر سچے
ہوجانے قسم کے کیونکہ اللہ تعالی نے قسم کہاکے ارشاد فرمایا ہے کہ سب کا ورود
جہنم پر سے ہوگا سو مسلمان ایماندار لوگ بعافیت تمام ہوا یا بجلی کی طرح پل صراط
پر سے گذر کے جنت مین داخل ہونگے اونکو اوسکی ہوا تک نہ لگیگی اور کفار
ٹکڑے ٹکڑے ہوکے جہنم مین گرینگے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کان له فرطان من امتی ادخله الله
بهما الجنة فقالت عائشة فمن کان له فرط من امتك قال ومن کان له فرط

یا موفقة قالت فمن لم یکن له فرط من امتك قال فانا فرط امتی لن یصابوا
بمثلی رواه الترمذی وقال هذا حدیث غریب یعنی ابن عباس رضی الله عنهما
سے روایت ہے کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
دو شخص کہ مر گئے ہوں واسطے اوسکے دو فرزند بالغ ہونے سے پہلے میری
امت میں سے داخل کریگا اوسکو اللہ بسبب اون دونوں کے بہشت میں پھر کہا
عائشہ نے پس جو شخص کہ مر گیا ہو واسطے اوسکے ایک فرزند آپکی امت میں سے
فرمایا اور جو شخص کہ مر گیا ہو واسطے اوسکے ایک فرزند پس یہی حکم ہے اے توفیق دی گئی
پس کہا حضرت عائشہ نے پس وہ شخص کہ نہ مرا ہو واسطے اوسکے ایک بھی
فرزند آپکی امت سے یعنی تو وہ کیا کرے فرمایا پس میں ہوں پیر منزل اپنی امت
کا انہیں مصیبت پہونچائی گئی مانند مصیبت میری کی اسکو ترمذی نے روایت
کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم ان السقط لیراغم ربه اذا ادخل ابویه النار فیقال
ایها السقط المراغم ربه ادخل ابویك الجنة فیجرهما بسرره حتی یدخلهما
الجنة رواه ابن ماجه یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہا
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک کچا بچا البتہ جھگڑیگا اپنے پروردگار
سے جبکہ وہ اوسکے ماں باپ کو آگ میں داخل کریگا یعنی داخل کرنیکا ارادہ کریگا

یا امی تقدمت فقال تمن لم یکن له فرط من امتیک قال فانا فرط امتی لن یصابوا بمثلی رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ شخص کہ مرگئے ہون واسطے اوسکے دو فرزند بالغ ہونے سے پہلے میری امت مین سے داخل کریگا اوسکو اللہ بسبب اون دونوکے بہشت مین پھر کہا عائشہ نے پس جو شخص کہ مرگیا ہو واسطے اوسکے ایک فرزند آپکی امت مین فرمایا اور جو شخص کہ مرگیا ہو واسطے اوسکے ایک فرزند پس یہی حکم ہے ای توفیق دیگئی پس کہا حضرت عائشہ نے پس وہ شخص کہ نہ مرا ہو واسطے اوسکے ایک بھی فرزند آپکی امت سے یعنی تو وہ کیا کرے فرمایا پس مین ہون پیر منزل اپنی امت کا نہین مصیبت پہونچائی گئی مانند مصیبت میری کی اسکو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان السقط لیراغم ربہ اذا ادخل ابویہ النار فیقال ایھا السقط المراغم ربہ ادخل ابویک الجنۃ فیجرھما بسررہ حتی یدخلھما الجنۃ رواہ ابن ماجہ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک کچا بچا البتہ جھگڑیگا اپنے پروردگار سے جبکہ وہ اوسکے مان باپ کو آگ مین داخل کریگا یعنی داخل کرنیکا ارادہ کریگا

پس کہا جاویگا اسی کچے بچے جھگڑنے والے پروردگار اپنے سے داخل کر اپنے ماں باپ کو جنت میں پس کھینچیگا اونکو ساتھ آنول نال اپنے کے یہانتک کہ داخل کریگا اونکو بہشت میں روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے یہ تو اوس شخص کا اجر ہے جسکے ایک دو تین بچے نابالغ مرجاویں اور وہ صبر کرے تو اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اوسکو جنت میں داخل کریگا بلکہ اوسکی وسعت رحمت یہانتک پہنچی ہے کہ اگر کسی کا عزیز قریب دوست وغیرہ اہل دنیا سے مرجاوے اور اوسپر صبر کرے تو اللہ اوسکو جنت عنایت فرماتا ہے جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُ مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرماتا ہے اللہ تعالی نہیں ہے واسطے بندے مومن میرے کے نزدیک میرے جزا جس وقت کہ قبض کرتا ہوں میں اوسکے پیارے کو اہل دنیا سے پھر وہ ثواب چاہے یعنی صبر کرے مگر بہشت سبحان اللہ یہ اجر تو اہل دنیا کے عزیز قریب کا ہے اور جو اہل آخرت سے کوئی پیارا مرجاوے اور اوسکے ثواب کا کیا پوچھنا یعنی اوسسے اللہ تعالی راضی ہوگا اور اوسکی خدا کی رضا سے افضل ہے

فصل میت کے حالات بیان کرکے اوسپر رونے پیٹنے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ مردے پر آواز سے رونا اور اوسکے اوصاف و حالات بیان کر کے

چینخنا چلانا اور حدت زیاده اوسکی تعریف کرنا سر اور مونہہ اور زانو اور سینے وغیرہ کا پیٹنا اور سر کے بال نوچنا کھسوٹنا اور اوس پر خاک دھول بھس وغیرہ ڈالنا یہ سب باتین جاہلیت کی ہین اسلام مین انکا کرنا حرام ہے رونے پیٹنے والا تو حرام فعل کا مرتکب ہوتا ہے اور مردہ بیچارہ اسکے سبب سے مفت عذاب مین گرفتار ہوجاتا ہے جیسا کہ بخاری و مسلم نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من نیح علیہ فانہ یعذب بما نیح علیہ یوم القیامۃ یعنی مغیرہ کہتے ہین سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جسپر نوحہ کیا جاتا ہے پس بیشک وہ عذاب کیا جاویگا بسبب نوحہ کیے جانے کے دن قیامت کے عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ما من میت یموت فیقوم باکیہم فیقول واجبلاہ واسیداہ ونحو ذلک الا وکل اللہ بہ ملکین یلہزانہ ویقولان اہکذا کنت یعنی ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ نہین کوئی میت کہ مرے پس کھڑا ہو رونیوالا اونمین سے اور کہے اے پہاڑ اے سردار اور مانند اسکے مگر تعین کرتا ہے اللہ تعالی ساتھ میت کے دو فرشتے کہ مکے مارتے ہین اوسکے سینے مین اور کہتے ہین کیا تو ایسا ہی تہا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب حسن ہے اور بخاری مسلم مین عبد اللہ بن مسعود

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے ہمارے اہل طریقہ سے وہ
شخص کہ پیٹے رخسارے اور گریبان پھاڑے اور پکارے پکارنا جاہلیت کا
یعنی روتے وقت وہ باتیں کہے جو شرعًا جائز نہیں مانند نوحہ اور بیان اور
واویلا کرنے کے اور پگڑی پھینک دینا اور سر پیٹنا اور بال نوچنا بھی رخسار پیٹنے
اور گریبان پھاڑنے کے حکم میں ہے اور صحیح مسلم میں ابو مالک اشعری رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَرْبَعٌ فِیْ
اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ لَا یَتْرُکُوْنَھُنَّ اَلْفَخْرُ فِی الْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِی الْاَنْسَابِ
وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ وَالنِّیَاحَۃُ وَقَالَ النَّائِحَۃُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِھَا تُقَامُ
یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَعَلَیْھَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار چیزیں ہیں میری امت میں جاہلیت کے کام
سے کہ وہ ہرگز ان کو نہ چھوڑینگی یعنی اکثر لوگ فخر کرنا حسب میں طعن کرنا نسب
میں اور پانی طلب کرنا بسبب ستاروں کے اور نوحہ کرنا اور فرمایا نوحہ کرنیوالی
عورت جس وقت توبہ نہ کی ہو اوسنے اپنے مرنے سے پہلے تو وہ کھڑی کیجاویگی
قیامت کے دن حشر کے میدان میں ہوگا اوسپر کرتا قطران کا اور کرتا خارش
کا یعنی خارش اوسپر مسلط کیجائیگی پھر اوسپر قطران مل جائیگی تاکہ ایذا زیادہ ہو

عیاذاً باللہ منہ قطران ایک بودا سیاہ دواہے ابہل کے درخت سے نکلتی ہے اور کھجلی والے اونٹوں کو ملی جاتی ہے اور اوس میں آگ جلد لگ جاتی ہے اور بہت جلد جڑ کے لگتی ہے اور ابو داود نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم النائحۃ والمستمعۃ یعنی اونہوں نے کہا لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نوحہ کرنیوالی عورت کو اور نوحہ سننے والی عورت کو پس ان احادیث سے ثابت ہوا کہ چیخنا چلانا نوحہ کرنا حد سے بڑھ کے میت کے اوصاف بیان کرنا باعث لعنت کا ہے ہر مسلمان مرد اور عورت کو ان باتوں سے نہایت احتیاط کرنا چاہیے تاکہ لعنت کا مورد نہوں ہاں اگر غم اور رحم کے سبب سے بدون آواز کے رووین تو شرعاً جائز ہے اور کسی طرح گناہ نہیں کیونکہ ایسا رونا رحمت میں داخل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خود بھی اس طرح روئے ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال دخلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علی ابی سیف القین وکان ظئرا لابراہیم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابراہیم فقبلہ وشمہ ثم دخلنا علیہ بعد ذلک وابراہیم یجود بنفسہ فجعلت عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تذرفان فقال لہ عبد الرحمن بن عوف وانت یا رسول اللہ فقال یا ابن عوف انہا رحمۃ ثم اتبعہا باخری

فقال ان العين تدمع والقلب يحزن ولا نقول الا ما يرضى ربنا وانا بفراقك
يا ابراهيم لمحزونون یعنی انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ساتھ ابوسیف لہار کے پاس گئے اور وہ حضرت ابراہیم کے
رضاعی باپ تھے پس لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم
کو پھر اونکا بوسہ لیا اور اونکو سونگھا یعنی اپنی ناک اور مونہہ کو اونکے مونہہ پر رکھدیا
جیسے کوئی بو سونگھتا ہے پھر گئے ہم اونکے پاس بعد اسکے یعنی بعد چند روز
کے اور ابراہیم نزع کی حالت میں تھے پس ہوئیں دونوں آنکھیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ جاری ہوئے اون سے آنسو پس عرض کیا حضرت
عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تم روتے ہو یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اے
عوف کے بیٹے بیشک یہ رحمت ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس
رونے کے بعد پھر روئے پھر فرمایا مقرر آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے
اور باوجود اسکے ہم نہیں کہتے مگر وہ چیز کہ راضی ہو رب ہمارا اور بیشک ہم تیری
جدائی کے سبب سے اے ابراہیم البتہ غمگین ہیں فائدہ یہ قصہ حضرت ابراہیم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے کا ہے جنہوں نے سولہ
یا سترہ مہینے کی عمر میں وفات پائی اور ابوسیف کا نام براء تھا ان کے یہاں
لہاری کا پیشہ ہوتا تھا اور انکی بی بی کا نام خولہ تھا یہ منذر انصاری کی
بیٹی حضرت ابراہیم کی انا تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم

کی نزع کے وقت اونکے یہاں تشریف لیگئے اس وقت آپ نے حضرت ابراہیم
کو پیار کیا اور روئے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ روتے
ہیں آپ بھی باوجود اس بڑی شان اور معرفت الٰہی کے روتے ہیں آپ نے
فرمایا یہ رحمت ہے یعنی ابراہیم کو اس حال میں دیکھکر رحم آتا ہے اور یہ رونا
اوسی کا اثر ہے بے صبری کے سبب سے نہیں جیسا کہ تو نے خیال کیا اور پھر
آپ نے فرمایا کہ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے اشارۃً اس سے
سمجھا جاتا ہے کہ نہ رونا قلت رحمت کی وجہ سے ہے اور غمگین نہونا سنگدلی
کے سبب سے پس رونا اور غم کرنا اہل کمال کے نزدیک اس حال سے بہتر ہے کہ
کسی کا بیٹا مرجاوے اور وہ ہنستا رہے اس لیے کہ عدل کا تقتضا یہی ہے کہ
ہر حق والے کو اوسکا حق دیوے اور ہر کام کو اوسکے محل اور موقع میں کرے
بخاری و مسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قال
ارسلت ابنۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الیہ ان ابنا لی قبض فاتنا
فارسل یقرئ السلام و یقول ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل عندہ باجل
مسمی فلتصبر ولتحتسب فارسلت الیہ تقسم علیہ لیاتینھا فقام ومعہ سعد
ابن عبادۃ و معاذ بن جبل و ابی بن کعب و زید بن ثابت و رجال فرفع الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصبی ونفسہ تتقعقع ففاضت عیناہ
فقال سعد یا رسول اللہ ما ھذا فقال ھذہ رحمۃ جعلھا اللہ فی قلوب عبادہ

فَاِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الرُّحَمَآءَ یعنی اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کسی شخص کو
آپ کے پاس بھیجا کہ میرا بیٹا مرتا ہے پس آپ میرے پاس تشریف لائیے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو سلام کہلا بھیجا اور فرمایا کہ تحقیق اللہ ہی کے
لیے ہے جو چیز کہ اوسنے لی اور اللہ ہی کے لیے ہے جو چیز کہ اوسنے دی
یعنی اولاد وغیرہ پس اوسکے ضائع ہونے میں جزع فزع بیجا ہے اس لیے کہ
اوسی کی امانت تھی جب چاہے لیلے اور ہر چیز اوسکے نزدیک ساتھ مدت
معین کے ہے یعنی تیرے بیٹے کی زندگی بھی اسی قدر مقدر تھی کہ جسقدر جیا
پس چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پھر بھیجا یعنی آپکی بیٹی نے دوبارہ
آدمی کو آپکے پاس بھیجا اور قسم دی کہ آپ ضرور ہی تشریف لائیے پس کھڑے ہوئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تھے آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ
ابن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور لوگ صحابہ میں سے پس اوٹھایا گیا
لڑکا آپ کی طرف یعنی نواسے کو آپکی گود میں دیا اور اوسکی روح حرکت کرتی تھی
یعنی جانکنی کی حالت تھی پس بہنے لگیں دونوں آنکھیں حضرت کی پھر کہا سعد
نے یا رسول اللہ یہ کیا ہے پس آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے اللہ تعالی نے
اسکو اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے پس رحمت یعنی مہربانی نہیں
کرتا اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے مگر رحمت کرنے والوں پر یعنی سعد یہ

سبب تھے کہ رونے کی سب قسمیں حرام ہیں شاید آپ بھول کر رونے ہوں اسلیے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو بتا دیا کہ آنسوؤں سے رونا حرام
اور مکروہ نہیں بلکہ وہ رحمت ہے البتہ نوحہ کرنا اور گریبان پھاڑنا اور منھ
پیٹنا وغیرہ حرام ہے اور بخاری و مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے قال اشتکی سعد بن عبادۃ شکوی لہ فاتاہ النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یعودہ مع عبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وعبد اللہ
بن مسعود فلما دخل علیہ وجدہ فی غاشیۃ فقال قد قضی قالوا لا یا رسول اللہ
فبکی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلما رای القوم بکاء النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بکوا فقال الا تسمعون ان اللہ لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب
ولکن یعذب بھذا واشار الی لسانہ او یرحم وان المیت لیعذب ببکاء اھلہ
علیہ یعنی اونھوں نے کہا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کسی بیماری میں بیمار تھے
یعنی ابن عمر کو معلوم نہیں کہ اونکی بیماری کیا تھی پس آئے اونکے پاس نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی عیادت کرنیکو ساتھ عبد الرحمن بن عوف اور
سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود کے پس جب گئے اونکے پاس تو
پایا اونکو بیہوشی میں پس فرمایا حضرت نے کیا تحقیق مر گیا صحابہ نے عرض کیا
نہیں یا رسول اللہ پس روئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونپر یعنی از راہ مہربانی
کے صحابہ نے جب آپ کا رونا دیکھا تو وہ سب بھی رونے لگے پھر آپ نے

فرمایا کیا تم سنتے نہین ہو سنو کہ بیشک اللہ تعالی عذاب نہین کرتا ساتھ آنسوؤن
آنکھون کے اور نہ ساتھ غم کرنے دل کے ولیکن عذاب کرتا ہے ساتھ اسکے
اور اشارہ کیا طرف زبان اپنی کے یا رحم کرتا ہے یعنی اگر بندے نے زبان سے
ناشکری یا بے ادبی کے کلمات جناب الہی مین کہے یا نوحہ کیا تو عذاب کا مستحق
ہوتا ہے اور جو اللہ تعالی کی تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو رحمت
اور ثواب کے لائق ہوتا ہے اور بیشک البتہ مردہ عذاب کیا جاتا ہے
بسبب رونے اوسکے لوگون کے اوپر اس سے معلوم ہوا کہ مصیبت کے
وقت نوحہ کرنا اور بے ادبی اور ناشکری کے کلمات زبان سے نکالنا نہایت
بری بات ہے پس مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیے کہ اللہ تعالی سے
ڈرین اور ہر حال مین اوسکی رضا پر راضی رہین اور صبر و شکر کرین تاکہ جنت الفردوس
مین بڑے بڑے مرتبے پاوین —

فصل قبر کی تیاری کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب کوئی شخص مرجاوے تو اوسکے عزیز قریب یا دوست
آشنا وغیرہ کو لازم ہے کہ اور کامون سے پہلے اوسکی قبر بنوانے کی تدبیر کرین
اسلیے کہ اکثر اسکی درستی مین دیر ہوتی ہے پس اوسکی تیاری کے واسطے خود
جاوین نہین تو اور کسی ہوشیار دیندار معتمد آدمی کو بھیجدے کہ وہ جا کر اسکا انتظام
کرے قبر دو قسم کی ہوتی ہے ایک لحد جسکو ہماری زبان مین بغلی کہتے ہین دوسری

شق جسکا نام صندوقی ہے جیسی یہان بنتی ہے طریقہ لحد بنانیکا یہ ہے کہ پہلے دستور کے موافق بقدر مردے کی لنبائی کے ایک گڑہا کہودین پہر قبلے کی طرف ایک کول بناکے اوسمین مردے کو رکہکر کچی اینٹون سے اوسکو بند کردین اس طرح کی قبر بنانے مین نہایت فضیلت ہے اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لحد بنائی گئی تہی جیساکہ شرح السنہ مین عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يُلْحِدُ وَالْاٰخَرُ لَا يُلْحِدُ فَقَالُوْا اَيُّهُمَا جَاءَ اَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَهٗ فَجَاءَ الَّذِيْ يُلْحِدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنی عروہ نے کہا مدینے مین دو شخص تہے یعنی گورکن کہ ایک اونمین سے یعنی ابوطلحہ انصاری لحد کرتا تہا یعنی بغلی قبر کہودتا تہا اور دوسرا یعنی ابو عبیدہ بن جراح لحد نہین کرتا تہا یعنی جیسی یہان قبر بنتی ہے پس کہا صحابہ نے یعنی بعد وفات حضرت کے اتفاق کیا اسپر کہ جونسا اون مین سے پہلے آوے وہ اپنا کام کرے یعنی اگر لحد والا پہلے آوے تو حضرت کے لیے لحد کہودے اور جو شق والا پہلے آوے تو شق کہودے پس آیا وہ شخص کہ لحد کرتا تہا پس لحد کی اوسنے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور مسلم نے سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اِنَّ سَعْدَ ابْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ هَلَكَ فِيْهِ اِلْحَدُوْا لِيْ لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنی سعد بن ابی وقاص نے کہا

اپنی اوس بیماری مین جسمین اونکی وفات ہوئی کہ بناؤ میرے دفن کے لیے لحد اور کھڑی کرو مجھپر کچی اینٹین کھڑی کرنا جیسا کہ کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ اور ترمذی ورابوداؤد ونسائی وابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام احمد نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللحد لنا والشق لغیرنا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لحد ہمارے واسطے ہے اور شق ہمارے غیر کے لیے پس ان سب حدیثون سے معلوم ہوا کہ لحد بنانا مستحب ہے جہان تک ہو سکے اسی قسم کی قبر بناوین اور ابن ہمام نے کہا کہ ہمارے نزدیک لحد بنانا سنت ہے لیکن جبکہ زمین نرم ہو اور قبر کے بیٹھہ جانیکا خوف ہو تو ضرورت کے لیے شق بنانا درست ہے جیسے یہان بنتی ہے اور جو بلا ضرورت بناوین تو بھی اس طرح کی قبر بنانا مشروع ہے اسلیے کہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ صحابی جلیل القدر جو عشرہ مبشرہ سے ہین شق بناتے تھے اگر اس طرح کی قبر بنانا جائز نہوتا تو وہ باوجود اس بڑے رتبے کے ایسی قبرین کیون بنایا کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح اونکی اس فعل کو جائز رکھتے غرضکہ دونون قسم کی قبرین بنانا شرعا درست ہین جس طرح کی ممکن ہو ویسی بناوین

باب نوزدہم

فصل مردے کے نہلانے اور کفنانیکے بیان میں

جاننا چاہیے کہ مردوں کا نہلانا زندوں پر فرض کفایہ ہے یعنی ایک جماعت میں سے اگر دو چار آدمی مردے کو نہلا دیں تو اوروں سب کے ذمہ سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے نہیں تو سب گنہگار ہوتے ہیں اور اس پر سب علما کا اتفاق ہے کسیکا اختلاف نہیں اور میت کے نہلانے کے لیے اوسکا رشتہ دار بہتر غیر سے اگر اوسکی جنس سے ہو یعنی مرد مرد کو نہلاوے اور عورت عورت کو جیسا کہ امام احمد اور طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من غسل میتا فادی فیہ الامانۃ ولم یفش علیہ ما یکون منہ عند ذلک خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ وقال لیلیہ اقربکم ان کان یعلم فان لم یکن یعلم فمن ترون عندہ حظا من ورع وامانۃ یعنی حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے غسل دیا میت کو پھر ادا کیا اوس میں امانت کو اور افشا نہ کیا اوسپر اوس چیز کو جو ہوتی ہے اوس سے اوس وقت تو نکلا وہ اپنے گناہوں سے مثل اوس دن کے کہ جنا اوسکو اوسکی ماں نے اور فرمایا چاہیے کہ والی ہو اوسکا یعنی اوسکے نہلانیکا وہ شخص جو تم میں سے زیادہ تر قریب ہو طرف میت کے اگر وہ جانتا ہے یعنی نہلانے کے احکام واقف ہے پس اگر وہ نہ جانتا ہو تو پھر وہ شخص کہ دیکھتے ہو نزدیک اوسکے

خصہ پرہیزگاری و امانت سے یعنی جسکو پرہیزگار اور امانت دار سمجھتے ہو مگر
میان بی بی مین سے باوجود غیر جنس ہونے کے ایک کا دوسرے کو نہلانا بہتر ہے
جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے قالت رجع الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من جنازة بالبقیع وانا اجد صداعا فی رأسی
واقول وارأساہ فقال بل انا وارأساہ ما ضرک لو مت قبلی فغسلتک وکفنتک
ثم صلیت علیک ودفنتک یعنی عائشہ کہتی ہین کہ لوٹکر آئے طرف میرے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک جنازے سے کہ بقیع مین تہا اور مین
پاتی تہی درد کو اپنے سر مین اور کہتی تہی وارأساہ پس آپ نے فرمایا بلکہ انا وارأساہ
کون چیز تجہے ضرر پہونچاتی ہے اگر تو مرجاوے مجہسے پہلے پس مین تجہکو نہلاؤن
اور تجہے کفناؤن پہر تجہپر نماز پڑہون اور تجہے دفن کردون اس حدیث کو امام
احمد اور ابن ماجہ اور دارمی اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا
اور اصل اس حدیث کی بخاری شریف مین اس طرح پر ہے کہ ذاک لو کان
وانا حی فاستغفر لک وادعو لک اگر یہہ ہوتا یعنی تو مرجاتی اور مین زندہ ہوتا
تو تیرے لیے بخشش چاہتا اور دعا مانگتا اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی
ہین لو استقبلت من امری ما استدبرت ما غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم الا نساؤہ یعنی اگر مین پہلے سے جانتی جو اب جانا تو آپ کی بیبیون
سوا آپ کو کوئی نہ نہلاتا نقل کیا اسکو امام احمد اور ابن ماجہ اور ابو داود نے اور

بیشک نہلایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اسماء اونکی بی بی نے اور
نہلاتے وقت صحابہ موجود تھے کسی نے اسکو برا نجانا اور امام شافعی اور دارقطنی
اور ابونعیم اور بیہقی نے باسناد حسن یہ روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو نہلایا تھا پس ان سب حدیثون سے
ثابت ہوا کہ نہلانا میان کا بی بی کو اور بی بی کا میان کو اولی و افضل
ہے اور رشتے دار کے ہوتے ہوے غیر کا نہلانا بھی شرعا درست ہے مگر غسل
دینے والا پرہیزگار دیندار نہلانے کے امور سے واقف کار امانت دار ہونا
چاہیے تاکہ اگر میت مین کسی طرح کے آثار بھلائی کے جیسے چہری کا چمکنا دمکنا
یا بدن سے خوشبو آنا دیکھے تو اونکو ظاہر کرے اور جو معاذ اللہ کسی طرح کی برائی
دیکھے جیسے بدبو آنا یا مونہہ اور بدن کا کالا ہوجانا یا صورت بدل جانا تو اونکو
ہرگز نہ بیان کرے اسلیے کہ کتاب ازہار مین لکھا ہے علما کہتے ہین کہ میت کی
اچھی نشانیون کو بیان کرنا مستحب اور بری علامتون کا ظاہر کرنا حرام ہے
اور مردون پر لعن طعن اور اونکی عیب جوئی ہرگز نہ کرے اور نہ اونکو برا کہے
اگرچہ وہ کافر یا فاسق فاجر ہون جیسا کہ بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تسبوا
الاموات فانھم قد افضوا الی ما قدموا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے نہ برا کہو مردون کو اسلیے کہ بیشک وہ پہونچے طرف اوس چیز کے

جسکو اونھون نے آگے بہیجا یعنی اپنے کیے کی جزا کو پہونچگئے اور ابو داؤد
اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویھم
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یاد کرو اپنے مردون کی
نیکیان اور باز رہو انکی برائیون کے ذکر سے مردون کو بہلائی سے
یاد کرنے کا حکم استحباب کے لیے ہے اور برائی سے باز رہنے کے باب
مین امر وجوب کے واسطے ہے حجۃ الاسلام مین لکہا ہے کہ مردے کی غیبت
کا گناہ زندے کی غیبت سے بہت بڑھکر ہے اس لیے کہ زندے سے تو
بخشوا لینا ممکن ہے بخلاف مردے کے کہ اوس سے کسیطرح نہین بخشوا سکتا
غرضکہ مردے کو برا کہنے سے نہایت احتیاط کرین اگرچہ زندون کی غیبت
کرنا بہی حرام ہے طریقہ مردے کے غسل کا یہ ہے کہ پہلے اوسکے ظاہر بدن
کی نجاست دور کرین اور نرم نرم ہاتہ سے اوسکے پیٹ کو دباوین تاکہ جو
نجاست باقی ہو وہ نکل جاوے پہر دہنی جانب سے نہلانا شروع کرین اور
اس امر کا ضرور خیال رکہین کہ اوسکا ستر کہلنے نپاوے اور تین یا پانچ بار
یا اس سے زیادہ پانی مین بیری کی پتے ڈالکے اوس سے نہلاوین اور پچہلی
بار پانی مین کافور ڈالکے اوس سے نہلاوین جیسا کہ بخاری و مسلم نے ام عطیہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم ونحن نغسل ابنتہ فقال اغسلنہا ثلثا او خمسا او اکثر من ذالک ان رأیتن ذلک بماء وسدر واجعلن فی الاخرۃ کافورا او شیئا من کافور فاذا فرغتن فاذنّنی فلما فرغنا اذناہ فالقی الینا حقوہ فقال اشعرنہا ایاہ وفی روایۃ اغسلنہا وترا ثلثا او خمسا او سبعا وابدأن بمیامنہا ومواضع الوضوء منہا وقالت فضفرنا شعرہا ثلثۃ قرون فالقیناہا خلفہا یعنی ام عطیہ نے کہا ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور ہم اونکی صاحبزادی یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نہلا تے تھے پس آپ نے فرمایا نہلاؤ انکو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر دیکھو تم یہ مناسب یعنی اگر اسکی احتیاج ہو پانی اور بیری کی پتی سے یعنی پانی میں بیری کی پتی جوش دیکے اوس سے نہلاؤ کہ اس سے خوب پاکی اور ستھرائی ہوتی ہے اور آخر بار میں کافور ڈالو یا فرمایا تھوڑا سا کافور ڈالو پھر جب تم فراغت پاؤ مجھے خبر کرنا پس جب کہ ہم نہلا چکے تو آپ کو خبر کی آپ نے ہماری طرف اپنا تہ بند پھینکا پھر فرمایا کہ اس تہ بند کو اوسکے بدن سے لگاؤ یعنی کفن کے نیچے اس طرح سے رکھو کہ بدن سے لگا رہے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ نہلاؤ اوسکو طاق یعنی تین بار یا پانچ خواہ سات بار اور شروع کرو اوسکے داہنے طرف سے اور اوسکے اعضائے وضو سے اور ام عطیہ نے کہا کہ ہم نے اوسکے بالونکی تین چوٹیان گوندھین پھر ڈالا ہمنے انکو اونکے پیچھے اس سے معلوم ہوا

کہ عورت کے بالون کے تین حصے کرین کھلے رکھین خواہ اونکی چوٹیان گوندہین
مگر سنت وہی ہے جو آپکی صاحبزادی کے ساتھہ کیا گیا اور شہیدون کے
واسطے غسل نہین ہے بلکہ اونکے کپڑون اور خون سمیت اونکو دفن کر دینا چاہیے
جیسا کہ ابو داود اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِقَتْلٰی اُحُدٍ اَنْ یُّنْزَعَ عَنْھُمُ
الْحَدِیْدُ وَالْجُلُوْدُ وَاَنْ یُّدْفَنُوْا بِدِمَائِھِمْ وَثِیَابِھِمْ یعنی ابن عباس رض نے کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہداے احد کے حق مین یہ فرمایا کہ اونسے
لوہا اوتارا جاوے یعنی زرہین اور ہتھیار اور چمڑے یعنی پوستین وغیرہ جو کہ خون
مین نہین بہری ہین اور دفن کیے جاوین خون سمیت اور کپڑون سمیت یعنی جو
کپڑے کہ خون مین بہرے ہون امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک
شہید کے لیے نہ غسل ہے نہ نماز اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ
اوسکو نہلاوین نہین لیکن اوسپر نماز پڑہین اور جیسے مردون کا نہلانا زندون پر
واجب ہے اسی طرح اونکو کفن دینا بھی شرعًا واجب ہے اور تکفین مین ان امور
کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیے ایک یہ کہ ایسا کفن دینا چاہیے جس سے وہ خوب
ڈہک جاوے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھے کفن دینے
کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ مین ابو قتادہ کی روایت سے وارد ہوا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا کَفَّنَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُحْسِنْ کَفَنَہٗ

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کہ کفن دیوے ایک تمہارا اپنے بھائی کو تو چاہیے کہ اچھا کفن دے اوسکو اور حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسنوا اکفان موتاکم فانہم یتباہون ویتزاورون فی قبورہم یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھا کفن دو اپنے مردون کو پس تحقیق وہ فخر کرتے ہین آپسمین اور ایک دوسرے کی ملاقات کرتے ہین اپنی قبرون مین مراد اچھے کفن سے یہ ہے کہ خوب ساتر اور پاک صاف ہو نیا ہو یا پاتا دھویا ہوا دوسرا یہ کہ سفید ہو جیسا کہ امام احمد اور ابوداود اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البسوا من ثیابکم البیاض فانہا من خیر ثیابکم وکفنوا فیہا موتاکم ومن خیر اکحالکم الاثمد فانہ ینبت الشعر ویجلو البصر یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سفید کپڑے پہنو اس واسطے کہ وہ تمہارے کپڑون مین بہتر ہین اور کفناؤ انمین اپنے مردون کو بہتر ہے سرمون تمہارے مین اثمد اس لیے کہ بیشک وہ جماتا ہے پلکون کے بالون کو اور روشن کرتا ہے بینائی کو ابن ماجہ نے اس حدیث کو موتاکم تک روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سفید کفن دینا اولی وافضل ہے ہان ضرورت کے وقت اور رنگ کا کفن دینا بھی جائز ہے تیسرا یہ کہ بھاری قیمت کا کفن

نہ دینا چاہیے اس واسطے کہ شرع شریف میں ایسا کفن دینا منع ہے جیسا کہ ابو داؤد
نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم لا تغالوا فی الکفن فانہ یسلب سلبا سریعا یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت مہنگا کپڑا نہ لگاؤ کفن میں اسلیے کہ وہ بہت جلد
چھین لیا جاتا ہے یعنی جلد بوسیدہ اور خراب ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا
کہ قیمتی کفن دینا اور اسمیں اسراف کرنا بہت بری بات ہے اس لیے کہ
حدیث شریف میں اگر اسکی ممانعت نہ آئی ہوتی تو بھی اسمیں مال کی اضاعت
ہے کیونکہ بھاری قیمت کے کفن دینے میں نہ میت کا کچھ نفع ہے نہ زندوں کا
کوئی فائدہ دیکھو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے قیمتی کفن کی بابت
کفن کے حق میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ بیشک زندہ زیادہ مستحق ہے نئے کپڑے کا
اور یہ اوس وقت فرمایا تھا کہ آپ نے ایک کپڑا اپنے کپڑوں میں سے
کفن کے لیے معین کیا تھا کسی شخص نے دیکھکر کہا کہ یہ پرانا ہے پس آجکل
کے مسرف لوگ جو ناموری اور تکبر کی راہ سے بڑی بڑی قیمت کے کفن
مردوں کو دیتے ہیں اسکی حرمت میں کچھ کلام نہیں اس لیے کہ قیمتی کفن دینا
ایک تو شرع کے خلاف ہے دوسرے موجب اسراف تیسرے ریا و تکبر سے
خالی نہیں اور ان سب چیزوں کا حرام ہونا شرع میں بخوبی ثابت ہے
چوتھا امر یہ کہ اپنے مقدور کے موافق اوسط درجے کی قیمت کا کفن دینا مستحب ہے

اور مسنون کفن مردون کے لیے تین کپڑے ہین ایک کفنی مونڈہون سے
قدمون تک چاک اسکا دونون کندہون کی طرف ہوتا ہے اور لنبان اسکی
مین آگے پیچھے سے برابر ہوتی ہے اور سی نہین جاتی دوسرے ازار یعنی
نیچے کی چادر جو سر سے پانون تک چہپا دے تیسرے لفافہ یعنی اوپر کی چادر
جسے یہان سوٹہہ کی چادر کہتے ہین یہ بھی سر سے پانون تک چہپا دیتی ہے
اور کفن کفایہ ازار و لفافہ ہے تین کپڑے کفن مین اس وجہ سے مسنون ہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تین کپڑون مین کفنائے گئے تھے جیساکہ
بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ کَانَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کُفِّنَ فِیْ ثَلٰثَۃِ اَثْوَابٍ بِیْضٍ سَحُوْلِیَّۃٍ
مِنْ کُرْسُفٍ لَیْسَ فِیْہَا قَمِیْصٌ وَّلَا عِمَامَۃٌ یعنی بی بی عائشہ کہتی ہین کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفن دیے گئے بیچ تین کپڑون سفید مین کے اور
سحول کی بنی ہوئی روئی کے نہ تہا اونمین کرتا سیا ہوا اور نہ پگڑی اور ضرورت
کے وقت ایک دو کپڑے مین کفنانا بھی جائز ہے لیکن بلا ضرورت اور
قدرت ہوتے ہوئے تین سے کم نکرنا چاہیے اور مسنون کفن عورتون کے
لیے پانچ کپڑے ہین ایک کفنی جسکا چاک سامنے ہوتا ہے دوسرے اوڑہنی
جس سے سر کے بال چہپائے جاتے ہین تیسرے ازار یعنی نیچے کی چادر چوتھے
سینہ بند پانچوین لفافہ یعنی سوٹہہ کی چادر اور اوڑہنی دو ہاتہ کی لنبی ایک

بالشت کی چوڑی ہوتی ہے اور سینہ بند مین ہاتھہ کالنیا اور چوڑان مین اسقدر
ہو کہ بغلون کے نیچے سے گھٹنون تک چھپ جاوے اور باقی تین کپڑے
ویسے ہی لنبے چوڑے ہون جیسے مرد کے کفن مین مذکور ہوچکے اور کفن کفایہ
عورت کا ازار اور اوڑہنی اور لفافہ ہے ضرورت کے وقت تین کپڑے
اور ایک کپڑا ہی کافی ہے لیکن بلاضرورت ایک یا دو خواہ تین کپڑے پر کفایت
کرنا چاہیے بلکہ مرد اور عورت کے لیے جو کپڑے معین کیے گئے ہین انہین
مین اونکو کفنانا چاہیے اور مستحب ہے خوشبو لگانا مردے کے بدن مین اور کفن
مین اور اون اعضا مین جو سجدہ کرنے مین زمین سے لگتے ہین یعنی پیشانی کہنی
گھٹنے وغیرہ اور انمین کافور ہی لگانا چاہیے اور خوشبو تین بار لگاوین اسلیے کہ
جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اذا اجمرتم المیت فاجمروہ ثلثا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
جب تم میت کو خوشبو لگاؤ تو تین بار لگاؤ اس حدیث کو امام احمد اور بیہقی اور
بزار نے روایت کیا ہے اسکی سند کی راوی صحیح کے راوی ہین طریقہ
مردے کے کفنانے کا یہ ہے کہ لفافے یعنی پوپٹ کی چادر کو کسی پاک صاف
جگہہ مین بچھا کر اوپر ازار یعنی اندر کی چادر بچھا دین پہر کفنی رکھکے سب کو
تین یا پانچ بار دہونی دیکے کفنی پہنا کر ازار پر لٹا دین اور اوسکے دونون ہاتھہ
دونون طرف پہیلا دین سینے پر نہ رکھین پہر ازار اوس کے بائین طرف سے

لپیٹکے داہنی طرف سے لپیٹین تاکہ چادر کا داہنا کنارہ اوپر ہے اور اسی طرح
لفافے کو لپیٹین اور عورت کے کفنانے کا یہ طریقہ ہے کہ اوپر کی چادر بچھاکے
اوپر سینہ بند رکہکے اندر کی چادر پہیلا دین پہر اوڑہنی ڈالکے سب کے اوپر
کفنی رکہکے سب کو پانچ یا سات بار دہونی دیکے کفنی پہناکے ازار لٹا دین
اور اوسکے دونون ہاتھ بہی دونو طرف پہیلا دین سینے پر نہ رکہین اور سر کے
بالون کی دو لٹین کرکے دونون طرف سینے پر ڈالکے اوڑہنے سے سر اور
بالون کے دونون سرے چہپاکے اندر کی چادر پہلے اوسکے بائین جانب
لپیٹین پہر داہنی طرف پہر سینہ بند باندہکے لفافہ یعنی اوپر کی چادر اوسی طرح
لپیٹ دین اور جو کفن کہل جانے کا خوف ہو تو سر اور پانون کی طرف سے
اوسکو باندہ دین اسی کفن نہ کہلنے کے لیے بعضون کے نزدیک سینہ بند
سب سے اوپر باندہنا بہتر ہے اور محدثین کے نزدیک عورت کے سر
کے بالون کے تین حصے کرکے اوسکی چوٹیان گوندہکے سر کے پیچہے ڈالدین
اور اوڑہنی سے پہیلا دین

فصل جنازہ لیجانے اور اوسپر نماز پڑہنے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب نہلا دہلا اور کفنا کے جنازہ طیار کرلین تو گہر کے مرد کو
لازم ہے کہ گہر سے اوٹہاکے اوسکو باہر لیجا دین اور جتنے لوگ جمع ہون وہ
اور جو راہ مین شریک ہوتے جاوین یہ سب اوسکو کاندہا دیتے ہوئے جلد جلد قبرستان

کی طرف لیجاوین جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسرعوا بالجنازۃ فان تک صالحۃ فخیر تقدمونہا الیہ وان تک سوی ذلک فشر تضعونہ عن رقابکم یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے کے پس اگر ہے وہ جنازہ یعنی میت نیک پس بھلائی ہے یعنی بھلائی ہے اوسکے لیے پہونچاؤ اوسکو طرف بھلائی کے اور اگر ہے غیر اسکے پس بدہی رکھو اوسکو اپنی گردنون سے اور بخاری نے ابو سعید سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا وضعت الجنازۃ فاحتملہا الرجال علی اعناقہم فان کانت صالحۃ قالت قدمونی وان کانت غیر صالحۃ قالت لاہلہا یا ویلہا این تذہبون بہا یسمع صوتہا کل شئ الا الانسان ولو سمع الانسان لصعق یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہ جنازہ طیار کیا جاتا ہے اور لوگ اوسکو اپنی گردنون پر اوٹھاتے ہین پس اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لیچلو یعنی میری منزل کی طرف اور جو برا ہوتا ہے تو اپنے لوگون سے کہتا ہے اے مصیبت کہان لیے جاتے ہو اوسکو یعنی مجھکو اوسکی آواز کو آدمی کے سوا ہر چیز سنتی ہے اور آدمی اگر سن لے تو البتہ مرجاوے یا بیہوش ہوجاوے ان دونون حدیثون سے معلوم ہوا کہ جنازے کو جلد لیجانا چاہیے اسی لیے جمہور کہتے ہین کہ جلد لیجانا مستحب ہے اور ابن حزم کے نزدیک

واجب اور بعض علما فرماتے ہین کہ بیچ کی چال چلنا مستحب ہے اس واسطے کہ جلدی سے مراد یہی بیچ کی چال ہے یعنی چھوٹے چھوٹے قدم سے جلد جلد چلنا دوڑنا مقصود نہین پس جو لوگ جنازے کو لیچلین اونکو چاہیے کہ نہ بہت آہستہ چلین نہ بہت تیز بلکہ میانہ روی اختیار کرین اور جنازے کے ساتھ چلنا سنت ہے اسلیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم جنازے کے ساتھ چلتے تھے جیسا کہ بہت حدیثون مین وارد ہوا ہے اور جیسے جنازے کے ساتھ چلنا مسنون ہے اسی طرح اوسکا اوٹھانا بھی سنت ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال من اتبع جنازۃ فلیحمل بجوانب السریر کلہا فانہ من السنۃ ثم ان شاء فلیتطوع وان شاء فلیدع اونہون نے کہا جو شخص جنازے کے ساتھ جاوے اوسے چاہیے کہ اوسکے سب کنارون کو کندھا دیوے اسلیے کہ بیشک یہ سنت سے ہے پھر اگر چاہے تو زیادہ کرے اور اگر چاہے چھوڑدے یعنی اگر زیادہ ثواب حاصل کرنا چاہے تو کندھا دیتا چلا جاوے اور جو نہ چاہے تو چھوڑ دے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ جنازے کے ہمراہ جاوین اونکو چاہیے کہ اوسکے سب طرفون کا کندھا دین اسکے بعد اگر پھر بھی اوٹھاتے رہین گے تو اجر ملیگا ورنہ کچھہ گناہ نہین مردے کا حق ادا ہوگیا اور ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من تبع جنازۃ

وحملها ثلث مرات فقد قضى ما عليه من حقه یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے جو شخص کہ جنازے کے ساتھ ہوا اور اوسکو تین بار اوٹھایا پس تحقیق
ادا کیا اوسنے اوسکا حق جو اوسپر تھا اس روایت سے معلوم ہوا کہ جنازے کو
تین بار کاندھا دینا افضل ہے اور مستحب طریقہ فقہا کے نزدیک کاندھا دینے کا
یہ ہے کہ جنازہ اوٹھانیوالا جنازے کے اگلے بائین کنارے کو کہ مردے کی
داہنی طرف ہوگی پہلے اپنے داہنے کاندہے پر رکھکے دس قدم چلے پھر پیچھے کے بائین
کنارے کو جو اول کے محاذی ہے اوسی کندہے پر رکھکے اوتنے ہی قدم چلے
پھر جنازے کے آگے کی داہنی جانب کو اپنے بائین کاندہے پر رکھکے اوتنا
ہی چلے اسی طرح اوسکے پیچھے کے داہنے طرف کو اپنے بائین کندہے پر
کہ میت کی بھی بائین جہت ہوگی اوٹھاکر دس قدم چلے اس لیے کہ حدیث شریف
مین آیا ہے من حمل جنازۃ اربعین خطوۃ کفرت عنہ اربعون کبیرۃ یعنی
جو شخص جنازہ اوٹھاکر چالیس قدم چلے تو اوسکے چالیس گناہ معاف کیے جاتے
ہین جب اوسکے سب جہتوں کے کندہا دینے سے فراغت پاچکے تو تھوڑی سی
راحت لینے کے لیے ٹھیر جاوے پھر دو مرتبہ پیچ مین دم لیکے ایسا ہی کر
خلاصہ یہ کہ تین بار اسی طرح اوٹھاوے اور جو لوگ سوار ہون اونکو چاہیے کہ
جنازے کے پیچھے چلین اور پیدل قریب قریب اوسکے جیسا کہ امام احمد اور
ابوداود اور نسائی اور ترمذی وغیرہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت

کیا ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الراکب یمشی خلف الجنازۃ والماشی یمشی خلفھا واماما ھا وعن یمینھا وعن یسارھا قریبا منھا وفی روایۃ لابی داود والماشی یمشی خلفھا وامامھا وعن یمینھا وعن یسارھا قریبا منھا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل نزدیک اوسکے آگے پیچھے داہنے اور بائین طرف چلے اور ابوداود کی ایک روایت مین یہ آیا ہے کہ پیدل جنازے کے پیچھے اور آگے اور داہنے بائین طرف اوسکے قریب چلے امام احمد اور نسائی اور ترمذی کی ایک روایت مین یہ وارد ہوا ہے یمشی الراکب خلف الجنازۃ والماشی حیث شاء یعنی سوار جنازے کے پیچھے اور پیدل جاہے جہان چاہے چلے اور امام احمد وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابابکر وعمر یمشون امام الجنازۃ یعنی اونہون نے کہا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جنازے کے آگے چلتے تھے امام اعظم رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک پیچھے چلنا اور امام شافعی کے نزدیک آگے چلنا پیدل کے لیے افضل ہے اور داہنے بائین طرف چلنا جائز اور سہولت کے چلنے مین بہتری ہے کہ جنازے کے پاس رہتے تاکہ ضرورت کے وقت اوتھانے والون کی مدد کرے اور حق یہ ہے کہ جنازے کے آگے پیچھے داہنے بائین سب طرف چلنا برابر ہے اور بلاعذر جنازے کے ساتھ سوار

ہوکے چلنا مکروہ ہے جیسا کہ ابن ماجہ اور ترمذی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَرَاٰى
نَاسًا رُكْبَانًا فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ اِنَّ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ عَلٰى اَقْدَامِهِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰى ظُهُوْرِ
الدَّوَابِّ یعنی ثوبان نے کہا نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
ایک جنازے میں پس آپ نے کئی آدمیوں کو سوار دیکھا فرمایا کیا تمہیں شرم
نہیں آتی بیشک اللہ تعالی کے فرشتے اپنے قدموں پر یعنی پیدل چلتے ہیں اور
تم جانوروں کی پیٹھوں پر اس سے ثابت ہوا کہ جنازے کے ہمراہ سوار ہوکے
چلنا مکروہ ہے ہاں لوٹتے وقت سوار ہوکے چلنا درست ہے جیسا کہ ابوداود
نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ
وَسَلَّمَ اُتِيَ بِدَابَّةٍ وَهُوَ مَعَ جَنَازَةٍ فَاَبٰى اَنْ يَّرْكَبَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ اُتِيَ بِدَابَّةٍ فَرَكِبَ
فَقِيْلَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَمْشِيْ فَلَمْ اَكُنْ لِاَرْكَبَ وَهُمْ يَمْشُوْنَ فَلَمَّا ذَهَبُوْا رَكِبْتُ
یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں سواری حاضر کی گئی
اس حال میں کہ آپ ایک جنازے کے ساتھ تھے آپ نے سوار ہونے سے انکار
فرمایا پھر جب لوٹے تو سواری حاضر کی گئی تو آپ سوار ہولیے کسی نے اس باب
میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ بیشک فرشتے پیدل چلتے تھے سو مجھ سے یہ نہ ہو سکا کہ
میں سوار ہولوں اور وہ پیدل چلیں جب کہ وہ چلے گئے تو میں سوار ہولیا اور
ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے خرج صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم مع جنازۃ ابن الدحداح ماشیا ورجع علی فرس یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن دحداح کے جنازے کے ساتھ پیدل تشریف لیگئے اور گھوڑے پر سوار ہوکے لوٹے اور جنازے کے ساتھ آگ لیجانا منع ہے جیسا ابن ماجہ نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال اوصی ابو موسی حین حضرۃ الموت فقال لا تتبعونی بمجمر قالوا اوسمعت فیہ شیئا قال نعم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی ابو بردہ نے کہا کہ وصیت کی ابو موسی رضی اللہ عنہ نے جبکہ اونکو موت حاضر ہوئی کہ عود دان میرے ساتھ نہ لیجانا لوگون نے کہا کیا تمنے اس باب مین کچھ سنا ہے اونھون نے کہا ہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور چونکہ جنازے کے ہمراہ آگ لیجانا جاہلیت کے افعال سے ہے اس لیے اوس سے منع کیا گیا اور جو لوگ جنازے کے ساتھ ہون اونکو چاہیے کہ جبتک وہ زمین پر نہ رکھا جاوے نہ بیٹھین اس لیے کہ صحیح مسلم وغیرہ مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے وارد ہوا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اتبع جنازۃ فلا یجلس حتی توضع یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ جنازے کے ساتھ چلے تو نہ بیٹھے یہانتک کہ رکھا جاوے یعنی زمین پر اور عورتون کو جنازے کے ساتھ جانا منع ہے جیسا کہ صحیح حدیثون سے ثابت ہوتا ہے جنازے کی نماز کا بیان جاننا چاہیے کہ فرزندان پر مردے کی نماز پڑھنا واجب ہے اسلیے کہ ایمانداروں کے ایک گروہ کا

جمع ہوکے میت کے واسطے بخشش چاہنا نزول رحمت کے لیے نہایت موثر ہے جیسا کہ ابو داود نے مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ما من مسلم یموت فیصلی علیہ ثلثة صفوف من المسلمین الا اوجب فکان مالک اذا استقل اھل الجنازة جزاھم ثلثة صفوف وفی روایة الترمذی قال کان مالک بن ہبیرة اذا صلی علی جنازة فتقال الناس علیہا جزاھم ثلثة اجزاء ثم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من صلی علیہ ثلثة صفوف اوجب ورواہ ابن ماجہ نحوہ یعنی مالک بن ہبیرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے نہیں کوئی میت کہ مرجاوے پھر نماز پڑہیں اوپر تین صفیں مسلمانوں کی مگر واجب کرتا ہے اللہ تعالی بہشت اور مغفرت اسکے لیے پس تھے مالک جس وقت کہ کم جانتے آدمیوں کو تو تقسیم کرتے اون کو تین صفیں موجب اس حدیث کے اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ کہا راوی نے تھے مالک بن ہبیرہ جس وقت کہ نماز پڑہتے جنازے پر یعنی ارادہ کرتے نماز پڑہنے کا پس کم جانتے لوگوں کو اوپر تو کرتے لوگوں کو تین حصہ یعنی تین صفیں پھر کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس پر نماز پڑہیں تین صفیں پس تو واجب کرتا ہے اللہ تعالی بہشت کو اور روایت کیا ابن ماجہ نے مانند اسکے اور مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا روایت کیا ہے قال ما من میت تصلی علیہ امة من المسلمین یبلغون مائة کلھم یشفعون لہ الا

شفعوا فیہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی میت کہ نماز پڑھے
اوسپر ایک جماعت مسلمانوں سے کہ پہنچیں سو کو سب شفاعت کریں اوسکے
واسطے مگر قبول کی جاتی ہے شفاعت انکی میت کے حق میں اور مسلم وغیرہ
میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا وارد ہوا ہے قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ما من رجل مسلم یموت فیقوم علی جنازتہ
اربعون رجلا لا یشرکون باللہ شیئا الا شفعہم اللہ فیہ یعنی ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے
نہیں کوئی مسلمان مرد کہ مر جاوے پھر اوسکے جنازے پر ایسے چالیس آدمی
کھڑے ہوں جو اللہ تعالی کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتے ہوں مگر
اللہ تعالی اوسکے حق میں انکی شفاعت قبول فرماتا ہے اور ثبوت اس نماز کا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے فعل سے صاف ظاہر
ہے محتاج بیان کا نہیں اور یہ نماز فرض کفایہ ہے یعنی کہ بعض پڑھ لینگے تو
سب کے ذمے سے وجوب ساقط ہو جائیگا ورنہ سب گنہگار رہینگے اسلیے
کہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے خود
مردوں پر نماز پڑھ لیتے تھے اور آپ کو انکی اطلاع بھی نہیں کرتے تھے جیسا کہ
اوس کالی عورت کے قصے میں وارد ہوا ہے جو مسجد شریف میں جھاڑو دیا کرتی
تھی آپ کو اوسکے مرنے کی اطلاع دفن کے بعد ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے

سب مجھے کیوں نہ خبر کی پس اگر یہ نماز فرض عین ہوتی تو آپ ضرور ہی پڑھتے کبھی
ترک نہ فرماتے اور نماز پڑھانے والے کو چاہیے کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو اوسکے
سر کے مقابل کھڑا ہو اور جو عورت کا ہو تو وسط کے محاذی جیسا کہ امام احمد اور
ابو داود اور ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے ان انس بن مالک رضی اللہ عنہ
صلی علی جنازة رجل فقام عند راسه فلما رفعت اتی بجنازة امراة فصلی علیها
فقام وسطها فسئل عن ذلک وقیل له هکذا کان رسول الله صلی الله علیه و
اله وسلم یقوم من الرجل حیث قمت ومن المراة حیث قمت قال نعم یعنی تحقیق
حضرت انس نے ایک مرد کے جنازے پر نماز پڑھی پس اوسکے سر کے نزدیک
کھڑے ہوئے پھر جب وہ اوٹھایا گیا تو ایک عورت کا جنازہ لایا گیا پس انہوں نے
اوسپر نماز پڑھی اور اوسکے وسط کے مقابل کھڑے ہوئے پس وہ اس سے پوچھے گئے
اور اونسے کہا گیا کہ اسی طرح تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کھڑے ہوتے
مرد سے جس جگہہ تم کھڑے ہوئے اور عورت سے جس جگہہ تم کھڑے ہوئے فرمایا
ہان اور اس نماز مین چار تکبیرین کہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس اور
جابر اور عقبہ بن عامر اور براء بن عازب اور زید بن ثابت اور عبد اللہ بن مسعود
وغیرہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے ثابت ہوتا ہے یا پانچ تکبیرین جیسا کہ مسلم
نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت کیا ہے قال کان زید بن ارقم یکبر
علی جنائزنا اربعا وانه کبر علی جنازة خمسا فسالناه فقال کان رسول الله صلی

علیہ وآلہ وسلم یکبیر ہا یعنی عبد الرحمن نے کہا کہ زید بن ارقم ہما رے جنازون پر
چار تکبیرین کہتے تھے اور بیشک اونھون نے ایک جنازے پر پانچ تکبیرین کہین
پس ہمنے اونسے پوچھا اونھون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پانچ تکبیرین کہتے تھے اور پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ اور کوئی اور سورت پڑھے
جیسا کہ امام بخاری اور سنن والون نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے کہ انہ صلی علی جنازۃ فقرء بفاتحۃ الکتاب وقال لتعلموا
انہ من السنۃ یعنی اونھون نے ایک جنازے پر نماز پڑھی پس سورۂ فاتحہ
کو پڑھا اور کہا تاکہ تم جان لو کہ سورۂ فاتحہ پڑھنا سنت سے ہے اور نسائی
کی روایت مین یہ آیا ہے فقرأ بفاتحۃ الکتاب وسورۃ وجہر فلما فرغ قال
سنۃ وحق یعنی پس اونھون نے سورۂ فاتحہ اور ایک اور سورت پڑھی اور جہر کیا
یعنی پکار کے پڑھا جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہا یہ سنت اور حق ہے اور باقی
تکبیرون مین جو دعائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہوئی
ہین اون کو پڑھے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اذا صلی علی الجنازۃ قال اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا و
غائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی
الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان اللھم لاتحرمنا اجرہ ولا

لا تفتنا بعدہ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جس وقت کہ جنازے پر نماز پڑہتے تو فرماتے ای اللہ بخشدے
ہمارے زندے اور مردے اور حاضر اور غائب اور چھوٹے اور بڑے اور
مرد اور عورت کو ای اللہ جسکو تو ہم مین سے زندہ رکہے تو زندہ رکہ اوس کو
اسلام پر اور جس کو تو ہم مین سے وفات دے تو مار اوسکو ایمان پر اے اللہ
بے نصیب نکر ہم کو اوسکے اجر سے یعنی وہ ثواب جو ہم کو بسبب اوسکی مصیبت کے
حاصل ہوا ہے اوس سے ہم کو محروم نکر اور فتنے مین نہ ڈال ہم کو اوسکے بعد اور
مسلم وغیرہ نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال صلی
رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی جَنَازَۃٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِہٖ وَھُوَ
یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ
بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ
وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَ
اَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَقِہٖ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ
حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ذٰلِکَ الْمَیِّتَ یعنی عوف نے کہا کہ نماز پڑہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازے پر پس یاد رکہا مینے آپکی دعا سے کہ آپ
فرماتے تھے اے اللہ بخش اسکے گناہ اور رحمت کر اسپر یعنی قبول کر طاعتین اسکی اور خلاص کر

اسکو عافیت دے اور معاف کر اس سے یعنی تقصیرات اسکی اور بہتر کر مہمانی اسکی یعنی جنت
مین اور کشادہ کر قبر اسکی اور پاک کر اسکو ساتھ پانی کے اور برف کے اور
اولے کے یعنی طرح طرح کی مغفرتون کے ساتھ گناہون سے اسکو پاک کر
اور پاکیزہ کر اسکو گناہون سے جیسے کہ پاکیزہ کرتا ہے تو سفید کپڑے کو میل سے
اور بدلہ دے اسکو گھر یعنی اوس عالم مین بہتر اسکے گھر سے یعنی اس عالم کے
اور اہل یعنی خادم بہتر اسکے اہل سے اور بی بی بہتر اسکی بی بی سے اور داخل
کر اسکو بہشت مین یعنی ابتداءً اور پناہ دے اسکو عذاب قبر سے یا کہا عذاب دوزخ
سے اور ایک روایت مین ہے کہ بچا اسکو فتنۂ قبر سے یعنی تحیر ہونے سے فرشتون کے
جواب مین اور آگ کے عذاب سے عوف نے کہا جب سنی یہ دعا حضرت سے
اوس میت کے لیے سنی تو مجھے رشک آیا یہان تک کہ آرزو کی مینے کہ میت
مین ہوتا یعنی تا کہ حضرت میرے لیے یہ دعا فرماتے اور ابوداود اور ابن ماجہ
نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَہُ الدُّعَاءَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جب تم میت پر نماز پڑھو تو خوب خالص سے اوسکے لیے
دعا مانگو یعنی کسی کے دکھلانے سنانے کے لیے نہو بلکہ صدق دل سے خاص اللہ تعالیٰ
ہی کی خوشنودی مقصود ہو اون دعاؤن کے سوا اور بہت سی دعائین میت کے حق
مین وارد ہوئی ہین ایسی جو دعائین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھائی

ہین اونہین کو پڑہنا افضل ہے اس لیے کہ برکت انہین بین سے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے اپنے مسند مین ابو امامہ بن سہل سے روایت کیا ہے
إِنَّهُ أَخْبَرَهُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يُكَبِّرَ الْإِمَامُ ثُمَّ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى سِرًّا فِي نَفْسِهِ ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَيُخْلِصُ الدُّعَاءَ لِلْجَنَازَةِ فِي التَّكْبِيرَاتِ وَلَا يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ ثُمَّ يُسَلِّمُ سِرًّا فِي نَفْسِهِ قَالَ فِي الْفَتْحِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ یعنی ابو امامہ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب مین سے ایک شخص نے اس بات کی خبر دی کہ مسنون طریقہ جنازے کی نماز کا یہ ہے کہ امام تکبیر کہے پہر پہلی تکبیر کے بعد آہستہ سے سورۂ فاتحہ پڑہے پہر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بہیجے اور باقی تکبیرون مین خلوص دل سے میت کے لیے دعا مانگے اور اونمین اور کچہ نہ پڑہے پہر آہستہ سے سلام پہیرے فتح الباری مین کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے حنفیہ کے نزدیک جنازے کی نماز مین چار تکبیرین ہین اول کے بعد سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ دوسری کے بعد نماز کا درود پڑہتے تیسرے کے بعد میت کے لیے دعا کرتے چوتہی کے بعد کچہ نہ پڑہے سلام پہیر دیتے اور بچے کی نماز مین یہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا اور اسیطرح مرد اور عورت کے جنازے پر نماز پڑہنا ضرور ہے اسی طرح بچے کے جنازے پر بہی ضرور چاہیئے

اسکو کرو نہانے ہوتے ہی مرجاوے اور جو مرا بچا پیدا ہوا اور کوئی نشان زندگی کا نہ
مین او بچا وے جیسے اوسکا آواز کرنا یا اوسکے کسی عضو کا ہلنا تو اوسپر نماز نہ پڑہنی
چاہیے جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ سے وارد ہوا ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ
وَسَلَّمَ قَالَ الطِّفْلُ لَا یُصَلّٰی عَلَیْہِ وَلَا یَرِثُ وَلَا یُوْرَثُ حَتّٰی یَسْتَہِلَّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ
وَابْنُ مَاجَۃَ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَذْکُرْ وَلَا یُوْرَثُ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ بچا نہ نماز پڑہی جاوے اوسپر اور نہ وہ وارث ہو اور نہ کوئی اوسکا
وارث بنے یہان تک کہ وہ آواز کرے روایت کیا اسکو ترمذی ابن ماجہ نے
مگر ابن ماجہ نے ولا یورث کا لفظ ذکر نہین کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو بچا
مرا ہوا پیدا ہوا اور بعد پیدا ہونے کے آواز نکرے اوسپر نماز پڑہنی نچاہیے
یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالی کا ہے اور امام احمد
رضی اللہ عنہ کے نزدیک جبکہ چار مہینے ورس ان کے بعد پیدا ہو تو اوسپر نماز
پڑہنی چاہیے گو پیدا ہونے کے وقت آواز یا حرکت عضو کی معلوم نہو فائدہ
جس شخص نے غنیمت کے مال مین خیانت کی ہو یا اپنے تئین آپ ہلاک کیا ہو
کافر ہو یا لڑائی مین شہید ہوا ہو یا جس نے عمر بہر نماز نہ پڑہی ہو ان سب پر جنازے
کی نماز نہ پڑہنی چاہیے دیکہو خیبر کی لڑائی مین ایک شخص نے غنیمت کے
مال مین خیانت کی تہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسپر نماز نہ پڑہی جیسا کہ
امام احمد اور ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ایک شخص نے

تیر کی بھال سے اپنے تئین ہلاک کیا تہا اوسپر ہی آپ نے نماز نہین پڑہی
جیساکہ مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور کافر پر نماز نہ پڑہنے کی تصریح قرآن
شریف مین سورۂ توبہ کے دسوین رکوع کی اس آیت مین مذکور ہے وَلَا تُصَلِّ
عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ یعنی اور نماز نہ پڑہ اونمین کسی پر
جو مرجاوے کبھی اور نہ کہڑا ہو اوسکی قبر پر اسی لیے کسی کافر کے جنازے پر نماز
پڑہنا آپ سے منقول نہین ہوا اور شہید پر نماز نہ پڑہنے کا حال غسل کے
بیان مین گذر چکا فائدہ غائب پر نماز پڑہنا درست ہے جیساکہ بخاری
ومسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نَعَی لِلنَّاسِ النَّجَاشِیَّ الْیَوْمَ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ وَخَرَجَ بِہِمْ اِلَی الْمُصَلّٰی
فَصَفَّ بِہِمْ وَکَبَّرَ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کے
مرنے کی لوگون کو خبر دی جس دن کہ وہ مرا اور نکلے ہمراہ صحابہ کے طرف
عیدگاہ کے پھر صف باندہی ساتھہ اونکے اور چار تکبیرین کہین ف
نجاشی حبش کے بادشاہ کا لقب ہے اور اوسکا نام اصحمہ اور نصرانی دین رکہتا تہا
پھر مسلمان ہو گیا جب اپنے ملک مین اوسکا انتقال ہوا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو مدینۂ منورہ مین اوسکے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو آپنے عیدگاہ
مین تشریف لیجاکے غائبانہ اوسپر جنازے کی نماز پڑہی پس اس سے ثابت ہوا
کہ جب کوئی شخص کسی جگہہ مرجاوے اور اوسکے مرنے کی خبر معلوم ہو تو اوسپر غائبانہ

نماز پڑھنا درست ہے اسی طرح قبر پر نماز پڑھنا بھی درست ہے جیسا کہ بخاری
مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مر بقبر دفن لیلا فقال متی دفن هذا قالوا البارحة قال افلا
اذنتمونی قالوا دفناه فی ظلمة اللیل فکرهنا ان نوقظك فقام فصففنا خلفه
فصلی علیه یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرے ایک قبر پر کہ دفن
کیا گیا تھا مردہ اوس رات کو پس فرمایا کب دفن کیا گیا ہے یہ صحابہ نے عرض کیا
کہ آج کی رات فرمایا پس کیوں نہ خبر کی تم نے مجکو صحابہ نے عرض کیا کہ دفن کیا
ہم نے اوسکو اندھیری رات میں پس مکروہ جانا ہم نے جگانا آپ کا پھر کھڑے ہوئے
حضرت پس صف باندھی ہم نے پیچھے حضرت کے پس نماز پڑھی اوس پر اس سے
معلوم ہوا کہ دفن کے بعد بھی قبر پر نماز پڑھنا درست ہے فائدہ مسجد میں
جنازے کی نماز پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے بیضا کے دونوں بیٹوں پر مسجد میں نماز پڑھی تھی جیسا کہ مسلم نے
ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے ان عائشة لما توفی سعد بن ابی
وقاص قالت ادخلوا به المسجد حتی اصلی علیه فانکر ذلك علیها فقالت واللہ
لقد صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ابنی بیضاء فی المسجد سهیل و
اخیه یعنی جب وفات ہوئی سعد بن ابی وقاص کی تو حضرت عائشہؓ نے
کہا داخل کرو اوسکو مسجد میں تاکہ نماز پڑھوں میں اوسپر پس انکار کیا گیا حضرت عائشہ پر

پس فرمایا حضرت عائشہ نے قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق نماز پڑہی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوپر دونوں بیٹوں بیضاء کے مسجد مین یعنی
سہیل اور اوسکے بہائی پر اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے
روایت کیا ہے ان الصحابۃ صلوا علی ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما فی
المسجد یعنی صحابہ نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر مسجد
مین نماز پڑہی ہے اور جو لوگ مکروہ کہتے ہین اونکی دلیلین ضعیف ہین فائدہ
جس طرح جماعت سے جنازے کی نماز پڑہنا شروع ہے اسی طرح الگ الگ
پڑہنا بہی درست ہے مگر یہ ضرورت کے وقت ہے ورنہ جس قدر جماعت
زیادہ ہوگی اوتنی فضیلت زیادہ میت کا نفع ہے فائدہ جو شخص فقط
جنازے کی نماز مین شریک ہوگا اوسکو ایک قیراط بہر ثواب ملیگا اور جو
کوئی اوسکے دفن ہونے تک شامل رہیگا اوسکو دو قیراط بہر اجر ملیگا چنانچہ
ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ صلی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من صلی علی جنازۃ فلہ قیراط ومن تبعہا حتی
یقضی دفنہا فلہ قیراطان احدہما او اصغرہما مثل احد فذکرت ذلک
لابن عمر فارسل الی عائشۃ فسألہا عن ذلک فقالت صدق ابو ہریرۃ
فقال ابن عمر لقد فرطنا فی قراریط کثیرۃ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جو شخص جنازے پر نماز پڑہے اوسکے لیے ایک قیراط کا ثواب ہے

اور جو اوس کے ساتھ جاوے یہان تک کہ اوسکو دفن کر چکین تو اوس کے واسطے دو قیراط ہین ایک اونمین کا یا چھوٹا اونمین کا مثل احد کے پہاڑ کے ہے ابو ہریرہ کہتے ہین کہ بیٹے ابن عمر سے اسکا ذکر کیا اونہون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کسی کو بھیجا اوسنے اونسے یہ قصہ پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابو ہریرہ نے سچ کہا ابن عمر کہنے لگے بیشک ہم نے بہت قیراطون کا نقصان کیا فائدہ جنازے کی نماز پڑھنا اور اوسکے ساتھ جانا اور دفن تک وہان ٹھیرنا مردون کے لیے ضرور ہے عورتون کے واسطے نہین اس لیے کہ نہ اون کو جنازے کے ساتھ جانا جائز ہے اور نہ اوسپر نماز پڑھنا درست پس مسلمان مردون کو چاہیے کہ جہان تک ہو سکے جنازے کی نماز مین شریک ہون اور اوس کے دفن ہونے تک حاضر رہین تاکہ ثواب کثیر پاوین ہان اگر کسی شدید ضرورت کے سبب سے فقط نماز پڑھکے چلے آوین تو جائز ہے مگر ثواب کم ملیگا

فصل دفن کرنے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جیسے مردے کو نہلانا کفنانا اوسپر نماز پڑھنا واجب ہے اسی طرح اوسکو دفنانا بھی واجب ہے پس جب جنازے کی نماز پڑھ چکین تو اوس کو قبر کے پاس لائین اور چار یا پانچ آدمی آہستہ سے اوسکی لاش اوٹھا کے بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑھتے ہوے قبر کی پائنتی سے اوسکے

سر کو پہلے قبر مین اوتارے قبلہ رخ اوسکو لٹا دین اور کفن کے بند کھولدین پہر اوسکے موںہہ پر سے چادر ہٹا دین تاکہ چہرہ کھلجاوے اور باقی تمام بدن کو کفن مین لپٹا اور چہپا رہنے دین اور قبر مین اوتارنے والے اگر میت کے وارث اور عزیز قریب ہون تو بہتر ہے اسلیے کہ وہ سب پر مقدم ہین اور مجبوری سے غیر کا اوتارنا بہی جائز ہے اور عورت کے واسطے افضل یہ ہے کہ وارثون مین سے جو اوسکے محرم ہون وہ اوسکو قبر مین اوتاریں اور ضرورت کے وقت غیر مرد کا بہی اوتارنا جائز ہے اور مردے کو قبر مین رکہتے وقت بِاسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑہنا حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اُدْخِلَ الْمَیِّتُ الْقَبْرَ قَالَ بِاسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاؤدَ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب میت کو قبر مین اتارنے لگتے تو یہی لفظین فرماتے تہے یعنی اوتارتا ہون مین اللہ کے نام کے ساتہہ اور اللہ کے حکم کے ساتہہ اور رسول خدا کی شریعت پر اور ابو داؤد کی روایت مین بجای لفظ ملت کے لفظ سنت وارد ہوا ہے اور مردے کو قبر کی پائنتی سے اوتارنے کی وہ حدیث دلیل ہے جو ابو داود نے عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اِنَّہٗ اَدْخَلَ مَیِّتًا مِّنْ قِبَلِ رِجْلَیِ الْقَبْرِ وَقَالَ ھٰذَا مِنَ السُّنَّۃِ

یعنی مقرر عبد اللہ بن زید نے کسی میت کو قبر کی پائنتی سے اوتارا اور کہا یہ سنت ہے اور قبلہ رخ لٹانے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے پہر مردے کو قبر میں قبلہ رخ لٹانے کے بعد اگر لحد بنائی گئی ہو تو اوس کو کچی اینٹوں سے بند کر دیں اور جو شق بنی ہو تو پتہر کے تختیوں یا لکڑی کے تختوں سے اوسکو پاٹ کے روزنوں کو مٹی کے ڈہیلوں یا پتہر کے ٹکڑوں سے بند کر دیں اسکے بعد حاضرین میں سے ہر شخص اپنے دونوں ہاتوں سے تین لپ بہر کے میت پر مٹی ڈالے جیسا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے جو محمد کے بیٹے ہیں اپنے باپ یعنی امام باقر سے بطریق ارسال کے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَثَى عَلَى الْمَيِّتِ ثَلٰثَ حَثَيَاتٍ بِيَدَيْهِ جَمِيْعًا وَاَنَّهٗ رَشَّ عَلٰى قَبْرِ ابْنِهٖ اِبْرَاهِيْمَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءَ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دالین میت پر تین لپیں ساتھ دونوں ہاتہ اپنے کے اکٹھا کر کے اور چہڑکا حضرت نے چہڑکا پانی اوپر قبر بیٹے اپنے ابراہیم کے اور رکہے قبر پر سنگریزے یعنی نشان کے لیے روایت کیا اسکو شرح السنہ میں اور روایت کی امام شافعی نے اور شرش سے اور بزار اور دارقطنی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَثَى عَلٰى قَبْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ ثَلٰثًا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر تین لپ بہر کے مٹی ڈالی اور بیت باد سکے سرہانے کی طرف سے مٹی ڈالی جیسا کہ ابن ماجہ

اور ابو داود نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ ثُمَّ اَتٰی قَبْرَ الْمَیِّتِ فَحَثٰی عَلَیْہِ مِنْ قِبَلِ رَاْسِہٖ
ثَلٰثًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازے کی نماز پڑھی
پھر میت کی قبر پر تشریف لائے پس اوسکے سر کی جانب سے تین لپ بھر کے
اوسپر مٹی ڈالے علمای حنفیہ رحمہم اللہ تعالی فرماتے ہین کہ پہلے لپ ڈالتے وقت
مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسرے کے وقت وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ اور تیسرے کے وقت
وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى کہے پھر جب سب لوگ مٹی ڈالچکین تو قبر پہ پانی چھڑکین
اور یہ مستحب ہے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم
رضی اللہ عنہ کی قبر پہ پانی چھڑکا تھا جیسا کہ امام شافعی نے اور ابو داود نے اپنے
مراسیل مین روایت کیا ہے اور ابن ماجہ مین آیا ہے قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ سَلَّ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَعْدًا وَرَشَّ عَلٰی قَبْرِہٖ مَاءً یعنی ابو رافع
نے کہا کہ نکالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد کو جنازے مین سے
سر کی طرف سے اور چھڑکا اونکی قبر پہ پانی اور حکم فرمایا آپ نے پانی چھڑکنے کا
عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر جیسا کہ بزار کی روایت مین آیا ہے
اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَکَانَ الَّذِیْ رَشَّ الْمَاءَ بِلَالُ بْنُ
رَبَاحٍ بِقِرْبَۃٍ بَدَاَ مِنْ قِبَلِ رَاْسِہٖ حَتّٰی انْتَهٰى اِلٰی رِجْلَیْہِ یعنی جابر نے کہا کہ چھڑکی گئی

قبر مبارک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور تھا وہ شخص کہ جسنے ڈالا پانی حضرت کی قبر پر بلال بن رباح ساتھ مشک کے شروع کیا چھڑکنا سر کی طرف سے یہان تک کہ پہونچا دیا پاؤن تک اور جب پانی چھڑک چکیں تو قبر کی مٹی برابر کرکے اوپر سنگریزے رکھدین اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر سنگریزے رکھے تھے جیسا کہ شرح السنہ مین آیا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے روایت کیا ہے اور سابق مین ذکر ہوچکا ہے پہچان کے واسطے قبر پر پتھر رکھدین جیسا کہ ابو داود نے مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

قال لما مات عثمان بن مظعون اخرج بجنازته فدفن وامر النبي صلى الله عليه وآله وسلم رجلا ان ياتيه بحجر فلم يستطع حملها فقام اليها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وحسر عن ذراعيه قال المطلب قال الذي يخبرني عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كاني انظر الى بياض ذراعي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حين حسر عنهما ثم حملها فوضعها عند راسه وقال اتعلم بها قبر اخي وادفن اليه من مات من اهلي يعنی

مطلب نے کہا جبکہ مرے عثمان بن مظعون تو نکالا گیا جنازہ اونکا پس دفن کیے گئے اور حکم دیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کہ لاوے آپکے پاس ایک پتھر یعنی بڑا پتھر تا کہ علامت کے لیے رکھا جاوے پس نہ اوٹھا سکا وہ

شخص اوس پتھر کو پھر کوہر تے ہوے طرف اوسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم اور آستینین چڑہائین دونون ہاتہون کی کہا مطلب راوی نے کہ
کہا اوس شخص نے کہ خبر دی مجھکو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے گویا کہ
مین دیکہتا ہون طرف سفیدی دونون ہاتہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے اوس وقت کہ کہولا اون دونون کو پہر اوٹہایا اوسکو پس رکہا اوسکو
سرہانے قبر عثمان کے اور فرمایا نشان کیا ہینے ساتہہ اسکے اپنے بہائی کی
قبر کا اور دفن کرونگا مین پاس اوسکے اوس شخص کو کہ مریگا اہل مین سے
ف عثمان بن مظعون آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دودہ شریک
بہائی تہے پہلے پہل انکے پاس حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے صاحبزادے دفن کیے گئے پس اس سے معلوم ہوا کہ پہچان کے لیے قبر
پر نشانی رکہنا اور عزیز اقارب کا ایک جگہہ دفن کرنا مستحب ہے فائدہ قبر کو
بالشت بہر بلند کرنا چاہیے جیسا کہ سعید بن منصور اور بیہقی نے جعفر بن محمد عن ابیہ
سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلٰی قَبْرِ ابْنِہٖ
اِبْرَاھِیْمَ وَوَضَعَ عَلَیْہِ حَصْبَاءَ وَرَفَعَہٗ شِبْرًا یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چہڑکا اور اوسپر سنگریزے رکہے اور
بالشت بہر اوسکو بلند کیا پس اس سے زیادہ بلند کرنا منع ہے جیسا کہ بہت سی
حدیثون مین وارد ہوا ہے علما کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قبر کو مسطح اور مسنم

دونون طرح بنانا جائز ہے مگر افضلیت میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک
قبر کی مٹی برابر کرکے دونون جانب سے ڈھالوان بنا دینا اور درمیان مین
اونچا رکھنا کہ بطور اونٹ کے کوہان کے ہوجاوے افضل ہے بس لیے
کہ بخاری نے سفیان تمار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انّہ رأیٰ
قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسنّما یعنی سفیان نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر کو اونٹ کے کوہان کے شکل دیکھا اور اور صحیح
حدیثون سے بھی اس طرح کے قبر بنانا ثابت ہوتا ہے اسی لیے امام مالک
اور امام احمد اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک قبر مسنم بنانا بہتر ہے اور
امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک برابر مسطح بنانا افضل ہے جیسا کہ ابوداود نے
قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قال دخلت علی عائشۃ فقلت
یا امّاہ اکشفی لی عن قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصاحبیہ فکشفت
لی عن ثلثۃ قبور لا مشرفۃ ولا لاطیۃ مبطوحۃ ببطحاء العرصۃ الحمراء یعنی
قاسم نے کہا کہ گیا مین حضرت عائشہ کے پاس پس کہا مینے ای ماں میری
کھول دو میرے لیے قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اونکے دونون
یارون کی یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پس کھولدین میری لیے تین
قبرین نہ تھین بہت بلند اور نہ متصل ساتھ زمین کے یعنی بلکہ بالشت بالشت
بھر بلند تھین بچھی ہوئی تھین ساتھ کنکریون سرخ میدان کے یعنی جو کہ گرد

مدینۂ مطہرہ کے سہے اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی قبر شریف مسطح تہی مسنم نہ تہی
اور بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبر کو مسطح برابر بناوین مسنم نکرین اس لیے کہ
مسلم نے ابی الہیاج اسدی تابعی سے روایت کیا ہے قال قال لی علی
الا ابعثک علی ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان لا تدع
تمثالا الا طمستہ ولا قبرا مشرفا الا سویتہ یعنی ابو الہیاج نے کہا کہ فرمایا
مجہسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا نہ بہیجون مین تجہکو اوس کام پر کہ بہیجا مجہکو
اوسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وہ کام یہ ہے کہ نہ چہوڑ تو
کسی تصویر کو مگر کہ مٹا دے اوسکو اور نہ کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کر دے اوسکو
پس اس سے معلوم ہوا کہ خود آپ نے قبر کے برابر کرنے کا حکم فرمایا رہی سفیان
تمار کی حدیث کہ اونہون نے آپ کی قبر کو مسنم دیکہا سو اسکا جواب یون
ہو سکتا ہے کہ شروع مین آپ کی قبر مسنم نہ تہی بلکہ مسطح برابر تہی پہر جبکہ دیوار
قبر شریف کو عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی امارت مین بنایا تو اوسکو بلند
کر دیا ہو فائدہ دفن کے سب کامون سے فارغ ہونے کے بعد کہڑے
ہوکے میت کے لیے بخشش چاہین اور اللہ تعالی سے اس بات کی دعا مانگین
کہ وہ سوال و جواب کے وقت ثابت قدم رہے جیسا کہ ابو داود نے عثمان
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اذا فرغ
من دفن المیت وقف علیہ فقال استغفروا لاخیکم واسئلوا اللہ التثبیت فانہ

الآن یُسئل یعنی تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ فارغ ہوتے دفن میت
سے تو اوسپر ٹہیرتے پہر فرماتے کہ مغفرت مانگو اپنے بہائی کے لیے اور سوال
کرو واسطے اوسکے ثابت رہنے کا پس بیشک وہ اس وقت سوال کیا جاتا ہے
فائدہ مستحب یہ ہے کہ میت کے دفن کرنے مین نہایت جلدی کرین یہانتک
کہ اگر رات ہو اور اوسکی تجہیز و تکفین کا سب سامان اور نماز پڑہنے والے اور
اوٹھانے والے جمع ہوجاوین تو رات ہی کو دفن کردین جیسا کہ ترمذی نے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دَخَلَ قَبْرًا لَیْلًا فَاُسْرِجَ لَہٗ بِسِرَاجٍ فَاَخَذَ ہٗ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَۃِ وَقَالَ
رَحِمَکَ اللّٰہُ اِنْ کُنْتَ لَاَوَّاھًا تَلَّاءً لِلْقُرْاٰنِ وَکَبَّرَ عَلَیْہِ اَرْبَعًا یعنی بیشک نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے ایک قبر میں رات کو یعنی ایک شخص کے
دفن کرنے کے لیے پس روشن کیا گیا آپکے لیے چراغ پس لیا آپ نے
میت کو جانب قبلہ سے اور فرمایا رحمت کرے تجہکو اللہ تحقیق تہا تو بہت فریاد
بسبب خوف خدا کے اور بہت تلاوت کرنے والا قرآن کا یعنی تو ان دونوں
چیزوں کے سبب سے رحمت و مغفرت کا مستحق ہوا اور اوسپر چار تکبیرین کہین
اس سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت دفن کرنا درست ہے سوا اس کے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بعد عشا کے اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات کے وقت دفن کیا

فائدہ میت کو جس جگہہ کہ مین مرے اوسی جگہہ دفن کرنے کی اگرچہ ممانعت نہین لیکن بہتر اور افضل یہی ہے کہ مسلمانون کے قبرستان مین دفن کرین اور علمای حنفیہ کے نزدیک گہر مین دفن کرنا اچہا ہے اسلیے کہ گہر مین دفن کرنا انبیا علیہم السلام کے ساتہہ خاص تہا اور میت کو دفن سے پہلے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک گانون سے دوسرے گانون لیجانا مکروہ اور خلاف سنت ہے بلکہ جس شہر اور گانون مین مرے وہین اوسکو دفن کرنا چاہیے جیساکہ ترمذی نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي بَكْرٍ بِالْحُبْشِيِّ وَهُوَ مَوْضِعٌ فَحُمِلَ اِلٰى مَكَّةَ فَدُفِنَ بِهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ اَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ ؎ وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً ÷ مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ يَّتَصَدَّعَا ÷ فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَاَنِّيْ وَمَالِكًا ÷ لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا ÷ ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَا دُفِنْتَ اِلَّا حَيْثُ مُتَّ وَلَوْ شَهِدْتُكَ مَا زُرْتُكَ یعنی ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ وفات ہوئی عبدالرحمن بن ابی بکر کی حبشے مین اور وہ ایک جگہہ ہے پہر لاے گئے وہ طرف مکے کے پہر دفن کیے گئے مکے مین پس جبکہ آئین حضرت عائشہ مکے مین حج کے لیے تو آئین پاس قبر عبدالرحمن کے کہ انکے بہائی تہے پس کہا اور تہے ہم مانند دو ہمنشینون جذیمہ کے جدا نہ تہے آپس مین مدت مدید سے یہان تک کہ کہا گیا ہرگز جدا انہون گے پس جب ہم جدا ہوے تو گویا مین اور مالک باوجود بہت مدت ساتہہ رہنے کے نہین گذاری

ہے ایک رات اکیسویں پر کہا حضرت عائشہ نے قسم ہے اللہ کی اگر حاضر ہوتی
مین تیرے پاس وقت مرنے کے تو دفن نہ کیا جاتا تو مگر اوسی جگہہ کہ مرا تہا تو
یعنی اس لیے کہ نقل نہ کرنا مکان موت سے سنت اور افضل ہے اور اگر حاضر
ہوتی مین تیرے پاس وقت وفات کے تو زیارت نہ کرتی مین تیری
فائدہ حبشی نام ایک موضع کا ہے قریب مکہ اور بعضون نے کہا ہے کہ
ایک منزل ہے مکے سے اور پس کہا یعنی حضرت عائشہ نے دو بیتین جو مین
حسب حال اپنے بہائی کے فراق مین اور یہ بیتین تمیم بن نویرہ نے کہی تہین
بیچ مرثیے بہائی اپنے مالک بن نویرہ کے کہ اوسکو خالد بن ولید نے حضرت
ابوبکر کی خلافت مین مار ڈالا تہا معنی بیتون کے یہ ہین کہ تمیم کہتا ہے کہ
ہم مانند دو ہمنشینون جذیمہ کے مدت مدید زمانہ سے جذیمہ نام ایک بادشاہ
کا ہے کہ عراق اور جزیرہ عرب اپنے تصرف مین رکہتا تہا اور اس بادشاہ
کے دو ہمنشین تہے مالک و عقیل کہ چالیس برس تک دونون ہمنشین اوس کے
اوسکے رہے اور اونکو ایک نے مارا اونکے قتل کا بہی قصہ عجیب ہے مقامات
حریری مین مذکور ہے پس تمیم اپنے بہائی کے مرثیے مین کہتا ہے کہ ہم اور تو
ہمنشین اور محبت رکہنے والے رہتے تہے اور جدا نہ تہے ایک مدت دراز
مانند دو ہمنشینون جذیمہ کے کہ وہ اس طرح آپس مین اخلاص اور ہمنشینی ایک
مدت سے رکہتے تہے کہ لوگ بسبب جمع ہونے کے مدت دراز سے کہتے تہے

کہ یہ ہرگز جدا نہونگے پہر تمیم کہتا ہے کہ پس جب جدا ہوے ہم یعنی مین اور مالک
بسبب مرنے مالک کے تو گویا مین اور مالک باوجود جمع ہونے کے ایک
مدت دراز تک ایک رات بہی ساتہہ نرہے تہے یعنی وہ مدت دراز اونکے لیے
یا خواب ہے اور نہ زیارت کرتی ہین یعنی دوبارہ اسلیے کہ حضرت نے لعنت کی
ہے قبرون کی زیارت کرنیوالی عورتون کو و لیکن ازبسکہ تجہے مرتے ہوے
ندیکہا تہا زیارت تیری قبر کی کی تا قائم مقام ملاقات کے ہو پس
اس سے معلوم ہوا کہ میت کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجانا نچاہیے ہان
ضرورت شدید کے وقت جیسے دشمن یا درندے وغیرہ کا خوف ہو تو نقل کرنا
جائز ہے اور دفن کرنے کے بعد میت کو قبر سے نکالنا نچاہیے مگر جب بغیر غسل
یا کفن کے دفن کردیا ہو یا غصب کی زمین اور کفن مین دفن کیا گیا ہو یا اوسکے
ساتہہ مال دفن ہوگیا ہو اگرچہ درہم ہی کیون نہو تو اوسکا قبر سے نکالنا
درست ہے لیکن غسل کے واسطے مردے کا نکالنا اوس وقت تک جائز ہے
کہ بعد نکالنے کے اوسکو نہلا سکین اور جو اوسکے بگڑ جانے کا گمان غالب ہو
تو پہر نکالنا جائز نہین اس فصل مین جن باتون کا ذکر ہوا مسلمان مرد اور عورتونکو
چاہیے کہ اونکا خوب خیال رکہین اور شادی غمی وغیرہ مین شرع شریف
کی پابندی اختیار کرین اور خلاف شرع رسمون سے بچتے رہین اور بال برابر بہی
کتاب و سنت کی مخالفت نہ کرین اور مرتے وقت بہی اسکا دہیان رکہین کہ جو

باتین اور رسمین خلاف شرع ہون اونکی وصیت نکرین اس لیے کہ اول تو
خلاف شریعت وصیت کرنا حرام ہے اور دوسرے اس قسم کی وصیت
جاری نہین ہوتی یعنی وارثون کو اوسکا کرنا ضرور نہین تیسرے اگر وارثا
اوسکے موافق عمل کرینگے تو دونو گنہگار ہونگے
مین گرفتار ہونگے

فصل تعزیت کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ تعزیت مصیبت زدہ کی تسلی کرنے اور رنج و بلا مین اوسے صبر
کرنے کی رغبت دلانے کو کہتے ہین اور عزیز قریب کے مرنے سے بڑھکر دنیا مین
کوئی مصیبت اور غم نہین ہے پس جب کسی عزیز اقارب یا دوست آشنا
کے یہان غمی ہوجاوے تو میت کے وارثون کے پاس جاکے اونکی تسلی و
تشفی کرین اور مردے کے لیے مغفرت کی دعا مانگین اور صبر کی فضیلت اور
اوسکا ثواب بیان کرین تاکہ اون کی دل کو تسکین ہو اور سب رنج والم دور
ہوجاوے اسی لیے شرع مین تعزیت کرنا مستحب ہے اور اسکی فضیلت مین بہت
سی حدیثین وارد ہوئی ہین جیساکہ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰی ثَکْلٰی کُسِیَ
بُرْدًا فِی الْجَنَّةِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تسلی دے
اوس عورت کو جسکا بیٹا مرگیا ہو اوس کو بہشت مین عمدہ لباس پہنایا جاویگا اور

ترمذی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰی مُصَابًا فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تسلی دے کسی مصیبت زدہ
کو تو اوسے مصیبت زدہ کے مانند ثواب ملیگا عف مصیبت زدہ اس
عام ہے کہ اوسکا کوئی مر گیا ہو یا اور کسی آفت مین گرفتار ہوا ہو سو جو کوئی
اوسے صبر کرنے پر رغبت دلاتا ہے اور اوس کے پاس جاکے یا خط کتابت
اوسکی تسلی کر [illegible] ایسا ہی ثواب ملتا ہے جیسا آفت رسیدہ کو
صبر کرنے [illegible] کہ یہ شخص اوسکے صبر کرنے کا باعث ہوا ہے
اور حدیث [illegible] اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ وَاللّٰہُ یُحِبُّ
اِغَاثَةَ اللّٰہْ[illegible] یہٖ وَاَبُوْ یَعْلٰی فِیْ مُسْنَدِہٖ وَالضِّیَاءُ عَنْ اَبِیْ
بُرَیْدَةَ ابْنِ [illegible] فِی الْحَوَائِجِ عَنْ اَنَسٍ یعنی نیکی کی راہ بتانے والا مانند
نیکی کرنے والے کے ہے اور اللہ دوست رکھتا ہے مظلوم کی فریاد رسی کو
روایت کیا اسکو احمد نے اپنے مسند مین اور ابو یعلی نے اپنے مسند مین اور ضیا
نے بریدہ و ابن ابی الدنیا سے فصل حوائج مین انس سے ف جامع صغیر مین
حرف دال مین اس حدیث کو انہین لفظون کے ساتھ لکھا ہے اور ضعیف و
صحیح کی کوئی علامت نہین کی اور الف و نون کی بحث مین یون لکھا ہے اِنَّ
اَلدَّالَّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ یعنی یہان علامت ضعف

کی لکھی ہے فائدہ مستحب زمانہ تعزیت کا مرنے سے تین دن تک ہے اسکے
بعد پھر مکروہ ہے لیکن اگر تعزیت کرنیوالا یا مصیبت زدہ اوس وقت حاضر نہو
توجب ملے اوسی وقت تعزیت کرنا جائز ہے اور جو میت کے ورثا بہت
جزع فزع مین مبتلا ہون تو دفن کے بعد ہی تعزیت کرنا بہتر ہے ورنہ دفن
سے پہلے افضل ہے اس لیے کہ غرض تعزیت سے اونکو صبر پر رغبت دلانا اور اونکی
تسلی کرنا ہے پس جب اسکا محل اور موقع ہو اوسی وقت اولی ہے اور یہی مستحب
ہے کہ میت کے رشتہ دار چھوٹے ہون یا بڑے مرد ہون یا عورت سب کی
تعزیت کرنا چاہیے ہاں ونین سے جوان عورت کی اوسکے محرم کے سوا
کوئی تعزیت نکرے اور طریقہ تعزیت کا یہ ہے کہ پہلے مصیبت زدہ کو سلام کہے
اوس سے مصافحہ کرین اور نہایت تواضع و انکسار سے پیش آوین اور بہت
باتین نہ کرین اور نہ مسکراوین اور اوس سے یہ کہین کہ اللہ تعالی میت کی بخشش
کرے اور اوس سے درگذر فرماوے اور اوس کو اپنی رحمت واسعہ سے جنت
مین داخل کرے اور تجھکو اوسکی مصیبت پر صبر نصیب کرے اور ثواب عطا فرماوے
اور تعزیت کی سب لفظون مین سے بہتر وہ لفظین ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ہین یا ورود ہین اِنَّ لِلّٰہِ مَا
اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی یعنی اسد ہی کی ملک ہے جو چیز
اوسنے لی اور اوسی کی ملک ہے جو چیز اوسنے دی اور ہر چیز کا اوسکے نزدیک

ایک وقت مقرر ہے سبحان اللہ کیا نورانی الفاظ ہین اور ہر لفظ مین کیسی
توحید اور صبر کی کس قدر ترغیب بہری ہوئی ہے کیسا ہی مصیبت زدہ
کتنے ہی غم مین مبتلا کیون نہو اگر ان مبارک لفظون کو صدق دل سے کان
دہر کے سن لے خدا چاہے تو سارا غم والم دور ہوجاوے پس جب کسیکی
تعزیت کیا کرین تو ضرور ہے ان لفظون کو کہا کرین اس لیے کہ جو برکت اللہ تعالی
نے ان لفظون مین رکہی ہے وہ اور الفاظ مین کہان اور جو کافر مرجاوے
اور اوس کے رشتے دار مسلمان ہون تو اوسکی تعزیت مین یون کہین کہ
اللہ تعالی تمہین بہت ثواب دے اور اچہی تسلی عنایت فرماوے اور جو میت
مسلمان اور اوس کے قرابت والے کافر ہون تو اس طرح تعزیت کرین کہ
اللہ تعالی تمہین اچہی تسلی دے اور میت کو بخشے اور جو میت اور قرابتی دونو
کافر ہون تو یون کہین کہ اللہ تعالی تمہین بدلا دے اور تمہارے لوگ کم
نہ کرے اور ایک مرتبہ تعزیت کرنا کفایت کرتا ہے تیسرے دن یا دسوین
بیسوین روز میت کے گہر مین لوگون کا جمع ہونا بدعت ہے سفر السعادۃ مین
لکہا ہے کہ جنازے کی نماز کے سوا پہر کبہی میت کے لیے لوگون کا جمع ہونا
بدعت ہے بہت سے علمای متاخرین کہتے ہین کہ صاحب میت کے
پاس لوگون کا جمع ہونا مکروہ ہے اور ساہرتو نہایت ہی مکروہ ہے کہ وہ اپنے
گہر کے دروازے پر بیٹہے اور لوگ جمع ہوکے اوس کی تعزیت کرین اسلیے کہ

یہ جاہلیت کی رسمون سے ہے پس بہتر یہ ہے کہ جب لوگ دفن سے فارغ ہوکے پہرین تو اونکو چاہیے کہ متفرق ہو جاوین اور اپنے کاروبار مین مشغول ہون اسی طرح جس کے یہان غمی ہوگئی ہے اوسکو بھی چاہیے کہ اپنے کام مین مصروف ہو اور عورتون کو چاہیے کہ جس کے گھر مین میت کے نہلانے تو اوس سے فارغ ہوکے چلے آوین دو چار روز وہان نرہین اس لیے کہ سوا میت کے اقارب کے غیرون کا گھر مین مجمع کرنا درست نہین بلکہ مکروہ ہے اور میت کے اقارب کو تین روز تک اوسکے غم مین بیٹھنا جائز ہے اور جو نہ بیٹھین تو اولی ہے فائدہ میت والے کے گھر کھانا پکاکے بھیجنا درست ہے اس لیے کہ ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْیُ جَعْفَرٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِصْنَعُوا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ یعنی عبد اللہ نے کہا جبکہ آئی خبر جعفر کے مرنے کی تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یعنی اہل بیت کو کہ تیار کرو واسطے لوگون جعفر کے کھانا پس تحقیق آئی ہے اونکو وہ چیز کہ باز رکھتی ہے اونکو کھانا پکانے سے یعنی جعفر کے مرنے کی خبر پس اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ قرابت والون اور ہمسایونکو چاہیے کہ کھانا پکاکے صاحب میت کے یہان بھیجین اس لیے کہ یہ مستحب ہے اور کھانا اس قدر ہونا چاہیے کہ وہ دونون وقت اوسکو پیٹ بھر کے کھاوین اور بعض علماء نے فرمایا ہے

ہین کہ تین دن تک کھانا بھیجنا حلال ہے اس لیے کہ یہ تعزیت کے دن ہین اور
یہ کھانا جو غمی والون کے لیے بھیجا جاتا ہے غیرون کو اسکا کھانا درست ہے
یا نہین علما کا آمین اختلاف ہے بعض کہتے ہین ناجائز ہے اور بعض کے
نزدیک درست اور جب کھانا پکا کے میت والون کے یہان لیجاوین تو
سنت یہ ہے کہ نہایت اصرار سے اونکو کھانا کھلاوین اس واسطے کہ اگر وہ
زیادتی غم یا حیا کے سبب سے نہ کھائینگے تو اونکو زیادہ ضعف ہو جاویگا
پھر ضروری کاروبار مین حرج واقع ہوگا اور یہ کھانا نوحہ کرنے والی عورتون
کے واسطے بھیجنا سخت حرام ہے اس لیے کہ آمین ایک طرح کے گناہ پر مدد
کرنی ہے اور میت والون کو چاہیے کہ تیجے دسوین بیسوین وغیرہ مین لوگونکے
لیے ہرگز کھانا نہ پکائین اس واسطے کہ یہ بدعت اور مکروہ ہے پھر مفت مین روپیہ
ضائع کرنا اور بدعت وکراہت کے مواخذے مین گرفتار ہونا کون عقلمندی
کی بات ہے پس حتے الامکان تعزیت وغیرہ مین خلاف شرع رسمون سے
بچین اور ہر کام سنت نبوی کے موافق کرین تاکہ دین و دنیا دونون مین درست رہین

باب بیستم

فصل سوگ اور تیجے اور دسوین بیسوین چالیسوین وغیرہ کی رسمون کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ جب کسی کا باپ یا مان خواہ اولاد یا اور کوئی عزیز قریب مرجاتا ہو

تو شرع شریف مین تین دن سے زیادہ اوسکا سوگ کرنا درست نہین لیکن
خاوند کے مرجانے سے بی بی کو چار مہینے دس دن تک سوگ کرنے کا حکم
ہے اور اسی کو عدت کہتے ہین اور تفصیل اسکی عدت کی فصل ہین لندہ چکی
اور سوگ سے یہ غرض نہین جیسا ہندوستان کے جاہل لوگ کرتے ہین کہ میلا
کپڑے پہنے رہتے ہین اور ہاتھ و منہ کا سے اور گریبان چاک کرتے ہین
اور سر کے بالون کو نوچتے کھسوٹتے اور اوپر خاک ڈالتے ہین اور منہ اور
سینے اور رانو کو پیٹتے ہین اور تین روز تک ہانڈی چولہا نہین چڑھاتے ہین اور اوپر
جھاڑو نہین دیتے اور کھانے کے وقت دسترخوان نہین بچھاتے اسلیے کہ یہ
سب باتین گناہ کبیرہ اور قطعًا حرام ہین بلکہ سوگ سے مقصود زینت ترک کرنا
ہے یعنی کوئی چیز زیور کی قسم سے اور گوٹے پٹھے کے کپڑے اور رنگین نہ پہنین
سیدھے سادے کپڑے پہنے رہین اور خوشبو وغیرہ بھی نہ لگائین اور دن مقرر
کر کے تیجا دسوان بیسوان چالیسوان وغیرہ کرنا اور ان دنون مین کھانا پکا کے
برادری والون اور عزیز و اقارب وغیرہ کی دعوت کرنا اور اون کو کھلانا
اور تیجے کے دن تکلفات کرنا اور فرش بچھانا اور خیمے کھڑے کرنا اور خوشبو اور
شیرینی اور پان کے بیڑے وغیرہ بانٹنا یہ سب باتین بدعت اور نا مشروع
اور گناہ کی ہین اسی طرح تیجے کے دن لوگون کا جمع ہوکر قبر پر یا اور کسی جگہہ
قرآن شریف کا ختم کرنا بدعت ہے ہان اگر بغیر مقرر کیے دن کے جب جا ہین

مردے کی طرف سے کہانا پکا کے محتاجون مسکینون کو کہلا دین یا قرآن
شریف پڑہ کے اوسکی روح کو ثواب بخشین تو ناجائز نہین ہے اور مالدار
برادری والون اور عزیز و اقارب اور دوست آشنا وغیرہ کو یہ کہانا نہچاہیے
اس لیے کہ یہ صدقہ ہے اور تصدق غربا اور فقرا کا حق ہے اغنیا کو ہرگز
لینا البتہ درست ہے اور جو چیز صدقے کی ہو تو آسودہ حال و متمول لوگون کو
اوس کا کہانا اور اوسکو اپنے استعمال مین لانا ہرگز نہ چاہیے اور جو لوگ
ناسمجھی سے میت کی وارثون کو دعوت کرنے پر مجبور کرتے ہین اور اون سے
خواہ اونکا جی چاہے یا نہ چاہے دعوت لیتے ہین یہ امر نہایت برا اور بیہودہ
اور خلاف شرع ہے اس لیے کہ دعوت شادی بیاہ کے ولیمے وغیرہ مین
ہوتی ہے نہ غمی مین اور ایسے وقت مین کہ وہ بیچارے اپنی میت کے غم
الم مین گرفتار اور شکستہ خاطر ہین اونسے دعوت لینا ایسا ہے جیسا کہ اس مثل
مین آیا ہے مردہ چاہے دوزخ مین جاے یا بہشت مین یارون کو اپنے حلوے
مانڈے سے کام علاوہ اس کے موت کے کہانا کہانے سے دل سیاہ اور مردہ
ہو جاتا ہے اسی واسطے فتح القدیر مین لکہا ہے کہ اہل مصیبت سے ضیافت
لینا بدعت قبیحہ ہے اور یہ کہانا خصوصًا اغنیا کے واسطے مکروہ ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مردے کا کہانا دل کو مردہ کرتا ہے اور بیمار کا
کہانا دل کو مریض کرتا ہے پس تندرستون کو ایسا کہانا ہرگز نہ کہانا چاہیے کیونکہ

یہ صدقہ ہے اور مقصود صدقے سے ثواب حاصل کرنا ہوتا ہے اور ثواب فقرا
اور مساکین کے کھلانے سے ہوتا ہے نہ مالداروں کے غرضکہ میت کو جب ثواب
پہونچانا منظور ہو تو بدون دن مقرر کیے کھانا پکا کے دیندار محتاجوں کو کھلاوین
تاکہ میت کو ثواب پہونچے اور ان کو بھی اجر ملے رسم کی پابندی کرکے
برادری والون اور اغنیا کو کھلانا نچاہیے اس واسطے کہ خلاف شرع کام
کرنے سے ثواب کے بدلے اولٹا عذاب مین گرفتار ہونا پڑتا ہے سوا
اسکے ایسے لوگون کے کھلانے سے میت کو کچھ نفع نہیں پہونچتا اور مال بھی
مفت مین رائگان اور برباد ہوتا ہے اور نہ ان کھلانے والون کو کسی طرح کا
اجر ملتا ہے پھر وہی مثل ہوتی ہے کہ دونوں دین سے گئے پانڈے جنہیں حلوا
ملا نہ مانڈے اور یہ سب خرابیان شادی غمی وغیرہ مین رسوم کی پابندی اور
سنت نبوی کے چھوڑنے سے ہوتی ہین اگر تمام امور مین خدا و رسول کے احکام
کے موافق عمل کرین تو دین و دنیا دونون سدھر جاوین اور مردہ و جیتان کو خوبیان
نصیب ہون اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانون کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق
دے اور خاتمہ بخیر فرماوے آمین

فصل مردے کی طرف سے خیرات کرنیکے بیان مین

جاننا چاہیے کہ صدقہ کرنا ایسی عمدہ بات ہے کہ ہر دین و ملت مین پسندیدہ اور
ہر مذہب مین عمدہ ہے خصوصاً اسلام مین تو اسکی نہایت ہی فضیلت وارد ہوئی ہے

دیکھو قرآن مجید مین جابجا خیرات کرنے کا حکم اور اوسکی خوبیان مذکور ہین اور
حدیث شریف مین جہان دیکھو وہان اسکی بھلائی کا ذکر ہے آدر عالم برزخ
اور قیامت کے دن اللہ تعالی نے کیا کیا خوبیان صدقہ کرنیوالون کے
لیے مہیا کی ہین اور کیسے کیسے عیش و آرام کے اسباب اونکے واسطے تیار
کیے ہین اور دنیا مین بھی اسکے سبب مال و اولاد مین اللہ تعالی ہر قسم کی برکت
عنایت کرتا ہے پس مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیے کہ خالصاً للہ خیرات
کیا کرین اور اوسکا ثواب اپنے عزیز قریب مردون کو بخشا کرین اس لیے کہ
زندے تو ہر طرح کے نیک کام کر سکتے ہین اور مردے بیچارے نہایت عاجز
اور زندون کے محتاج ہین اب اونکو کوئی بھلائی کرنے کی قدرت نہین علاوہ
اسکے جو زندے اونکی طرف سے خیرات کرینگے تو دونو کو برابر ثواب ملیگا کسی طرح
کی کمی نہوگی اللہ تعالی کا فضل بہت بڑا اور اوسکی رحمت نہایت وسیع ہے اور خیرات
کرنا کچھ مشکل چیز نہین اور نہ اوسکی کوئی حد مقرر ہے بلکہ ہر شخص اپنے مقدور کے
موافق کچھ نقد یا خواہ کھانا یا کپڑا وغیرہ اپنے مال مین سے محتاجون اور مسکینون کو
خیرات کر سکتا ہے اور اوسکا ثواب اپنے مردون کو پہونچا سکتا ہے اور ایسی
چیزون کے ثواب پہونچنے مین کسی طرح کا شک نہین اسلیے کہ عبادت مالی مین داخل
ہے اور عبادت مالی کے ثواب پہونچنے مین کسی کا اختلاف نہین اور کیونکر اختلاف
ہو اس لیے کہ یہ امر صحیح حدیثون سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم نے حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت ان رجلا قال للنبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ان امی افتلتت نفسہا واظنہا لو تکلمت تصدقت فہل لہا
اجر ان تصدقت قال نعم یعنی بی بی عائشہ نے کہا کہ بیشک ایک آدمی نے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ تحقیق ماں میری ناگہان مرگئی اور
میں گمان کرتا ہون اوسکو کہ اگر وہ بولتی تو کچھ صدقہ دیتی یا صدقہ دینے کی وصیت
کرتی پس کیا ہے واسطے اوسکے ثواب اگر صدقہ دون میں اوسکی طرف سے فرمایا
ہان اور عبادت بدنی جیسے نماز روزہ قرآن شریف کی تلاوت ذکر اللہ درود شریف
کے ثواب پہونچنے میں بعض علما نے اختلاف کیا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ
بدنی عبادت کا بھی میت کو ثواب پہونچتا ہے جیسا کہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ
اتتہ امرأۃ فقالت یا رسول اللہ انی تصدقت علی امی بجاریۃ وانہا ماتت
قال وجب اجرک وردہا علیک المیراث قالت یا رسول اللہ انہ کان علیہا
صوم شہر افاصوم عنہا قال صومی عنہا قالت انہا لم تحج قط افاحج عنہا قال
حجی عنہا یعنی بریدہ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا
ہوا تہا کہ ناگہان اونکے پاس ایک عورت آئی پہر کہا یا رسول اللہ تحقیق میں نے
صدقہ دی تہی ایک لونڈی اپنی ماں کو اور تحقیق ماں مرگئی یعنی پس آیا لون
میں اوسکو وہ چھوڑ گئی میری ملک میں یا نہیں فرمایا ثابت ہوا ثواب تیرا یعنی-

بسبب صدقہ کرنے کے اور پھیر دیا لونڈی کو تجھ پر میراث نے عورت نے کہا
ای رسول اللہ کے تحقیق تھی ماں پر روزے مہینا بہر کے کیا روزے رکھون
مین اوسکی طرف سے یعنی حقیقۃً یا حکمًا فرمایا کہ روزے رکھ اوسکی طرف سے
کہا اوس عورت نے کہ تحقیق ماں میری نے کبھی حج نہین کیا کیا حج کرون
مین اوسکی طرف سے فرمایا کہ ہان حج کر اوسکی طرف سے ان دونو حدیثون سے
صاف ظاہر ہے کہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ دونون سے مرکب تینون قسمون کا
ثواب بلاشک میت کو پہونچتا ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
پہلی حدیث مین صدقے کے ثواب پہونچنے کی تصریح فرمائی اور دوسری حدیث مین
روزے کے ثواب پہونچنے سے یعنی بدنی عبادتون کے ثواب پہونچنے پر آگاہ
فرمایا اور حج کے ثواب پہونچنے سے مالی اور بدنی دونون سے مرکب کے ثواب
پہونچنے پر اطلاع بخشی پس تینون طرح کی عبادتون کا ثواب پہونچنا صحیح حدیثون سے
ثابت ہے پس اگر میت کے وارث مقدور رکھتے ہون تو بہتر صدقہ مالی ہین
صدقہ جاریہ یعنی وہ خیرات ہے کہ ثواب میت کو ہمیشہ پہونچتا رہے جیسے کنوان
کہدوانا پل خواہ مسجد یا سرا بنوانا حاصل یہ کہ دولتمندون کے واسطے افضل یہی
ہے کہ ایسی کوئی چیز بنوا کر میت کے نام پر وقف کرین کہ اوس چیز کے باقی رہنے
تک اوسکا ثواب میت کی روح کو پہونچتا رہے اور جس میت کے نام پر ایسی چیزین
وقف کی جاتی ہین اونکے باقی رہنے تک گویا وہ زندہ ہے مرا نہین جیسا کہ صحیح

علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ع شمر دآنکہ یا مدبیں از وی بجاے ہیل و سبد و جاہ وہ مانسر اسے ۔ اور سب صدقات جاریہ میں سب سے بہتر پانی کا صدقہ ہے جیسا کہ ابو داود اور نسائی نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بئرا وقال ھذہ لام سعد یعنی سعد نے کہا یا رسول اللہ تحقیق سعد کی ماں یعنی میری ماں مرگئی پس کونسا صدقہ بہتر ہے یعنی اوسکی روح کو ثواب پہونچانے کے لیے آپ نے فرمایا پانی پس کھودا سعد نے کنواں اور کہا یہ کنواں صدقہ ہے سعد کی ماں کے واسطے ف پانی کا صدقہ اس لیے بہتر ہے کہ دین و دنیا دونوں امور میں بہت کام آتا ہے خصوصا اون شہروں میں جو کہ گرم ہیں اور جو غریب ہوں تو اون کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ میت کی طرف سے کبھی کبھی بھوکے کو کھانا ننگے کو کپڑا یا کچھ نقد دیدیا کریں کہ میت کو اس سے بھی بہت ثواب ملتا ہے کیونکہ خلوص نیت سے غریب آدمی کا ایک پیسا امیر کے ہزار پر بھاری ہے اور جو کسی طرح کی قدرت نہو تو قرآن مجید کی تلاوت اور استغفار اور درود اور دعا ہی سے میت کو فائدہ پہونچاتے رہیں اس لیے کہ میت کے حق میں یہ بھی بہت مفید ہے دیکھو ابو محمد سمرقندی نے سورہ اخلاص کے فضائل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعا روایت کیا ہے من مر علی المقابر وقرأ قل ھو اللہ احد احدی عشرۃ مرۃ ثم وھب اجرہ للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات

یعنی جو شخص کہ قبرستان پر گذرا اور قل ہو اللہ احد گیارہ بار پڑھا پھر اوسکا اجر
مردون کو بخشا تو دیا جاویگا وہ ثواب سے برابر گنتی مردون سکے اور قاسم
ابن سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من دخل المقابر ثم قرأ
فاتحۃ الکتاب و قل ھو اللہ احد و الھاکم التکاثر ثم قال اللھم انی جعلت
ثواب ما قرأت من کلامک لاھل المقابر من المؤمنین والمؤمنات الا کانوا
شفعاء لہ الی اللہ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو شخص کہ قبرستان
مین داخل ہوا پھر فاتحۃ الکتاب اور قل ہو اللہ احد اور الہاکم التکاثر کو پڑھا پھر
کہا الہی کیا مین نے ثواب اوس چیز کا کہ پڑھا مین نے تیرے کلام سے واسطے
قبرستان والون سکے مومن مرد اور مومن عورتون سے مگر ہونگے وہ شفاعت
کرنے والے واسطے اوسکے طرف اللہ سکے امام یافعی رحمہ اللہ نے روض الریاحین
مین لکھا ہے کہ علامہ عالی مقام ابن عبد السلام کو مرنے سکے بعد کسی شخص نے
خواب مین دیکھا اور نے پوچھا کہ آپ دنیا مین یہ کہتے تھے کہ مردے کو قرآن شریف
کی تلاوت کا ثواب نہین پہونچتا کیا ایسا ہی ہے اونھون نے کہا کہ ہم نے اس
عالم مین اوسکے خلاف پایا یعنی اونکو ثواب پہونچتا ہے پس یہ حکایتین اور صالحین
سکے خواب اس بات پر صریح دلالت کرتے ہین کہ قرآن شریف کی تلاوت کا
اجر مردون کو پہونچتا ہے اور پڑھنے والون کو بھی اوسی قدر ثواب ملتا ہے تو

مسلمان مرد اور عورتون کو چاہیے کہ قرآن شریف پڑھکر اوسکا ثواب خاص
اپنے لیے ذخیرہ نہ رکہین بلکہ عزیز و قریب وغیرہ مُردون کو بخشتے رہین تاکہ اونکو
کو فائدہ پہونچتا رہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ؛ نہایت نیک
جو بیان ہوا اس امر کا تہا کہ وارث اپنے مال مین سے مردے کے لیے خیرات
کرین اور جو خود میت کے ترکے مین سے صدقہ دینا چاہین تو سب سے پہلے
تجہیز و تکفین یعنی اوسکا گور و کفن وغیرہ اسباب ضروری بغیر افراط و تفریط کے
کرین اسکے بعد جو مال بچے اوس مین سے میت کے ذمے کا قرضہ کہ دین مہر بہی اوس مین
داخل ہے ادا کرین پہر اگر وہ شخص یہ وصیت کر مرا ہو کہ میرے مال مین سے فلانے
کو اس قدر دینا اور فلان کام مین اتنا خرچ کرنا تو اوسکے موافق عمل کرنا ضرور ہے
بشرطیکہ وہ وصیت خلاف شرع نہو اور تہائی مال سے زائد کو نہ پہونچی ہو پہر
جس قدر مال ان کامون سے بچ رہے تو فرائض کے بموجب وارثون پر اوس کو
تقسیم کردین پہر وارثون کو اختیار ہے کہ اپنے اپنے حصون مین سے جسقدر توفیق ہو
خالصًا لله خیرات کرکے اوسکا ثواب میت کی روح کو بخشین اور جو تجہیز و تکفین اور
ادای دین اور اجرای وصیت کے بعد اور تقسیم سے پہلے خیرات کرنا چاہین اور
سب وارث عاقل بالغ اور اوسقدر مال صدقہ دینے پر راضی ہون تو یہی جائز ہے
اور جو کوئی ان مین سے راضی نہو یا بعض وارث نابالغ ہون تو درست نہین بلکہ میراث
کے موافق تقسیم کرکے جو ناراض ہون اونکا حصہ اور چہوٹون کا حق جدا کرکے جو

جوان وارث راضی ہون اپنے حصون مین سے جتنا چاہین محتاجون کو
خالصاً للہ بانٹ دین اور اوسکا ثواب میت کو بخشین اس لیے کہ ایسی صورت
مین تقسیم سے پہلے کسی کو اوس مال مین سے تصدق کرنا جائز نہین پس مسلمان
مرد اور ایماندار عورتون کو چاہیے کہ اپنے والدین اور عزیز و اقارب کے
واسطے حتی المقدور خلوص نیت سے جس طرح ممکن ہو فقرا اور مساکین کی حاجت روائی
کرکے اوسکا ثواب اونکو پہونچایا کرین اونکے لیے اور سب مومنین اور
مومنات کے واسطے غفار الذنوب اور ستار العیوب کی بارگاہ عالی مین
نہایت تضرع اور خشوع قلب سے دعا مغفرت اور ترقی درجات کی مانگتے
رہین تاکہ وہ آخرت کے عذاب سے نجات پاوین اور جنت الفردوس مین
بڑے بڑے درجے اور مرتبے اونکو نصیب ہون اور اسکے سبب سے زندے
بھی حقوق اسلام سے بری ہون کیونکہ میت کا حق مرنے کے بعد اوپر سوائے
دعائے خیر اور صدقہ دینے کے اور کچھ نہین رہتا پس اسمین ہرگز بخل نکرنا چاہیے
بلکہ ہمیشہ میت کو صدقے اور دعائے خیر سے یاد رکہین تاکہ دونون جہان
مین برکت اور بھلائی حاصل ہو

فصل مقبرہ وغیرہ بنانے کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ پکی قبر بندانا اور اوسکے گرد چار دیواری اور اوسپر گنبد بنانا
جائز نہین جیسا کہ مسلم وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یجصص القبر وان یبنی علیہ وان یقعد علیہ یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گچ کرنے قبر کے سے اور عمارت بنانے سے قبر پر اور بیٹھنے سے قبر پر مواہب الرحمن مین لکھا ہے کہ زینت کے واسطے قبر پر عمارت بنانا حرام ہے اور دفن کے بعد قبر کو محکم اور مضبوط کرنا مکروہ اور فتاوای عالمگیری مین بھی ایسا ہی لکھا ہے اور تحفۃ الملوک مین یہ مذکور ہے کہ پانی کے صدمے سے بچاؤ کے واسطے قبر کے گرد چونے سے بنانا مکروہ ہے اس لیے کہ قبر اور اوسکے گرد کی زمین جو اوسکے تابع ہے مضبوطی اور استحکام کی جگہہ نہین پس جیسے قبر کا کچا ہی رکھنا ضرور ہے ایسے ہی اوسکے گرداگرد کو بھی کچا رکھنا چاہیے اور ازہار مین ذکر کیا ہے کہ قبرون کے گچ کرنے کی نہی جو حدیث شریف مین وارد ہوئی ہے وہ کراہت کے لیے ہے اور یہ ممانعت گچ کرنے کی ان دونون صورتون کو شامل ہے کہ قبر کے نیچے سے اوپر تک چونے کی چنائی کی جاے یا مسے اوپر سے گچ کردیجاوے اور قبر پر عمارت بنانا درست نہین اس لیے کہ جو مٹی قبر سے نکالی گئی ہے اوس سے زیادہ اوپر ڈالنا مکروہ ہے تو عمارت بنانا کیونکر جائز ہوگا ایسا ہی بحرالرائق اور درمختار اور عینی شرح کنز مین لکھا ہے اور تورپشتی نے بیان کیا کہ حدیث شریف مین جو قبر پر بنا کرنے کی نہی آئی ہے وہ ان دونون باتون کا احتمال رکھتی ہے کہ قبر پر پتھر وغیرہ سے مکان بناوین

یا خیمہ وغیرہ کھڑا کرین یہ دونون منع ہین اس لیے کہ یہ جاہلیت کا فعل ہے
یعنی سابق مین کفار قبر پر برس روز تک سایہ کیا کرتے تھے پس اس فعل مین
کافرون کی مشابہت کے سوا اسراف بھی ہے کیونکہ اس عمارت بنانے سے
نہ میت کا کوئی فائدہ نہ زندون کا کچھ نفع غرضکہ قبر پر عمارت بنانا ہرگز درست
نہین بلکہ اگر اوسپر عمارت بنی ہوئی ہو تو اوسکا ڈہا دینا واجب ہے اگرچہ
مسجد ہی کیون نہو اور عمارت بنانا کیسا اوسے تو بلند کرنا بھی جائز نہین جیسا
شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے جامع البرکات مین بیان کیا
ہے کہ مسلم نے ابو الہیاج اسدی تابعی سے روایت کی ہے اونہون نے کہا
مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا نہ بھیجون مین تجھکو اوپر اوس کام کے
کہ بھیجا مجھکو اوسپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کام یہ ہے کہ نہ چھوڑ تو
کسی تصویر کو مگر کہ اوسکو مٹا دے اور نہ کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کر دے اوسکو
فائدہ قبرون کو مسجدین قرار دینا حرام ہے اس لیے کہ بخاری و مسلم نے عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
قَالَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْہُ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَہُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ
اَنْبِیَائِہِمْ مَسَاجِدَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی اوس
بیماری مین جس سے نہین اوٹھے یعنی تندرست نہوئے اوسی مین آپکا انتقال
ہوگیا لعنت کرے اللہ یہود و نصاری کو کہ اونہون نے اپنے نبیون کی قبرون کو مسجدین قرار دیا

اسی طرح قبروں پر چراغ جلانا اور روشنی کرنا بھی حرام ہے اس واسطے کہ ابو داود و ترمذی و نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے لَعَنَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْہَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ یعنی لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں کو اور لعنت کی انکو جو بناویں قبروں پر مسجدیں یعنی قبروں کی طرف سجدہ کریں اور چراغ روشن کریں ف قرآن مجید یا حدیث شریف میں جن افعال کے کرنے پر لعنت آئی ہے وہ سب حرام ہیں فائدہ قبروں پر بیٹھنا بھی حرام ہے جیسا کہ مسلم اور امام احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ فَتُحْرِقَ ثِیَابَہٗ فَتَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ یہ کہ بیٹھے ایک تمہارا انگارے پر کہ جلا دے اوسکے کپڑے کو پس پہونچے طرف اوسکے بدن کے بہتر ہے واسطے اوسکے اس سے کہ بیٹھ جاوے قبر پر اسی طرح قبروں کو روندنا اور اوس پر لکھنا بھی حرام ہے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ اَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْہَا وَاَنْ تُوْطَأَ یعنی منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہ گچ کیجاویں قبریں اور یہ کہ لکھا جاوے اوس پر اور یہ کہ روندی جاویں غرضکہ پکی قبریں بنوانا اونکو

بلند کرنا اور اوسپر گنبد وغیرہ بنوانا اور اوسکی زیب و زینت اور آرائش کرنا
ہرگز نہ چاہیے اس لیے کہ یہ سب باتین خلاف شرع اور حرام ہین سواے
اسکے یہ سب امور دنیا مین نام و نشان باقی رہنے کے لیے کیے جاتے ہین
اور جب آدمی مرگیا تو وہ خاک مین ملگیا اور اوسکا نام ہی مٹ گیا پھر مٹے نام
کو نامور کرنے سے کیا حاصل اور صرف بیجا کرنے سے کیا فائدہ یہان کی زینت
و آرائش گو کتنی ہی ہو اوس عالم مین کچھہ کام نہین آتی وہان تو اعمال صالحہ
کام آتے ہین جسکے نیک عمل ہین اوسکے واسطے وہان ہر قسم کا عیش و آرام مہیا
ہے اگرچہ دنیا مین اوسکی قبر کا نشان بھی نہو اور معاذ اللہ جسکے برے اعمال ہین
اوسکے لیے وہان ہر طرح کی تکلیف و ایذا ہے گو دنیا مین اوسکی قبر پر لاکھون
کروڑون کی تیاری و آرائش ہی کیون نہو پس مسلمانون کو چاہیے کہ کوئی کام
خلاف شرع نکرین اور جو روپیہ پکی قبر وغیرہ بنانے مین صرف کیا جاتا ہے اوسکا
کھانا پکاکے محتاجون اور مسکینون کو کھلادین یا نقدی تقسیم کردین تاکہ مردون کو
ثواب حاصل ہو اور آخرت کی خوبیان نصیب ہون

فصل قبرون کی زیارت کے آداب اور اوسکے مستحبون کی بیان مین

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی مصلحت سے پہلے قبرون کی
زیارت کرنے سے منع فرمایا تہا پھر اوسکی اجازت دی جیسا کہ ابن ماجہ سے
ابن مسعود رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

قَالَ کُنْتُ نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا فَاِنَّھَا تُزَھِّدُ فِی الدُّنْیَا وَتُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ

یعنی بتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منع کیا تھا مین نے تمکو
قبرون کی زیارت کرنے سے پس تم زیارت کرو قبرون کی تحقیق زیارت کرنا
بے رغبت کرتا ہے دنیا سے اور یاد دلاتا ہے آخرت کو اس حدیث سے ثابت
ہوا کہ قبرون کی زیارت کرنا مشروع ہے اور طریقہ زیارت کا یہ ہے کہ زیارت
کرنے والا قبلے کی طرف اپنا مونہہ کرکے یہ دعا پڑہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ
مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ
الْعَافِیَۃَ جیساکہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُھُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَی الْمَقَابِرِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ
مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکہلاتے تہے مسلمانون کو جبکہ نکلین طرف
قبرون کے کہ کہین سلام ہے تمپر اے گہر والو مومنون مین سے اور مسلمانون مین سے
اور تحقیق ہم اگر چاہے اللہ تعالی ساتھہ تمہارے البتہ ملینگے مانگتے ہین ہم اللہ سے
اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت یعنی مکروہات سے خلاصی بعض علما
فرماتے ہین کہ مستحب زیارت کرنے والے کو یہ ہے کہ اپنا مونہہ میت کے مونہہ کے
سامنے کرکے اوسپر سلام پڑہے اور دعا کرے جیساکہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہے قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِیْنَۃِ

فاقبل علیہم بوجہہ فقال السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم
سلفنا ونحن بالاثر یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا گذرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم قبروں پر مدینے میں پس متوجہ ہوئے اونپر ساتھہ مونہہ اپنے کے اور فرمایا
سلام ہے تمپر اے صاحب قبروں کے بخشے اللہ ہمکو اور تمکو اور تم پہلے پہونچے
ہوئے ہو اور ہم پیچھے سے آتے ہیں ان لفظوں کے عوض میں زیارت کرتے
وقت اور لفظیں کہنا بھی حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ مسلم نے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت کیف اقول یا رسول اللہ تعنی
فی زیارۃ القبور قال قولی یعنی بی بی عائشہ نے کہا میں کس طرح کہوں یا رسول اللہ
مراد رکھتی تھیں اس سوال سے کیا کہوں میں زیارت کرتے قبروں میں
فرمایا کہہ السلام علی اھل الدیار من المؤمنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین
منا والمستاخرین وانا ان شاء اللہ بکم للاحقون یعنی سلام ہے صاحب گہروں پر
مومنوں میں سے اور مسلمانوں میں سے اور رحم کرے اللہ پہلے جانیوالوں پر
اور پیچھے ملنے والوں پر اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے ساتھہ تمہارے البتہ
ملنے والے ہیں اور یہ بھی مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کیا ہے قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلما کان لیلتہا من
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخرج من اخر اللیل الی البقیع فیقول یعنی
بی بی عائشہ نے کہا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ ہوتی اونکی باری

کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تو نکلتے آخر شب مین
طرف قبرستان مدینہ منورہ کے پھر فرماتے السلام علیکم دار قوم مومنین اتاکم
ما توعدون غدا مؤجلون وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون اللہم اغفر
لاہل بقیع الغرقد یعنی سلام ہے تم پر اے قوم مومنین اور آئی تمہارے پاس وہ چیز کہ
تھے تم وعدہ دیے جاتے یعنی ثواب وعذاب کل کو یعنی قیامت کو تم ڈھیل
دیے گئے ہو یعنی مدت معین تک اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے ساتھ تمہارے
ملنے والے ہین یا الٰہی بخش بقیع غرقد والون کو اور زائر کو چاہیے کہ زیارت
کے وقت سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھکے اسکا ثواب میت کو بخشے
پھر اوسکے لیے دعا کرے اور قبر کو ہاتھ لگانا اور اوسکا بوسہ لینا منع ہے اسلیے کہ
یہ نصاری کی رسمون سے ہے اور زائر کو یہ بھی چاہیے کہ میت کا ویسا ہی ادب
ولحاظ کرے جیسا کہ اوسکی زندگی مین کرتا تھا یعنی اگر دنیا مین بسبب اوسکی بزرگی
کے ادب کی راہ سے اوس سے دور بیٹھتا تھا تو زیارت کے وقت بھی اوسکی
قبر سے دور کھڑا رہے یا بیٹھ جاوے اور جو زندگی مین اوسکے پاس بیٹھتا تھا
تو اب بھی قریب بیٹھے اور مراد بزرگی سے یہ ہے کہ متوفی ناتے کی راہ سے بزرگ
جیسے والدین وغیرہ یا دین کی جہت سے بزرگ ہو جیسے استاد پیر عالم درویش
وغیرہ اور سلام پڑھتے وقت اسلیے ادب کرنا چاہیے کہ میت سلام کرنے والے کو
پہچانتا ہے اور اوسکا جواب دیتا ہے جیسا کہ ابن عبد البر نے استذکار و تمہید

عین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِیْہِ الْمُؤْمِنِ کَانَ یَعْرِفُہٗ فِی الدُّنْیَا فَسَلَّمَ عَلَیْہِ اِلَّا
عَرَفَہٗ وَرَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں
ہے کوئی شخص کہ گذرے اپنے مومن بھائی کی قبر پر اور وہ اوسکو دنیا میں
پہچانتا تھا پھر اوسپر سلام پڑھے مگر وہ اوسکو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا
ہے اور قبروں پہ بیٹھنا یا اونپر تکیہ کرنا اور اونکی طرف نماز پڑھنا اور اونکے نزدیک
سونا منع ہے اسی طرح اونکو روندنا اور اونپر پیشاب اور پائخانہ پھرنا بھی منع
ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَمْشِیَ عَلٰی جَمْرَۃٍ اَوْ سَیْفٍ اَوْ اَخْصِفَ
نَعْلِیْ بِرِجْلِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَمْشِیَ عَلٰی قَبْرِ مُسْلِمٍ وَمَا اُبَالِیْ اَوْسَطَ الْقَبْرِ قَضَیْتُ
حَاجَتِیْ اَوْ وَسَطَ السُّوْقِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ
یہ کہ چلوں میں چنگاری پر یا تلوار پر یا گانٹھوں میں اپنا جوتا اپنے پانوں کے ساتھ
مجھے بہت محبوب ہے اس سے کہ چلوں میں کسی مسلمان کی قبر پر اور نہیں پروا
رکھتا میں کہ بیچ قبر کے پاخانہ پھروں یا بیچ بازار میں اور قبرستان میں ننگے
پانوں جانا مستحب ہے اور والدین کی زیارت کے لیے جمعے کے دن یا ہر ہفتے
میں ایک بار جانا بہتر ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں مرسلاً روایت
کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ یَرْفَعُ الْحَدِیْثَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ

مَن زَارَ قَبرَ ابویہ او احدھما فی کل جمعۃ غفر لہ و کتب برا یعنی روایت ہے
محمد بن نعمان سے پہونچاتے تھے حدیث کو طرف نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
فرمایا جو کوئی زیارت کرے اپنے ماں باپ کی قبر کی یا ایک کی اوس میں سے
ہر روز جمعہ میں یا ہر ہفتے میں بخشش کیجاتی ہے واسطے اوسکے اور لکھا جاتا ہے
یعنی دیوان اعمال میں نیکی کرنے والا ساتھ ماں باپ کے فائدہ عورتوں کو
قبروں کی زیارت کے واسطے جانا منع ہے اسلیے کہ وہ بہت نرم دل اور بے صبر
ہوتی ہیں نزرات صدمے میں نا جائز جزع فزع کرنے اور رونے پیٹنے لگتی ہیں اور اکثر
نادان عورتیں بد عقیدگی کی وجہ سے ایسی جگہوں میں کفر و شرک میں مبتلا ہوجاتی
ہیں سوا اسکے جہاں کہیں عورتوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں اکثر شہدے بچے
بد وضع لوگ جمع ہوجاتے ہیں اور اسی طرح کے فساد کا اندیشہ ہوتا ہے اسی واسطے
ایسی جگہ جانے سے عورتوں کو شرع میں ممانعت ہے اور بعض علما اگرچہ اون کا
قبروں پر جانا مکروہ اور بعض جائز کہتے ہیں مگر حدیث شریف میں صاف ممانعت
وارد ہوئی ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ
یعنی بیشک لعنت فرمائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کی بہت
زیارت کرنے والی عورتوں پر اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے
پس اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ آپ نے زیارت کرنے والیوں کو ملعون فرمایا

اور جو بعض علما جائز کہتے ہین شاید اونکی وہ حدیث دلیل ہوگی جسکو امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت کُنتُ اَدخُلُ بَیتِیَ الَّذِی فِیهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّی اَضَعُ ثَوبِی وَاَقُولُ اِنَّمَا هُوَ زَوجِی وَاَبِی فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُم فَوَاللهِ مَا دَخَلتُهٗ اِلَّا وَاَنَا مَشدُودَةٌ عَلَیَّ ثِیَابِی حَیَاءً مِن عُمَرَ یعنی بی بی عائشہ نے کہا تھی مین داخل ہوتی اپنے گھر مین کہ اوسمین مدفون تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی مدفون تھے اوس حالت مین کہ تحقیق رکھتی مین یعنی اوتارتی بدن سے کپڑا اپنا یعنی چادر اور کہتی یعنی اپنے دل مین سوا اسکے نہین شان یہ ہے کہ مدفون ہین خاوند میرے یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرا باپ یعنی ابو بکر اور دونون اجنبی نہین ہین پس جبکہ دفن کیے گئے عمر رضی اللہ عنہ ساتھہ اونکے یعنی اوس مکان مین پس قسم ہے اللہ کی نہین داخل ہوئی مین گھر مین مگر مین باندہے ہوے ہوتی اپنے اوپر کپڑے اپنے واسطے حیا کے عمر سے کہ وہ اجنبی تھے ف آمین دلیل ہے اسپر کہ لحاظ میت کا کرے وقت زیارت کے مانند اوسکے لحاظ کے حالت حیات مین اور یہی ثابت ہوا کہ ضرورت کے لیے اگر عورتین اپنے عزیز وقریب کی قبرون پر جاوین تو کچہہ مضائقہ نہین لیکن رسم کے موافق مجمع کرکے جانا ہرگز نہ چاہیے اس لیے کہ یہ قطعا حرام ہے اور یہی معلوم ہوا کہ زیارت کے وقت میت کا اجنبی اور محرم ہونے کا بھی خیال

لحاظ رکہین یعنی زندگی مین اگر اوس سے پردہ تہا تو زیارت کے وقت بہی اوس سے پردہ کرین چادر وغیرہ اوڑہے رہین اور جو دنیا مین شرع کے موافق اوس سے پردہ نہ تہا تو اب بہی چادر وغیرہ اوڑہے رہنا ضرور نہین آج کل کے جاہل لوگ دین سے بیخبر جو قبرون پر جاکے روتے پیٹتے اور اونپر روشنی اور اونکا طواف کرتے ہین اور کپڑے اور پہولون کی چادرین اور غلاف وغیرہ اونپر چڑہاتے ہین اور شیرینی وغیرہ لیجاکے تقسیم کرتے اور میت سے مراد مانگتے ہین سو یہ سب افعال منع اور شرک و بدعت ہین پس مسلمان مرد اور عورتونکو چاہیے کہ جاہلیت کی رسمون کو چہوڑین اور شرک و بدعت کی باتون سے منہ موڑین اور کسی میت سے مدعا و مراد نہ مانگین گو انبیا اولیا ہی کیون نہون کونسی مراد ہے کہ اللہ تعالی نہین دیسکتا اور وہ غیر اللہ سے حاصل ہوتی ہے اونکا دیکہتا سنتا جانتا ہر چیز پر قادر اور زمین آسمان کا مالک ہے عرش سے فرش تک اوسی کی خلق اور اوسی کے قبضے مین ہے پہر ایسے مالک کو چہوڑ کے غیر سے اور وہ بہی مردہ کہ جس کو کسی طرح کی قدرت نہین اپنی مرادین مانگنا سوائے نادانی اور پریشانی اور دین کہونے اور شرک و کفر مین گرفتار ہونے کے کیا فائدہ اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے مسلمانون کو توفیق دے کہ وہ دین مین اپنی راے کو ہرگز دخل نہ دین بلکہ سنت کے موافق مردون کی زیارت کیا کرین اور جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سکہایا ہے ویسا ہی ہر کام مین برتاو

کرین بال برابر بھی اوسکے خلاف نکرین حضور زیارت سے فقط مردون پر سلام پڑہنا اپنے اور اونکے لیے مغفرت کی دعا اور اونسے عبرت حاصل کرنا تاکہ دنیا کی بے ثباتی اور اوس سے نفرت اور آخرت کا ثبات اور اوسکی محبت حاصل ہو اور مرتے وقت دنیا کا دہیان نہ آنے پائے آخرت کا خیال جارہے کلمہ شہادت پر خاتمہ بخیر ہو آمین

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و نعت و منقبت آل و اصحاب کے گذارش ہے کہ اس کتاب لاجواب کو نواب شاہجہان بیگم صاحبہ عالیہ والیہ بھوپال دام عزہا نے تالیف کیا اپنے قلم خاص سے لکھا اور اوسکی تحریر مین اپنے وقت عزیز کو کسی قدر صرف فرمایا جب کتاب مذکور تمام ہوئی مینے اول سے تا آخر اوسکو نظر غور سے ملاحظہ کیا نہایت دلچسپ خوش محاورہ صحیح المضامین پایا مین خیال کرتا تہا کہ نقش اول انکی تالیف کا ہے نظر ثانی مین ضرور حاجت محو و اثبات کی ہوگی لیکن جب دیکھا تو مسودہ مبیضہ سے بہتر پایا علماء پایہ تخت کے ملاحظہ کو دیا گیا اونہون نے بھی اس کتاب کو بہت پسند فرما کر تحفۃ التصدیق ثبت کیے فی الحقیقت کتاب اسم بامسمی ہے بیبیون کے لیے معلم شفیق ہے اطفال کے واسطے طبیب حاذق ہے جوانون کے واسطے سرمایہ ہدایت ہے پیرون کے لیے متاع سعادت ہے

مطالب اسکے غالباً موافق روایات صحیحہ کے ہین مقاصد اسکے مطابق احکام
نفع بہا کے یہ تقریر نسبت اس تحریر دلپذیر کے بے شائبہ تقریظ ہے آئین
نہ کچھ افراط ہے نہ تفریط ہے وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ کا ظہور ہے
ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ کا نور ہے اللہ تعالی اس کتاب کو زیور
حسن قبول سے آراستہ فرماوے اور جناب مؤلفہ دام عزہا کو اخلاق اسلامیہ
سنیہ سے ہمیشہ محلی رکھے اور مستورات و اطفال مسلمین کو توفیق اس
کتاب کے تعلم و تعلیم و عمل کی بخشے ع این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

العبد
صدیق حسن خان عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد حضرت رب الارباب جل جلالہ وعم نوالہ ونعت جناب رسالت مآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم واضح ہو کہ کتاب مستطاب تہذیب النسوان و تربیۃ الانسان
مؤلفہ خاص والدہ ماجدہ معظمہ مکرمہ جناب تاج ہند نواب شاہجہان بیگم
صاحبہ رئیسۂ دلاور ناظم طبقہ اعلاے ستارۂ ہند و والیہ بھوپال دام اقبالہا واجلالہا
احقر کے مطالعہ مین آئی فی الواقع اپنے باب مین نقطۂ انتخاب ہے آیات
قرآن مجید کا خلاصہ و خلاصہ ہے احادیث رسول کریم کا زبدہ و سلالہ ہے
دستور العمل نسوان ہے کارنامۂ بنی نوع انسان ہے دفتر اخلاق حکما اس مختصر کے

آگے گرویدہ دانشمندون کے حرف وحکایت کے بازار اسکے سامنے سرد ہین
سینے اس کتاب کو دیکھا تو اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال و جملہ اہل اسلام
کے واسطے ایک کارنامہ عافیت ودستور العمل نصیحت پایا مین چاہتا تھا کہ
بہت کچھ اسکی مدح لکھون لکن مختصر لکھنا مناسب سمجھا کہ خیر الکلام ما قل و دل
ایسی مان جیسے یہ میری مان ہین شاید ایسی مادر مہربان لاکھون مین کسیکو
نصیب ہوئی ہونگی مردون مین تو اہل علم وفضل سنے بھی جاتے ہین لکن
بیبیون مین اس جمعیت صفات حسنہ کی کوئی فرد مثل انکے اس زمانے مین
دیکھی نہ سنی یہ رسالہ قلم خاص کا مسودہ ہے کسی کی اسمین شرکت نہین الغرض ختم
رسالے کے والد ماجد و دیگر علمای بلد نے اس کتاب کو نہایت پسند کیا
مفید عام سمجھا اشاعت کے خواستگار ہوے و تخط تصدیق ثبت فرمائے چنانچہ
اب یہ کتاب دوبارہ طبع ہو کر مطبوع جملہ اہل عقل ونقل ہوئی اللہ تعالی اس
کتاب کے فوائد سے تمام عالم کو کامیاب فرمائے بمقابلہ ان احسانات و
تفضلات وقدر شناسی کے جو مجھ مسکین بن مسکین پر مبذول ہین بجز اسکے
بمضمون لئن شکرتم لازیدنکم ہر دم کلمات شکرگزاری سے رطب اللسان
رہون اور کیا مجھسے ہو سکتا ہے اللھم بارک لنا فی حیاتنا و جمیع حسناتنا
وبارک لنا فی ما اعطیتنا من بدیہا و دمر اعادیہا وادم ریاستہا ۵
ملک محض ست اگر لطف جہان آفرین ÷ خاص کند بندہ مصلحت عام را

العبد
نور الحسن خان عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان اللہ کتاب تہذیب النسوان جو کتاب تربیۃ الانسان ریختہ خامۂ صداقت نگار
جناب والا جاہ منظلہ عالی تبار تاج ہند نواب شاہجہان بیگم صاحبہ عالیہ
والیہ ریاست بھوپال دام مجدہا کیا نافع کتاب ہے جس سے ہر بی بی بچے
کو فوائد دین و دنیا نقد وقت نصیب ہو اردو میں آج تک ایسی کتاب جسمیں
اصلاح دارین فلاح کونین کے مراتب و آداب یکجا فراہم ہوں نہیں لکھی گئی
میری ثنا خوانی نسبت اس کتاب کے بعد ثبت ہونے دستخط اہل علم و برادر بزرگ
میر نور الحسن خان اور نظر ثانی والد ماجد جناب ہما اللہ تعالی کے گویا موجب حیرانی ہے
لکن محض بنظر ادائے حق شناسی کتاب اور اعتراف حق مادری حضور ممدوح
مستطاب میں بھی ان دو چار سطروں کو لکھکے بقول شخصے خون لگاکر
شہیدوں میں داخل ہوتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ مجھکو اور میرے متوسلین
کو اس کتاب فیض مآب سے فائدۂ عظیم حاصل ہوگا جس طرح جملہ مومنات و
مسلمات کو اس سے نفع کثیر حاصل ہوا ہے میں نے بھی لائق اپنی استعداد کے
اس کتاب کو صحیح مسائل سے مطابق احادیث صحیحہ کے موافق پایا اللہ تعالی
جناب عالیہ مؤلفہ کو اسکا اجر جزیل دارین میں عطا فرماوے اہل اسلام
کے نفع رسانی انکی دین و دنیا و مومنین میں تا حال ہے سو بقیت بقاء الدہر یا کہف اہلہ
وہذا دعاء للبریۃ شامل ۔

العبد ابو النصر میر علی حسن خان عفا اللہ عنہ

تنبیہین تحقیقات ذیل سنے اس کتاب تجہیز پیکر کو بغور نظر و امعان البصر بنظر
دریافت صواب وخطا دیکھا اور اصل مسودہ تحقیقی حضور عالیہ والیہ بھوپال
دام اقبالہا کو ملاحظہ کیا مقاصد کتاب مطالب خطاب کو غلطی سے مبرا خلل
سے معرا قرین صواب خلاصہ سنت دیکتا سب پایا وللہ الحمد ہمکو جگہ بر سے
افتخار کی ہے کہ ہم ایسی دانشمند سرکار دین پرور سردار کے تابعدار و نمکخوار
ہین جو زیور محاسن ظاہر مکارم باطن سے محلے انوار علم صوری و فضل معنوی سے
مجلے ہین بارک اللہ فیہم ولہم وعلیہم واحسن فی الدارین الیہم

العبد — سید محمد الہاشمی الجعفری القاضی بھوپال | العبد — محمد بشیر عفی عنہ

العبد — محمد عبد الحق عفا اللہ عنہ | العبد — [illegible]

العبد — سید عبد الباری ندوی | العبد — محمد حسن امروہی

خاتمۃ الطبع اول مع قطعہ تاریخ از سید حافظ حکیم مولوی اعظم حسین سلمہ اللہ تعالیٰ

حمد و ثنا اوسی کو زیبا ہے جسنے ایک مشت خاک کو اپنے انواع قدرت کے
اظہار کا خاکہ بنایا ایک قالب سے ہزاروں صورتین پیدا کرکے اپنے کمال
صنعت کا نمونہ دکہایا فتبارک اللہ احسن الخالقین درود و نامحدود او ذات
رحمت آیات پر جسکی رہنمائی سے اب تک ایک گروہ سیدھی راہ پر چلتا ہے
اور قیامت تک چلتا رہیگا اوسکا دین متین ایک ہی لڑی میں مدار پہ ہے اگرچہ

سعادت نیابت کا رنگ بدلتا ہے اور ہمیشہ ترقی رہیگا محمد سید الانبیا و آخرین
صلے اللہ علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین بعد اسکے یہ مجال نا فعہ جس کا نام
تہذیب النسوان و تربیۃ الانسان ہے دانشمندون نے انصاف کا
خواستگار ہے ارباب بصیرت ہے ادراک حقیقت کا طلبگار ہے حکمت
کے بہت سے مسائل ہین لیکن بحث خاص ہین جن کی حقیقت نامہ سے یہ
کتاب کے آشکار ہے کوئی مجموعہ اس جامعیت کے ساتھہ کسی نے نہ دیکھا
ہوگا خاص عورتون اور بچون کے واسطے کسی نے نہ بنایا دستور العمل ہدایت و
تہذیب کا نہ بنایا ہوگا جن کو اپنی اولاد کی حسن تربیت منظور ہے اون کو
ان قواعد سراسر فوائد پر عمل کرنا ضرور ہے قواعد طب بانی کو مسائل طب نسائی
کے ساتھہ ارتباط دیا ہے تدبیر ابدان و تہذیب اخلاق دونون کا سامان فراہم
کیا ہے الغرض دیکھنے سے آنکھین کھلتی ہین کہ یہ فرہنگ دانش آموز ہی
کیا ہے سمجھنے سے سمجھہ مین آتا ہے کہ اس معجون کی یکجائی کرکے بنایا ہے مگر یہ دن کا
کام ہے جس کے زمانہ حکومت مین ہر ایک ہنر کو روز بازار ہے اقبال و دولت
متاع علم کا خریدار ہے یعنی ماہ منیر آسمان عصمت مہر جہانتاب جہان جاہ و
دولت حدیقہ آرای گلشن اقبال بہار افزای گلبن اجلال کسری نشان کشور
عدل و داد محمل نشین کاروان صلاح و رشاد و فرخ لقب عالی علم و لایت نژاد
سیادت توام جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کروان آنت ان عنہا برین

دلاور اعظم طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند رئیسۂ بھوپال ادامہا اللہ بالعز والاقبال کہ
باوجود مشاغل جہانبانی و مہمات مملکت رانی جسکا ہر دم ہجوم اور رات دن
ازدحام ہے ایسی کتاب کا لکھنا اونہی کا کام ہے بعد ترتیب و تہذیب کے
حضرت رفیع المنزلت ناقد سخن ماہر ہر فن و سادہ آرائے امارت
علم افزا امانت ہدایت روش افادت منش ورتی پسند راستی پیوند
روشن دماغ حقیقت سراغ والا خطاب معلے القاب حضرت والا جاہ
امیر الملک نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر دام لہ المجد والتفاخر
نے اوسکو اول سے آخر تک ملاحظہ کیا نہایت پسند کر کے قابل اعانۂ انام
و افادۂ خاص و عام سمجھا اس لیے بحکم جناب مؤلفۂ عالی وقار والا تبار تصحیح
علامۂ بزرگی نہاد فضیلت بنیاد جامع ملکات حمیدہ ابو الحسن سید ذو الفقار احمد
حماہ اللہ الاحد و شرکت المعی بالغ نظر فطانت اثر تحقیق پیشہ تدقیق پیوند
حافظ محمد احمد عافاہ اللہ الصمد و بکتابت مورد مراحم رؤف رحیم منشی محمد عبد الرحیم
سلمہ اللہ تعالی یہ صحیفۂ حکمت نصاب ہدایت مآب مطبع صدیقی میں
طبع ہو کر مطبوع طبائع اجلام منظور نظر دانشوران عالی مقام ہوا

قطعۂ تاریخ طبع اول تہذیب النسوان و سال تالیف

بجم حشمتم شاہ جہان بیگم کہ ہے — سر پر اوسکے سایۂ فضل خدا
اوسکے بخشش کے بحر سے پیدام — گنج قارون قرض لیتا ہے گدا

جس کو کہتے ہین لوگ اب — جانتے ہین کیمیا گر برملا
کاروبار فتنہ اوسکے عہد مین — زلف خوبان کی طرح برہم ہوا
وہ کرامت کیش جسکے عفو سے — جرم مجرم کا کہیں نام ہے خطا
پرورش اوسکی یتیمون کو بہی — بہولکر رونے نہین دیتی بکا
تیغ سے اوسکے سر کفار نے — سجدۂ حق خاک پر گر کر کیا
روز میدان اوسکے لشکرگاہ مین — قلب وقت آکر اوٹہاتا ہے لوا
گلفشان اوسکے ہواخواہون پہ ہے — موسم گل کی طرح صیف و شتا
اوسکے اعدا کو نہین ہے سازگار — بوستان زیست کی آب و ہوا
یہ رسالہ اوسکی تصنیفات سے — عورتون کے واسطے ہے رہنما
وہ قواعد ہین کہ گر اوسپہ چلین — ہر مرض سے عورتین پائین شفا
دولت آرام تن جو حاصل کرین — حفظ صحت کی بنا ہین کیمیا
وہ ضوابط جس سے لڑکون کی بہم — نخل عقل پیدا ہو رسا
پرورش جس طفل کی ہو اسطرح — ہو جوانی تک نہ محتاج دوا
عافیت کی گود مین سوتا رہے — مہد صحت مین کرے نشو و نما
اس زمانے مین بفضل ایزدی — ختم ہو کر جب مرتب ہو گیا

خامۂ مشکین رقم نے سال ختم
لکہدیا آئین تہذیب نسا
۱۳۰۰ھ

خاتمۂ کتاب مع قطعۂ تاریخ از منشی سید جمیل احمد سہسوانی سلمہ اللہ تعالیٰ

حمد اوس صانع بیبدل کو سزاوار ہے جسنے مشت خاک سے انسان کو بنایا فہم و
فراست کا مظہر ٹھیرایا جل جلالہ و عم نوالہ نعت اوس نبی مرسل کو شایان ہے جسنے
بنی آدم کو جہل و ضلالت سے بچایا علم و ہدایت کے رستے سے لگایا
صلے اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین بعد اسکے مخدرات کو نوید اطفال کو بشارت عافیت
جاوید کہ ان ایام فرخی انجام مین یہ کتاب حکمت مآب طبیب جسمانی متکفل تربیت
انسانی مربی اطفال جہان ادب آموز زنان موسوم بہ تہذیب النسوان
و تربیۃ الانسان نتیجۂ قلم اعجاز رقم جناب عفت مآب مظہر فرہنگ و فراست
مصدر فہم و کیاست ترافع اعلام شہریاری موجب تزئین ملکداری فریدون فر
سکندر در فلک سریر ملک تسخیر حاتم نوال فرخندہ خصال ثانی صاحبقران ثانی
بانی آئین خسروانی مروج آیات الٰہی موسس سالت پناہی نبذۂ نوع آدم
خلاصۂ اہل عالم حضور پر نور نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کرون آمنہ اللہ یا
رئیس والا و اعظم طبقۂ اعلای ستارۂ ہند و رئیسہ بھوپال دامہا اللہ بالاقبال بعد
نظر ثانی جناب ممدوحہ بار دیگر مطبع فیض منبع صدیقی واقع دار الاقبال بھوپال
مین بتصحیح تجربہ نما فضیلت دستگاہ مجمع مکارم لاتعد مولوی سید محمود ذو الفقار احمد
سلمہ اللہ الاحد و بکتابت منشی فضل خداوند کریم محمد عبد الرحیم و اوارث النشر گنگا
حافظ محمد کرامت اللہ طبع مدیریہ مولی مطبع الصبح چہ صغیر و کبیر مہدی ان آمنہ

خون نکرونگا حق بات کہکر ہونگا واقعی بے نظیر کتاب ہے اپنی صفت
مین لاجواب ہے تنہا مین ایسے سنے ہین کہ دیکھے ہین نہ شنیدہ ہین
دیکھے جس کا جی چاہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے ۔
مؤلفہ تاجدار کامگار نے اپنے ہم جنسون کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے کہ ہمارا دیا
شفقت پدری کو بھلا دیا ہے مستورات ہند مین بے دینی بے خبری بے تمیزی
بے سلیقگی جہل نادانی کون کونسی بلا نتھی مگر افسوس کسیکے پاس بھی ان امراض
کی چہ دوا نتھی ہماری سرکار فیض آثار نے ایسا مسہل شافی حقیقہ کافی تجویز
فرمایا کہ جس سے اکثر مریضون نے نفع کامل اوٹھایا دینی عادت اصلاح طبیعت
کی ایسی عمدہ تدبیرین بتائین کہ کسیکے خیال مین گذرین نہ سننے مین آئین کتاب
کیا ہے اچھی خاصی رہنما ہے زچاؤن کے لیے قابلہ مہربان ہے بچون کے
لیے طبیب مسیحائی زمان ہے تربیت اولاد کے آئین دلنشین و دینداری کے
مضامین مقبول کہین ہین عبارت کی خوبی بیان لطف معانی کی خوش اسلوبی
واہ واہ خداوند کریم اسکے پڑھنے والونکو بہرہ مندی بخشے مؤلفہ عالیجناب کو
روز افزون بخت بلندی کرامت فرماوے آمین

طالع فیروزای شاہجہان روز اول	کچھ ترے حصے مین آیا کچھ سلیمانکو ملا
تیرا سامان امارت دیکھکر کہتی ہے خلق	یہ حشم فغفور نے پایا نہ خاقان کو ملا
لاف والا پائگی اور وہ بھی تیرے سامنے	مرتبہ کس کو ملا ہے ایسا ہیچ گردان کو ملا

کیا بیان ہو تیری بخشش کا کہ ہم آشوب ہیں — سنتے ہیں خلعت فلاں کو اور بہماں کو ملا

بیچ نہ رہی تھی تجھ سے جو رفعت ملی افلاک کو — تجھ سے جو باقی رہا تھا فیض یاران کو ملا

پھیلتی تھی تجھ سے ملنے کی ہوا تجھ سے سبیل — کہدیا چاؤش سے مل جا کے دربان کو ملا

ہاتھ کہتا ہے ترا سائل سے ہنگام کرم — اور بھی دامن میں سیکر جیب و داماں کو ملا

تیری کوشش سے ہوئی اسلام کی قوت دو چند — ذات سے تیری شرف ہر اک مسلماں کو ملا

اٹھ گئیں یکسر بحث و نیات رسوم شرک و — زور تیرے عہد میں یہ دین و ایمان کو ملا

میں فصاحت سے کے تیری قدر کی ہی پتا — واہ کیا استاد سے تنخواہ نسوان کو ملا

ہو گئی واقع میں مستورات کی اصلاح حال — جامۂ انسانیت گویا کہ حیوان کو ملا

قابلہ بہنوں کے ہاتھ آئی یہ تحفہ بیٹیوں کے لیے — چارہ گر پیسے تجھے بچوں کے درمان کو ملا

تربیت اطفال کی اک سخت مشکل کام تھا — اس کی آسانی کا نسخہ تجھ سے ویران کو ملا

بامزہ ہے فقرہ فقرہ با حلاوت لفظ لفظ — لطف اس شیریں سخن کا ہر سخندان کو ملا

طبع کی تکرار سے لطف اس کا دونا ہو گیا — ذائقہ قند مکرر کا ہر انسان کو ملا

اس کے چھپنے کی لکھی تاریخ عینی نے جمیل — تیشیق اوستاد ادب آموز نسوان کو ملا

۱۳ ۶

قطعہ تاریخ دیگر

یہ نسخہ کیا ہے گویا کیمیا ہے — نہ کیونکر منتفع ہو اس سے عالم

جو چاہی طبع کی تاریخ عینی

کہا دل نے مرے اکسیر اعظم

قصیده که مدحیه تهنیت لف دفتر مرتب از منشی سید جمیل احمد سلمه الله تعالی

بتی دارم بجور و غمزه و آزار تو سرکش | دلیر و شوخ و بیباک و قیامت باز و تاگر
بقد طوبی بلب جان بسنبل بخط ریحان | بچشم آهو بتن لولو بروی شیر تکبو آور
دل و طبع و دهان و جبهه و گیسو بدین سو | چو سنگ و نازک و تنگ و فراخ و اسود و لاغر
درخشیا نشتر و ابرو تیغ و لبهایش و نرسین | دو بادام و دو نیشتر و دو یاقوت و فندق سلیو
دهن غنچه کمر رشته زبان سوسن و خط دربان | بتسکم دیباج ساعد عاج بمو عنبر گلو و بسر
فسون ساز و خود آرای فریب انگیز و جفا کیش | جفا کار و وفا دشمن کرم سوز و ستمگر
بیک غمزه بیک عشوه بیک جلوه بیک ایما | تا اندجان رباید دل و بیم حشر کند
نگاه و چشم و رویش زهر و قهر و مهر سبحمر | قد و ابروی مژگانش خدنگ و خنجر و نشتر
و زو بهر وی می نوشی و شوق و ذوق میارید | بدل شوخی به مستی بلب نغمه بکف ساغر
بدل از بیوفائی و جفا و رنج و استغنا | نشانه ناوک تیر بین گذارد تیغ و خنجر
همه از زلف و چشم و قد و رفتارش بهم | اگر آفت اگر آشوب اگر فتنه اگر محشر
درین کلفت درین محنت درین مشکل درین افغان | کجا مونس کجا همدم کجا یار و کجا یاور
من دیوانه دعوی خاسر آشفته و سودا | دلم پر درد و آهم سرد و چشم نزار و زار و لکم تر
ولی دانم که در دوران عدل این سلطان | نه گیرد عشوه را شیرین نه سوزد کاه را اخگر
عجب گر بر آید گرد حال در روزگار من | بکار و بسیج و من سراح و داد آقائی من جا کر
زهی شاه جهان بیگم که توصیف و ثنای | همای عقل را معراج مرغ فکر را شهپر

فروغ دودهٔ دولت چراغ خانهٔ صولت مطیع خالق اکبر معین دین پیغمبر

رفیق عالم معنی و عصفور و شیر و موش و مور آمد ز عدل او بیکجا باز و گرگ و گربه را خوردر

بود نامش باین قدر و وقار و شوکت مطالع چه فغفور و چه خاقان و چه دارا و چه اسکندر

جهان فیروز نشاط و عدل و عز و جاه کی آمد فریدون و جم و نوشیروان و خسرو و قیصر

بعلم و حلم و مال و ملک و زور و زر بسیار او عدیل و مثل و همتا و سهیم و ثانی و همسر

برید از خصم صبر و خنجر و گرز و حسام او توان از دل دل از سر پا و دماغ از تحقیقت اینسر

بنجوم مطلع روشن که در تابش فروغ و ضو زبان طعنه بگشاید بخورشید و مه و اختر

بصد و راست از بیم و ترس تیغ و خنجرش ابتر
سمند از زمین و زمین اخترانش از لطف و لطن ازبر

بود فکر و خیال و رای لطف و بذل و نشان او بلند و نازک و محکم عمیم و وافر و بی‌مر

ز دستان ای حق گو حق شنو حق بین قوی سیما دل و دست و زبان و گوش و چشم و بازو و پیکر

بود هم پیکار فرق و صدر و گشت و پهلوی خصم شر زند گرز و قلم شیر و تیر و تیغ و دشنه و خنجر

غلام و خانه زاد و چاکر و خدمت گزار او شها یا جاه ارسطو عقل رستم تن فریدون فر

کنیز و خادمه بر ده پرستنده راه ملوک سنبر و رفتنا تهمینه نوشابه همه شکر

در اقبال و دیوان کرم بزم و ایوان ما زحل دربان عطارد و شیر مشتری زهره خنیاگر

قوی بازو قوی بخیه قوی پیکر قوی هیکل جوان دولت جوان همت جوان طالع جوان اختر

نکو سیرت نکو خوئی نکو کار نکو گفتار کرم پیشه کرم خصلت کرم گستر کرم پرور

سخن بهر و سخن گوی و سخن دان و سخن پیرا ۔ سخن فهم و سخن سنج و سخن دان سخن گستر

سلیمان جاه و قاآن آن و نوشیروان بهمن تن ۔ سیاوش وش کیارش فر تقلید ... شعله فر

دهد بخشد فشاند ریزد از گنجینهٔ احسان ۔ اگر سیم و اگر زر و اگر لعل و اگر گوهر

پر از مشک و عقیق و نقره و دینار می‌بخشد ۔ و دو صد پیل و دو صد اشتر و دو صد اسپ و دو صد استر

بهر جایش بهر حالش بهر عزمش بهر کارش ۔ خدا حافظ خدا ناصر خدا حامی خدا یاور

عدو را از نهیب سطوت قهر و جلال او ۔ فغان بر لب جان بر کف قضا بر سر کفن در بر

غم و قدر و حیات و فکر و مغز و چشم بدخواهش ۔ گران بار و سبکسار و کم و بسیار و خشک و تر

بدورش چار چیز از چار جا برخاست یکسر مرفوع ۔ نم از چشم و غم از جان و هوا از دل بجان از سر

تهی گشته ز انعام و سخا و بذل و اکرامش ۔ عدن از در زمین از گنج کوه از لعل کان از زر

کفش سامی جود و عطا و بخشش و فیضان ۔ ز هر خفته و هر جسته همه یاد و همه از بر

حضور مهر و لطف و شفقتش بر طاق نسیان شد ۔ جهان مهر پدر لطف برادر شفقت مادر

جهان آرا بود در حکم و نظم و بزم و در رزم دوران ۔ توئی نوذر توئی نادر توئی اکبر توئی بابر

همی ارزد همی زیبد همی شاید همی باید ۔ ترا ملک و ترا دولت ترا تخت و ترا افسر

الا تا بالد و بارد الا تا خیزد و ریزد ۔ شجر از باد و آب از ابر و بو از گل و مل از ساغر

تو یابی در جهان از فضل و عون حضرت یزدان ۔ حیات خضر فرمان سلیمان تخت اسکندر

مبارک باد خصم و حاسد و بدخواه و بدگو را ۔ دل سوزان چشم گریان سر غلطان تن لاغر

توام بانی خطاپوش و عطاکوش و کرم فرما ۔ منت باشم دعاگوی ثناخوان و ستایش گر

صحت نامہ تہذیب النسوان و تربیۃ الانسان

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳	۱۰	آنقا	آناً قاً	۱۱۵	۱۱	ہونا	ہوتا
۵	۱۴	سنکنے	سینکنے	۱۱۰	۱	تنزل	نزل
۷	۱۶	ڈھیلے	ڈھیلے	۱۲۲	۱۳	صالح	صلاح
۱۰	۱۴	نواب	ثواب	〃	۱۶	[illegible]	[illegible]
۱۸	۱	اناج	اناج وغیرہ	۱۳۱	۱۵	تو ثابت	ثابت
۲۵	حاشیہ	شرح	+	۱۳۳	۸	آبناء	آبنائے
〃	۱۱	کہا	کہانا	۱۳۴	۱۳	ادای بعد	بعد ادای
۲۸	۶	ندبیر	تدبیر	۱۴۰	۱۶	جبت تک	شب تک
۲۹	۱۶	آدبکائی	اُدبکائی	۱۴۸	۳	صنوا	منوا
۳۳	۱	آقامت	آقامت وغیرہ	۱۵۸	۶	عنہ	عنہا
۴۱	۲ حاشیہ	خاک	ناک	۱۶۴	۸	کرتے	رکھتے
۴۷	۱۳	البرّ	البرّ	۱۶۱	۱۰	پیدائش	اللہ تعالیٰ کی پیدائش
۵۲	۱۴	مکفی	مکفیّ	۱۶۲	۷	واوسکا	ہوا وسکا
〃	۱۵	دبنا	دبّنا	۱۶۵	۱۷	استاد	استاد کو
۸۶	۱۱	گیا	کیا گیا	۱۹۳	۶	آیک	ایک
۹۶	۶	الخبیر	الخبیر	۲۰۱	۷	معدو	معدود

صفحہ	سطر	غلط	صواب
۲۰۳	۱۳	بیال	ایال
۲۱۰	۱۷	الگی	انگلی
۲۱۶	۹	بیٹے	بیٹھے
۲۲۹	۱۳	زیادو	زیادہ
۲۳۰	۳	اندازسے	اندازے
۲۳۶	۹	مین	میں
۲۵۸	۴	تعلوب	تعلوب
۲۶۳	۱۴	یا مایکم	یا ینایکم
۲۶۷	۱۱	پہر	+
۲۷۲	۴	ایہا	اچہا
۲۷۹	۱۰	تتصکم	تعصکم
۲۸۹	۱۲	فرارہ	فرارد
[illegible]	۱۵	اشیطان	شیطان
۳۰۳	۱۰	بچے	بچے کو
۳۰۶	۲	بنا	جنا
۳۱۳	۲	بکرینا	بکریا
〃	۴	چاورت	چا چاوسے
۳۲۲	〃	اطلاق	طلاق
۳۲۲	۱	جائز	حلال
۳۲۶	۴	دیکہا	دیکہکا
〃	۶	دیکہا	دیکہا
۳۲۷	۱۷	خیال کرینا	خیال کریں
۳۳۱	۲	یعسّرلکا	یفسّرلکا
۳۳۷	۱۶	کتابالاب	اکی دنی
۳۰۸	۱۱	چہر	پہر
۳۹۰	〃	نشل	نسل
۴۰۲	۱۰	بیجا	بہیجا
۴۰۳	۹	تکوا	تکوا
۴۰۹	۱۴	سعد	سامری جلد
۴۱۱	۱۰	مروتکو	مروت کے
۴۲۱	۲	ہو	ہوا
۴۲۳	۳	آتا	اتا
۴۲۴	۱۴	تی تضع	تو تضع
۴۲۵	۴	صلی	صلتی
۴۳۶	۹	ادسیرتارینا	اوسکا لیاں

صواب	خطا	سطر	صفحہ		صواب	خطا	سطر	صفحہ
البَقِیع	البُقیع	۱۶	۴۶۹		رَبَاحٍ	رَبَاح	۱۶	۴۳۹
بیٹھنا	بیہتا	۶	۴۷۱		سُجُّدٌ	سُجِّدٌ	۱۳	۴۵۸
آمَشِی	آمُشِی	۹	〃		سُجُّدٌ	سُجِّدٌ	〃	〃
〃	〃	۱۰	〃		دونونکو	دوان کو	۱۲	۴۶۷
شہدی	نہدی	۹	۴۷۲		عنہ	عنہا	۱۷	〃
انتّخاب	انتخاب	۱۴	۴۷۴		لَعَبْتُکُم	لَھُبْتُکُم	۱	۴۶۸

تمت

